www.KitaboSunnat.com

نشانِ حیدری

تاریخ ٹیپو سلطان

تصنیف: سیّد میر حسین علی کرمانی

ترجمہ: محمود احمد فاروقی

نشانِ حیدری

سلطان شہید کی شہادت کے صرف آٹھ سال بعد لکھی گئی۔

اِس تذکرہ کے تمام حالات و واقعات چشم دید، مستند اور مفصّل ہیں جو بلا کسی رنگ آمیزی کے قلم بند کیے گئے ہیں ــــ

اِس کی تاریخی اہمیّت یہ ہے کہ اس کے بعد جس نے بھی سلطان ٹیپو پر کچھ لکھا، نشانِ حیدری کو ماخذ بنایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

MFN
3014

نشانِ حیدری

DEPTT. OF ISLAMIC STUDIES
14336
No. 6.1.82
P.U. UNIVERSITY LAHORE

تاریخ
ٹیپو سلطان

تصنیف
سید میر علی کرمانی

ترجمہ
محمود احمد فاروقی

www.KitaboSunnat.com

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز
لاہور ـــــ حیدرآباد ـــــ کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

Isl. Biog
14336

طابع ۔۔۔۔۔۔ شیخ نیاز احمد
مطبع ۔۔۔۔۔۔ علمی پرنٹنگ پریس ۱۷۔ ہسپتال روڈ، لاہور
قیمت ۔۔۔۔۔۔ /25 روپے

ناشرین
شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز
ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی۔ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۱۶
	باب ۱	
۲	سلطان شہید کے آباؤ اجداد	۲۳
۳	شیخ محمد علی	۲۴
۴	ہندوستانی فوج کا حملہ	"
۵	شیخ فتح محمد	۲۶
۶	فتح محمد کے کارنامے	۲۷
۷	حیدر علی کی پیدائش	۳۰
۸	بالاپور کی لڑائی	۳۱
۹	فتح محمد کی شہادت	۳۲
۱۰	نقارہ کی قید	۳۲
۱۱	شہباز صاحب	۳۵
۱۲	پالیکار میسور	"
۱۳	حیدر صاحب کی وفات	۳۶
	باب ۲	
۱۴	حیدر علی خاں بہادر	۳۷
۱۵	پایان گھاٹ کی مہم	۳۸
۱۶	ٹیپو مستان ولی	۳۹
۱۷	ٹیپو سلطان کی ولادت	"
۱۸	کرناٹک کی مہم	۴۰
۱۹	۱۱۶۵ھ کے واقعات	۴۱
۲۰	ترچناپلی کا معرکہ	۴۲
۲۱	نندراج کی ناکامی	۴۵
۲۲	مرہٹوں کا حملہ	۴۶
۲۳	نندراج کی پریشانیاں	۴۷
۲۴	دارالسلطنت کو واپسی	۴۹
۲۵	فوج کی سپہ سالاری	۵۱
	باب ۳	
۲۶	مرہٹوں کی شکست	۵۲
۲۷	مرہٹوں کا فرار	۵۳
۲۸	پانی پت کا سانحہ	۵۴
۲۹	جمعداروں کی سرکشی	"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۰	قلعہ بنگلور پر قبضہ	۵۵
	باب ۴	
۳۱	نندراج کی سبکدوشی	۵۸
۳۲	فرانسیسیوں کی مدد	۶۰
۳۳	اسد خاں کی بہادری	"
۳۴	بارہ محل اور پلچیری کے واقعات	۶۱
	باب ۵	
۳۵	کھنڈی راؤ زناردار کی شورش	۶۳
۳۶	حیدر علی خاں دشمنوں کے نرغہ میں	۶۴
۳۷	بنگلور کو خفیہ روانگی	۶۶
۳۸	مرہٹہ فوج کی آمد	۶۷
۳۹	نندراج سے سلسلہ جنبانی	۶۸
۴۰	مرہٹوں کے نام نندراج کا خط	۶۹
۴۱	مرہٹوں کی واپسی	۷۰
۴۲	زناردار کا فرار	۷۱
۴۳	زناردار کی شکست	"
۴۴	پایۂ تخت کی طرف کوچ	۷۲
	باب ۶	
۴۵	حیدر علی خاں کی خود مختاری	۷۳
۴۶	نظم ونسق کی بحالی	۷۵
۴۷	نندراج کی واپسی	۷۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۸	چند دن بنگلور میں	۷۶
	باب ۷	
۴۹	صوبہ سرا اور بالاپور کی تسخیر	۷۸
۵۰	بسالت جنگ کی فوج کشی	"
۵۱	صوبہ سرا پر تسلط	۸۰
۵۲	نواب بہادر کا خطاب	۸۱
۵۳	بالاپور پر فوج کشی	۸۳
۵۴	قلعہ بالاپور کا محاصرہ	"
۵۵	مرار راؤ کی فتنہ انگیزی	۸۴
۵۶	قلعہ پر قبضہ	۸۵
۵۷	کوہ مٹرک سرا پر لشکر کشی	۸۷
۵۸	کوہ نندی کی فتح	"
	باب ۸	
۵۹	بدنور کی فتح	۸۸
۶۰	جنت ارضی	"
۶۱	بدنور کی رانی	۸۹
۶۲	چیتل درگ پر قبضہ	"
۶۳	بدنور پر فوج کشی	۹۰
۶۴	نگر کی طرف پیش قدمی	"
۶۵	قلعہ نگر کا محاصرہ	۹۱
۶۶	رانی بدنور کی بہادری	"
۶۷	خطرناک اقدام	۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۸	حیدر نگر	۹۳
	باب ۹	
۶۹	**افغانوں کی شورش**	۹۴
۷۰	سورائی درگ کی مہم	۹۵
۷۱	رائے درگ کی فتح	〃
	باب ۱۰	
۷۲	**مرہٹوں کا صوبہ سرا پر قبضہ**	۹۷
۷۳	پہلا مقابلہ	۹۹
۷۴	بالا پور پر قبضہ	۱۰۱
۷۵	حیدر علی خاں میدان میں	〃
۷۶	کامیاب شبخون	۱۰۲
۷۷	پیمانِ صلح	〃
۷۸	بازیافتہ علاقوں کا انتظام	۱۰۴
۷۹	نواب دلاور خاں	〃
۸۰	نگر کو روانگی	۱۰۵
	باب ۱۱	
۸۱	**مرہٹوں کا دوسرا حملہ**	۱۰۷
۸۲	معرکہ ساؤنور	〃
۸۳	خونریز لڑائی	۱۰۸
۸۴	طنبورہ کی کرامت	〃
۸۵	گوپال راؤ کی غارت گری	۱۰۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۶	مرہٹوں کی واپسی	۱۱۰
	باب ۱۲	
۸۷	**کلیکوٹ کی فتح**	۱۱۲
۸۸	پالیکاروں کی سرکوبی	۱۱۳
۸۹	معرکہ عقرب	〃
۹۰	ٹیپو میدانِ جنگ میں	〃
۹۱	پالیکار کی اطاعت	۱۱۴
۹۲	کلیکوٹ کی مہم	〃
	باب ۱۳	
۹۳	**ترنبک راؤ مرہٹہ کی فوجکشی**	۱۱۷
۹۴	مرہٹوں کا سیل بے پناہ	〃
۹۵	وحشیانہ یلغار	۱۱۸
۹۶	میل کوٹہ کی لڑائی	〃
۹۷	تباہ کن مقابلہ	۱۱۹
۹۸	توپ خانہ نرغہ میں	〃
۹۹	ہولناک تباہی	۱۲۱
۱۰۰	ٹیپو سلطان کی گمشدگی	۱۲۲
۱۰۱	محمد علی کمندان کی بہادری	〃
۱۰۲	ایک حیرت انگیز دعوت	۱۲۳
۱۰۳	دلچسپ قیدی	۱۲۴
۱۰۴	پٹن پر یلغار	〃
۱۰۵	محمد علی کمندان کا حملہ	۱۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۶	خونی تہوار	۱۲۶
۱۰۷	مرہٹوں کی پسپائی	۱۲۷
۱۰۸	ایک کامیاب حملہ	۱۲۸
۱۰۹	نوعمر ٹیپو کا کارنامہ	۱۲۹
۱۱۰	ایک دلچسپ دھوکہ	۱۳۰
۱۱۱	مصالحت کی کوشش	۱۳۱
۱۱۲	کندان نگر کی مہم پر	۱۳۲
۱۱۳	اذانِ مردِ مومن	۱۳۳
۱۱۴	دشمن کا جذبۂ تحسین	۱۳۴
۱۱۵	ٹیپو کا کامیاب حملہ	〃
۱۱۶	مرہٹوں کی واپسی	۱۳۵
	باب ۱۴	
۱۱۷	**مرہٹوں کا چھٹا حملہ**	۱۳۶
۱۱۸	نانا فرنویس کی کارگزاری	〃
۱۱۹	راگھوبا کی پریشان حالی	۱۳۷
۱۲۰	قلعہ دارِ سرا کی ہٹ دھرمی	۱۳۸
۱۲۱	ٹیپو سلطان سرا کی مہم پر	〃
۱۲۲	راگھوبا کا فرار	۱۳۹
۱۲۳	حیدر علی خاں کی لشکر کشی	〃
۱۲۴	دھارواڑ کی دلچسپ مہم	〃
۱۲۵	پُراسرار کارروائی	۱۴۰
۱۲۶	سرنگا پٹن کو واپسی	۱۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب ۱۵	
۱۲۷	**انگریزوں سے مقابلہ**	۱۴۳
۱۲۸	ناظمِ دکن کی فوج کشی	۱۴۴
۱۲۹	انگریزوں کی ریشہ دوانیاں	〃
۱۳۰	ایک اہم ملاقات	۱۴۵
۱۳۱	چنگم گھاٹ کی لڑائی	۱۴۶
۱۳۲	ترنامل کا معرکہ	۱۴۷
۱۳۳	نواب بہادر اور ناظمِ دکن کی ملاقات	۱۴۸
۱۳۴	آب نور گڑھ کی لڑائی	۱۴۹
۱۳۵	خونریز مقابلہ	۱۵۰
۱۳۶	انگریزوں کا شبخون	۱۵۱
	باب ۱۶	
۱۳۷	**رکن الدولہ کی فتنہ انگیزی**	۱۵۳
۱۳۸	کرناٹک پر انگریزوں کی فوج کشی	۱۵۴
۱۳۹	تشویشناک خبریں	〃
۱۴۰	ٹیپو سلطان انگریزوں کے مقابلہ پر	۱۵۵
۱۴۱	بالا گھاٹ کا محاذ	۱۵۶
۱۴۲	معرکۂ کرڈر	۱۵۷
۱۴۳	قلعہ ہردر پر قبضہ	۱۵۸
۱۴۴	جھسکوٹہ کی جنگ	۱۶۰
۱۴۵	انگریزوں کی پسپائی	۱۶۱
۱۴۶	صلح کی سلسلہ جنبانی	۱۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب ۱۷	
۱۴۷	**کڑپہ کنول اور بلاری پر لشکر کشی**	۱۶۵
۱۴۸	حاکم کڑپہ کی سرکوبی	″
۱۴۹	بیگن پلی کا محاصرہ	۱۶۶
۱۵۰	کنول پر فوج کشی	″
۱۵۱	پیرِ بے کرامات	۱۶۷
۱۵۲	بلاری کی مہم	۱۶۸
۱۵۳	بیجانگر کا رجواڑہ	۱۶۹
۱۵۴	افیونی پالیکار	″
	باب ۱۸	
۱۵۵	**جشن طرب**	۱۷۱
۱۵۶	ٹیپو سلطان کی شادی	″
۱۵۷	لڑکیوں کا عقد	۱۷۲
۱۵۸	صاحبزادی کا نکاح	″
۱۵۹	نظم و نسقِ مملکت	″
۱۶۰	فوجی تنظیم	″
۱۶۱	خبر رساں اور جاسوس	۱۷۳
	باب ۱۹	
۱۶۲	**مرہٹوں کا ساتواں حملہ**	۱۷۴
۱۶۳	خونی دسہرہ	″
۱۶۴	غیبی فتح	۱۷۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۵	گھونسا بمقابلہ دھونسا	۱۷۶
۱۶۶	مغل فوج پر شبخون	۱۷۷
۱۶۷	نائیک کا پُر اسرار فرار	″
۱۶۸	دس لاکھ روپیہ	۱۷۸
۱۶۹	دھونسا کا فرار	″
۱۷۰	مرار راؤ کی شرارت	۱۷۹
	باب ۲۰	
۱۷۱	**فتنہ انگیز مرار راؤ کی گرفتاری**	۱۸۰
۱۷۲	مرار راؤ کی شرارتیں	″
۱۷۳	کوہ گتی پر چڑھائی	۱۸۱
۱۷۴	قلعہ گتی کا محاصرہ	″
۱۷۵	مرار راؤ کی گرفتاری	۱۸۲
۱۷۶	نائک سال	″
۱۷۷	محمد علی کمندان پر عتاب	۱۸۳
	باب ۲۱	
۱۷۸	**چیتل درگ کی فتح**	۱۸۴
۱۷۹	پالیکار درگ کی فتنہ انگیزی	″
۱۸۰	پالیکار شوم شنکر کی عیاری	″
۱۸۱	کارپرداز کا قتل	۱۸۵
۱۸۲	شوم شنکر کی اطاعت	۱۸۶
۱۸۳	چیتل درگ کی مہم	″
۱۸۴	غنیم کی مقاومت	″

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۵	قلعہ کا محاصرہ	۱۸۸
۱۸۶	کنڈان کی طلبی	〃
۱۸۷	قلعہ پر کنڈان کا حملہ	۱۸۹
۱۸۸	محاصرہ کا التوا	۱۹۰
۱۸۹	کامیابی کی راہ	〃
۱۹۰	قلعہ درگ کی فتح	۱۹۱
	باب ۲۲	
۱۹۱	کڑپہ کی فتح	۱۹۲
۱۹۲	مصنوعی جنازہ	〃
۱۹۳	حاکم کڑپہ کی مسرت	۱۹۴
۱۹۴	حاکم کڑپہ کی پشیمانی	〃
۱۹۵	پٹھانوں سے جنگ	۱۹۵
۱۹۶	پٹھانوں کی بہادری	۱۹۶
۱۹۷	کڑپہ کی فتح	〃
۱۹۸	پٹھانوں کا حملہ	۱۹۷
۱۹۹	قلعہ سدھوٹ پر فوج کشی	〃
۲۰۰	صلح کی کوشش	۱۹۸
۲۰۱	قلعہ پر قبضہ	۱۹۹
	باب ۲۳	
۲۰۲	سلطنتِ خداداد کا عروج و استحکام	۲۰۰
۲۰۳	حاکم ساڈنور سے رشتہ داری	۲۰۱
	باب ۲۴	
۲۰۴	کرناٹک پائین گھاٹ کی دوسری مہم	۲۰۳
۲۰۵	انگریزوں کے خلاف مراسلات	〃
۲۰۶	حیدر علی خاں کا جواب	۲۰۴
۲۰۷	ترچناپلی کا مطالبہ	۲۰۶
۲۰۸	قلعہ ارکاٹ کا محاصرہ	〃
	شہزادوں کی فتوحات	۲۰۷
	باب ۲۵	
۲۰۹	انگریز میدانِ جنگ میں	۲۰۹
۲۱۰	کرنل بیلی کی شکست	۲۱۰
۲۱۱	کنڈان میدانِ جنگ میں	〃
۲۱۲	انگریزوں کی شکست	۲۱۱
۲۱۳	ارکاٹ کی فتح	۲۱۲
۲۱۴	فیصلہ کن حملہ	۲۱۳
۲۱۵	اہالیانِ ارکاٹ پر مہربانی	〃
	باب ۲۶	
۲۱۶	ارکاٹ کے قلعوں پر فوج کشی	۲۱۵
۲۱۷	قلعہ چتور کی فتح	۲۱۶
۲۱۸	چندر گیری پر حملہ	〃
۲۱۹	پائین گھاٹ کے قلعوں پر قبضہ	۲۱۷
۲۲۰	آنبور گڑھ کی فتح	۲۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۲۱	قلعہ ساجرہ کی ناکام مہم	۲۱۹
۲۲۲	جنوبی ارکاٹ پر حملہ	۲۲۰
۲۲۳	روشن خاں کی ناکامی	〃
۲۲۴	رستم خاں کی کامیابی	۲۲۱
۲۲۵	کرناٹک گڑھ کی فتح	〃
۲۲۶	تیاگ گڑھ کی تسخیر	۲۲۲
	باب ۲۷	
۲۲۷	بنگال سے انگریزی فوج کی آمد	۲۲۴
۲۲۸	نواب محمد علی خاں کی سادہ لوحی	〃
۲۲۹	جنرل کوٹ کی یلغار	۲۲۵
۲۳۰	نواب بہادر میدانِ جنگ میں	۲۲۶
۲۳۱	ٹیپو سلطان کا حملہ	۲۲۷
۲۳۲	ترچناپلی کا معرکہ	〃
۲۳۳	چرکل پالہ کی خونریز لڑائی	۲۲۸
۲۳۴	قلعہ ترچناپلی کا محاصرہ	۲۲۹
۲۳۵	جنرل کوٹ کی آمد	۲۳۰
۲۳۶	گھمسان کی لڑائی	〃
۲۳۷	انگریزوں کی فتح	۲۳۱
۲۳۸	میر علی رضا خاں کی شہادت	۲۳۲
۲۳۹	لشکرِ حیدری کی پسپائی	〃
۲۴۰	پرموکل گڑھ کی فتح	۲۳۳
۲۴۱	موسیو لالی کی ناکام کوشش	۲۳۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	باب ۲۸	
۲۴۲	مدارس سے ویلور تک	۲۳۶
۲۴۳	ترپاسور کا میدانِ جنگ	۲۳۷
۲۴۴	ٹیپو کا انگریزوں پر حملہ	۲۳۹
۲۴۵	فرانسیسی فوج کی آمد	۲۴۰
۲۴۶	فرانسیسیوں سے مشورے	〃
۲۴۷	ویلور کا پہلا معرکہ	۲۴۱
۲۴۸	جنرل کوٹ کی مدارس کو واپسی	۲۴۲
	باب ۲۹	
۲۴۹	ویلور کا دوسرا معرکہ	۲۴۵
۲۵۰	انگریزوں کی پریشانیاں	〃
۲۵۱	رسد رسانی کی تیسری کوشش	۲۴۶
۲۵۲	دھوبی گڑھ کا خونریز معرکہ	〃
۲۵۳	لشکرِ حیدری کی پسپائی	۲۴۸
۲۵۴	حیدر علی خاں کی واپسی	〃
۲۵۵	کمندان کی بہادری	۲۴۹
۲۵۶	جنرل کوٹ کی مدارس کو واپسی	〃
۲۵۷	قلعہ آرنی پر انگریزوں کا حملہ	۲۵۰
۲۵۸	تمری کے کیمپ میں	〃
۲۵۹	ٹیپو نگر کی طرف	۲۵۱
۲۶۰	جان لیوا غلط فہمی	〃
۲۶۱	شاکوٹہ کا ناکام محاصرہ	۲۵۲

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۶۲	عورتوں کی بہادری	۲۵۳
۲۶۳	ترودر پر قبضہ	"
۲۶۴	دہشتناک حادثہ	۲۵۴
۲۶۵	مخدوم صاحب کی شہادت	"
۲۶۶	شہر ارکاٹ کی خانہ ویرانی	۲۵۵
	باب ۳۰	
۲۶۷	نواب بہادر حیدر علی خان کی وفات	۲۵۶
۲۶۸	سرطان کا عارضہ	"
۲۶۹	دمِ آخرین	۲۵۷
۲۷۰	رازدارانہ کارروائی	
۲۷۱	حیدر علی خاں کی شخصیت کردار و گفتار	۲۵۸
۲۷۲	کارکردگی و جفاکشی	"
۲۷۳	غذا	۲۵۹
۲۷۴	لباس	"
۲۷۵	نشست و برخاست	"
۲۷۶	گھوڑوں کا شوق	"
۲۷۷	قدردانی	۲۶۰
۲۷۸	نگرانی و باخبری	"
۲۷۹	لڑکوں کی تربیت	"
۲۸۰	ٹیپو سلطان کی تربیت	۲۶۱
۲۸۱	خوش گوئی	"
۲۸۲	تحمل و بردباری	۲۶۲
۲۸۳	قیافہ شناسی	"

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸۴	شیعہ سنی نزاع	۲۶۲
۲۸۵	ایک لطیفہ	۲۶۳
۲۸۶	ظرافت و مزاح	"
۲۸۷	رعیت نوازی	۲۶۴
۲۸۸	حیدری سکے	"
۲۸۹	کھیل تماشے	۲۶۵
۲۹۰	لغزشیں	۲۶۶
۲۹۱	قد و قامت	"
۲۹۲	شاہی مُہر	"
	حصہ دوم	
۱	ٹیپو سلطان شہیدؒ	۲۶۷
	باب ۱	
۲	**ٹیپو سلطان کی تخت نشینی**	۲۶۹
۳	جلوسِ شاہانہ	"
۴	فرانسیسیوں کی کمک	۲۷۰
۵	انگریزوں کی شکست	"
	باب ۲	
۶	ننگر اور کوڑیال بندر پر فوج کشی	۲۷۲
۷	نواب بہادر کا جنازہ	"
۸	ننگر کی طرف کوچ	"
۹	کمندان قلعہ پٹن میں	۲۷۳
۱۰	سیورم گھاٹ کی جنگ	۲۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

DEPT. OF ISLAMIC ST... UNIVERSITY
14336
عنوان
6.10.82

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱	قلعہ نگر کا محاصرہ	۲۷۴
۱۲	نگر کی فتح	۲۷۵
۱۳	کرنل کیمل کی شکست	۲۷۶
۱۴	کوڑیال بندر پر حملہ	"
۱۵	محمد علی کمندان کی وفات	۲۷۷
۱۶	دارالسلطنت کی طرف روانگی	۲۸۰
۱۷	خوش انتظامی اور کارکردگی	۲۸۱
۱۸	فوجی اصلاحات	۲۸۲
	باب ۳	
۱۹	پایان گھاٹ میں انگریزوں سے لڑائیاں	۲۸۴
۲۰	اڈوا کرچی پر حملہ	"
۲۱	جنگ گوڑ لور	۲۸۵
۲۲	فرانسیسیوں اور انگریزوں کی خونریز لڑائی	۲۸۶
۲۳	صلح اور جنگ بندی	۲۸۷
۲۴	محمد مراد کی بغاوت	۲۸۸
۲۵	پونا اور حیدرآباد کے سفیر	۲۸۹
	باب ۴	
۲۶	پالیگاروں کی بغاوت	۲۹۱
۲۷	بغاوت کی خبریں	"
۲۸	کوہستانِ کیوار	۲۹۲
۲۹	شیخ عمر کی فوج کشی	"
۳۰	قلعہ رحمان گڑھ کی تعمیر	۲۹۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۱	کوہ نرکونڈہ پر حملہ	۲۹۵
۳۲	مرہٹوں کی آمد	"
۳۳	قمرالدین خاں کا کارنامہ	۲۹۶
۳۴	مرہٹوں کی شکست	۲۹۷
۳۵	نرکونڈہ کی فتح	"
۳۶	برہان الدین کی منافقت	"
۳۷	قمرالدین خاں کی گرفتاری	۲۹۸
	باب ۵	
۳۸	کوڑک کے باشندوں کی بغاوت	۲۹۹
۳۹	کوڑک پر لشکر کشی	"
۴۰	کوڑک کا جنگل اور باشندے	۳۰۰
۴۱	سلطانی حملہ	۳۰۱
۴۲	باغیوں کا فرار	۳۰۲
۴۳	نئی فوجی تنظیم	۳۰۳
۴۴	ناموں کی تبدیلی	۳۰۴
	باب ۶	
۴۵	ناظم حیدرآباد اور مرہٹوں کا حملہ	۳۰۵
۴۶	ناظم دکن سے مرہٹوں کی سازش	"
۴۷	قلعہ بادامی پر قبضہ	"
۴۸	سلطان کی فوج کشی	۳۰۶
۴۹	ادھونی پر یلغار	"
۵۰	قلعہ ادھونی پر حملہ	۳۰۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۱	اتحادیوں کے مشورے	۳۰۸
۵۲	قلعہ ادہونی کا محاصرہ	//
۵۳	غنیم کی آمد	۳۰۹
۵۴	اتحادیوں کی پسپائی	۳۱۰
	باب ۷	
۵۵	**مرہٹہ فوجوں پر ٹیپو سلطان کا حملہ**	۳۱۲
۵۶	سوندور پر قبضہ	//
۵۷	کپل کی فتح	۳۱۳
۵۸	مرہٹوں کی یلغار	//
۵۹	تنگبھدرا کی لڑائی	//
۶۰	مرہٹے دام تزویر میں	۳۱۴
۶۱	ناکام شبخون	۳۱۶
۶۲	مرہٹوں کا فرار	//
	باب ۸	
۶۳	**مرہٹوں کی پسپائی**	۳۱۸
۶۴	جان توڑ مقابلے	//
۶۵	مغل لشکر کی تباہی	۳۱۹
۶۶	حاکم ساؤنور کی سرکشی	۳۲۰
۶۷	ساؤنور کی فتح	//
	باب ۹	
۶۸	**مرہٹوں کی واپسی اور صلح**	۳۲۲
۶۹	مرہٹہ لشکر پر حملے	۳۲۲
۷۰	خونی مظاہرہ	۳۲۳
۷۱	مرہٹہ فوج کی شکست	۳۲۴
۷۲	صلح کی سلسلہ جنبانی	۳۲۵
۷۳	مرہٹوں سے مصالحت	//
۷۴	پالیگاروں کی گرفتاری	۳۲۶
	باب ۱۰	
۷۵	**ممالکِ محروسہ کا نظم و نسق**	۳۲۸
۷۶	مسجدِ اعلیٰ کی تعمیر	//
۷۷	صوبوں کی تقسیم	۳۲۹
۷۸	ایک نیا سکہ	۳۳۰
۷۹	سلطانی سفیر بارگاہِ خلافت میں	//
۸۰	تارا منڈل	۳۳۱
۸۱	ایک خطرناک غلطی	//
۸۲	ناظم حیدرآباد کو صلح کی دعوت	//
۸۳	سفارت کی ناکامی	۳۳۲
	باب ۱۱	
۸۴	**کالی کٹ اور کوچی بندر پر فوج کشی**	۳۳۴
۸۵	کلیکوٹ کی طرف کوچ	//
۸۶	بدنصیب فوجدار	//
۸۷	ناتماروں کی سرکوبی	۳۳۵
۸۸	انگریزوں کا احتجاج	//

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۹	کوچی بندر پر حملہ	۳۳۶
۹۰	سلطان دشمنوں کے نرغہ میں	//
۹۱	کوچی بندر پر قبضہ	۳۳۷
	باب ۱۲	
۹۲	انگریزوں کا دوسرا حملہ	۳۳۸
۹۳	جنرل میڈوس کا حملہ	//
۹۴	کرنل میکسویل کی پیش قدمی	۳۳۹
۹۵	برہان الدین سپہ سالار کی یلغار	//
۹۶	انگریزوں کی شکست	۳۴۰
۹۷	برہان الدین کی شہادت	//
۹۸	قمرالدین خان کی فوج کشی	۳۴۱
	باب ۱۳	
۹۹	انگریزوں، مرہٹوں اور ناظم دکن کا گٹھ جوڑ	۳۴۲
۱۰۰	کرنل ریڈسر کی خفیہ کارروائیاں	//
۱۰۱	انگریزوں کا جاسوس	۳۴۴
۱۰۲	کارنوالس کا اقدام	۳۴۵
۱۰۳	ترباتور کا سقوط	//
۱۰۴	فرانسیسیوں کی پیش کش	۳۴۶
۱۰۵	بنگلور پر انگریزوں کا حملہ	//
۱۰۶	قلعہ بنگلور کا انخلاء	۳۴۷
۱۰۷	کشن راؤ کی غداری	//
۱۰۸	انگریزوں کی پیش قدمی	۳۴۸
۱۰۹	انگریزوں کا تعاقب	۳۴۹
	باب ۱۴	
۱۱۰	مغلوں اور مرہٹوں کا حملہ	۳۵۱
۱۱۱	کشن راؤ کا عبرت ناک انجام	//
۱۱۲	قمرالدین خاں کے چھاپے	۳۵۲
۱۱۳	ناظم حیدرآباد کی فوج کشی	//
۱۱۴	مرہٹوں کی فتوحات	۳۵۳
۱۱۵	چیتل درگ کا معرکہ	۳۵۴
۱۱۶	انگریز پٹن کی طرف	۳۵۵
۱۱۷	سرنگاپٹن کا محاصرہ	//
۱۱۸	انگریزوں کی پریشانی	۳۵۶
۱۱۹	جنرل کارنوالس کی پسپائی	۳۵۷
۱۲۰	مرہٹوں کی کمک	//
۱۲۱	نندی گڑھ کی تباہی	۳۵۸
	باب ۱۵	
۱۲۲	سرنگاپٹن پر انگریزوں کا دوسرا حملہ	۳۵۹
۱۲۳	مغل فوج کی آمد	۳۶۰
۱۲۴	سرنگاپٹن کا دوسرا محاصرہ	//
۱۲۵	مہدی خاں کی غداری	۳۶۱
۱۲۶	قلعہ پر حملہ	//
۱۲۷	مصالحت کی تجویز	۳۶۲
۱۲۸	جنرل میڈوس کی حماقت	//

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۹	صلح کا اصلی سبب	۳۶۴
۱۳۰	شرائطِ صلح	″
	باب ۱۶	
۱۳۱	**نظم ونسق کی بحالی**	۳۶۵
۱۳۲	میر صادق کا اقتدار	″
۱۳۳	پالیگاروں کی سرکشی	″
۱۳۴	قمرالدین خاں کی فوج کشی	۳۶۶
۱۳۵	قمرالدین خاں کی بددلی	۳۶۷
۱۳۶	سلطان کی نئی اصطلاحات	۳۶۸
۱۳۷	فارسی بحیثیت سرکاری زبان	۳۶۹
۱۳۸	میر صادق کی فتنہ انگیزیاں	۳۷۰
۱۳۹	قلعہ پٹن کی تعمیر	۳۷۱
	باب ۱۷	
۱۴۰	**سلطنتِ خداداد کے آخری چار سال**	۳۷۲
۱۴۱	میر میراں کے خطابات	″
۱۴۲	ٹیکہ کی رسم	۳۷۳
۱۴۳	ایرانی شہزادہ کی آمد	″
۱۴۴	والیٔ کابل سے مراسلت	″
۱۴۵	سلطان کا عقدِ ثانی	۳۷۴
۱۴۶	ایرانی شہزادے کی واپسی	″
۱۴۷	مہدویوں کا زوال	۳۷۵
۱۴۸	زمرۂ خاص	″
۱۴۹	شرپسند وزیر	۳۷۵
۱۵۰	ملک جہاں خاں	۳۷۶
	باب ۱۸	
۱۵۱	**سلطنتِ خداداد کا زوال**	۳۷۸
۱۵۲	تشویشناک کارروائیاں	″
۱۵۳	لارڈ ولنگٹن کی آمد	″
۱۵۴	جنگ کا بہانہ	۳۷۹
۱۵۵	انگریزوں کا حملہ	″
۱۵۶	غدار میر میراں	″
۱۵۷	سلطان مقابلہ پر	۳۸۰
۱۵۸	قمرالدین خاں کی غداری	″
۱۵۹	جنرل اسٹوورٹ کی فوجکشی	۳۸۱
۱۶۰	سرنگاپٹن کا تیسرا محاصرہ	″
۱۶۱	**ٹیپو سلطان کی شہادت**	۳۸۳
۱۶۲	خامۂ خونچکاں	۳۸۴
	باب ۱۹	
۱۶۳	**سرنگاپٹن کا خونی معرکہ**	۳۸۵
۱۶۴	مہتاب باغ کا سقوط	″
۱۶۵	فرانسیسیوں کے مشورے	۳۸۶
۱۶۶	روانگی کی تیاریاں	″
۱۶۷	سازش کا انکشاف	۳۸۷
۱۶۸	زندگی کا آخری دن	″

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۹	روزِ بد	۳۸۷	۱۷۹	محافظ کا آخری سپاہی	۳۹۲
۱۷۰	لقمۂ آخریں	۳۸۸	۱۸۰	ملک جہاں خاں کے دلیرانہ حملے	〃
۱۷۱	غدّاروں کے اشارے	〃	۱۸۱	افغانوں کی غدّاری	۳۹۳
۱۷۲	میر صادق کا عبرتناک انجام	〃	۱۸۲	غدّاری کا انعام	〃
۱۷۳	آخری معرکہ اور شہادت	۳۸۹			
۱۷۴	انگریز سرنگاپٹن میں	〃		**باب ۲۰**	
۱۷۵	تجہیز و تکفین	۳۹۰		**سلطان شہید**	
۱۷۶	فتح حیدر سلطان کی خوش فہمی	۳۹۱	۱۸۳	بحیثیت فرماں روا بحیثیت انسان	۳۹۴
۱۷۷	اسیر شہزادے	〃	۱۸۴	تتمہ	۳۹۸
۱۷۸	چیتل ورگ پر قبضہ	۳۹۲			

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

آخریں تکبیر در جنگاہ شوق

دنیا میں جب کوئی فرد یا جماعت کسی مقصد کے لیے جدوجہد کرتی ہے تو اس کے سامنے امید بھی ہوتی ہے، مایوسی بھی، کامیابی بھی ہوتی ہے، ناکامی بھی، لیکن مومن ایک ایسی شخصیت کا مالک ہوتا ہے جس کی جدوجہد میں جو کچھ ہوتا ہے وہ امید و کامرانی ہی ہے، مایوسی اور ناکامی کی اس پر پرچھائیں بھی نہیں پڑ سکتی۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کے لیے کرتا ہے اس کے لیے یہی بات کامیابی نہیں ہوتی کہ وہ کسی خاص منزل تک پہنچ جائے بلکہ اس کی راہ میں چلتے رہنا اور جدوجہد میں منہمک رہنا بجائے خود بڑی کامیابی ہے۔ وہ جب اپنا سفر شروع کرتا ہے تو اس لیے نہیں کرتا کہ کسی خاص منزل تک ضرور ہی پہنچ جانا ہے اس کی ہار جیت کا معیار میدانِ جنگ نہیں ہوتا بلکہ خود اس کی اپنی سعی و طلب ہوتی ہے۔

اگر ظاہر بین نگاہیں صرف اسی شخص کے فاتح و کامران ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں جو کسی میدانِ جنگ میں سرخرو و کامیاب ہوا ہے تو کیا کریں لیکن دنیا کے ظاہری اعتبارات سے قطع نظر حقائق کی کسوٹی پر ہر وہ بلند حوصلہ سعادت و عظمت کا یکساں مستحق ہوتا ہے جو اپنی منزلِ مقصود تک تو نہیں پہنچ سکا لیکن اس راہ میں تگ و تاز کا جو حق تھا اسے ادا کر گیا۔

صحیفۂ یادداشت پر کتنے ہی ایسے درخشاں نام ملیں گے جن کی درخشانی صرف اس لیے نہیں ہے کہ انھوں نے جس کارِ عظیم کا بیڑا اٹھایا تھا اس کو پورا کر لیا جس منزل تک قدم بڑھایا تھا وہ اس کی رفعتوں تک جا پہنچے، جس مقصد کی دُھن میں چلے تھے وہ ان کو حاصل ہو گیا —— بلکہ ان کی یہ درخشانی اور تابانی صرف اس لیے آنکھوں کو خیرہ اور دلوں کو مسخر کرتی رہی ہے اور کر رہی ہے کہ انہوں نے اپنے لیے جب ایک راہ متعین کر لی تو وہ برابر اس پر گامزن رہے۔ حوادث ان کا رخ پھیر سکے نہ مصائب نے ان کے اٹھتے ہوئے قدموں کو پیچھے ہٹایا۔ اپنے متعینہ نصب العین کی طرف وہ پامردی اور استقامت کے ساتھ بڑھتے رہے اور جب اس راہ میں موت ان کے سامنے اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ آئی تو انھوں نے نہایت خندہ پیشانی سے متاعِ جان قربان کر دی اور اپنے پیچھے تاریخ کی شاہراہ پر انمٹ نقشِ قدم چھوڑ گئے۔

دنیا کے جانباز حق پرستوں میں دکن کا وہ مایۂ ناز فرزند بھی ایک اعلیٰ امتیازی مقام کا مالک ہے جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی زندگی کی ساری پونجی ایک بلند نصب العین کی خاطر لٹا دی ——— اگر دکن کی تاریخ میں سے ٹیپو کی داستانِ حیات کے ورق نکال دیئے جائیں تو وہاں صرف ایک بے رنگ مرقع رہ جائے گا جس میں نہ کوئی دل آویزی ہوگی نہ وقار و سربلندی ——— دکن کے پورے سیاسی ادوار میں صرف ٹیپو ہی ایک ایسا فرد ہے جو تمام یکہ تازوں اور مسند نشینوں میں باوقار و سربلند نظر آتا ہے۔

ٹیپو سلطان نے غزنوی کی طرح کسی بڑے سومنات کو نہیں توڑا خلجی کی طرح شمال سے جنوب تک جہاں ستانی کے جوہر نہیں دکھائے۔ اکبر کی طرح بزم شہنشاہی کی آئین بندی نہیں کی۔ شاہجہان کی طرح ایوانِ سلطنت کو علو و رفعت نہیں بخشی۔ اورنگ زیب کی طرح ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلا شرکت غیرے حکومت نہیں کی ——— تاریخ ہند کے عظیم المرتبت سلاطین کی شان و شوکت، وسعت و اختیار کے سامنے ٹیپو اور اس کی حکمرانی کوئی قابلِ ذکر اہمیت نہیں رکھتی اس معیار پر تو وہ بس دکن کی ایک چھوٹی اور کمزور ریاست کا حاکم ہے جو ایک سال بھی بساطِ حکمرانی پر بے فکری سے دادِ عیش نہیں دے سکا اور اس کی ساری زندگی میدانِ جنگ میں دشمنوں سے لڑتے اور ناکامیوں کا سامنا کرتے ہوئے گزر گئی ——— لیکن کیا یہ حیرت و تعجب کا مقام نہیں کہ اس بے سرو سامانی کے باوجود ٹیپو سلطان کی عظمت ہندوستان کے ان چند صاحبِ تمکین شہنشاہوں کے ہمسر و ہم پلہ ہے جو ہر دور کے مورخین سے خراجِ عقیدت لیتے رہے ہیں۔

بہ نظرِ غور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو کی یہ عظمت کثرتِ حشم، وفورِ دولت، وسعتِ سلطنت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان اعلیٰ مقاصد کی وجہ سے ہے جن کی خاطر اس نے اپنی جان لٹا دی اس ان تھک سعی و جہد کی وجہ سے ہے جس کا سررشتہ اس نے آخری دم تک اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس کی سربلندی کاخ و ایوان کی شاہانہ بزم آرائیوں میں نہیں بلکہ میدانِ جنگ کی مسلسل و پیہم تگ و تاز میں پنہاں ہے۔ اس کا تفوق اس کی مضطرب و پریشان کن زندگی میں نہیں بلکہ اس کی اس شاندار موت میں پنہاں ہے جو محل کی آسائشوں میں روتی بسورتی نہیں آئی بلکہ معرکۂ کارزار میں مسکراتی ہوئی اس پر نثار ہو گئی۔

ٹیپو سلطان کی شخصیت اور اس کے کارناموں کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم حالات کے اس پس منظر کو سامنے رکھیں جس میں ٹیپو نے اپنی زندگی کے چند شاندار لمحے گذار دیئے ——— ٹیپو کی شخصیت کے پیچھے ہم کو اٹھارویں صدی کا وہ دکن نظر آتا ہے جس کی مردہ لاش پر اجنبی ملکوں سے آئے ہوئے خونخوار گدھ جھپٹ رہے تھے۔

اس زمانہ میں دکن انگریز اور فرانسیسی مہم پسندوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا ان کی مسلسل کشمکش میں دکن آزاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود مختار ریاستیں بری طرح پامال ہو رہی تھیں اور کسی ہندو یا مسلم حکمران میں یہ دم خم نہیں تھا کہ وہ مغرب کے ان لٹیروں کو دکن کے ساحلوں سے سمندر میں دھکیل دیتا ان تشویشناک حالات میں میسور کے ایک سپاہی زادہ حیدر علی نے اپنی سخت کوشی اور سپاہ گری کے بل پر میسور کے معمولی باجگزار رجواڑے کو ایک خود مختار مستحکم حکمرانی میں بدل دیا پھر اس نے ایک مختصر سی مدت میں مرہٹوں کی اس طاقت کو جس نے شمال میں سلطنتِ مغلیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی کرناٹک کے میدانوں میں شکست فاش دی اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو مدراس کی چھاؤنی میں اس طرح محصور کر دیا کہ جب تک حیدر علی خاں زندہ رہا انگریزوں کو مدراس کے قلعہ سے قدم باہر نکالنے کی مجال نہ رہی۔

حیدر علی کے بعد جب ٹیپو سلطان نے اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی اس نوخیز سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی تو اسے ورثہ میں حکومت کے قصر و ایوان نہیں ملے بلکہ کرناٹک اور میسور کے تھکا دینے والے میدانِ جنگ ملے۔ حیدر علی خاں نے ایک سپاہی کی طرح جنگی چھاؤنیوں میں انتقال کیا اور اس لشکرگاہ میں ٹیپو سلطان کے سر پر تاجِ حکمرانی رکھا گیا

اس وقت دکن میں تین بڑی طاقتیں تھیں جن کے درمیان دکن کی سیاست ڈانواں ڈول ہو رہی تھی۔ شمال مغرب میں مرہٹوں کی راجدھانی تھی جن کی فوجیں ٹڈی دل کی طرح پورے دکن سے چوتھ وصول کرتی پھر رہی تھیں ——— وسطی علاقوں پر نظام دکن کی فرماں روائی تھی جو انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان توازنِ قوت کی پالیسی پر عمل کر رہا تھا ——— تیسری طاقت مشرقی ساحلوں سے امنڈتا ہوا انگریزوں کا سیلاب تھا جو فرانسیسیوں کو بے دست و پا کر کے پورے دکن کو اپنی لپیٹ میں بہالے جانا چاہتا تھا ——— سلطنتِ خداداد ان تین بڑی طاقتوں کے درمیان بالکل اس طرح تھی جیسی بتیس دانتوں میں زبان۔

ٹیپو سلطان بخوبی جانتا تھا کہ مرہٹے اور نظام سلطنتِ خداداد کے سب سے پرانے دشمن ہیں اور جب تک وہ موجود ہیں اس کی حکمرانی کا چراغ جلنا ممکن نہیں۔ اگر ٹیپو کے سامنے صرف میسور کی ایک چھوٹی سی سلطنت کو بچا کر دادِ عیش دینا ہوتا تو اس کے لیے نہایت آسان، صاف اور سیدھا راستہ تھا کہ وہ انگریزوں کو حلیف بنا کر نظام اور مرہٹوں پر فوج کشی کر دیتا اور تاجِ برطانیہ کے سایۂ عاطفت میں آرام و سکون کی زندگی گزار دیتا یہ بآسانی ممکن بھی تھا کیونکہ انگریز فرانسیسیوں کو دکن سے پوری طرح بے دخل کرنے کے لیے دل و جان سے چاہتے تھے کہ سلطنتِ خداداد ان کی حلیف بن جائے اور ٹیپو اپنے باپ کی معرکہ آرائیوں کو بھول کر ان کا ساتھی اور مددگار ہو جائے ——— لیکن سلطان شہید کے سامنے میسور کی چھوٹی سی ریاست کا تحفظ و بقا ہی نہیں تھا اور وہ محض دکن کی بساطِ حکمرانی کے دل خوش کن خواب نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کی دوررس نگاہیں پورے ہندوستان کے مستقبل پر لگی ہوئی تھیں ——— وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ انگریزوں کی دوستی نظام اور مرہٹوں کی دشمنی سے کہیں زیادہ خطرناک نتائج پیدا کر سکتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اس کی غیرت اپنے ذاتی مفاد کے عوض پورے ہندوستان کو فروخت کر دینے پر راضی نہیں ہو سکی اور اس نے انگریزوں کے دوستی اور مصالحت کے لیے بڑھے ہوئے ہاتھ کو ٹھکرا دیا اور ہندوستان کی آزادی اور ملتِ اسلامیہ کی سربلندی کی خاطر اپنی ساری قوتیں انگریزوں کے خلاف محاذ پر لا کر جمع کر دیں۔

در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست ۔ ہمچو مرداں جاں سپردن زندگی ست

انگریزوں کے خلاف معرکہ آرائی کا یہ فیصلہ صرف دنیاوی اغراض و مقاصد کے لیے نہیں کیا گیا تھا ان مقاصد کے لیے تو سب سے محفوظ اور آسان راستہ انگریزوں سے دوستی اور مصالحت ہی کا راستہ تھا نہ کہ ان کے خلاف اعلانِ جنگ۔
اس خطرناک فیصلہ کے پیچھے سلطان شہید کا اصل مقصد وہی تھا جس کی خاطر ہر دور کے اولی العزم حق پسند باطل کی ناقابلِ تسخیر قوتوں سے ٹکراتے رہے اور میدان جہاد میں اپنے جان و مال کی ساری پونجی لٹا کر شہادتِ حق کے اہم ترین فریضہ کو ادا کرتے رہے ——— ٹیپو کے سینہ میں بھی ایمان کی وہی چنگاری دبی ہوئی تھی جو انبیا و شہدا سے ورانثۃً یکے بعد دیگرے حق پرست مومنوں کے سینہ کو گرماتی رہی تھی چنانچہ وہ نظام علی خاں والئی حیدر آباد کو اپنے ایک خط میں واضح طور پر لکھا ہے :-

"میں یعنی ٹیپو سلطان مسلمانوں کو تقویت دینا اور اپنا جان و مال خدا کے پیچھے مذہب اسلام پر نثار کر دینا چاہتا ہوں ایسی حالت میں تمام مسلمانوں کو میرا ساتھ دینا چاہیے نہ یہ کہ وہ میرے خلاف بت پرستوں کا ساتھ دیں۔"

اس مقصد اور نصب العین کے لیے اس نے ہندوستان کے تمام با اختیار امیروں اور سرداروں بلکہ ہندوستان سے باہر اکثر مسلمان حکمرانوں کو دعوتِ عمل دی اور نامہ و پیام کے ذریعہ سب کو اسی غرض کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اللہ کے دین کے تحفظ کے لیے متحد ہو کر دشمنانِ اسلام کا سدِ باب کریں۔
۲ر اگست ۱۷۸۵ء کو اس نے محمد بیگ خاں ہمدانی کے نام جو خط لکھا ہے اس کا ایک ایک لفظ سلطان شہید کے خلوصِ نیت کا آئینہ دار ہے :-

"ہمارے دینِ پاک کی مدد کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان متحد ہو جائیں اور کافروں کی سرکوبی کو اپنی زندگی کا آخری مقصد سمجھیں تاکہ دینِ محمدی روز بروز ترقی کرے۔"

اس کے یہ جملے کس قدر درد انگیز ہیں :-

"مسلمانوں پر جو برا وقت آیا ہے اس کا بڑا سبب سلطنتِ ہندوستان (دہلی) کی کمزوری ہے۔ اگر مسلمان اب بھی متحد ہو جائیں تو اگلی شان و شوکت پھر آ سکتی ہے اور اس وقت ان کافروں کو کہیں پناہ نہ مل سکے گی لہٰذا امیرانِ اسلام کو ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیے کہ روزِ فردا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے شرمسار ہونا پڑے"

یہ وہ مقصدِ عظیم تھا جس کی خاطر ٹیپو نے انگریزوں سے مصالحت کے بجائے جنگ اور مقابلہ کا فیصلہ کیا ٹیپو کو انگریزوں کے خلاف برسرِ پیکار دیکھ کر قدرتی طور پر نظام اور مرہٹے اپنا جھگڑا چکتا کر کے آپس میں متحد ہو گئے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ٹیپو سلطان کی بے مثال شجاعت انگریزوں کی مکارانہ سیاست کو کھلے میدان میں شکست دیدے گی اور اس کے بعد ٹیپو کی تلوار ان کے حلق سے کچھ دور نہیں رہ جائے گی۔ اس اندیشہ کے سبب ان عاقبت نا اندیشوں نے انگریزوں کی حمایت میں ٹیپو سلطان کے خلاف متحدہ یلغار کر دی۔

شیر دل ٹیپو اس زبردست اتحادِ ثلاثہ کے خلاف ایک ساتھ دو تین محاذوں پر تنہا لڑتا رہا ممکن تھا کہ وہ غنیم کی اس متحدہ و منتشر طاقت کو بھی بے بس کر دیتا لیکن چالاک دشمنوں نے اندر ہی اندر ساز باز کر کے اس کے آستین میں جو سانپ بچھو جمع کر رکھے تھے انہوں نے عین موقع پر اس کے معرکہ آزما بازوؤں کو مفلوج کر کے رکھ دیا اور میر صادق جیسے چند غداروں نے سلطان کو بے یار و مددگار لقمۂ اجل بنا کر ہندوستان کے کروڑوں انسانوں کی قسمت پر غلامی اور ذلت کی مُہر لگا دی۔

ٹیپو سرنگا پٹم کے دروازوں پر تن تنہا بھوکا پیاسا دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا —— سرنگا پٹم کا وہ ہولناک دن صرف ایک فرد کی شہادت کا دن نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی عظمت و اقتدار کی موت کا دن تھا اس دن اس کی میت نہیں اٹھائی گئی بلکہ صحیح معنوں میں اس دن ہندوستان کے تمام باشندوں کی آزادی کا لاشہ اٹھایا گیا۔ وہ صرف سلطنتِ خداداد کا آخری فرمانروا نہیں بلکہ ہندوستان کا آخری محافظ تھا جس نے آخر وقت تک اس کے دروازوں پر حملہ آور دشمنوں سے یکہ و تنہا مقابلہ کیا اور اسی اہم و مقدس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے اپنی جان دیدی

ترکش مارا خدنگ آخریں   درمیان کارزار کفر و دیں

ٹیپو سلطان کی شہادت بلا شبہ ہماری تاریخ کا سب سے اہم اور عبرت انگیز حادثہ ہے اور اس کی شخصیت ہندوستان کے دورِ زوال کا ایک ایسا قیمتی مرقع ہے جو تاریخ کے ہر مرحلہ میں اپنوں اور بیگانوں سب سے خراجِ تحسین لیتا رہے گا۔

رفت سلطاں زیں سرائے ہفت روز   نوبت او در دکن باقی ہنوز !!

ٹیپو کی تاریخِ شہادت ہے —— "ٹیپو بوجۂ دینِ محمدؐ شہید شد" (۴ مئی ۱۷۹۹ء بعمر ۴۸ سال)

۱۲۱۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان ٹیپو کی سوانح کو محفوظ رکھنے کے لیے خدا کا شکر ہے ہمارے مورخوں نے کوتاہیٔ قلم سے کام نہیں لیا اور اردو زبان میں سلطان شہید اور مملکتِ خداداد کے متعلق اچھا خاصا قیمتی ذخیرہ فراہم کر دیا ہے اس میں بظاہر کسی اضافہ کی گنجائش نظر نہیں آتی ـــــ لیکن ضرورت تھی کہ حیدر علی خاں ٹیپو سلطان اور اُن کے عہد کے متعلق ایسی مستند تاریخی دستاویز بھی موجود ہو جو پیش آمدہ واقعات کو ان کے اپنے اصلی رنگ میں پیش کرے اور تاریخی بیانات کی تصدیق و تصویب کر سکے۔ اس ضرورت کے پیش نظر ہم نے سلطنتِ خداداد کی مشہور اور مستند تاریخ "نشانِ حیدری" کو فارسی سے اردو میں منتقل کیا ہے۔

"نشانِ حیدری" میر حسین علی کرمانی کی تصنیف ہے جو سلطان ٹیپو کی شہادت کے صرف آٹھ سال بعد لکھی گئی۔ مصنف خود سلطان شہید کی ملازمت میں رہا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ سارے واقعات گزرے ہیں جو اس مختصر عرصہ میں پیش آئے ان واقعات کو مصنف نے بلا کسی رنگ آمیزی کے بجنسہٖ قلم بند کر دیا ہے۔

یہ کتاب حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کے متعلق سب سے پہلی مستند اور مکمل تاریخ ہے۔ اس سے پہلے صرف ایک مختصر رسالہ "نامۂ حیدری" دکھنی زبان میں لکھا گیا تھا جو نہایت مختصر اور ادھورا تھا۔

"نشانِ حیدری" کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ بعد میں جتنی تاریخیں بھی سلطان شہید یا حیدر علی خاں پر لکھی گئیں وہ ان سب کا ماخذ رہی ہے اس سے صرف نظر کر کے اس دور کی صحیح تاریخ کسی حال بھی مرتب نہیں کی جا سکتی۔

"نشانِ حیدری" کے مصنّف کی یہ کوشش اس لیئے بھی قابلِ تحسین ہے کہ اس نے یہ تاریخ اس نازک زمانہ میں لکھی جب کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے خود سر کمانڈر دکن کی فتح کے غرور میں سرمست ہو رہے تھے اور بہ جبر لوگوں سے ایسی تاریخیں لکھوا رہے تھے جن میں واقعات کو مسخ کر کے انگریزوں کی اس پنڈارہ گردی کو جائز قرار دیا گیا تھا اور حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کو غاصب، بدعہد اور بزدل بنا کر دکھایا گیا تھا۔

حسین علی کرمانی نے خانوادۂ شاہی کے کسی شاہزادہ کے حسبِ ایما "نشانِ حیدری" لکھ کر اس تاریخی جعل سازی اور جھوٹ کا پردہ فاش کر دیا اور پیچھے آنے والے مورخوں کے لیئے واقعات کی ایک صحیح دستاویز فراہم کر دی جس کے ہوتے ہوئے سلطان شہید پر لگائے ہوئے بے بنیاد الزامات کا فروغ پانا کسی حال ممکن نہیں۔

"جَآءَ الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

محمود احمد فاروقی

۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

سلطان شہید کے آباؤ اجداد

دکن کے ایک بڑے علاقہ پر محمود عادل[1] شاہ بیجاپوری کی حکمرانی کا دور دورہ تھا۔ ان دنوں شہر گلبرگہ کو بڑی مرکزی حیثیت حاصل تھی حضرت بندہ نوازؒ کی درگاہ کی وجہ سے یہ شہر عوام و خواص کی عقیدتوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دُور دُور سے گلبرگہ آکر بسنے والوں میں ایک قریشی[2] شیخ ولی محمد متوکل بھی تھے۔ جو گلبرگہ کی شہرت سن کر دلی سے یہاں ہجرت کر آئے تھے ——— شیخ ولی محمد کے علم و اخلاق نے بہت جلد لوگوں کے دل میں گھر کر لیا۔ خاص طور سے حضرت بندہ نوازؒ کی درگاہ کے مجاوروں اور خادموں نے تو انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے اخراجات کے لیئے درگاہ سے ماہانہ امداد بھی مقرر کر دی۔

---

[1] محمود عادل شاہ اپنے باپ ابراہیم عادل شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔ علوم و فنون سے اسے خاص لگاؤ تھا چنانچہ اس کا لقب ہی "جگت گرو" پڑ گیا۔ علم موسیقی میں تو اسے بڑی مہارت حاصل تھی۔

[2] "حملاتِ حیدری" کے مصنف نے مزید تفصیل لکھی ہے کہ اس خاندان کے بزرگ مراد شیخ ولی محمد مذکور سے ہی ہے، مکہ سے چل کر بغداد پہنچے۔ پھر گردشِ ایام کی ٹھوکریں کھاتے پنجاب میں داخل ہوئے۔ وہاں سے دہلی آکر قیام کیا۔ یہ غالباً دسویں صدی ہجری کے آخر کا زمانہ ہے۔ دہلی میں انھوں نے کافی عرصہ قیام کیا۔ اس زمانہ میں دکن کی اسلامی ریاست بیجاپور اپنے عروج پر تھی اور تمام اہل علم و فن ہر طرف سے سمٹ کر بیجاپور کا رخ کر رہے تھے، شمال سے آنے والوں میں شیخ ولی محمد بھی شامل ہو گئے اور گلبرگہ آکر قیام کیا (حملات حیدری)

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلطان شہید کے آباؤ اجداد کا شجرۂ نسب دے دیا جاتے۔

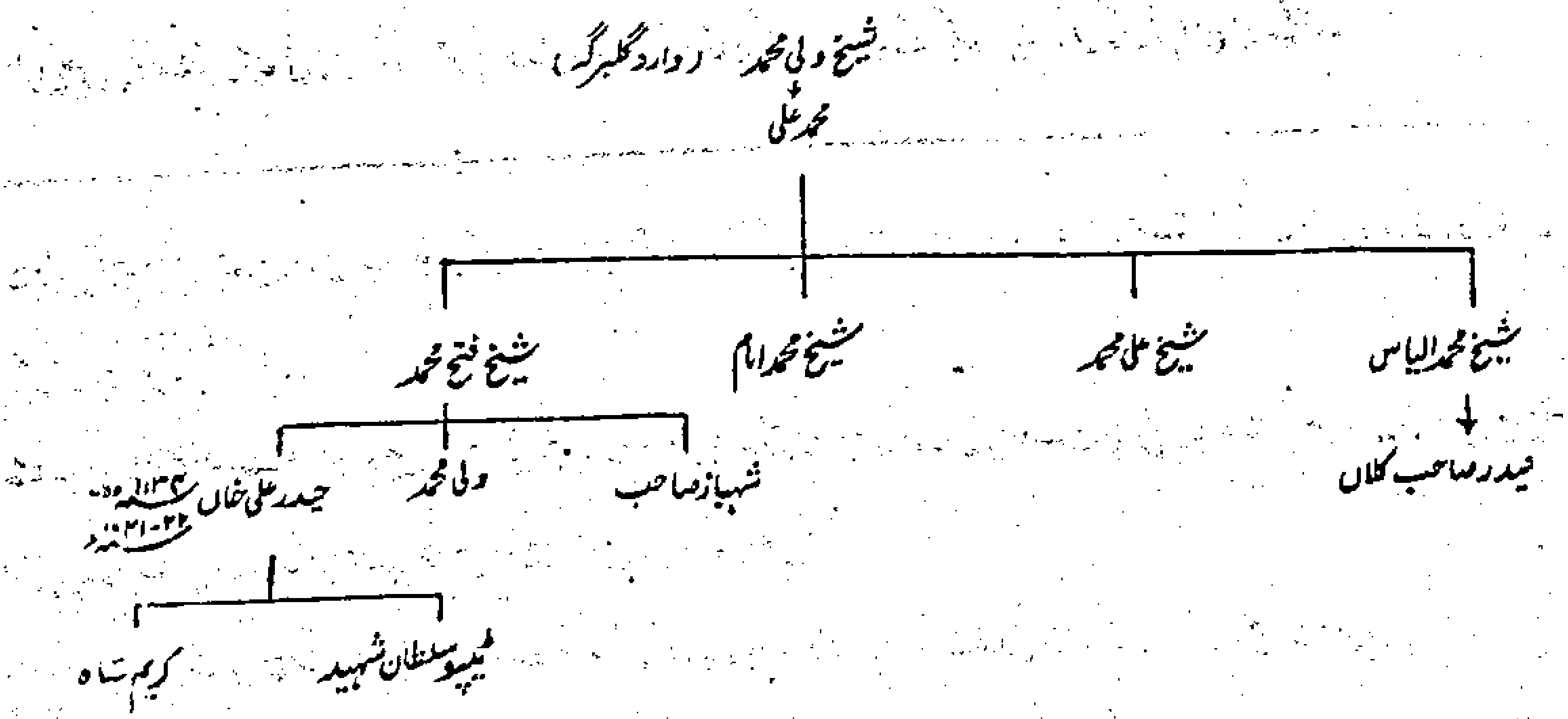

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد علی

شیخ جب گلبرگہ آئے تو ان کے ساتھ ان کا نوجوان لڑکا شیخ محمد علی بھی تھا ——— محمد علی انتہائی ذہین اور خوش اخلاق لڑکا تھا۔ باپ کی تعلیم و تربیت ایسی تھی کہ کم عمری ہی میں اس نے تقریباً تمام علوم و فنون پر عبور حاصل کر لیا تھا ——— گلبرگہ پہنچنے کے بعد جب ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا تو باپ کو اپنے سعادت مند لڑکے کا گھر بسانے کی فکر ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے درگاہ کے ایک ذی عزت مجاور کے گھرانے میں شادی کا پیغام دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ان دونوں گھرانوں میں رشتہ داری قائم ہو گئی ——— لڑکے کی خانہ آبادی کے بعد شیخ ولی محمد متوکل علی عادل شاہ ثانی کے عہد حکومت تک بقید حیات رہے۔

باپ کی وفات کے بعد محمد علی کا دل گلبرگہ سے ایسا اُٹھا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر بیجاپور چلے گئے ——— ان کی بیوی کے سات بھائی تھے جو شیخ منہاج امیر دکن کے لشکر میں لازم تھے۔ ان کی سکونت بیجاپور کے محلہ مشائخ پورہ میں تھی۔ یہ سب بھائی خدا کے فضل سے خوش حال تھے اور مل جل کر بڑی محبت اور اتفاق کے ساتھ گزر بسر کرتے تھے۔ جب محمد علی اپنے بیوی بچوں کو لے کر سسرال پہنچے تو بہن کی خاطر سے ان بھائیوں نے محمد علی کی بڑی آؤ بھگت کی اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ انھیں اپنے ہاں ٹھہرایا۔

ہندوستانی فوج کا حملہ

محمد علی کے بیجاپور پہنچنے پر کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ہندوستان[1] کی فوجوں نے بیجاپور[2] پر حملہ کر دیا۔ حملہ آور فوجوں کے مقابلہ پر دکن کے نامور امراء یعنی شیخ منہاج، افضل خاں، رستم خاں اور سرمست خاں بھی ایک بڑا لشکر لے کر نکلے۔ شیخ منہاج ہراول فوج کے کماندار تھے۔ شہر گلبرگہ کے سامنے جب فریقین میں گھمسان کا رن پڑا تو شیخ منہاج نے بڑی بہادری کا ثبوت دیا۔ اس پامردی کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ دشمن کے دانت کھٹے ہو گئے اور وہ بری طرح شکست کھا کر بھاگا ——— اس لڑائی میں دکن کے سات سو سپاہی دشمن کے تیر و تفنگ کا نشانہ بن گئے۔ شہید ہونے والوں میں وہ ساتوں بھائی بھی تھے۔ جو بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ایک ایک کر کے قربان ہو گئے۔

---

[1] دکن اگرچہ برِ عظیم ہند میں شامل ہے۔ لیکن دکن والے ہمیشہ شمالی علاقہ کو "ہندوستان" اور جنوبی علاقہ کو مستقلاً ایک علیحدہ علاقہ اور مُلک سمجھتے رہے ہیں۔

[2] عادل شاہی سلطنت ۱۴۸۹ء میں قائم ہوئی۔ جب کہ سلاطین بہمنیہ کو زوال ہوا اور ان کی سلطنت پانچ ریاستوں میں بٹ گئی جن میں سے مشہور عادل شاہی، بریدشاہی، قطب شاہی اور عماد شاہی ریاستیں ہیں۔ عادل شاہی ان سب میں بڑی ریاست تھی۔ اس کے پہلے بادشاہ کا نام یوسف عادل شاہ تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ان بھائیوں کی ہلاکت کی خبر محمد علی کی بیوی کو ملی تو اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ وہ بیچاری بس بستر سے لگ گئی کھانا پینا چھوٹ گیا اور ہر وقت بھائیوں کے غم میں ہائے ہائے کے سوا کچھ کام نہ رہا ——— محمد علی نے جب بیوی کا یہ حال دیکھا تو بیجاپور میں مزید ٹھہرنا قرین مصلحت نہ جانا اور بیوی کا غم ہلکا کرنے کے لئے کرناٹک کی طرف نکل گئے۔ یہاں پہنچ کر بالا گھاٹ کے ایک قصبہ کولار میں سکونت اختیار کی۔ کولار کی عملداری پر سرا کے صوبہ دار قاسم خاں کی طرف سے شاہ محمد دکنی مامور تھا۔ اس سے محمد علی کی پہلے سے جان پہچان تھی۔ سابقہ روابط کی بنا پر شاہ محمد نے ان کے ساتھ بڑے عزت و احترام کا سلوک کیا اور ان کے قیام کا شایان شان انتظام کر دیا۔ محمد علی نے کولار میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ رفتہ رفتہ یہاں ان کو ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہوئی کہ حاکم کولار نے اپنے علاقہ کا سارا نظم و نسق بڑی حد تک انہی کے حوالہ کر دیا۔ کولار میں محمد علی سرکاری فرائض کے علاوہ زراعت نیز باغات کی اجارہ داری کا کام بھی کرتے رہے۔

محمد علی کی اولاد میں چار لڑکے شیخ الیاس، شیخ محمد، شیخ امام اور شیخ فتح محمد تھے۔ یہ جب بڑے ہوئے تو اپنے ہمسروں کی طرح ان کے دل میں بھی سرداری اور نام آوری کا جذبہ کروٹیں لینے لگا۔ چنانچہ انہوں نے باپ سے

(بقیہ حاشیہ صـ۲۴) یہ سلطنت تقریباً تین سو سال تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ قائم رہی۔ عادل شاہی بادشاہوں کا شجرۂ نسب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یوسف عادل شاہ	۱۴۸۹ء	تا	۱۵۱۰ء
اسمٰعیل عادل شاہ	۱۵۱۰ء	تا	۱۵۳۴ء
ملو عادل شاہ	۱۵۳۴ء	تا	۱۵۳۵ء
ابراہیم عادل شاہ اوّل	۱۵۳۵ء	تا	۱۵۵۷ء
علی عادل شاہ اول	۱۵۵۷ء	تا	۱۵۸۰ء
ابراہیم عادل شاہ ثانی	۱۵۸۰ء	تا	۱۶۲۷ء
محمد عادل شاہ	۱۶۲۷ء	تا	۱۶۵۶ء
علی عادل شاہ ثانی	۱۶۵۶ء	تا	۱۶۷۲ء
سکندر عادل شاہ	۱۶۷۲ء	تا	۱۶۸۶ء

۱۶۸۶ء میں عالم گیر کی فوج ظفر موج نے دکن کی اس قدیم حکمرانی کو ختم کر کے دکن پر مغلیہ شہنشاہی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

(بحوالہ جنوبی ہند کی تاریخ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی ملازمت کی اجازت مانگی۔ لیکن باپ نے انھیں اس ارادہ سے باز رکھا اور نصیحت کے طور پر کہا کہ ـــــــ

"ہمارے آباؤ اجداد مشائخ رہے ہیں۔ اپنی صلاحیت و قابلیت کے باوجود وہ ہمیشہ دنیاداری سے دامن کش رہے تم کو بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے ـــــــ اچھی طرح یاد رکھو دنیا کی ہوس ایک ایسی چنگاری ہے جو جاودانی نعمتوں کے ذخائر کو دیکھتے ہی دیکھتے جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ دنیا کے پیچھے کیوں بھاگتے ہو؟ ازل سے جو کچھ تمہاری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ تمہارے پاس دوڑ دھوپ کے بغیر ہی بے کھٹکے پہنچتا رہے گا۔ ؎

گر زمیں را بہ آسماں دوزی　　　نہ دہندت زیادہ از روزی

غرض یہ کہ دور اندیش باپ نے اپنی زندگی تک لڑکوں کو آنکھوں سے اوجھل ہونے نہیں دیا۔ محمد علی کا انتقال ۱۱۰۹ھ میں اسی قصبہ کولار میں ہوا۔

شیخ فتح محمد

باپ کے مرنے کے بعد شیخ الیاس جو بھائیوں میں سب سے بڑے تھے خاندان کے سرپرست اور مربی بنے۔ اور انھوں نے بڑی سلامت روی اور خوش اسلوبی کے ساتھ چھوٹے بھائیوں اور دوسرے عزیز و اقارب کی سرپرستی کے فرائض انجام دیے ـــــــ اتفاقاً اسی زمانہ میں حاکم کولار شاہ محمد دکنی کا انتقال ہو گیا اور قصبہ کی عملداری پر ایک دوسرا شخص حاکم بن کر آ گیا۔ ان تبدیلیوں نے چھوٹے بھائی فتح محمد کو کچھ ایسا دل برداشتہ کیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی سے اجازت لیے بغیر ہی کرناٹک کی طرف نکل گئے اور وہاں پایان گھاٹ کے تعلقہ تریا مل میں جو ایک سرسبز و شاداب علاقہ ہے سکونت اختیار کر لی۔ لیکن پاؤں میں چکر ایسا تھا کہ وہاں بھی رک نہ سکے اور سیدھے صوبہ ارکاٹ کے صدر مقام کا رخ کیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد ابراہیم خاں قلعدار کی سفارش اور توسط سے نواب سعادت اللہ خاں صوبہ دار کے ہاں ملازم ہو گئے۔ نواب نے دو سو پیادوں اور پچاس سواروں کی جمعداری پر ان کا تقرر کر دیا۔

محمد الیاس کو اپنے چھوٹے بھائی کی اس حرکت (فوجی ملازمت) سے جو ان کے نزدیک مشائخ خاندان کے لیے باعث ننگ تھی سخت رنج پہنچا۔ اس غم کو بھلانے کی خاطر وہ سید برہان الدین پیرزادہ کی ملاقات کا بہانہ

لہ ارکاٹ سلاطین بیجاپور کا ماتحت علاقہ تھا۔ ۱۱۲۴ھ میں نواب سعادت اللہ خاں نے نیم مختار حیثیت حاصل کر لی۔ عملاً ارکاٹ سلطنتِ آصفیہ دکن کا تحت صوبہ رہا۔ اور یہاں کے نواب سلاطین آصفیہ سے متعلق رہے۔ نواب سعادت اللہ خاں ارکاٹ کے پہلے نواب تھے۔ ان کے زمانہ میں ارکاٹ نے کافی ترقی کی اور دکن کی سیاست میں بڑا اہم حصہ لیا (بحوالہ ریاست ہائے ہند)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرکے تنجاور کی طرف چلے گئے اور اپنے متعلقین کو اپنے چودہ سالہ لڑکے حیدر صاحب اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ گھر چھوڑ گئے۔ محمد الیاس کے پیچھے پیچھے ان کی موت بھی تنجاور پہنچ گئی چنانچہ [illegible] میں اس [illegible] سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئے۔

بھائی کی وفات کے بعد فتح محمد نے تمام عزیزوں کو اپنے ہاں بلا لیا اور تنجاور سے پیرزادہ سید برہان الدین کو بھی ارکاٹ بلا کر ٹھہرا لیا اور ان کی لڑکی سے جو ابراہیم صاحب کی حقیقی بہن تھی شادی کر لی اور ان کی بھانجی عروس کا عقد اپنے بھائی امام صاحب سے کر دیا۔

محمد الیاس مرحوم کے لڑکے حیدر صاحب بھی اپنے چچا کے نقش قدم پر چلے۔ پالیگار[1] [illegible] کی [illegible] میسور چلے گئے۔ وہاں ان کا تقرر چار سو پیادہ اور ایک سو سوار کی جمعداری پر ہو گیا اور نائیک[2] کا خطاب بھی ملا۔

فتح محمد کے کارنامے

ارکاٹ میں فتح محمد نے نمایاں ترقی حاصل کی چنانچہ نواب موصوف[3] سعادت اللہ خاں نے [illegible]

---

[1] "پالیگار" کے معنی تحصیل کنندہ کے ہیں۔ جنوبی ہند کی سب سے بڑی ہندو سلطنت وجیانگر کے عہد میں اراضیات کا نظم و نسق اس طرح کا تھا کہ صوبہ کے گورنر کے ماتحت مختلف زرعی علاقے ایک ایک تحصیل کنندہ یعنی پالیگار کی تحویل میں رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ پالیگار اپنے اپنے علاقوں میں جاگیردار کی حیثیت اختیار کر گئے۔ چنانچہ دریائے کرشنا سے دریائے مدورا تک کے وسیع علاقہ میں چھوٹی چھوٹی جاگیروں کا ایک جال سا بچھا ہوا تھا۔ اور پورے علاقہ کے نظم و نسق کے اصل مالک یہی پالیگار بنے ہوئے تھے۔ مرکزی حکام اور گورنران کی مدد کے بغیر اپنی عملداری میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ (بحوالہ ہندو ریاستیں)

میسور کے وڈیر خاندان کے مشیر اور دست راس یہی پالیگار تھے۔ وزارت و نظامت ان کے ہی ہاتھوں میں تھی۔ حیدر علی خاں کے زمانہ میں نندراج جسے مصنف "حملات حیدری" نے "ننجراج" بھی لکھا ہے، راجہ کا خسر اور وزیر تھا جس کا خاندان پہلے صرف کنلہ اور پیریا پٹن کا پالیگار تھا۔ بعد میں وزارتِ میسور اس خاندان میں توارثاً اسی طرح چلتی رہی جس طرح گدی نشین وڈیر خاندان میں۔ (بحوالہ حملاتِ حیدری)

نندراج میسور کا بڑا مقتدر وزیر تھا۔ راجہ اس کے ہاتھوں میں بس کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کو نندراج نے زبردستی سابق راجہ کا لے پالک بنا کر گدی نشین کر دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ ریاست کا مخلص وفادار اور نہایت منتظم شخص بھی تھا۔

(میسور سے متعلق متعدد تاریخوں سے مستفاد)   (مترجم)

[2] ہندوؤں کی اصطلاح میں "نائیک" پیادہ فوج کے سردار کو کہتے ہیں۔

[3] جنوبی ہند جب مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زیر تسلط آ گیا تو اس نے اس نئے مقبوضہ علاقہ کو دو صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک

(باقی اگلے صفحے پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ سو پیادہ دو سو سوار اور پچاس جنرال بردار ان کی ماتحتی میں تھے۔ انہوں نے اپنے اس دستہ کے ساتھ ا... اور جانفشانی سے مفوضہ فرائض انجام دیے کہ بہت جلد نواب کی نگاہوں میں چڑھ گئے۔

(بقیہ صفحہ ۲۷)
مدسرا" اور دوسرا" ارکاٹ" قائم کیے۔ ان دونوں صوبوں پر ۱۷۳۲ء تک سعادت اللہ خاں صوبہ دار تھے۔ بعد میں "سرا" کے صوبہ پر امین خاں کا تقرر ہو گیا۔ اور ارکاٹ سعادت اللہ خاں کی عملداری میں رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد نظام الملک آصف جاہ اول نے دوبارہ سرا کی صوبیداری بھی سعادت اللہ کو دے دی۔ سعادت اللہ خاں کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد نظام الملک آصف جاہ نے انورالدین خاں کو ارکاٹ کا صوبہ دار بنا دیا۔ اس طرح دو خاندانوں میں ارکاٹ کی صوبیداری چلتی رہی۔ ان دونوں کو نوابانِ ارکاٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نوابانِ ارکاٹ کا شجرہ

(۱) خاندانِ نائیکہ

نواب محمد سعید عرف نواب سعادت اللہ خاں

۱۷۱۰ء تا ۱۷۳۲ء

دوست علی برادر نواب سعادت اللہ خاں

۱۷۳۲ء تا ۱۷۴۰ء

صفدر علی	دختر
۱۷۴۰ء تا ۱۷۴۲	(حسین دوست خاں چندا صاحب کی بیوی)
↓	
محمد سعید	

(۲) خاندانِ انوری

انورالدین

۱۷۴۴ء تا ۱۷۴۹ء

محفوظ خاں	محمد علی والاجاہ	عبدالوہاب
	۱۷۴۹ء تا ۱۷۹۵	
	↓	
	عمدۃ الامرا	
	۱۷۹۵ء تا ۱۸۰۱ء	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح محمد کی حسنِ کارکردگی کا مظاہرہ چنجی (تعلقہ کرناٹک پایان گھاٹ) کی لڑائی میں ہوا جس کے بعد انھیں کرناٹک میں بڑی سرخروئی حاصل ہوئی۔ یہ لڑائی راجہ تینسنگ اور نواب کے درمیان ہوئی تھی تینسنگ نے اس معرکہ میں غیر معمولی دلیری کا ثبوت دیا چنانچہ وہ صرف چودہ سواروں کو لے کر فتح پیٹ کے قریب سکراتیرت ندی کو عین طغیانی کی حالت میں عبور کر آیا اور نواب کے لشکر پر جو چار پانچ ہزار سواروں اور تیرہ ہزار پیادہ پر مشتمل تھا اچانک کچھ اس طرح آ پڑا کہ سارا لشکر درہم برہم ہو گیا اور وہ لڑتا بھڑتا صرف دو سواروں کے ہمراہ نواب کی سواری تک جا پہنچا اور خاصہ کے ہاتھی پر بھرپور حملہ کیا۔ اس نازک وقت میں فتح محمد نے جو اپنے پیادوں اور جنزال برداروں کے ساتھ خاصہ کے ہاتھی کو حلقہ میں لیے ہوئے تھے بڑی پامردی کا ثبوت دیا اور بندوق تان کر ایسا نشانہ باندھا کہ راجہ اسی جگہ ڈھیر ہو گیا ——— اس بہادری اور مستعدی پر نواب نے ان کو علم، نقارہ اور ہاتھی انعام میں دیا اور بعد میں ان کے ساتھ برابر مہربانی اور عزت افزائی کا سلوک کرتا رہا۔

نواب کے انتقال کے بعد اس کا بھتیجا دوست علی خاں ارکاٹ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ لیکن اس کے خاندان میں بڑے جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے لڑکے صفدر علی خاں کی مداخلت کی وجہ سے سرکاری کاموں میں بڑی گڑبڑ ہونے لگی ——— یہ صورتِ حال دیکھ کر فتح محمد نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ ارکاٹ کی ملازمت سے قطع تعلق کر لیں چنانچہ اپنی عزت و ناموس بچا کر مع اہل و عیال بالا گھاٹ چلے گئے عورتوں کو تو کولار چھوڑا اور خود میسور کی راہ لی جہاں ان کے بھتیجے (حیدر صاحب) نے اپنے سلیقہ و تدبر سے ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا۔

جب وہ میسور[1] پہنچے تو پالیکار میسور نے ان کو بھی حیدر صاحب کی طرح نائیک کا خطاب و عہدہ دے کر

---

[1] موجودہ ریاست میسور کا رقبہ ۲۹۴۶۹ مربع میل ہے۔ میسور کا قدیم نام "مہیش منڈلا" تھا۔ جس کا ذکر مہابھارت اور راماین میں بھی آیا ہے۔ ...۲ سال بعد مسیح تک مہیش منڈلا کی تاریخ کا کوئی سراغ نہیں لگتا ہے۔ اس کے بعد قدیم حکمران خاندانوں ستوانا سس، کدم، پلّو، کنداولی، گنگا، چلوکیا، ہوسیالا، یادو کے نام ملتے ہیں۔ مہیش منڈلا کے محل وقوع پر ایک ۳۲ قریوں پر مشتمل جاگیر میسور کا نام منتسب ہے جو جنوبی ہند کی ہندو سلطنت وجیانگر کے گورنر کے ماتحت تھی۔ (بحوالہ ہندوستانی ریاستیں)

سنہ ۱۳۱۰ء میں جب علاؤالدین خلجی کے مشہور سپہ سالار ملک کافور نے وجیانگر کی عظیم الشان ہندو سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ تو یہ علاقہ بھی دہلی کے ماتحت آ گیا۔

پھر محمد بن تغلق نے ۱۳۱۲ء میں جنوبی ہند کے خود مختار علاقوں کو فتح کیا اور میسور دوبارہ دہلی کے ماتحت ہو گیا۔

۱۳۹۹ء میں میسور نے ایک چھوٹی موٹی ریاست کا رتبہ پا لیا جو خاندان اوڈیر کے زیرِ حکم تھی (باقی برصفحہ ۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر میں ملازم رکھ لیا ——— واضح رہے یہ خطاب ہندوؤں میں بڑے مرتبہ کی نشانی ہے اور صرف وہی شخص اس کا مستحق ہوتا ہے جس نے اپنی ذاتی شجاعت اور دلاوری کا لوہا منوالیا ہو اور امورِ مملکت میں اس کی حسن کارکردگی مسلم ہو ——— اس میں شک نہیں۔ فتح محمد کو میسور میں شایان شان خدمت مل گئی تھی لیکن وہاں کا ماحول ان کو راس نہیں آیا۔ دربار کے مصاحبوں اور افسروں کی منافقت کی وجہ سے راج پاٹ میں بڑی افراتفری مچی ہوئی تھی اور ممکن نہیں تھا کہ فتح محمد اس رنگ میں خود کو رنگ لیتے۔ چنانچہ وہ کچھ زیادہ عرصہ میسور کی ملازمت سے منسلک نہیں رہ سکے اور جلد ہی پالیکار بیدور سے رخصتی حاصل کرکے اپنے گھر آکر بیٹھ گئے۔

یہ واقعہ ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء کا ہے۔ اسی زمانہ میں ان کے ہاں ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام شہباز صاحب رکھا گیا دو سال بعد ایک اور لڑکا ہوا جس کا نام ولی محمد تھا۔ لیکن وہ دو سال کی عمر ہی میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔

فتح محمد مہم پسند آدمی تھے۔ ان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ روباہ صفت کاہلوں کی طرح گوشۂ گمنامی میں پڑے رہیں چنانچہ وہ اپنے گوشۂ عافیت سے نکل کر ملازمت کے ارادہ سے صوبہ سرا پہنچ گئے۔ سرا کے حاکم نواب درگاہ قلی خاں نے ان کو چار سو پیادہ اور ایک سو سواروں کے منصب پر فائز کیا اور قلعہ بالاپور کا قلعہ دار مقرر کرکے بھیج دیا ——— یہاں پہنچ کر ان کو قدرے اطمینان نصیب ہوا اور انھوں نے اپنے متعلقین کو بھی اسی جگہ بلا لیا۔ اور زندگی کے دن خاطر خواہ گزارتے رہے۔

حیدر علی کی پیدائش

اسی مقام بالاپور میں فتح محمد[1] کے گھر ۱۱۳۴ھ/۲۲-۱۷۲۱ء میں ایک اقبال مند لڑکا تولد ہوا۔ چونکہ اس کی پیدائش کے وقت آفتاب "بیت الشرف" میں تھا۔ اس لیے اس کا نام حیدر علی تجویز کیا گیا ——— حیدر علی کی پیدائش پر ایک عجیب صورتِ حال پیدا ہو گئی۔ نجومیوں نے نومولود کا زائچہ دیکھ کر بتایا کہ یہ لڑکا اس میں شک نہیں بڑا اقبال مند

(بقیہ صفحہ ۲۹) ۱۵۶۶ء میں حکمرانِ ریاست تمراج وڈیار نے خود مختاری اختیار کی اور سرینگا پٹن کو اپنا دارالسلطنت بنالیا۔

۱۶۳۴ء سے ۱۶۸۶ء تک یہ بیجاپور کے حکمرانوں کے گورنر کے ماتحت رہی جن کا صدر مقام شہر سرا تھا۔

۱۶۸۶ء میں جب اورنگ زیب نے دکن کی تمام ریاستوں کو مغلوب کر لیا تو یہ ریاست بھی سلطنتِ مغلیہ کی باجگذار بن گئی جو صوبیدار دکن کے ماتحت تھی۔

حیدر علی نے جب سلطنتِ خداداد کی بنیاد رکھی تو میسور کے راج پاٹ کو برقرار رکھا لیکن اس کی حیثیت سلطنت خداداد کی ایک باجگذار ریاست کی تھی۔

[1] حملاتِ حیدری کے مصنف کا بیان ہے کہ حیدر علی، فتح محمد کی دوسری بی بی کے بطن سے تولد ہوئے (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لازماً یہ تخت و تاراج کا مالک ہوگا اور دونوں کرناٹکوں کا حاکم بنے گا۔ لیکن اس کی قسمت میں اگر کوئی پھیر ہے تو بس یہ کہ اس کے سر سے باپ کا سایہ جلد اٹھ جائے گا ـــــــ عزیز و اقارب کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے طے کر لیا کہ اس بچہ کو باپ کی زندگی پر قربان کر دیا جائے تو بہتر۔ اور شاید وہ ایسا کر گزرتے۔ لیکن فتح محمد کو ان باتوں کی خبر ہو گئی اور وہ سخت برہم ہوئے اور کہا کہ ـــــــ میں اس بات پر راضی ہوں کہ اس کی نحوست میرے سر پڑے، میں اس بچہ کا بال بھی بیکا نہ ہونے دوں گا۔ کیونکہ اچھا اور برا جو بھی آگے آتا ہے وہ مشیت ایزدی کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا کیا دخل ـــــــ غرض حیدر علی پیدا ہوتے ہی ایک جان لیوا خطرہ سے بال بال بچ گیا۔ اور پھر اس کی پرورش بڑی حفاظت اور اہتمام سے ہوتی رہی۔

بالاپور کی لڑائی

اسی زمانہ میں درگاہ قلی خاں کو معزول ہونا پڑا اور اس کی جگہ نواب عابد خاں سرا کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے حاکم ہونے کے بعد ہی پالیکار پسور نے بدنور کے پالیکار کے ساتھ مل کر قلعہ بالاپور پر فوج کشی کی اور حیدر صاحب نائیک کے ذریعہ قلعہ کو سپرد کر دینے کا پیغام بھیجا۔ بہادر قلعہ دار فتح محمد ان کی تحریص و ترغیب اور جھانسوں میں نہیں آئے اور اپنے آقا کی نمک حلالی سے منہ نہیں پھیرا بلکہ بہادری سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس سے پہلے کہ دشمن حملہ آور ہو وہ اپنے لشکر کو لے کر قلعہ سے نکلے اور ایسا کارگر شبخون مارا کہ غنیم کی فوج بری طرح شکست کھا کر بھاگی۔ شکست خوردہ پالیکار اپنے ارادوں میں ناکام ہونے کے بعد انتہائی مایوسی کے عالم میں اپنے علاقہ کو لوٹ گیا۔ فتح محمد نے جو کچھ مالِ غنیمت اس لڑائی میں پایا تھا وہ صوبہ دار کے پاس بھیج دیا۔ عابد خاں نے اس تجربہ کار سپاہی کی دلیری اور شجاعت کی بڑی تعریف کی اور صوبہ کے صدر مقام پر طلب کر کے ہاتھی اور نقارہ کے ساتھ دو ہزار پیادہ اور پانچ سو سواروں کے منصب پر ترقی عطا کی اور صوبہ کے بندوبست پر ان کا تقرر کر دیا۔ اس دوران میں فتح محمد کو جس مہم پر بھی لگایا گیا انہوں نے اس کو نہایت عمدگی کے ساتھ سرانجام دیا۔

جب درگاہ قلی خاں دوبارہ سرا کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اس نے اور بھی زیادہ ان کی عزت افزائی کی یہاں

(بقیہ صفحہ ۳۰) اس نے حیدر علی کی والدہ کا نام مجیدہ بیگم لکھا ہے اور حیدر علی کے رشتہ داروں کے متعلق یہ دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے کہ مجیدہ بیگم صوبہ سرا کے ایک ماتحت زمیندار میر اکبر علی خاں کی لڑکی تھی۔ اکبر علی خاں کی طرف زمیندارہ کی کافی رقم باقی رہ گئی۔ سرا کے صوبہ دار نے سختی کے ساتھ اس رقم کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اور اس کی وصول یابی کے لیے فتح محمد کو روانہ کیا۔ فتح محمد نے وہاں پہنچنے کے بعد زمیندار اکبر علی خاں سے اس کی لڑکی کا رشتہ مانگا اور غالباً مہر میں وہ رقم جو سرکاری خزانہ کو ادا کرنی تھی اپنی جانب سے ادا کر دینے کا وعدہ کیا۔ اس طرح مجیدہ بیگم فتح محمد کے عقد میں آئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ تمام صوبہ کی عملداری ان کے سپرد کردی ——— درگاہ قلی خاں کے مارے جانے کے بعد فتح محمد نے اس کے لڑکے عبدالرسول خاں کے ساتھ ہو کر اس عمدگی اور حسنِ تدبیر سے پورے صوبہ اور قلعہ کے نظم و نسق اور باجگذار پالیگاروں کے معاملات کو سرانجام دیا کہ ایسے تمام فتنے جو کسی مقررہ حاکم کے نہ ہونے کی صورت میں لازماً پیدا ہو جاتے ان کی عملداری میں سر نہ اٹھا سکے۔

فتح محمد کی شہادت

حاکم صوبہ نواب طاہر محمد خاں جو صوبہ کی حکومت پر فائز ہونے کے بعد نو ماہ تک سربندی کی فراہمی کی خاطر صوبہ کے باہر ہی ٹھیرا ہوا تھا، نئی صوبہ داری کا جائزہ لینے کے لیے ایک باقاعدہ لشکر لے کر آیا ——— عبدالرسول خاں جس نے فتح محمد کے تعاون سے عملاً صوبہ کا بندوبست بڑی عمدگی کے ساتھ سنبھال رکھا تھا۔ اور حکومت کا بجا طور پر متمنی تھا نئے صوبہ دار کے اس طرح لشکر لے کر آنے پر بہت خائف ہوا اور اپنے باپ کی جاگیر پرگنہ بالاپور کلاں کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے بلا توقف حیدرآباد کی طرف نکل گیا لیکن جاتے ہوئے دارالامارۃ کے قلعہ دار محمد خاں پنی کو سخت تاکید کی کہ اپنے لشکر اور فتح محمد کے رفقا کے ساتھ صوبہ ہی میں مقیم رہے اور نئے صوبہ دار کو دارالامارۃ میں لڑے بغیر داخل نہ ہونے دے۔ چنانچہ قلعدار، فتح محمد خاں اور دوسرے نائیکوں نے اس بات کو بہانہ بنا کر کہ ہم حاکم کے غائبانہ برابر فرائض ملازمت انجام دیتے رہے ہیں، اس لیے ہم کو گذشتہ نو ماہ کی تنخواہ ادا کی جائے۔ نواب کے ساتھ بڑی بحث و تکرار کی اور اپنے حقوق کی وصول یابی تک نواب کو دارالامارۃ کے حصار میں داخل ہونے سے روک دیا اور اندر ہی اندر جنگ کی تیاریاں کرلیں۔ جب نواب کو ان باتوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہلا بھیجا کہ "ہم جس تاریخ سے صوبہ میں داخل ہوئے ہیں اس تاریخ سے ہزاری منصب داروں اور قلعہ کے محافظوں کی ماہانہ تنخواہ اور صوبہ کے لشکر کی سربندی کے واجبات لازماً ادا کردیں گے لیکن اس سے پہلے کے مہینوں کا حساب سابقہ صوبہ دار ہی سے لینا چاہیے"

قلعہ والوں نے نواب کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور مضبوطی کے ساتھ شہر اور قلعہ کی دربندی کردی اور لڑائی کے لیے لیس ہو کر بیٹھ رہے۔

نواب نے جو شہر کی مغربی جانب عیدگاہ کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ فروکش تھا ایک دن شہر پناہ پر زبردست حملہ کیا اور بڑی کوشش کی کہ کسی طرح دارالامارۃ میں داخل ہو جائے لیکن اس جانب کے محافظوں نے جو فتح محمد کے سپاہی تھے بڑی بہادری کے ساتھ حملہ آوروں کی مدافعت کی اور انھیں پیچھے دھکیل دیا۔ نواب نے وہاں سے اپنے لشکر کو ہٹا لیا اور ہانس بیل کے راستہ میں جا کر پڑاؤ ڈال دیا اور شہر و قلعہ کا محاصرہ کر کے قلعہ والوں سے بندوقوں اور تیروں کی لڑائی شروع کردی لیکن خوش قسمتی سے ہر طرح کی جنگ میں محصورین کا پلہ ہی بھاری رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نواب کو وہاں سے بھی کوچ کرنا پڑا اور وہ کمن بیلی کے قریب جو قلعہ سے انگل کی سمت ایک کوس کے فاصلہ پر ہے جا ٹھیرا۔

جاہل قلعدار نے اس موقع پر بڑی جلد بازی اور نادانی سے کام لیا اور اپنی فوج اور فتح محمد کی جمعیت کو لے کر شبخون مارنے کے ارادے سے قلعہ سے باہر نکل آیا۔ نواب کا لشکر غافل نہیں تھا۔ چنانچہ ان کے آگے بڑھتے ہی نواب کے طلایہ گرد دستوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اور فریقین میں بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ قلعدار چونکہ ناتجربہ کار تھا اس لیئے اس نے یہ سوچے بغیر کہ غنیم نے اپنی فوج کے دستے کمین گاہوں میں بٹھائے رکھے ہوں گے۔ سیدھے نواب کے خیمہ پر حملہ کرنے کے لیئے بڑھتا چلا گیا ——— فتح محمد اور سید پیر کلاں بھی چند سواروں اور پیادوں کے ساتھ اس کی سواری کے ہاتھی کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ جونہی یہ لوگ خیمہ کے قریب پہنچے نواب کے لشکریوں نے ہر طرف سے نکل کر بری طرح ہجوم کر لیا اور پھر ایسا شور و غل ہوا کہ الاماں والحفیظ۔ اس موقع پر بڑی ہولناک دست بدست لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں قلعدار مارا گیا اور اس کے ساتھ فتح محمد اور سید معروف بھی اسی جگہ شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ۲۵-۲-۱۱۳۷ھ ۱۷۲۴ء میں پیش آیا۔

نقّارہ کی قید

اس حادثہ کے وقت فتح محمد شہید کے اہل و عیال بالاپور کے پرگنہ ہی میں تھے ——— ان دنوں درگاہ قلی خان کا لڑکا عباس قلی خاں بالاپور کا حاکم تھا۔ جب اسے اس حادثہ کی خبر ملی تو اس بے رحم ظالم نے شہید موصوف کے گھر والوں پر بڑا ظلم کیا اور ان مصیبت زدوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا۔ ان کا سارا مال و اسباب یہاں تک کہ خانگی ضروریات کی چیزیں کپڑے برتن زیور وغیرہ سب کچھ ضبط کر لیا۔ اور فتح محمد شہید کے دونوں لڑکوں کو جن میں سے بڑا لڑکا شہباز صاحب آٹھ نو سال کا اور حیدر علی تو صرف تین چار سال کا تھا۔ قید کر لیا ——— نہ صرف یہ بلکہ اس ظالم نے یہ غضب ڈھایا کہ دونوں معصوموں کو ایک نقارہ میں بند کر کے اس کے منہ کو کھال سے منڈھوا دیا اور اسے مسلسل بجانے کا حکم دیا اس طرح مال کے لالچ میں بچوں کو طرح طرح سے سزائیں دے کر پریشان کرنے لگا۔

شہید موصوف کی اہلیہ نے اپنے ایک معتمد آدمی کے ذریعہ حاکم بالاپور کے مظالم، بچوں کی گرفتاری اور مظلومی کا حال اپنے شوہر کے بڑے بھتیجے حیدر صاحب کو جو سرینگ پٹن میں نائیک تھے کہلا بھجوایا۔ جب

---

[1] سرینگ پٹن، ہندوستان میں مسلمانوں کے روشن مستقبل کی آخری ضمانت تھا جس کے سقوط کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسی طاقت اور اہم مرکز نہیں رہا جو بیرونی حملہ آوروں کے تسلط و اقتدار سے ہندوستان کو بچا سکتا۔ ۱۵۶۶ء سے پہلے یہ ہندو راجاؤں کے (باقی صفحہ ۴۳ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیدر صاحب کو اپنے چچا کی شہادت اور ان کے اہل و عیال کی تباہی و بربادی کا حال معلوم ہوا تو ان پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ انہوں نے میسور کے پالیکار کے پاس حاکم بالاپور کے ظلم و ستم کے خلاف فریاد کی۔ پالیکار نے سرا کے حاکم کے نام عورتوں اور بچوں کی رہائی کے لیے ایک عرضی روانہ کی۔ اس عرضی کے پہنچنے پر نواب موصوف نے اس بے رحم کو سختی کے ساتھ متنبہ کیا، آخرت کے عذاب سے ڈرایا اور سمجھا کر ان کو رہا کرا دیا۔

اس سارے واقعہ کے متعلق ایک دوسرے راوی کا بیان کچھ مختلف ہے ——— ان کی روایت کے مطابق ——— جب نواب درگاہ قلی خاں مارا گیا تو اس کے لڑکے عبدالرسول خاں نے دربار کو اطلاع دیئے بغیر ہی اپنے طور پر لشکر فراہم کر کے صوبہ کا نظم و نسق سنبھال لیا تھا اور اخراجات کی پابجائی کے لیے ارکاٹ میں مقیم ایک پٹھان ساہوکار محمد خاں سلیمان زئی سے تین چار لاکھ روپیہ قرض بھی لے لیے تھے۔ فتح محمد نے بھی اپنی برادری کی تنخواہیں ادا کرنے کے لیے مذکورہ ساہوکار سے اٹھارہ ہزار کا قرضہ لیا تھا۔ جب سرکار کی جانب سے طاہر خاں کا صوبہ داری پر تقرر ہوا اور وہ نظم و نسق سنبھالنے کے لیے صوبہ میں آیا تو عبدالرسول خاں نے بالاپور جانے کی تیاری کی۔ اس کی اطلاع جب ساہوکار کو ہوئی تو اپنے روپیہ کی وصولی کے لیے اس نے عبدالرسول خاں کا راستہ روک لیا۔ خان نے قلعہ کے ہزاری منصب داروں، فوج کے سرداروں اور دارالامارۃ کے قلعدار کو سخت تاکید کی کہ جس طرح بنے یہ رقم نئے صوبے دار نواب طاہر خاں سے لے کر ساہوکار کو ادا کر دی جائے۔ اس طرح وہ ساہوکار سے اپنا پیچھا چھڑا کر وہاں سے نکل گیا۔ جب نواب طاہر خاں پہنچا تو لشکر کے سرداروں اور قلعہ کے ہزاری منصب داروں نے اپنی تنخواہوں اور ساہوکار کی رقم کا قضیہ اٹھا کر مطالبات کی پابجائی تک نواب کو دارالامارۃ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ مذکورہ ساہوکار نے بھی افغانوں کو جمع کر کے لڑائی پر کمر باندھ لی۔ فریقین میں سخت جھڑپ ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا گیا اس لڑائی میں قلعدار اور فتح محمد بہادری سے لڑتے ہوئے مارے گئے اور نواب نے بلا توقف شہر پر چڑھائی کر دی اور ایک ہی دلیرانہ حملہ میں شہر میں داخل ہو گیا لیکن ہزاری منصب داروں، میواتیوں اور مذکورہ

(بقیہ صفحہ ۳۳) زمینداروں کا پرگنہ تھا۔ لیکن سن مذکور میں تمراج وڈیار نے خود مختارانہ حیثیت اختیار کر لی۔ اور ایک چھوٹی سی ریاست کی داغ بیل ڈالی تو سرینگ پٹن کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اوڈیار خاندان کے اٹھارویں راجہ اور پھر حیدر علی خاں اور سلطان ٹیپو کے عہد تک سرینگ پٹن سلطنت خداداد کا دارالحکومت رہا۔ ٹیپو کی شہادت کے بعد انگریزوں نے جب میسور کے راجہ کو سلطنت خداداد کے ایک بڑے حصہ پر حکمران بنا دیا تو بتدریج سرینگ پٹن کی مرکزی حیثیت ختم ہوتی چلی گئی۔ آخر کار ریاست کا دارالسلطنت شہر میسور بن گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساہوکار نے قلعہ کی فصیل کو بخوبی مستحکم کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ برابر ایک ماہ تک اندر جمے رہے اور اپنے حقوق کی وصول یابی تک قلعہ کی چابیاں حوالہ نہ کرنے کا عزم کر لیا۔ جب یہ کیفیت نواب نظام الملک آصف جاہ کے علم میں لائی گئی تو انہوں نے سرداروں اور فوج کی تنخواہ اور مذکورہ ساہوکار کا روپیہ روانہ کر دیا تب کہیں جا کر یہ فتنہ ٹھنڈا پڑا۔ مذکورہ رقم کی وصولی کے بعد ہزاری منصب داروں نے قلعہ کی کنجیاں نواب کے حوالہ کر دیں اور ساہوکار نے بھی اپنا روپیہ ہاتھی اور اونٹ پر بار کر کے ارکاٹ کا راستہ لیا۔ جب وہ بالا پور کے پرگنہ میں پہنچا تو فتح محمد شہید کے لڑکوں کو اس مصیبت میں جس کا ہم ذکر کر آئے ہیں مبتلا دیکھا تو اپنی ذمہ داری اور ضمانت پر بچوں اور عورتوں کو قید سے چھڑا لیا لیکن سرینگ پٹن جانے کی صرف عورتوں کو اجازت دی اور ان دونوں بچوں کو اس رقم کے عوض جو ان کے باپ نے قرض لی تھی اپنے پاس گرو رکھ لیا —— مختصر یہ کہ ساہوکار تو ارکاٹ چلا گیا اور فتح محمد کے گھرانہ والے سرینگ پٹن پہنچے اور انہوں نے حیدر صاحب کلاں سے گھر کی بربادی اور بچوں کی تباہی کا حال مفصل بیان کیا۔ حیدر صاحب نے ان مصیبت زدوں کو دلاسا دیا اور اٹھارہ ہزار روپیہ ارکاٹ بھیج دیا اور ان دونوں مظلوم بھائیوں کو قید سے رہائی دلا کر اپنے پاس بلا لیا۔ وہ دونوں صرف ایک جوڑہ کپڑوں میں نہایت خستہ حالت میں اپنے چچا زاد بھائی کے گھر پہنچے۔ حیدر صاحب نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بچوں سے زیادہ بڑھ کر سلوک کیا اور بڑی نازبرداری کے ساتھ ان کی پرورش کی اور ان کو سپہ گری و شہ سواری کی مناسب تربیت دلائی۔ جب دونوں بھائی جوان ہوئے تو شہباز صاحب کی شادی خاندان کی ایک لڑکی سے کر دی۔

شہباز صاحب

کچھ عرصہ بعد شہباز صاحب نے چچا زاد بھائی پر اس طرح بوجھ بنے رہنا پسند نہ کیا اور بڑا اصرار کر کے حیدر صاحب اور اپنی والدہ سے رخصت ہونے کی اجازت لی اور اپنے چھوٹے بھائی (حیدر علی) کو ہمراہ لے کر پایان گھاٹ چلے گئے اور وہاں عبدالوہاب خاں جاگیردار چتوڑ کے ہاں نوکری کر لی۔ واضح رہے یہ عبدالوہاب خاں نواب علی خاں والاجاہ کے چھوٹے بھائی اور انورالدین خاں گوپا لوٹی کے لڑکے تھے۔ شہباز صاحب کا جاگیردار مذکور نے ہزار پیادہ اور دو سو سوار کے منصب پر تقرر کر دیا۔ شہباز صاحب نے اپنے بھائی حیدر علی کو بھی سواروں کا سردار مقرر کرا دیا اس طرح دونوں بھائی پایان گھاٹ میں آسودہ حالی کے ساتھ مل جل کر رہنے لگے۔

پالیکار میسور

صوبہ سرا کے حاکم نواب دلاور خاں کے زمانہ میں بالا گھاٹ کے پالیکاروں نے صوبہ دار کو روپیہ دے دلا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لئے میدان ہموار کر لیا تھا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر حوصلہ افزائی کے لیئے میدان میں نکل آئے تھے۔

پالیگار میسور نے چھ سات ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل فوج جمع کر لی اور مشرقی میسور یعنی بنگلور والا، ہاشتی والا، دستی کال، کوڑی کال والا، انزی درگ والا وغیرہ کے پالیگاروں کو زیر کر کے اس سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ بلکہ رفتہ رفتہ صوبہ سرا کی سرحدوں تک فوج کشی کر کے کوہ دیگڑی کو بھی جو مطر کیبسی کے پالیگار کے قبضہ میں تھا چھین لیا اس پہاڑی علاقہ کی حفاظت وانتظام کے لیئے حیدر صاحب کلاں کے بیٹے علی صاحب نائیک کو ہاتھی اور نقارہ کے ساتھ تین سو پیادہ اور ستر سوار دے کر مامور کر دیا۔ اس ترقی اور خوش حالی کے وقت میں حیدر صاحب نے مناسب سمجھا کہ اپنے بھائیوں کو ارکاٹ سے بلا لیا جائے۔

اتفاقاً وہاں انہیں دنوں شہباز صاحب عبدالوہاب خاں کے حقارت آمیز سلوک کی وجہ سے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔ اس نے چچازاد بھائی کے بلاوے کو غنیمت جانا اور کسی نہ کسی طرح کوشش کر کے فوج سے برطرفی کا پروانہ حاصل کیا اور اپنے رفقا کے ساتھ تمام مال و اسباب لے کر حیدر صاحب کے پاس سرینگ پٹن واپس چلے آئے .... ان سب کے آنے پر حیدر صاحب نے شہباز صاحب کو سرکار میسور کے کارپرداز نندراج کے ہاں تین سو پیادہ اور پچاس سواروں کی سرداری پر ملازم کرا دیا۔

حیدر صاحب کی وفات

نندراج نے بالاپور کے فوجی تھانہ تعلقہ دیوان ہلی پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے فوج کشی کی اور گڑھی[1] کا محاصرہ کر لیا، اس گڑھی پر حملہ کے دوران حیدر صاحب کلاں زخمی ہو کر انتقال کر گئے۔ ان کے گذر جانے پر کارپرداز نندراج نے مرحوم کی برادری[2] کو شہباز صاحب کی سرکردگی میں دے دیا اور اس تعلقہ اور تسخیر شدہ قلعہ کے بندوبست پر ان کو مقرر کر کے خود سرینگ پٹن چلا گیا۔

شہباز صاحب نے حیدر علی کو بھی سواروں کے ایک دستہ پر سردار بنا کر کارپرداز کے لشکر کے ہمراہ روانہ کر دیا اور خود دیون ہلی میں ٹھہر گئے اور کولار سے اپنے متعلقین کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ چونکہ ان کی بیوی کا ایک لڑکی کی ولادت کے موقع پر انتقال ہو گیا تھا اس لیئے قرابت داروں میں سے ایک دوسری لڑکی سے شادی کر لی۔ اور اپنی لڑکی کو جوان ہونے پر لالہ میاں سے بیاہ دیا۔ دوسری بیوی سے بھی شہباز صاحب کے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا جس کا نام قادر صاحب رکھا گیا تھا تولد ہوئے۔

---

[1] متن میں قلعچہ کا لفظ ہے جو یقیناً گڑھی کے لیئے استعمال ہوا ہو گا کیونکہ گڑھی بھی چھوٹے قلعہ ہی کو کہتے ہیں۔

[2] برادری سے یہاں وہ جمعیت مراد ہے جو حیدر صاحب کی کمان میں تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲

حیدر علی خاں بہادر

سرنگا پٹن میں حیدر علی نے اپنی سلامت روی اور حسن کارکردگی سے بہت ہی جلد اپنے آقاؤں کے دل میں جگہ پیدا کر لی چنانچہ راج کے تمام عہدہ دار اور مصاحب یہاں تک کہ فرمانروائے میسور چک کشن راج وڈیر[1] جو اپنے

---

[1] وڈیر یا اوڈیر "وڈیا" کی جمع ہے جو کنڑی کا لفظ ہے جس کے معنی صاحب یا مالک کے ہوتے ہیں۔ اس طرح وڈیر کے معنی "مہا مالک" یا مہاراجہ کے ہوئے۔ لیکن یہ لفظ اتنے بڑے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہ سلطنت وجیانگر کے ماتحت ایسے گورنروں کے لیے بطور اعزاز کے بولا جاتا تھا جس کی عملداری میں صرف ۳۳ قریہ ہوتے تھے (بحوالہ تاریخ میسور کرنل ولکس)

خاندان اوڈیر کا آغاز ۱۳۹۹ء میں ہوا۔ اس خاندان کے برسر اقتدار آنے کے بارے میں ایک دلچسپ قصہ زبان زد عام رہا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کہتے ہیں ۱۳۹۹ء میں دوارکا سے دو بھائی جن کا نام وجیا رایا اور کرشن رایا تھے جنوب کی طرف آنکلے۔ میسور کے نزدیک ایک چھوٹی سی ریاست ہڈناؤ تھی۔ یہاں کے راجہ نے اپنی لڑکی کی شادی ایک نیچ قوم کے نوجوان سے کردینی چاہی۔ کہتے ہیں ان دونوں کے درمیان اندر ہی اندر تعلقات تھے اور راجہ اپنی لڑکی پر جبر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن رانی کسی طرح اس رشتہ پر راضی نہیں ہوئی اور اس نے ان دونوں بھائیوں سے سازش کرکے راجہ کو مروا ڈالا اور وجیا رایا نے اس لڑکی سے شادی کرلی اور راجہ کا جانشین بن گیا۔ پھر اس نے اپنی حدود کو بڑھا کر باقاعدہ ایک ریاست کی بنیاد رکھی۔ اسی خاندان کے ایک راجہ تمراج وڈیار نے ۱۵۶۵ء میں سلطنت وجیانگر کے زوال کے وقت خود مختاری اختیار کرلی اور سرنگا پٹن کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ ۱۶۸۷ء میں عالمگیر کے زمانہ میں یہ ریاست مغل سلطنت کے ماتحت ہوگئی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اس وقت کے راجہ چک دیوراج اوڈیر کو اطاعت گزاری پر "جگدیو" کا خطاب عطا کیا۔ نوبت نقارہ دیا اور ایک ہاتھی دانت کا تخت مرحمت فرمایا جو اب تک اس خاندان میں محفوظ ہے (بحوالہ راجگان ہند۔ ہندوستانی ریاستیں۔ حیدر نامہ)

چک کرشنا راجہ وڈیر اس خاندان کا اٹھارواں راجہ تھا۔ یہ دراصل سے پالک تھا۔ نندیروں نے جو اس وقت ریاست کے اصل حاکم بنے ہوئے تھے اور راجہ مجنس نام کا راجہ ہو کر رہ گیا تھا اصل راجہ کو جو خود بھی ایک پالکڑا تھا قتل کرکے چک کرشنا کو نوعمری میں دغالیا تین سال کی عمر میں گدی پر بٹھا دیا۔ جب بڑا ہوا تو نند راج وزیر ریاست نے اپنی لڑکی سے شادی کرکے اسے اپنا داماد بنا لیا۔ (ربانی ص ۳۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارپرداز نندراج کا داماد تھا حیدر علی کی بہادری اور حسنِ سیرت کا مداح تھا اور نندراج کا تو یہ عالم تھا کہ وہ حیدر علی کو رزم ہو یا بزم کبھی اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتا تھا۔ تمام پرانے جمعداروں اور نائیکوں پر ان کو ترجیح حاصل تھی۔ بہت ہی جلد ان کو سواروں کی جمعبندی کی اجازت بھی مل گئی جو ایک بڑا فوجی امتیاز تھا۔ علاوہ ازیں حسنِ خدمت کے صلہ میں "حیدر علی خاں" کا خطاب بھی ان کو دیا گیا۔

جب حیدر علی خاں کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی تو شہباز صاحب کو جو اہل و عیال کے ساتھ دیوان ہل میں مقیم تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی کی شادی کی فکر ہوئی ——— چنانچہ انھوں نے بڑی جستجو کے بعد صوبہ سرا کے سید شہباز پیرزادہ عرف شاہ میاں صاحب کی بڑی لڑکی سے حیدر علی خاں کی شادی رچائی۔ یہ تقریب پورے دکنی رسومات و تکلفات کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے سرانجام پائی۔ خان موصوف کے گھر اس بیوی سے ایک لڑکی تولد ہوئی۔ لیکن زچگی کے دنوں میں کھانے پینے میں بے احتیاطی کی وجہ سے زچہ کو لقوہ کا عارضہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس کا نچلا بدن بے حس ہو کر رہ گیا اور رحم کی راہ بند ہو گئی۔

حیدر علی کے خسر پیرزادہ مذکور کی تین لڑکیاں اور تین لڑکے تھے۔ ان میں سے بڑا لڑکا سید کمال مکتوم صاحب کے نام سے مشہور تھا دوسرے لڑکے کا نام مخدوم صاحب اور تیسرے کا اسماعیل صاحب تھا۔ ان کا ذکر حسب موقع آگے آئے گا۔

پایان گھاٹ کی مہم

بیوی کی بیماری کی وجہ سے حیدر علی خاں دوسری شادی کی فکر میں تھے لیکن اسی زمانہ میں پایان گھاٹ یعنی جنوبی میسور میں جو کلی کوٹے، کوئمبتور، پال گھاٹ اور ڈنڈگل وغیرہ پر مشتمل ہے بعض نائماروں نے بغاوت اور سرکشی اختیار کی اور اراضیات کو ویران کر کے جلاوطن ہو گئے۔ نندراج نے اس علاقہ کے بندوبست کے لیے حیدر علی خاں کو روانہ کیا۔ وہ تقریباً ڈیڑھ سال تک باغی نائماروں کی سرکوبی اور ضلع کے نظم و نسق بحال کرنے میں مصروف رہے اور اس مہم میں ایسی جوانمردی اور بہادری کا مظاہرہ کیا کہ کیا چھوٹے کیا بڑے ہر ایک ان کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ ان نمایاں کارناموں کے صلہ میں ان کو ہاتھی علم، نقارہ، پالکی خاص اور جھنڈا رکھنے کا اعزاز ملا اور باقاعدہ[1] دستوں یعنی بندوقچیوں کو بھرتی کرنے کی اجازت بھی ملی۔ چنانچہ یورپ والوں کی فوجی تنظیم کی طرح حیدر علی خاں نے بھی تین چار ہزار سپاہیوں کا باقاعدہ دستہ اور پانچ سو سواروں کا ایک اور خاص دستہ منظم کیا اور ان سب کو "فوجِ خاص" کا نام دیا۔

(بقیہ صفحہ ۳۹) اس کا عہد حکومت ۱۷۳۲ء سے ۱۷۶۶ء تک رہا۔ (بحوالہ مہاراجگانِ ہند۔ تاریخ سلطنتِ خداداد (میسور) (مترجم) [1] (اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پایان گھاٹ کی مہم سے جب خان موصوف کامیاب و کامران ہوئے تو ان کی اہلیہ نے برضا و رغبت دوسری شادی کی اجازت دے دی نہ صرف یہ بلکہ اس بارے میں نہایت اصرار بھی کیا۔ بیوی کی رضامندی کے بعد حیدر علی[1] نے اپنے بڑے بھائی شہباز صاحب کی صوابدید سے گرم کنڈہ کے معزول قلعدار کے پاس جو اس وقت اپنے متعلقین کے ساتھ تعلقہ بارہ محل میں مقیم تھا زاد راہ اور باربرداری کا خرچ روانہ کیا اور اسے اپنے ہاں بلا لیا اور اس کی بہن[2] سے شادی کر لی۔ لیکن پہلی بیوی کو حسب سابق عزت و حرمت کے ساتھ گھر کی مختار بنائے رکھا چنانچہ تمام خاندان کے لوگ اس کی تعظیم بجا لاتے اور اسی کو خاندان کی سربراہ سمجھتے تھے حرم کی دوسری تمام عورتیں بھی اس کے زیر حکم تھیں۔ اس کی ایک بہن کا عقد سید برہان نامی ایک طالب علم سے ہوا تھا اور دوسری جو ناکتخدا تھی انہی دنوں میر رضا علی خاں سے منسوب کی گئی تھی۔

حیدر علی خاں بڑے کنبہ پرور آدمی تھے قبیلہ کے ہر فرد کا بڑا خیال رکھتے تھے ان کے تقریباً تمام عزیز اور نسبتی بھائی ان کے لشکر پر کسی نہ کسی خدمت پر متعین تھے۔ دوسری بیوی سے تین چار سال تک خاں موصوف کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آخر کار اولاد کی آرزو میں حضرت ٹیپو مستان ولی کے آستانہ پر پہنچے اور یہ اس بارگاہ کا فیض تھا کہ ان کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئیں اور شجر امید بار آور ہوا۔

ٹیپو مستان ولی

حضرت ٹیپو مستان ولی کی کرامتوں اور فیض کا دکن میں نہیں ہندوستان تک بڑا شہرہ ہے۔ دور دور سے عورتیں اولاد کی آرزو میں ان کی درگاہ پر آتی ہیں اور بامراد جاتی ہیں ——— ٹیپو مستان حضرت حمید صاحب کے جو شہر کنچن نگر عرف کنجی میں پردہ نشین ہیں بڑے بھائی ہوتے ہیں اور ان کا مزار ارکاٹ کے چوک میں واقع ہے۔ ان کے دوسرے بھائی حضرت حسین صاحب قلعہ رائے درگ کے موضع منور میں مدفون ہیں۔

ٹیپو سلطان کی ولادت

۲۰ ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ / ۱۰ نومبر ۱۷۵۰ء ہفتہ کے دن صبح سویرے حیدر علی خاں کے گھر ایک اقبال مند لڑکا تولد[3] ہوا ———

(بقیہ صفحہ ۳۸ سلہ) متن میں "مردمان بار" کی اصطلاح درج ہے۔ مردم باران سپاہیوں کو کہا جاتا ہے جن کی مخصوص وردی ہوتی تھی اور جو بندوق مسلح اور تربیت یافتہ نشانہ باز ہوتے تھے۔ آج کل اسے "باقاعدہ دستہ" کہا جا سکتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ ایک بڑا فوجی اعزاز تھا کہ کسی افسر کو باقاعدہ دستہ بنانے کی اجازت ملے۔ دکن میں اس طرح کے باقاعدہ دستے یورپی حملہ آوروں کی فوجی تنظیم کو دیکھ کر بنائے جانے لگے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [2] اس خاتون کا نام فاطمہ بیگم تھا یہی وہ خوش نصیب ماں ہے جن کی کوکھ سے ٹیپو جیسا بہادر فرزند عالم وجود میں آیا۔

[3] دوسری تاریخوں میں سن پیدائش ۱۱۶۴ھ درج ہے۔ جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس کے مطابق عیسوی سن ۱۷۵۱ء پڑتا ہے (باقی بر صفحہ ۴۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکا کیا تولد ہوا ماں باپ کی امیدوں اور آرزوؤں کے چمن میں بہار آگئی اور اس شمع کے روشن ہوتے ہی سارا گھرانہ جگمگا اٹھا۔ خان موصوف اس فضلِ بے پایاں پر خدائے بزرگ و برتر کے شکرانہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ چالیس دن تک مسلسل خوشی کے جشن منائے گئے خزانہ کا منہ کھول دیا گیا۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک کی منہ مانگی مراد پوری کی گئی۔ یہ لڑکا چونکہ حضرت ٹیپو مستان ولی کے فیض روحانی کا عطیہ تھا اس لیے اس کا نام باپ نے حضرت کے نام پر ٹیپو سلطان رکھا ——— ٹیپو کی پیدائش حیدر علی خاں کے حق میں ایک فالِ نیک تھی۔ جیسے جیسے وہ عمر کی منزلیں طے کرتا گیا ویسے ویسے حیدر علی خاں کے عروج و ترقی کا ستارہ بھی بلند مدارج پر چڑھتا چلا گیا اور کامیابی و اقبال مندی ان کے پیر چومنے لگی۔

کرناٹک کی مہم

ٹیپو سلطان کی پیدائش سے ایک سال پہلے آمبور گڑھ کا معرکہ پیش آیا تھا ان دنوں نواب نظام الملک ناصر جنگ کی طرف سے انوار الدین خاں گوپاموئی ارکاٹ کی صوبہ داری پر فائز تھا اس کے خلاف فرانسیسیوں نے ایک سازش کی اور حسین دوست خاں عرف چندا صاحب نائطہ کے ذریعہ نواب کے بھانجے ہدایت محی الدین خاں مظفر الدولہ کو بغاوت پر آمادہ کیا آمبور گڑھ کے میدان میں انوار الدین خاں گوپاموئی نے باغیوں کا مقابلہ کیا لیکن شومئی قسمت سے وہ اس لڑائی میں مارا گیا اور چندا صاحب نائطہ نے فرانسیسیوں کی مدد سے پورے صوبہ ارکاٹ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں پیش آیا تھا۔

جس سال ٹیپو پیدا ہوا اسی سال کے آخر میں (۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ء) نواب[1] نظام الملک ناصر جنگ نے انوار الدین خاں مذکور

(بقیہ صفحہ ۳۹) کرنل ولکس مصنف تاریخ میسور نے بھی ۱۷۵۳ء درج کیا ہے۔

[2] ٹیپو سلطان کے مقام پیدائش کو مصنف کتاب ہذا نے درج نہیں کیا۔ "حملاتِ حیدری" کا مصنف مقام پیدائش "دیون ہلی" بتاتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] نواب ناصر جنگ کا دور آصف جاہ بانی سلطنت آصفیہ کے بعد کا ہے۔ واضح رہے آصف جاہ مغل دربار کے تورانی سرداروں کے سرگروہ تھے۔ محمد شاہ رنگیلے کے زمانہ میں سادات بارہہ کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے تنگ آکر وہ دکن کی طرف چلے آئے۔ نادر شاہ کے حملوں کے بعد جب پورے ملک میں طوائف الملوکی پھیل گئی اور دکن کی مرہٹہ طاقت ایک مہیب خطرہ کی صورت میں ملک کے سیاسی افق پر چھانے لگی تو صوبہ دار دکن آصف جاہ نے مرہٹوں کی روک تھام اور دلی کے متوقع زوال کے بعد مسلمانوں کے اثر و اقتدار کے لیے دکن کو ایک جائے پناہ بنانا چاہا اور گولکنڈہ میں ایک خود مختار سلطنت کی داغ بیل ڈال دی جو سلطنت آصفیہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ آصف جاہ کے بعد ان کے لڑکے ناصر جنگ اور صلابت جنگ مختصر سی مدت کے لیے برسر اقتدار رہے۔ اس کے بعد آصف جاہ ثانی نظام علی خاں برسر اقتدار آئے ان کے بعد سکندر جاہ، ناصر الدولہ، افضل الدولہ اور محبوب علی خاں تخت نشین ہوئے موجودہ نظام عثمان علی خاں، محبوب علی خاں کے لڑکے اور ساتویں آصف جاہ ہیں جن پر سلطنتِ آصفیہ جو مغل عہد حکمرانی کا آخری (باقی صفحہ ۴۱ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قتل کا بدلہ لینے اور کرناٹک کو شرپسندوں سے پاک کرنے کے لیے کرناٹک پایان گھاٹ کا ارادہ کیا۔ یہاں پہنچتے ہی نواب نے بالا گھاٹ کے تمام پالیگاروں اور سرا کے صوبہ دار کو جنگی ساز و سامان کے ساتھ اپنے حضور میں طلب کیا۔ کراچوری نند راج بھی میسور والہ کی طرف سے ایک بھاری لشکر لے کر نواب کے حضور میں پہنچ گیا۔ حیدر علی خاں بھی اس کے ہمراہ حاضر ہوئے اور اس مہم میں شریک رہے ۔ ابھی یہ مہم اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ جنجی کے میدان میں کڑپہ و کرنول[1] کے افغانوں نے (فرانسیسیوں کے بہکانے سے) نواب کے خلاف سرکشی اختیار کی اور دھوکہ سے نواب موصوف کو گولی کا نشانہ بنا دیا نواب موصوف کی شہادت ۱۱۶۴ھ / ۱۷۵۱ء میں واقع ہوئی۔

نواب کی اچانک شہادت سے پورے لشکر میں بھگدڑ سی پڑ گئی جتنے پالیگار کمک کے لئے آئے ہوئے تھے بلا اطلاع و اجازت اپنے اپنے مقام پر بھاگ گئے۔ اس نازک وقت میں اگر کوئی اپنی جگہ جما رہا تو وہ بہادر حیدر علی خاں تھا ——— خاں موصوف نصف دن تک نواب شہید کے لشکر میں ٹھہرے رہے اور اس واقعہ کی پوری تحقیقات کرنے کے بعد وہاں سے سیدھے بالا گھاٹ کی طرف پیش قدمی کی اور باغی خزانہ عامرہ کے جو تین چار اونٹ لوٹ کر لے گئے تھے وہ ان سے چھین لائے اور ان کی اچھی طرح گوشمالی کی اور بازیافتہ رقم سرکاری خزانہ میں داخل کرا دی۔ ان سارے انتظامات کے بعد وہ سرینگ پٹن لوٹ آئے۔

۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۸ء کے واقعات

میسور کے راجہ چک کشن راج وڈیرا اور اس کے کارپرداز کراچوری نند راج کے عہد حکومت میں شرپسندوں نے بڑا زور باندھ رکھا تھا اور حدود ریاست میں ہر طرف شورشیں برپا ہوتی رہتی تھیں۔ باغیوں نے اکثر تعلقوں پر قبضہ جما رکھا تھا اور معمول کے مطابق سالانہ پیش کش (محصول وغیرہ) بھی سرکاری خزانہ میں داخل نہیں کر رہے تھے۔ خاص طور سے نند راج کے بھائی دیوراج نے نمک حرامی پر کمر باندھ لی تھی یہاں تک کہ اس نے راجہ کے محل کے اطراف مورچہ بندی کر کے محل کے دروازہ پر بھی توپوں سے گولہ باری کی تھی۔ نند راج نے حیدر علی خاں کی مدد سے اپنے داماد (راجہ) کے دشمنوں کو نیچا دکھایا اور دارالسلطنت سے ان کو مار بھگایا۔ لیکن مشرقی میسور میں سارا بندوبست بری طرح درہم برہم ہو چکا تھا۔ اور وہاں سے آئے دن فتنہ و فساد کی خبریں آ رہی تھیں یہ سارا ہنگامہ دراصل اس وقت سے شروع ہوا جب کہ نند راج، نواب ناصر جنگ کی شہادت کے بعد شاہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) ٹمٹماتا ہوا چراغ تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔ زمانے کے فتنہ پرور ہاتھ نے دکن کے مسلمانوں کی اس آخری جائے پناہ کو ہنود و استبداد کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ جو کچھ وہاں گزرا وہ بہرحال ناقابل بیان ہے۔ (مترجم)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] یہ وہی مقام ہے جسے آج کل کرنول کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر سے الٹے پاؤں واپس ہوا اور اس کے پیچھے حیدر علی خاں بھی لوٹ آئے۔ نند راج کے ساتھ راتی کوٹہ دسہور اور ماجگور کا فوجدار گنگارام بھی تھا واپسی میں راستہ ہی سے اجازت لے کر اپنے تعلقوں کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے بغاوت اختیار کر لی اور حسب معمول اس علاقہ کے تمام قلعدار اور پالیگار بھی اپنی اپنی جگہ خود سر ہو بیٹھے۔ مشرقی علاقہ کی ان شورشوں کو دبانے کے لیے نند راج اور دوسرے سرداروں نے متفقہ طور پر حیدر علی خاں کو منتخب کیا کہ ع

لازم شیر است سیر کوہ و دشت

جب حیدر علی خاں اس مہم پر مامور کیے گئے تو وہ اپنے لشکر خاص، شہباز صاحب کی برادری اور خوب صاحب دکنی جمعدار کے دو ہزار سواروں کے ساتھ کامل اختیارات لے کر رخصت ہوئے اور راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے بدبخت باغیوں کے سر پر مرگ ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور ہر مرحلہ پر بڑی جوانمردی اور بہادری کا ثبوت دیا اور ایک مختصر سی مدت میں تمام سرکشوں کو زیر کر لیا ——— گنگارام بھی پکڑا گیا اور اسے پابجولاں سرینگ پٹن روانہ کر دیا گیا۔ گنگا رام کی گرفتاری کے بعد حیدر علی خاں نے پورے علاقہ پر ایک ایسا بھرپور اور وسیع حملہ کیا اور جتنے باغی اور سرکش تھے یا تو قتل ہو گئے یا گرفتار ——— دو مہینوں کے اندر اندر پورا علاقہ باغیوں سے پاک وصاف ہو گیا۔ خان موصوف نے ہولی درگ، مچن رائے درگ، ازن گیری، ارائے کوٹہ اور دسہور تھانہ کے کوہستانی قلعوں کو اپنی تحویل میں لے لیا خاص خاص ملازموں اور قابل اعتماد قلعہ داروں کو ہر قلعہ پر متعین کر دیا ——— اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے لوٹے تو ان کے ساتھ کافی بڑا خزانہ، کئی ایک اونٹ اور ہاتھی تھے جو غنیمت میں ملے تھے۔

اسی زمانہ میں ارکاٹ سے اسد خاں، سردار خاں، محمد علی کمنداں گموں کا باپ محمد عمر ملازمت کے ارادہ سے میسور آئے اور ان کا تقرر باقاعدہ فوج کی رسالداری کے اہم عہدہ پر کیا گیا۔

ترچناپلی کا معرکہ (۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۳ء)

نواب ناصر جنگ کی شہادت کے وقت انوارالدین خاں شہید کا لڑکا نواب محمد علی خاں سراج الدولہ والاجاہ[۱] قلعہ تتھر نگر (ترچناپلی) میں پناہ گزین ہو گیا تھا اور سارے ارکاٹ پر حسین دوست خاں عرف چندا صاحب نائطہ نے

---

[۱] دکن کے مسلمانوں میں نوائط، لببے، مابلہ، نیناڑ وغیرہ مختلف خاندان برابر ایک عرصہ سے چلی آ رہی ہیں۔ ان میں سے نوائط نے دکن کی تاریخ میں کافی اہمیت حاصل کر لی تھی ——— نوائط کے حسب نسب کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ طبری ان کو (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پھلچری کے فرانسیسیوں کی مدد سے قبضہ جما رکھا تھا اور ہدایت محی الدین خاں کی نیابت میں اس علاقہ کے نظم ونسق کو سر انجام دے رہا تھا ــــــ اس کی جرأت اتنی بڑھ گئی تھی کہ اس نے محمد علی خاں کی عملداری کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا اور چند فرانسیسی دستوں اور اپنے خاص لشکر کو لے کر جس میں پانچ یا چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیدل سپاہی تھے ترچناپلی پر یلغار کر دی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور مورچے جما کر گولہ باری شروع کر دی۔

سراج الدولہ نے جب دیکھا کہ اس کی ریاست کا چراغ ٹمٹمانے لگا ہے اور اس مصیبت سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں رہی ہے تو اس نے اپنے بڑے بھائی محفوظ خاں شہامت جنگ کو میسور کے کارپرداز کے پاس دوستی کا پیغام دے کر روانہ کیا کہ اگر اس وقت آپ ہماری مدد کریں اور دشمنوں کو مغلوب کر دیں تو غنیم کی شکست اور ارکاٹ کے بندوبست کے بعد ترچناپلی کا قلعہ اور ملحقہ علاقے آپ کے سپرد کر دیے جائیں گے ــــــ اسی طرح اس نے چند تعلقے دے کر بندر دلوناپٹن کے انگریز گورنر سے بھی عہد و پیمان کر لیے تھے اور انگریزوں کی ایک فوج بھی اپنی مدد کے لیے بلا لی تھی۔ ترچناپلی کے زرخیز علاقہ پر میسور کے کارپرداز نندراج کی رال ٹپکنے لگی کہ ...

(بقیہ صفحہ ۴۲) اہل قریش سے بتاتا ہے۔ مصنف تاریخ یمن نے ان کو ملاحوں کا ایک قبیلہ کہا ہے۔ جامع اللباب کے مصنف نے لکھا ہے کہ نوائط شہر کوفہ کے عمائد تھے۔ تاریخ یمن میں مزید وضاحت یہ ہے کہ نوائط بغداد سے ۹ میل پر ایک مقام کا نام ہے وہاں کے تاجر نوائط کہلائے جو بعد میں نوائط ہو گیا۔ ان کے قریشی ہونے کی صورت میں ان کا سلسلۂ نسب حسب ذیل تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے:۔

نضر بن کنانہ

۱۔ ملک نائطہ (گروہِ اول)

۲۔ قریشی نائطہ (گروہِ دوم)

۳۔ سادات نائطہ (گروہِ سوم)

بہرحال اہل نوائط حجاج بن یوسف ثقفی کے زمانہ میں اس کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ۷۵ھ میں ہندوستان ہجرت کر آئے اور ان کی بادبان کشتیاں سب سے پہلے مرہٹواڑہ کے ساحل پر کوکن کے علاقہ میں کنارے لگیں۔ پھر یہ لوگ یہاں سے بیجاپوری حکام اور بعد میں عالمگیری فوجوں کے ساتھ جنوب میں پھیل گئے اور دکن کی ریاستوں میں مذہبی عہدوں پر فائز رہے۔ اس مذہبی سیادت کے ذریعہ نوائط نے بڑا اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ پھر ان لوگوں میں اپنی برادری کے تفوق کا احساس اتنا بڑھا کہ برہمنوں کی طرح اپنے آپ کو اعلیٰ ذات شمار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سلطان ٹیپو سے بھی رشتہ داری کرنے میں ان کو عار تھا۔

(جنوبی ہند کی تاریخ۔ سلطنت خداداد۔ ریاست ہائے ہند ابن بطوطہ)

از حریصاں زر دو حرص زر و سیم بمرگ تشنہ از خواب ہماں تشنہ جگر برخیزد

نند راج نے سراج الدولہ کی پیش کش کو قبول کر لیا اور اپنے امیروں اور دوسرے پالیکاروں کے ساتھ کافی خزانہ، توپ خانہ اور سات ہزار سوار، دس بارہ ہزار پیادہ لشکر لے کر ترچنا پلی کی طرف کوچ کر دیا[1] —— میسور کا راجہ اس مہم کے لیے کسی طرح تیار نہ تھا لیکن نند راج اپنے ارادہ پر اڑا رہا اور اس مہم پر اس نے کافی رقم خرچ کی محصورین کے پاس بھی روپیہ، رسد اور ضروری سامان پہنچایا۔

اس جنگ میں حیدر علی خاں بھی ہر مرحلہ پر سراج الدولہ کی فوج کے دوش بدوش دلیرانہ کارنامے انجام دیتے رہے۔ فرانسیسیوں اور چندا صاحب کے لشکر پہ بارہا شبخون مار کر ہر مرتبہ ان کو بری طرح شکست دی۔ اپنی گوریلہ فوج کو جن کا سردار غازی خاں بید تھا دشمن کی فوجوں کے آگے پیچھے لگا دیا۔ اس فوج کے قزاقوں نے غنیم کے لشکر پر چھاپے مار مار کر کافی تعداد میں بندوقیں، خیمے، بیل وغیرہ چھین چھین کر اپنی فوج میں پہنچا دیے۔ غازی خاں نے ایک شبخون میں تو کمال ہی کر دکھایا اس نے بڑی دلیری کے ساتھ فرانسیسیوں کے ہراول پر حملہ کیا اور انہیں مورچوں سے پیچھے دھکیل کر دو توپیں چھین لیں اور فتح یاب واپس آیا اس کارنامہ کی وجہ سے اس کی عزت و توقیر دوچند ہو گئی لیکن اس بدنصیب کی قسمت میں ذلت و رسوائی کی موت ہی لکھی ہوئی تھی۔

جب چندا[2] صاحب قتل کر دیا گیا تو غازی خاں بید نے دلوائی منڈف میں منکارانی کو جو مدہرہ کے حاکم

---

[1] یہ واقعہ ۱۷۵۱ء کا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میسور کی ریاست نے اپنی حدود سے باہر باقاعدہ فوج کشی کی اور صحیح معنوں میں اس وقت سے دکن میں حوصلہ آزمائی کرنے والی مختلف طاقتوں کے درمیان میسور ایک نئے فریق کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اس وقت دکن میں چار طاقتیں ایک دوسرے سے برسرپیکار تھیں جن میں سے ایک تو فرانسیسی تھے۔ دوسرے انگریز، تیسرے دکن آصف جاہی بادشاہ؟ چوتھے مرہٹے۔ جیسا کہ نشان حیدری کے مصنف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ لڑائی محمد علی والاجاہ نواب کرناٹک اور چندا صاحب ناظم کے مابین تھی۔ محمد علی والاجاہ کی پشت پناہی انگریز کر رہے تھے اور چندا صاحب کے پیچھے فرانسیسی فوجیں تھیں۔ نند راج وزیر میسور کی سرکردگی میں میسور نے اس موقع پر پہلی مرتبہ فرانسیسیوں کے خلاف محمد علی اور انگریزوں کی حمایت کی۔ اس کے بعد غالباً میسور کی حکمران طاقت ہمیشہ انگریزوں اور ان کے حامیوں سے برسرپیکار ہی رہی۔

[2] حسین دوست خاں عرف چندا صاحب۔ نواب سعادت اللہ خاں کے بھائی دوست علی کا داماد تھا۔ اس رشتہ داری کی بنا پر اس کو انوارالدین خاں سے خصومت تھی کیونکہ وہ سعادت اللہ خاں کی صوبیداری ارکاٹ پر فائز ہو گیا تھا اور صوبیداری نواب کے خاندان سے نکل گئی تھی۔ جب آصف جاہ اول کے بعد ۱۷۴۸ء میں ناصر جنگ اور مظفر جنگ میں مملکت آصفیہ کے تاج و تخت کے بارے میں جھگڑا ہوا تو چندا صاحب نے مظفر جنگ کی تائید کی اور انوارالدین نے ناصر جنگ کی مظفر جنگ کی پشت پناہی (بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمل نائیک کے بھانجے کی بیوی تھی اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور کلام اللہ کی قسمیں کھا کر یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس سے کوئی تعرض نہیں کرے گا۔ لیکن وہ اپنے قول وقرار پر قائم نہیں رہ سکا اور اس عورت کو اپنی ہوس رانی کا شکار بنا لیا اور اس کے ساتھ بڑی زیادتی کی رغالباً اسی جرم میں) اس کو دلوائی منڈف میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا اس کی تاریخ وفات ــــــ آفت ہارفت ــــــ ہے۔

مذکورہ بالا لڑائی میں سراج الدولہ نے نمایاں کامیابی حاصل کی رچندا صاحب نائطہ کے مارے جانے کے بعد) فرانسیسی فوج پھلچیری بھاگ گئی ــــــ سراج الدولہ کو یہ کامیابی صرف میسوری فوج کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی لیکن اس نے میسور والوں سے صریحاً عہد شکنی کی اور نندراج کو فوج کے اخراجات وہ بھی صرف چھ ماہ کے زرونقد کی صورت میں دے کر ٹالی دینا چاہا۔ نندراج نے اس پیش کش پر لعنت بھیجی اور اپنی اس بے فائدہ دوڑ دھوپ پر سخت نادم ہوا۔ اس عہد شکنی کا جواب دینے کے لیے اس نے اپنے لشکر کو قلعہ کا محاصرہ کر لینے کا حکم دیا۔ حیدر علی خاں اور دوسرے بہادر سرداروں نے قلعہ کو گھیر لیا اور چڑھائی کی تیاری کرنے لگے۔ اس اثنا میں خان موصوف نے فرانسیسیوں سے مصالحت کر لی اور ان کی کچھ فوج بھی مدد کے لیے بلالی اور پھلچیری سے ضروری اسباب جنگ توپ بندوق بارود وغیرہ قیمتاً خریدے اور ماہر گولہ اندازوں اور فرانسیسی سپاہیوں کو بلا کر اپنے لشکر میں نوکر رکھ لیا۔ یہ محاصرہ تقریباً تین ماہ تک جاری رہا۔ حیدر علی خاں کے نسبتی بھائی مکتو صاحب اس معرکہ میں توپ کا گولہ لگنے سے شہید ہو گئے۔

نندراج کی ناکامی

قلعہ بند نواب جب اس محاصرہ سے عاجز آ گیا تو اس نے نندراج کو پیام دیا کہ اپنے کسی معتمد سردار کو جمعیت کے ساتھ بھیجو ہم قلعہ کی چابیاں اس کے حوالہ کر دیں گے اور خود انگریزوں کی حمایت میں ارکاٹ کا بندوبست سنبھالنے چلے جائیں گے۔ نندراج نے سمجھا کہ اس کے تدبر اور بہادری کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا فوراً ہی اپنے قرابتی بھائی گنی گوپال کو دو ہزار پیدل اور سات سو سوار دے کر وینکٹ راؤ برکی اور خوب صاحب

(بقیہ صفحہ ۴۴) فرانسیسی کر رہے تھے اور ناصر جنگ کی انگریز۔ اس لڑائی میں انوارالدین مارا گیا اور مظفر جنگ کی طرف سے چندا صاحب ارکاٹ کا صوبیدار بن گیا۔ لیکن بعد میں جب محمد علی والاجاہ انوارالدین کے لڑکے نے انگریزوں کی مدد سے چندا صاحب کے خلاف فوجی کارروائی کی تو فریقین میں کئی ایک مقابلے ہوئے اور چندا صاحب ان لڑائیوں میں مارا گیا اور ارکاٹ برائے نام محمد علی والاجاہ اور دراصل انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ رتاریخ آصف جاہی)

حسین دوست خاں چندا صاحب ترچناپلی کا گورنر تھا۔ رجنوبی ہند کی تاریخ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعدار سید بدلی دکنی جمعدار اور امرسنگھ کے ساتھ قلعہ اور اس کے ملحقات کے بندوبست کے بارے میں خوب سمجھا بجھا کر روانہ کیا۔

بدقسمتی سے ہندوؤں کے نزدیک وہ دن اور وہ گھڑی نہایت منحوس تھی اس لیئے انھوں نے برے شگون کا عذر کر کے قلعہ کی چابیاں نہیں لیں اور اس معاملہ کو دوسرے دن پر ڈال دیا اور لوٹ آئے ــــــ سراج الدولہ کو خوب بہانہ ملا اور اس نے یہ سوچ کر کہ جہاں تک میرا معاملہ تھا میں نے تو اپنے عہد کو پورا کر دیا اب مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں رہی اپنا ارادہ بدل دیا ــــــ دوسرے دن جب مذکورہ اشخاص خوشی خوشی اپنی جمعیت کے ہمراہ قلعہ میں گئے تو نواب نے گفت و شنید کے بہانے گنتی گوپال اور دوسرے سرداروں کو اپنے پاس بلا لیا۔ جیسے ہی ان لوگوں نے اندر قدم رکھا اپنے آپ کو دشمن کے نرغہ میں پایا۔ قلعہ والوں نے ان کی جمعیت کو گھیر کر تمام سپاہیوں سے ہتھیار رکھوا لیے ان میں سے بعض کو قلعہ سے باہر کر دیا اور بعض کو گرفتار کر کے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے اور میسور کے لشکر پر چند گولے بھی چھوڑ دیے۔

اس فریب پر نندراج آگ بگولہ ہو گیا۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرے تو آخر کرے کیا؟ مجبور ہو کر حیدر علی خاں کے مشورہ کے مطابق وہ ستی منگل کی طرف لوٹ گیا۔ اور اس شرم کے مارے کہ ایک زرخیز علاقہ کے لالچ میں خود اصرار کر کے یہ مہم لے کر آیا تھا اور بے فائدہ تین چار لاکھ ہون ضائع کر دیئے دارالسلطنت جانے کے خیال سے باز رہا اور اسی جگہ ڈیرے ڈال دیئے۔ راجہ نے بھی اس بات پر رنجیدہ اور برافروختہ ہو کر لشکر کا نو ماہ کا خرچ نہیں بھیجا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خرچ کی تنگی کی وجہ سے اس کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔

مرہٹوں کا حملہ

یہاں تو لشکر کا یہ حال تھا اور وہاں میسور میں ایک اور آفت ٹوٹ پڑی۔ پونا کے سرگروہ بالاجی راؤ نانا نے پہلے تو دریائے تنگبھدرا[1] کے اس پار فوج کشی کی اس کے بعد نواب دلاور خاں کو پرگنہ کولار جاگیر میں دے کر بیدخل کر دیا۔ اور اپنے سردار بلونت راؤ کو صوبہ سرا کے بندوبست پر متعین کر دیا۔ اس کے بعد اس کی جرأت اتنی بڑھی کہ اس نے حیدر علی خاں کی میسور سے غیر حاضری کو غنیمت جان کر بے دھڑک حدود ریاست میں اپنی فوجیں داخل کر دیں اور کسی مزاحمت کے بغیر میسور کے دیہات کو تباہ و برباد[2] کر دیا اور تمام قلعوں

---

[1] دریائے تنگبھدرا جنوب کا بہت بڑا دریا ہے۔ جو سلسلہ بندھیاچل سے نکل کر دکن کے ایک بڑے علاقہ کو سیراب کرتا ہے۔ یہ اصل میں دو دریاؤں پر مشتمل ہے۔ ایک کا نام تنگا اور دوسرے کا نام بھدرا۔ دونوں کدلی کے مقام پر سنگم کرتے ہیں۔ یہاں سے ان کا نام تنگبھدرا پڑ جاتا ہے۔ (مترجم)

[2] لطف کلام کے لیے وہ جملہ درج کیا جاتا ہے جو متن میں ہے: "دیہات میسور خراب تر از دل عاشق و ویران تر از خیال فاسق نمود"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زیر نگیں کر کے ہر قلعہ میں اپنے تھانے مقرر کر دیے۔

راجہ نے جب دیکھا کہ غنیم سر پر چڑھ آیا ہے اور سارے مواضعات اس نے چھین لیے ہیں اب بجز قلعہ بنگلور، ماگی ورگ اور دار السلطنت کے اس کے قبضہ میں کچھ نہیں رہا ہے اور جہاں تک لشکر کا معاملہ ہے وہ دلوائی (نندراج کا عرف) کی ناتجربہ کاری اور خود رائی کی وجہ سے ترچنا پلی کے اطراف پراگندہ ہو چکا ہے تو اس نے نندراج کو ملک کی تباہی اور رعایا کی بربادی کے بارے میں کئی خطوط لکھے اور اسے فوراً آنے کے لیے کہا لیکن نندراج پر تو خفت و شرمندگی ایسی سوار تھی کہ واپسی کے لیے اس کے قدم اُٹھ نہ سکے اور وہ وہیں اپنی الجھنوں میں گرفتار پڑا رہا۔

راجہ کے سامنے جس کا سارا ملک زیر و زبر ہو چکا تھا اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ اس نے نانا صاحب کو ایک کروڑ روپیہ دے کر صلح کر لی۔ صلح کے بعد اس میں شک نہیں تھا کہ مرہٹہ فوج پونا کو لوٹ گئی لیکن غنیم نے اپنے تھانوں اور حاکموں کو میسور کے قلعوں اور اہم مقامات پر اسی طرح برقرار رکھا بلکہ ان کی تعداد پہلے سے کچھ زیادہ ہی ہو گئی اور سارا ملک مرہٹوں کی تاخت و تاراج سے کچھ اس طرح پامال ہوا کہ ابھی[1] تک آباد نہیں ہو سکا۔

نندراج کی پریشانیاں

اب ہم بتائیں گے کہ وہاں ستی منگل میں نندراج کو کیا کچھ پاپڑ بیلنے پڑے۔ نندراج رہنے کو تو ستی منگل میں رہ پڑا لیکن اتنے بڑے لشکر کی سربراہی کچھ آسان بات تو نہیں تھی۔ ایسی تنگی ہوئی کہ لشکر نے تنخواہوں کے لیے دلوان (نندراج) کو پریشان کرنا شروع کیا۔ سپاہی اس کی ڈیوڑھی پر دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ نندراج نے چرب زبانی سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح لشکر کو راجہ کے ہاں سرینگ پٹن واپس ہو جانے پر آمادہ کر لیا البتہ حیدر علی خاں کو جن پر اس کو بڑا اعتماد تھا روک لیا اور ہری سنگھ جمعدار کو بھی جانے نہیں دیا۔ ہری سنگھ کا تعلق راٹھور قوم سے تھا اور وہ ڈیڑھ سو سواروں پر جمعدار تھا اس کے علاوہ خاص پائگاہ کے پانچ سو سوار اور دو ہزار پیادہ بھی اس کی ماتحتی میں رہتے تھے۔

لشکر کے چلے جانے پر خرچ کچھ ہلکا ضرور ہوا لیکن تنگدستی بھی اس انتہا پر پہنچ چکی تھی کہ بقیہ لشکر کی سربراہی بھی مشکل ہو گئی یہاں تک کہ ہری سنگھ جیسا جاں نثار بھی اپنے آقا کا نمک بھلا بیٹھا اور اپنا اور اپنی برادری کا حسن الخدمت حاصل کرنے کے لیے ڈیوڑھی پر دھرنا دے کر بیٹھ گیا اور دلوائی کو اس قدر تنگ کیا کہ بیچارے

---

[1] زمانۂ تصنیف یعنی ۱۲۱۷ھ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس نے خاص باورچی خانہ کا پانی تک بند کرا دیا۔ ہری سنگھ کے اس رویہ سے دلوائی اس قدر تنگ ہوا کہ اس نے اپنے استعمال کے کپڑے، برتن اور سونا چاندی جو آڑے وقتوں کے لیے ساتھ رکھے ہوئے تھا اور کچھ نقدی ہری سنگھ اور اس کے لشکر کی تنخواہوں کی باقی بجائی ہیں دے دیئے اور اسے خدمت سے برطرف کر دیا۔

ہری سنگھ کو جب روپیہ پیسہ مال و اسباب سب کچھ مل گیا تو وہ اور اس کے ہمراہی اپنی کامیابی پر خوش خوش سرینگ پٹن روانہ ہو گئے اور تقریباً دو کوس فاصلہ طے کر کے رات میں ایک جگہ قیام کیا اور پیر پھیلا کر بے فکری کی نیند سو گئے ——— لیکن ادھر حالات نے کچھ اور رخ اختیار کیا۔ اس سارے واقعہ کی بھنک ہی حیدر علی خاں کو اطلاع ملی وہ دیوان کے پاس گئے اور نہایت تند و ترش لہجہ میں اس سے کہا "آخر تم نے یہ کیا حرکت کی؟ یہ تو کسی حال بھی صاحب رتبہ امرا کے شایان شان نہیں ——— تم نے اپنے کسی مخلص اور خیر خواہ کو ہوا تک لگنے نہ دی اور چپکے سے خاصہ کے برتن اور کپڑے فروخت کر دیئے اور سرکار کے ایک ادنیٰ ملازم کو اس کا حق ثابت ہوئے بغیر ہی روپیہ دے دیا یہ نہ صرف باعث توہین بلکہ مصلحت کے بھی خلاف ہے۔ آج اگر تم نے اپنی بے جا رعائتوں سے کسی ایک کو اس قدر گستاخ بنا دیا تو کل لشکر کے دوسرے سردار اور جمعدار بھی منہ کو آنے لگیں گے۔ ایسے شخص کی تو جس نے اس آڑے وقت میں نمک حرامی کی اور اپنی حد سے تجاوز کر گیا اچھی طرح گوشمالی ہونی چاہیئے۔ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اس کرنی کا اسے ایسا پھل چکھاؤں کہ دوسرے بھی عبرت پکڑیں۔"

خان کی ان باتوں سے دیوان بہت متاثر ہوا اور اس نے خان موصوف کو اجازت دے دی کہ وہ ہری سنگھ کے ساتھ جیسا چاہیں معاملہ کریں۔ دیوان کی رضامندی ملتے ہی حیدر علی خاں اسی وقت تھے ہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر پانچ سو مسلح بندوقچیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور ہری سنگھ کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ ہری سنگھ کے پڑاؤ پر پہنچ کر حیدر علی خاں کے سپاہی ان غفلت کے ماروں پر مرگ ناگہاں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ ایسی آتش باری کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہری سنگھ کے لشکر کا تیا پانچہ ہو گیا۔ کچھ تو اپنے بستروں پر لیٹے ہی لیٹے موت کی گہری نیند سو گئے اور جنہوں نے ہتھیار سنبھال کر سامنے آنے کی جرأت کی وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ غرض خان کے لشکر نے اس نمک حرام جمعدار اور اس کی برادری کے تمام مردوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور سارا مال و اسباب، جنگی ساز و سامان، نقدی، ظروف، غلہ اور جانور سمیٹ کر دیوان کے سامنے لا کر ڈھیر کر دیا اس نے نقدی اور خاصہ کا سامان تو لے لیا اور بقیہ اسباب اور گھوڑے حیدر علی خاں کو دے دیئے۔ اس واقعہ سے اطراف و اکناف میں حیدر علی خاں کی بڑی دھاک بیٹھ گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ دن بعد دیوان نے اس بہادر خیر خواہ کو بلا کر اپنے قریب مسند پر ہی بٹھا لیا اور پیش آمدہ حالات کے متعلق مشورہ کرتے ہوئے اپنی تہی دستی اور روزمرہ کے خرچ کی تنگی کی شکایت کی۔ حیدر علی خاں نے اسے تسلی اور تشفی دی اور روپیہ کی فراہمی کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ——— اس گفتگو اور مشورت کے بعد خان نے اپنے بہادر ساتھیوں کو ہمراہ لیا اور شیرانہ وار باغی پالیکاروں کے سر پر جا پہنچے اور ایک سال کے اندر اندر تمام نائماروں اور موپلاؤں[1] کو مطیع اور فرمانبردار بنا کر ان سے کافی رقم وصول کر لی ——— جس کسی نے بھی کھلے دل کے ساتھ استقبال کیا اور حسب مطالبہ رقم ادا کر دی اس کی جان و مال کو امان مل گئی لیکن جس نے بھی جادۂ اطاعت سے اپنے قدم پھیرے اور میسور کے راجہ کے فرمان اور اجازت کا بہانہ کیا اور روپیہ ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لینے لگا بس وہ ایسا تباہ و برباد ہوا کہ اس کا اور اس کی اولاد کا نام تک صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ تعلقہ بہی اور یروپاچی کے پالیکاروں نے بڑے غرور اور سرکشی کا مظاہرہ کیا خان موصوف نے ان کی ایسی سرکوبی کی کہ اس علاقہ کے سارے سرکش پالیکار اور ان کے اہل و عیال مال و اسباب اور خزانہ کے ساتھ زندہ گرفتار ہو کر آئے حیدر علی خاں ان سب کو اپنے ساتھ ہی نندراج کے پاس لیتے آئے ——— غرض تمام باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اس علاقہ کے اہم مقامات پر لکڑی کے بڑے بڑے بھاری لٹھوں سے چوبی قلعے جن کو دکنی زبان میں لکڑ کوٹہ کہتے ہیں تیار کرائے اور وہاں چوکی تھانے قائم کر دیئے۔ اس طرح اس سارے علاقہ میں اپنی سخت گیری کی دھاک بٹھا دی۔ اس فوج کشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک دوبارہ زیر فرمان آ گیا اور تمام علاقہ باغیوں سے پاک ہو گیا۔

نندراج ان فتوحات پر جو بہادر خان کی حسن سعی کا نتیجہ تھیں اور جن کی بدولت ایک بڑی رقم اس کے ہاتھ آ گئی تھی نہایت خوش ہوا اور اس نے راجہ کو مبارک باد کا خط لکھا جس میں باغی پالیکاروں کے مکمل استیصال کی خوشخبری درج تھی خط کے ساتھ ایک کروڑ روپیہ بھی بطور نذرانہ روانہ کیا۔ زمانے کے بے مروت ہاتھ نے نندراج کے چہرہ پر شرمندگی اور خجالت کی جو سیاہی مل دی تھی حیدر علی خاں کی جرأت و تدبیر نے بڑی حد تک صاف کر دیا۔

دارالسلطنت کو واپسی

کچھ عرصہ بعد نندراج نے حیدر علی خاں کو ڈنڈکل اور پال گھاٹ کے بندوبست کے لیئے فوج کے ساتھ

---

[1] متن میں "ماپلہ" درج ہے اور اس پر غالباً مصنف ہی کا حاشیہ ہے ——— ماپلہ مسلمان ہیں اور کالیکوٹ کے ساحلوں پر آباد ہیں۔ یہ اگرچہ شافعی ہیں لیکن اہل سنت و جماعت کے برخلاف ان کے ہاں متعہ کی رسم جائز ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی عورتوں کا کوئی ایک شوہر نہیں ہوتا اس لیئے ان کی اولاد کے رنگ اور عادات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا تاکہ وہ حیدر علی خاں کی حسن کارکردگی کے سہارے اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کر سکے۔ لیکن راجہ کے دربار میں دوسرے سردار اور مصاحب اس کی بتدریج ترقی کو فکر و تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی کارگزاریوں کو محدود کرنے کے لیے راجہ کو آمادہ کر لیا کہ وہ اسے واپس بلا لے اور راجہ سے تسلی آمیز خطوط لکھوا کر شاہی مہر لگوائی اور انہیں نندراج کے پاس روانہ کر دیا۔ دیوان بھی دو سال کی دوڑ دھوپ سے تھک چکا تھا اور اپنے متعلقین سے جو دارالریاست کے قلعہ میں مقیم تھے ملنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا اس بلاوے کو اس نے غنیمت جانا اور جیسے ہی یہ خطوط ملے ستی منگل سے کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور حیدر علی خاں کو بھی فوری واپسی کے لیے خطوط روانہ کر دیے۔

جب خان موصوف کو نندراج کے دارالریاست روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو وہ بھی اس علاقہ کے نظم و نسق سے جلد از جلد فارغ ہو کر اپنے لشکر خاص کے ساتھ جن میں دو تین ہزار باقاعدہ فوج، پانچ سو حبشی کارنہ اور دو سو کلاہ پوش[1] جن کو کافی رقم خرچ کر کے پھلچیری اور کوڑیال بندر سے لشکر میں بھرتی کیا گیا تھا، تین چار کرناٹکی پیادہ فوج اور آٹھ سو سوار اور چار پانچ توپیں تھیں دارالریاست پہنچ گئے اور سرینگ پٹن کے قریب منٹی ماٹا میں کیمپ لگا دیا۔

جس وقت حیدر علی خاں سرینگ پٹن پہنچے اس وقت دارالریاست اور پورے راج پاٹ کا یہ حال تھا کہ شمالی علاقہ کا سارا بندوبست مرہٹوں کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ صوبہ سرا کے راستہ پر قلعہ سے لے کر چتر تک پورے چار فرسنگ کے علاقہ میں غنیم کے عمال ہر تعلقہ اور ہر موضع کے بندوبست پر قابض تھے اور وہ رعایا سے من مانے روپیہ لوٹ کھسوٹ رہے تھے۔ یہی نہیں بلکہ حالات اس قدر نازک ہو گئے تھے کہ گوپال راؤ مرہٹہ ناظم مرتج نے جو بلونت راؤ کی معزولی کے بعد صوبہ سرا کے بندوبست پر متعین کیا گیا تھا دوبارہ لشکر کشی کر کے بنگلور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اگر بنگلور کا قلعدار سری نواس راؤ ولد ونکٹ راؤ برکی حوصلہ سے کام نہ لیتا اور بروقت قلعہ کو مستحکم کر کے مقابلہ پر جما نہ رہتا تو نہ معلوم مرہٹہ فوجیں کہاں آکر رکتیں۔ غرض یہ کہ ان حالات میں حکومت میسور کے سرداروں کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور سب کے سب مرد میدان حیدر علی کے انتظار میں عورتوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے تھے جب نندراج اور بہادر خاں دارالریاست میں پہنچے تو سب کی جان میں جان آئی۔ سب نے دشمن سے نجات پانے اور کھوئے ہوئے ملک کو حاصل کرنے کی تدابیر پر تمام سرداروں اور جمعیت داروں کو بلا کر مشورہ کیا۔ تمام سرداروں نے جواب دیا کہ اگر خود راجہ بہادر ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ

---

[1] کلاہ پوش سے یہاں فرانسیسی سپاہی مراد ہوں گے غالباً ان کی ہیئت کی وجہ سے کلاہ پوش کا نام دے دیا گیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تشریف لے چلیں تو ہم سب شاہی ہاتھی کے گرد اپنی جانیں قربان کر دیں گے ورنہ ہم میں یہ طاقت کہاں کہ اپنی مختصر سی جمعیت سے کر مرہٹوں کے دَل بادل کا منہ پھیر دیں۔

فوج کی سپہ سالاری

جب ریاست کے مدبروں نے فوجی افسروں کی یہ باتیں سنیں تو بڑے مایوس ہوئے آخر کار انھوں نے حیدر علی خاں کو بلا کر مشورہ طلب کیا۔ بہادر خاں نے بلا کسی تامل کے اس مہم کو سر کرنے کا بیڑہ اٹھالیا۔ ان کے اس عزم و ہمت کو دیکھ کر راجہ نے بے ساختہ تحسین و آفرین کہی اور خاں کو اپنے گلے سے لگالیا اور اسی وقت "خان بہادر" کا خطاب عطا کیا اور "لشکرِ خاص" کا جھنڈا اپنا ذاتی خیمہ جس کے ساتھ ایک زریں مسند بھی تھی اور دوسرے اس سے متعلقہ لوازمات بھی علاوہ ازیں خزانہ توشک خانہ اور فیل خانہ وغیرہ قلعہ کے باہر خان بہادر کے کیمپ میں پہنچانے کا حکم صادر کیا پھر بر سرِ دربار اس نے خان بہادر کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے تمام معاملات میں مختارِ کل قرار دیا۔ جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو راجہ نے خود اپنے ہاتھ سے حیدر علی خاں کو رخصتی کا پان عنایت کیا نہ صرف یہ بلکہ دیوان خانۂ خاص سے ڈیوڑھی تک تمام عہدہ داروں اور سرداروں کے ساتھ پا پیادہ آ کر خاں کو رخصت کیا کیوں نہ ہو ؏

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

مرہٹوں کی شکست ۵۵-۱۷۵۴ء ۱۱۶۸ھ

قلعہ سے رخصت ہونے کے بعد سپہ سالار حیدر علی خاں بہادر نے اپنے بھائی شہباز صاحب کے ساتھ کریکیٹ کے میدان میں لشکر کا پڑاؤ ڈالا تاکہ جن جن کو اس مہم میں حصہ لینا ہے وہ آکر شامل ہو جائیں راجہ اور دیوان نے تمام جمعداروں کو نئے سپہ سالار کی اطاعت اور اس کے ساتھ میدان جنگ کے لیئے رخصت ہونے کا فرمان جاری کر دیا ——— اس موقع پر جو خان بہادر کے لشکر میں شرکت کے لیے پہنچے ان میں خوب صاحب دکنی جمعدار اور سید بدلی بھی تھے جو نواب محمد علی خاں کی قید سے رہائی پا کر سرینگ پٹن پہنچ گئے تھے ان کی جمعیت تین ہزار سواروں پر مشتمل تھی، رحیم صاحب، الیعقوب صاحب، امر سنگھ اور میر بجلی بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ مع جنگی ساز و سامان کے حاضر ہو گئے۔ ان کے علاوہ پیادوں، قندیل برداروں اور کلاہ پوشوں کے سردار بھی اپنے اپنے رسالہ کے ساتھ لشکرگاہ میں داخل ہوئے۔

بس یہی لوگ تھے جو خاں بہادر کی سپہ سالاری میں مرہٹوں سے لڑنے کے لیئے تیار ہو گئے تھے ان کے علاوہ جتنے سردار اور جمعدار تھے وہ سب کے سب اپنی اپنی تنخواہوں کے مطالبات کی آڑ میں جانے سے جی چرانے لگے اور دارالریاست ہی میں رک گئے ——— خان بہادر نے ان لوگوں کا قطعاً انتظار نہیں کیا اور بلا توقف اس مختصر سے لشکر کو لے کر جس میں چار پانچ ہزار سوار اور بارہ ہزار باقاعدہ فوج اور چھ سات توپیں تھیں بنگلور کی طرف کوچ کر دیا اور دو تین دن میں چن پٹن کے قریب پہنچ کر ڈیرے لگا دیئے۔

مرہٹوں کو جب حیدر علی خاں کے آنے کی خبر ملی تو انھوں نے پندرہ ہزار سوار مقابلہ کے لیئے روانہ کر دیئے۔ خان بہادر نے مرہٹوں کی نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے اپنے مخبر چھوڑ رکھے تھے جیسے ہی مرہٹوں کی پیش قدمی کی اطلاع ملی انھوں نے اپنی ساری فوج کو تیزی کے ساتھ بڑی کے جنگل میں لے جا کر چھپا دیا مخبروں کی ڈاک برابر لگی ہوئی تھی اور وہ مسلسل مرہٹوں کی نقل و حرکت کی اطلاعات بھیج رہے تھے جب پوری طرح اطمینان ہو گیا کہ خاں بہادر کے منصوبے کے مطابق مرہٹوں نے اپنا کیمپ لگا دیا ہے تو انھوں نے راتوں رات ایک ہزار بندوقچیوں اور رہٹی کاروں اور دو سو کلاہ پوشوں کو لے کر ان کے کیمپ کی پشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایسا بھرپور شبخون مارا کہ دشمن سارا مال و اسباب جوں کا توں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بھاگتے ہوئے بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار۔

اس کامیاب شبخون کے بعد خاں بہادر کی فوج نہایت تیز رفتاری کے ساتھ کوچ پر کوچ کرتی ہوئی بنگلور کے قریب پہنچ گئی اور وہاں بسور گوری کے مقام پر کیمپ لگا دیا۔ بنگلور کا قلعہ دار سرنہواس جو کافی عرصہ سے مرہٹوں کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو کر نہایت پامردی کے ساتھ ان کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے ہوئے تھا اب رسد اور ذخیرہ کے ختم ہو جانے کی وجہ سے عاجز آ چکا تھا اور قریب تھا کہ قلعہ کو غنیم کے حوالہ کر دے عین اس موقع پر حیدر علی خاں نے ایک خط کے ذریعہ اپنی آمد کی اس کو اطلاع دی۔ بروقت کمک کے پہنچ جانے سے قلعہ دار مذکور تازہ دم ہو گیا اور اظہار مسرت کے طور پر توپوں کی ایک باڑ مرہٹہ فوج پر چلا دی —— مرہٹوں کو جب اس کمک کے پہنچنے کی خبر لگی تو وہ بڑے مخمصے میں پھنس گئے آخر کار قلعہ کی تسخیر کا خیال چھوڑ کر آنے والی فوج کو شکست دینے کے لیے سوندی کپہ کی سڑک پر بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ آکر پڑاؤ ڈال دیا۔

دوسرے دن خان بہادر نے اپنے لشکر کی صف بندی کی اور میمنہ میسرہ پر تجربہ کار افسروں کو متعین کیا۔ توپ خانہ کو صفوں کے آگے رکھا اور نہایت ہوشیاری کے ساتھ مرہٹہ فوج کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ مرہٹوں نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کر کے حملہ آوروں کو روکنا چاہا لیکن خان بہادر کے توپ خانہ اور بندوقچیوں نے اس مہارت کے ساتھ آتش باری کی کہ مرہٹہ فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور میسوری سپاہیوں کے بھرپور حملوں کے سامنے ان کے قدم جم نہ سکے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے کافی ساز و سامان چھوڑ کر میدان سے بھاگ نکلے۔ فاتح فوج کے ہاتھ کافی مال غنیمت آیا اور وہ مظفر و کامران اپنے کیمپ کو لوٹ آئی۔

مرہٹوں کا فرار

اس فتح کے بعد حیدر علی خاں بہادر نے پہلا کام یہ کیا کہ بڑے حسن تدبیر سے ملاقات کے بہانے قلعدار کو کیمپ میں بلایا اور جب وہ آ گیا تو اسے قلعہ میں جانے سے روک دیا اور حکم دیا کہ وہ لشکر کے ہمراہ رہے اور اس کی جگہ کبیر بیگ نامی اپنے ایک افسر کو قلعہ کی حفاظت کے لیے متعین کر دیا۔ شکست خوردہ دشمن اپنی منتشر فوجوں کو اکٹھا کر کے نلہ دنگا کے مقام پر مورچے بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ خان بہادر نے بلا تاخیر بنگلور سے کوچ کیا اور بالاپور کلاں کی سڑک پر دو تین کوس آگے تک بڑھ آئے یہاں دو دن تک بغیر کسی نقل و حرکت کے فوج کو روکے رکھا اور پھر ایک رات موقع پا کر یکبارگی دشمن کے لشکر پر شبخون مارا۔ توپوں اور بندوقوں سے ایسی زبردست آتش باری کی کہ مرہٹے انتہائی بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے سارا جنگی سامان ڈیرے خیمے وغیرہ جوں کا توں چھوڑ گئے۔ مرہٹہ سردار بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگا اور جنگل میں روپوش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا۔ دس پندرہ دن بعد اس نے اپنے سوار اور پیادے جمع کرکے از سرِ نو مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں لیکن شومئی قسمت سے اسی دوران میں پونا سے یہ خبر پہنچی کہ پانی پت میں مرہٹہ فوجوں کو ایسی شکست فاش ہوئی ہے کہ سارا لشکر بری طرح تباہ و برباد ہو چکا ہے۔

پانی پت کا سانحہ

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پانی پت کی اس شکست کا مختصراً حال بیان کر دیا جائے ——— واضح رہے کہ مشہور مرہٹہ سردار وِیسواس راؤ کی سرکردگی میں ایک بہت بڑی مرہٹہ فوج نے ——— جس میں تین لاکھ سوار، پیادے اور پنڈارے شامل تھے اور جس کے ساتھ تین سو توپیں تھیں پورے شمالی ہند کو روند ڈالا تھا نہ صرف یہ بلکہ مرہٹوں نے شاہی پایہ تخت دہلی کو بھی بری طرح تباہ و برباد کر دیا تھا۔ لیکن احمد شاہ درانی جو زمان شاہ کا دادا ہوتا ہے۔ ابدالی فوج کے چار دستے[1] لے کر (یعنی اڑتالیس ہزار سوار) قہر خداوندی کی طرح مرہٹوں کے سر پر ٹوٹ پڑا اور پانی پت کرنال کے قریب کنج پورہ کے میدان میں مرہٹوں کو ان کے تکبر و نخوت کی ایسی عبرت ناک سزا دی کہ ساری مرہٹہ فوج پیوند خاک ہو کر رہ گئی بالاجی کو جب لاکھوں مرہٹہ سپاہیوں کی ہلاکت و بربادی کی دہشت ناک خبر ملی تو وہ حد درجہ پریشان اور حواس باختہ ہوگیا اور اسی غم میں دیوانہ ہو کر مر گیا۔

جب پونا سے مذکورہ بالا سانحہ کی اطلاع گوپال راؤ کو ملی تو اس کے ہاتھ پیر بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور حیدر علی خاں کی فاتح و مظفر فوج سے ٹکر لینے کی اس میں ہمت نہیں رہی چنانچہ اپنے بچے کھچے لشکر کو اکٹھا کر کے وہ سرا کی طرف لوٹ گیا اور حدودِ میسور میں مرہٹوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔

سپہ سالار حیدر علی خاں بہادر نے اس کا دُور تک تعاقب کیا اور میسور کے ان سارے قلعوں پر سے جہاں مرہٹے قابض تھے کہیں لڑ کر اور کہیں ڈرا دھمکا کر ان کے تھانے برخواست کرا دیئے اور ہر جگہ اپنے قلعدار اور عمال مقرر کر دیئے۔ اس مہم کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے بعد خاں بہادر کافی مال غنیمت لیے ہوئے سرینگ پٹن واپس ہوئے۔

جمعداروں کی سرکشی

جب حیدر علی خاں بہادر دار السلطنت میں پہنچے تو یہاں حالات کو پہلے سے زیادہ الجھا ہوا پایا ——— تمام جمعدار اپنی اپنی جمعیتوں کو لے کر جن کی مجموعی تعداد چار ہزار ہوتی تھی اپنی اپنی تنخواہوں کے مطالبہ پر اڑے

---

[1] تین میں "دستہ سرابدال" لکھا ہے دستہ سرابدال اس دستہ کو کہا جاتا تھا جس میں بارہ ہزار سوار ہوتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے اور قلعہ کے دروازوں اور دریچوں میں مورچے لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں بات بات پر لڑ جھگڑ رہے تھے۔ فوج کے جتنے بڑے سردار تھے سب کے سب راجہ اور دیوان کی ڈیوڑھیوں پر دھرنا دے کر بیٹھ گئے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ بحث و تکرار میں الجھ رہے تھے۔ قلعہ میں نہ تو کسی کو داخل ہونے کی اجازت تھی اور نہ کوئی باہر جا سکتا تھا۔

سپہ سالار کو قدرتی طور پر لشکر کے اس رویہ پر سخت طیش آیا اور ان سب کی گوشمالی کی تدابیر سوچنے لگے اسی اثنا میں راجہ اور نندراج نے ایک سبزی فروش عورت کے ذریعہ اپنی بے بسی اور بے وفا سرداروں کی زیادتی کا سارا حال کہلوایا اور درخواست کی کہ وہ مداخلت کر کے اس معاملہ کو یکسو فرمائیں۔ حیدر علی خاں نے تسلی آمیز جواب دیا اور اپنی خیر خواہی کا ان کو یقین دلایا اس نامہ و پیام کے بعد دوسرے ہی دن خان بہادر نے ان جھگڑالو جمعداروں کے پاس پیغام بھیجا ——— "اس ریاست پر ہمارا بھی بہت کچھ حق ہے کیونکہ ہم کئی ایک ماہ سے بلا کسی تنخواہ اور معاوضہ کے خدمت سرکار میں لگے ہوئے ہیں اگر تم لوگ اجازت دو تو ان مطالبات میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر اپنے معاملات کا بھی تصفیہ کروالیں۔ لیکن اس بات کا پوری طرح یقین کر لو کہ جب تک ان گدی نشینوں کے دیوان خانوں اور ان کے زنانہ محلات پر گولیوں کی بوچھاڑ نہ کی جائے اور دندناتی ہوئی توپوں کا دھواں ان کے مغرور دماغوں کو پراگندہ نہ کر دے اس وقت تک یہ سیدھے راستہ پر نہیں آنے کے اگر تم لوگ ہماری راہ نہ روکو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہمارے سامنے بس ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ قلعہ کے اطراف جتنے آباد محلے اور مالا مال بستیاں ہیں ان کو گھیر کر اپنے واجبات وصول کر لیں ان محلوں اور بستیوں کا کیا ذکر پورا میسور کا ملک اس وقت ہماری فوج کی زد میں ہے۔ جہاں سے بھی چاہیں ہم اپنے مطالبات کی پابجائی کر سکتے ہیں۔"

قلعہ بنگلور پر قبضہ

جمعیت داروں کو جب یہ پیغام ملا تو وہ ڈرے کہ کہیں قلعہ کے باہر ان کے اپنے گھروں پر کوئی آفت نہ آئے کیونکہ ان سب کے گھر بہادر پورہ میں عیدگاہ قدیم کے نزدیک اور خندق کے مغربی جانب محمد علی کمنداں کے محلہ میں آباد تھے سوما پیٹھ میں بھی انکی بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ مجبور ہو کر انھوں نے حیدر علی خاں کو مختصر سی جمعیت کے ساتھ قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ حیدر علی خاں چھ سات سو باقاعدہ سپاہیوں، دو سو پیادہ نیزہ برداروں اور دو توپوں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوئے اور جگہ جگہ اپنے آدمیوں کو متعین کر کے راجہ اور دیوان سے ملنے گئے اور ان کی تسلی اور دلدہی کی اور وہاں سے نکل کر تمام جمعداروں سے بھی تسلی آمیز باتیں کیں اور سب کو ان کے مطالبات کے سلسلے میں اطمینان دلایا اور پھر اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن اتنے ہی اور آدمیوں کو ساتھ لے کر قلعہ میں داخل ہوئے اور جمعداروں کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ راجہ اور دیوان کی زنانہ ڈیوڑھیوں پر کوئی پہرہ نہیں ہے میں اپنے پیادوں کو وہاں لگا دیتا ہوں تاکہ انھیں ضرورت کا سامان اور پانی جانے نہ دیا جائے سب نے اس بات کو قبول کر لیا چنانچہ مزید دو ہزار مسلح پیادہ سپاہیوں کو اندر بلا کر راجہ اور دیوان کی زنانہ ڈیوڑھیوں پر پہرہ لگا دیا۔ اس طرح دو تین دن میں ہر راستہ، چوک اور راج محل کے اطراف موقع موقع پر اپنے سپاہیوں کو متعین کر دیا۔ جب یہ سارا بندوبست ہو چکا تو ایک دن دیوانِ خاص میں گئے اور دھرنا دینے کے بہانے اپنے چند ہمراہیوں کو بھی ساتھ لے جا کر اندرونی دیوان خانہ میں جس کا نام "چتر ڈوئی" تھا بٹھا دیا اور خود اسی وقت باہر نکل آئے اور جمعداروں سے کہا کہ ہمارا اور تمہارا معاملہ تصفیہ پا گیا اب تم لوگ اپنا ماہانہ حساب توشک خانہ اور خزانہ کے دفتروں میں داخل کر کے مطلوبہ رقم حاصل کر لو اور اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ جاؤ لیکن کچہری میں تمہارے ساتھ صرف تمہاری فوج کا وکیل اور تمہارا اپنا گماشتہ رہے گا تاکہ ماہانہ حساب کے مطابق تمھارے رقمی معاملات طے کر دیئے جائیں اگر اس کے علاوہ تم لوگوں نے کچھ اور منصوبے باندھے تو اچھی طرح یاد رکھو کہ تمھارے پلے بجز شرمندگی اور ندامت کے کچھ نہیں پڑے گا" اس اعلان کے بعد ہی خاں بہادر نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ جمعداروں کو ایک وکیل اور گماشتہ کے ساتھ کچہری میں حاضر کرتے جاؤ اور بقیہ جتنے لوگ ہیں سب کو قلعہ سے باہر نکال دو۔ حیدر علی خاں کے جیالے سپاہی باقاعدہ صف بندی کے ساتھ تاشہ مرفہ بجاتے ہوئے بندوقیں سر کرتے ہوئے ہر بازار اور ہر محلہ میں گھوم رہے تھے۔ اس عالم میں جمعداروں کو سرتابی کی مجال نہیں رہی تھی اور وہ حسب الحکم ایک دو محاسبوں کو لے کر کچہری میں حاضر ہو گئے۔ خود سپہ سالار خان بہادر نے کچہری میں اجلاس کیا اور ہر جمعدار کی برادری کا ماہانہ حساب دریافت کر کے لکھوایا اور ایک یادداشت اپنے پاس رکھ لی اور معائنہ اور حاضری کے لیئے ان کی جمعیتوں کو طلب کر کے ہر ایک کا جائزہ لیا بس ہر ایک کی پول کھل گئی کیونکہ حاضری میں ہزار سوار کے جمعدار کی جمعیت چھ سو سوار اور پنج صدی جمعدار کی تین سو اور دو صدی کی صرف سو سوار نکلے حالانکہ یہ جمعدار توشک خانہ کے منشیوں اور اپنے اپنے رسالہ کے وکیلوں کے ساتھ سازش کر کے حسابات میں تغلب کرتے اور پوری پوری تنخواہیں لیا کرتے تھے اس خیانت اور تغلب کے انکشاف پر خان بہادر نے توشک خانہ کے منشیوں کو خوب ڈانٹ پلائی اور ہر جمعدار اور اس کی جمعیت کی چہرہ[1] نویسی سے لے کر اس ہنگامہ تک غیر موجود سپاہیوں کی تنخواہیں ان کے حسابات میں سے وضع کرنے کا حکم دیا نتیجہ یہ ہوا کہ دینے کے بجائے جمعداروں کی طرف سرکار کا کافی روپیہ فاضل نکل آیا چنانچہ سرکاری رقم کے عوض فردِ حساب کے بموجب ان کے گھوڑوں

---

[1] فوج میں سپاہی بھرتی کیئے جاتے ہیں تو باقاعدہ ان کا حلیہ وغیرہ درج کیا جاتا ہے۔ اس کو "چہرہ نویسی" کہا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں، خیموں، برتنوں اور کپڑوں کو ضبط کروالیا اور سب کو برطرف کر دیا۔ البتہ ان جمعداروں کو جو رزم و بزم میں برابر شریک رہتے تھے، قاعدہ کے مطابق معاف نہ دلا کر ان کی خدمات پر بحال کر دیا اس طرح پانچ چھ ہزار آدمیوں کی یہ جمعیت منتشر ہو گئی اور ان کے گھوڑے اصطبل میں داخل کرا دیے گئے اور یہ قضیہ بحسن و خوبی سرانجام پا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۴

نندراج کی سبکدوشی سنہ ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۶ء

سپہ سالار حیدر علی خاں بہادر کی کوششوں سے ریاست کے دشمنوں کو پوری طرح شکست ہو چکی تھی اور ہاتھ سے نکلا ہوا ملک دوبارہ قبضۂ اقتدار میں آچکا تھا اور بدطینت ملازموں کو شر و فساد سے حکومت محفوظ ہو چکی تھی اور ملک کا بندوبست بہ حسن و خوبی سرانجام پا چکا تھا ——— ان مہمات سے فارغ ہونے کے بعد حیدر علی خاں نے ابھی اطمینان کا سانس بھی نہیں لیا تھا کہ ایک اور قضیہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ترچناپلی کے معرکہ سے متعلق جس میں کثیر اخراجات کے باوجود کسی طرح کی کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی، راجہ اور نندراج کے درمیان شکر رنجی پیدا ہو گئی اور راجہ نے نندراج پر سخت برہمی کا اظہار کیا۔ نندراج اپنے کیے پر نادم تھا ہی ان باتوں نے اسے اور زیادہ متاثر کیا اور اس نے اپنی پیرانہ سالی کا عذر کر کے ملازمت سے رخصت لے لی اور تمام ملکی و مالی امور سے سبکدوش ہو کر مذکورہ قلعہ میں مقیم ہو گیا اور حفاظت کے لیے دو ہزار پیادہ، پانچ چھ سو سوار اور پانچسو بندوقچیوں کو اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔

نندراج نظم و نسق سے بالکل ہی بے دخل ہو چکا تھا لیکن راج کے دوسرے عہدہ داروں نے اس کو کافی نہ جانا اور نندراج سے دیوانی کی اسناد اور مہروں کے حاصل کرنے کی فکر میں لگ گئے خاص طور سے کھنڈی راؤ نار۔[1] جو سپہ سالار کے لشکر میں مشرف کے عہدہ پر فائز تھا اس معاملہ میں بہت پیش پیش تھا۔ اس نے ایک طرف تو سب کو نندراج کے خلاف اکسایا اور دوسری طرف اپنے افسر اعلیٰ (حیدر علی خاں) کو بھی ہموار کر لیا۔ پھر سب نے ایک زبان ہو کر راجہ سے اس بارے میں التماس کی اور اس نے ان کی درخواست پر نندراج سے پردھان کی اسناد جو اس کے صاحب دیوان ہونے کی ضمانت تھیں طلب کر لیں۔ نندراج نے جواب دیا کہ "یہ اسناد ہم کو تمہارے عہد ریاست میں نہیں ملی تھیں بلکہ یہ تمہارے آباؤ اجداد سے ہمارے بزرگوں نے عہد بہ عہد حاصل کی ہیں ان کو لوٹانا خارج

---

[1] وزیروں کے اقتدار کے خلاف عرصہ سے راج محل میں جوڑ توڑ ہوتے رہتے تھے نندراج کے زوال کے پیچھے بھی راج محل میں رہنے والوں خاص طور سے "رانی دیوراجا" کا ہاتھ تھا جو راجہ چک کشن راج کی چہیتی رانی تھی اور چاہتی تھی کہ راجہ نندراج کے تسلط سے آزاد ہو جائے تاکہ راج محل میں اس کی مداخلت کی وجہ سے جو ناگوار پابندیاں لگی ہوئی ہیں وہ دور ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از بحث ہے نیز اب جبکہ ہم نے تمہاری حکومت کے انتظامی معاملات اور ریاست کے بندوبست سے قطع تعلق کر لیا ہے اس کا پوری طرح یقین رکھو کہ ان اسناد کے ذریعہ ہم کسی شخص کی راہ میں روڑے نہیں اٹکائیں گے اور اب تو ان قدیم دستاویزات کی ہماری نظر میں مبتدیوں کے مسودات سے زیادہ اہمیت نہیں ہے راجہ بہادر اپنے دانشمند عہدہ داروں سے مشورہ کر کے جس کسی کو بھی اس ذمہ داری کا اہل سمجھیں مقرر فرمائیں اور اس کوتاہ اندیش بوڑھے کو خواہ مخواہ کانٹوں میں نہ گھسیٹیں"

چونکہ سارے درباری اس کے عزت و مرتبہ کو گھٹانے کے درپے ہو چکے تھے اس لیے انھوں نے صورت معاملہ کو کچھ ایسی رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کیا کہ راجہ نے سپہ سالار کو بلا کر بڑی خوشامد درآمد کی اور ان کو اپنا بیٹا کہہ کر بلایا اور اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ نندراج سے دیوان کی مہریں سکے اور سندیں حاصل کر لیں۔ راجہ کے حسب ایما سپہ سالار موصوف اپنے لشکر خاص کے ساتھ قلعہ پر گئے اور نندراج کو تفصیل سے یہ بات بتائی کہ بعض بدخواہوں نے راجہ کے مزاج کو تمہارے خلاف ورغلا دیا ہے اور کاغذات اسناد اور سکے لینے پر اس کو آمادہ کر دیا ہے ان حالات میں مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اسناد اس خیر خواہ کے ذریعہ واپس کر دیں اور میری طرف سے ہر طرح مطمئن رہیں۔ نندراج نے حیدر علی خاں کی ان باتوں کو قبول نہیں کیا اس لئے مجبوراً خان موصوف نے راجہ کی منظوری و اجازت کے مطابق قلعہ کو گھیر لیا اور خندق کے اطراف مورچے بنا کر توپ خانہ نصب کر دیا۔ ان سب تیاریوں کے بعد آخری بار اور رفع شر کے لیے اس کو دور اندیشی کی راہ سمجھائی لیکن نندراج کسی طرح راہِ راست پر نہ آیا اور بجائے تسلیم و اطاعت کے اس نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور سپہ سالار موصوف کے لشکر پر توپیں سر کرنے کا حکم دے دیا۔ بس پھر کیا تھا دونوں طرف سے لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ توپوں، تیروں اور بندوقوں سے میدان دھواں دھار ہو گیا۔ خان بہادر کی فوج کے دلیر سپاہیوں نے ایسے قیامت خیز حملے کیے کہ قلعہ والوں کی جان پر بن گئی اور تین ماہ بعد جبکہ قلعہ میں ذخیرے ختم ہو گئے تھے اور رسد کا توڑا پڑ گیا تھا اور غذائی اشیاء بارود وغیرہ کی کمی ہو گئی تو کارپرداز محصور نے اطاعت قبول کر لی اور اپنے خیر خواہوں کے مشورہ کے مطابق اپنی عورتوں کے ساتھ سوار ہو کر سپہ سالار کے لشکر میں پہنچ گیا اور قلعہ کو خالی کر دیا۔

حیدر علی خاں نے قلعہ میں اپنا تھانہ مقرر کر دیا اور اس کو اپنے ہمراہ دارالریاست میں لے آئے اور اسے قید کر دیا اور بڑی مصلحت سے کام لے کر اس سے دیوانی کی اسناد اور دوسری دستاویزات لے لیں اور راجہ کے حسبِ مرضی اور دوسرے عہدہ دارانِ حکومت کے مشورے سے کھنڈی راؤ زنار دار کو جو قدیم خیر خواہ ملازم تھا یہ سارے کاغذات اور سندیں حوالہ کر دیں اور ملک کے بندوبست کے متعلق اس کو مفید مشورے دے کر اپنی ذمہ داریوں سے فارغ ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن نیرنگیٔ زمانہ سے آگے کیا کچھ ظہور پذیر ہونے والا تھا۔ اس سے کون واقف ہو سکتا تھا ؟

نندراج نے جو دیوانی کی اسناد سپہ سالار موصوف کو حوالہ کرنے کے بعد تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا تھا ان واقعات کے بعد دارالریاست کے قیام میں بڑی ذلت محسوس کی اور کسی نہ کسی طرح راجہ سے اجازت لے کر اپنی جاگیروں پر چلا گیا اس کی جاگیر تین تعلقوں، کنور، پریا پٹن اور ارکل کوڑہ مع ایجنٹی درگ پر مشتمل تھیں اور جو مذکورہ فتنہ کے وقت کچھ عرصہ کے لیے ضبط کر لی گئی تھیں لیکن بعد میں پھر اس کے نام بحال کر دی گئیں نندراج نے کنور میں قیام کیا اور اپنے علاقہ کے بندوبست کے لیے چھ سات سو سوار، دو ہزار بندوقچی تین چار ہزار کرناٹکی پیادہ فوج فراہم کر کے آرام و آسودگی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا۔

فرانسیسیوں کی مدد

اسی زمانہ میں جب کہ نندراج کے قضیہ سے فراغت نصیب ہوئی تھی سراج الدولہ محمد علی خاں والاجاہ نے انگریزوں کے ساتھ سازباز کر کے پھلچیری کی تسخیر کے لیے فوج کشی کی پھلچیری کے فرانسیسیوں نے مقابلہ سے خود کو عاجز پا کر سپہ سالار موصوف کی خدمت میں اپنا ایک نمائندہ بھیجا اور ان سے مدد کی التجا کی اور کمک پر آنے والے لشکر کے اخراجات کے لیے چنجی اور تیاگ گڑھ کے مقبوضہ پرگنوں کے محاصل واگزار کر دیے حیدر علیخاں نے ان کی درخواست قبول کر لی اور اپنے برادر نسبتی سید مخدوم کی سرکردگی میں تین ہزار سوار چھ ہزار بندوقچی اور دو ہزار کرناٹکی پیادوں کو کافی سامان رسد اور اسباب جنگ کے ساتھ پھلچیری کی طرف روانہ کر دیا۔

اسد خاں کی بہادری

اس مہم کے لیے خان بہادر نے اسد خاں جھکری ناکطہ کو بھی بلا کر سید مخدوم کے ساتھ متعین کیا تھا اسد خاں پہلے حاکم کڑپہ کا ملازم تھا اور ضلع بارہ محل کی سربراہی پر متعین تھا۔ یہ شخص بہادری اور رفقا نوازی میں بے مثل تھا۔ یہاں اس کی بہادری کے ایک واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا ———— مرہٹوں کے ہاتھ سے جب عبدالمجید خاں مارا گیا تو امرت راؤ نامی مرہٹہ سردار نے پانچ ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ ضلع بارہ محل کو تحویل میں لینے کے لیے فوج کشی کی اور قلعدار اسد خاں مذکور کو لکھا کہ جلد از جلد قلعہ خالی کر کے مرہٹہ فوج کے سپرد کر دے بہادر اسد خاں کی حمیت وغیرت جوش میں آگئی اور صرف اٹھارہ سوار لے کر مرہٹوں کی کثیر فوج پر اس طرح ٹوٹ پڑا جس طرح کوئی شیر ہرنوں کے گلہ پر جا پڑے اس کے اس محیر العقول دلیرانہ حملہ نے غنیم کو اس طرح بھونچکا کر دیا کہ وہ بدحواسی کے عالم میں ترپانور کی بستی سے منتشر ہو کر بھاگ نکلے۔ اسد خاں نے اپنے اسی ایک حملہ میں امرت راؤ کا سر جسم سے جدا کر کے نیزہ پر اٹھا لیا اور بارہ محل کی عملداری کو مرہٹہ گردی سے بچا لیا۔ اس واقعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کچھ عرصہ بعد عزیز خاں یک چشمی نے اسدخاں کے ساتھ حسد کر کے اپنی ریشہ دوانیوں سے ضلع بارہ محل کی سربراہی کا پروانہ حاصل کر لیا۔ جب اسدخاں کو اس کا علم ہوا تو اس نے خود ملازمت سے سبکدوشی حاصل کر کے ویلور میں جا کر سکونت اختیار کر لی۔

بارہ محل اور پھلچیری کے واقعات

ویلور میں اسدخاں اس حال میں مقیم تھا کہ سپہ سالار حیدر علی خاں نے سفر خرچ اور مالی امداد روانہ کر کے اس کو اپنے ہاں بلا لیا اور سید موصوف کے ساتھ لشکر میں متعین کر دیا۔ سید مخدوم اسدخاں کے ہمراہ جنگی ساز و سامان کے ساتھ جب بنگلور پہنچا تو وہاں معلوم ہوا کہ آنی کل کا پالیکار سرکش ہو چکا ہے اور وہاں کی رعایا اس کے ظلم و ستم سے عاجز آ چکی ہے۔ ان حالات کے معلوم ہوتے ہی سید مخدوم نے قلعہ پر اچانک حملہ کیا اور ایک ہی رات میں کارروائی کر کے وہاں کے پالیکار کو گرفتار کر لیا اور دارالریاست روانہ کر دیا اور قلعہ میں سرکاری تھانہ مقرر کر کے آگے بڑھا۔ اسی اثنا میں خبر ملی کہ بارہ محل کا علاقہ عزیز خاں یک چشمی (جو حاکم کڑپہ محسن خاں عرف موچا میاں کا چیلہ تھا) کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو چکا ہے وہاں کے کچھ لوگ سید موصوف کے پاس فریاد لے کر آئے اور اس سے درخواست کی کہ وہ بارہ محل کا بندوبست اپنے ہاتھ میں لے لے۔ سید مخدوم نے اس ضلع کے بندوبست کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لیکن اس معاملہ میں اوپر سے منظوری لینا ضروری تھی اس لیے اس نے ایک عرضی سپہ سالار حیدر علی خاں کی خدمت میں روانہ کی۔ خاں بہادر نے اس عرضی کو منظور کر لیا اور اس علاقہ کے بندوبست کا پروانہ تحریر کر دیا۔ منظوری حاصل کر کے سید مخدوم نے گھاٹ رائے کوٹہ سے دریا عبور کیا اور عزیز خاں کے سر پر پہنچا۔ عزیز خاں کو جیسے ہی اس حملہ آور فوج کی اطلاع ملی وہ بغیر لڑے اپنی جمعیت کو لے کر کڑپہ کی طرف بھاگ گیا۔ سید موصوف نے بارہ محل کے قلعوں اور پہاڑی چوکیوں کا بندوبست اسدخاں ٹھکری کے سپرد کر کے خود پھلچیری کا رخ کیا۔ راستہ میں رعایا میں سے کسی نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور سید مخدوم نے بے کھٹکے انگریزوں کی فوج پر جو قلعہ کا محاصرہ کیئے پڑی تھی شبخون مارا اور ان کے مورچوں کے درمیان سے مردانہ وار مع سامان رسد گزر کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ محاصرہ کرنے والوں کو سید مخدوم کے قلعہ میں داخل ہو جانے کی بہت دیر میں اطلاع ملی تو وہ سخت حیران ہوئے اور انھوں نے توپوں اور بندوقوں کے دمدمے باندھ کر محصورین کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ اس کے باوجود سید مخدوم نے جو اپنے لشکر کے ساتھ ولی نور کے قریب مقیم تھا شہر پر قبضہ کر لینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ واضح رہے اس وقت چنجی کا پرگنہ جو پھلچیری سے مغربی جانب اٹھارہ کوس پر تھا۔ اور اس وقت فرانسیسیوں کے ہاتھ سے نکل کر ناظم ارکاٹ نواب محمد علی خاں کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور تیاک گڑھ دور دراز فاصلہ پر واقع تھا اور نواب کے گماشتہ کے زیر انتظام تھا۔ سید مخدوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جب شہر پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا تو بدقسمتی سے غلہ اور چارہ کی ایسی کمی ہوئی کہ فوج اور جانوروں کی غذا اور رسد کی سربراہی ممکن نہ رہی اور سارا لشکر بڑی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہو گیا اور تقریباً سارے گھوڑے اور اونٹ گھاس اور چارہ کے بغیر نیم جان ہو گئے اور بعض تو مر گئے۔ اس مصیبت اور کال کے باوجود حیدری فوج برابر غنیم کے مقابلہ پر ڈٹی رہی اور مردانہ وار جدوجہد کرتی رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ب

کھنڈے راؤ زنار دار کی شورش

جیسا کہ گذر چکا ہے زنار دار بدکردار یعنی کھنڈے راؤ کو حیدر علی خاں بہادر کی عنایت و مہربانی سے ملک میسور کی دیوان کی سند مفت ہاتھ لگ گئی تھی اور اس کی خوش قسمتی تھی کہ دوسرے عہدہ داروں اور سرداروں نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ اس مفت کے اعزاز و مرتبہ پر وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ مثل مشہور ہے "چھوٹے سے تالاب میں پانی جلد گندہ ہو جاتا ہے" اور "کتے کو چاٹی ہوئی کھیر پچتی نہیں" کھنڈے راؤ نے بھی بہت جلد ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کیے اور حکمرانی کے زعم میں اپنے قدیم آقا سے بدگمانی کرنے لگا اور خود کو امور مملکت میں خود مختار سمجھ بیٹھا اور جس کا نمک کھایا تھا اسی کی رکابی میں چھید کرنے کے لیے راجہ کے کان بھرنے لگا اور اس سے خلوت کی ملاقاتوں میں التماس کی کہ "تہی دست نائیک نے مہاراج کی مہربانیوں کے طفیل ترقی کے یہ مدارج طے کیے ہیں اور کافی روپیہ جمع کر لیا ہے ایک اچھا خاصا لشکر بھی اس کی ماتحتی میں ہے۔ نائیک کی یہ اونچی حیثیت ریاست کے معاملات میں الجھنیں پیدا کر سکتی ہے ایسا نہ ہو کہ ایک اجنبی مسلمان جو غیر قوم کا فرد ہے حکومت کے کاروبار میں مداخلت کرنے لگے اور مفت میں سالہا سال سے جمی جمائی یہ ریاست ہاتھ سے نکل جائے اگر مہاراج کی اجازت ہو تو اس کے اثر و اختیار کو گھٹانے کی فکر کی جائے ۔

درختی کہ اکنوں گرفت است پائے ۔۔۔۔ بہ نیروئے مردے بر آید زجائے

(جس درخت نے کہ ابھی ابھی جڑ پکڑی ہے ایک شخص کے زور لگانے سے اکھڑ جاتا ہے۔

اگر ہمچناں روزگارے ہلی ۔۔۔۔ بہ گردونش از بیخ برنگ بلی

(اگر اس کو اس طرح کچھ عرصہ چھوڑ دیا جائے تو پھر اسے چرخیاں لگا کر بھی گرایا نہیں جا سکتا)

پست فطرت ناتجربہ کار راجہ اس فتنہ پرداز کے بھروں میں آ گیا ۔

من از بیقدری خار سر دیوار دانستم ۔۔۔۔ کہ ناکس کس نہ گردد ہرگز از بالانشینی ہا

(بالانشینی نااہل کو اہل نہیں بنا دیتی کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ دیوار پر لگے ہوئے کانٹے باوجود بلندی کے بے قدر ہی رہتے ہیں)

اور اپنے بھلے کے لیے اس کو اجازت دے دی کہ جیسا وہ چاہے کرے۔ اس نمک حرام نے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سوچا کہ ؎

بود مانند کرم پیلہ او نئے زادہ در منصب	کہ چوں پوشد قبا ابریشمی گم میکند خود را

(کم ظرف اعلیٰ رتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو کرم کلہ کی طرح ریشمی قبا میں گم ہو کر رہ جاتا ہے)

اس قسم کی دغابازی کا انجام کیا ہوگا اور میسور کے تعلقداروں اور کارکنوں کو دام فریب میں پھنسا کر اپنا موافق بنا لیا صرف یہی نہیں راس نے ایک بڑی حماقت یہ کی ، کہ پونا کے ناظم کو اس مضمون کے خط روانہ کیے کہ "ایک ادنئے نوکر جو مسلمان ہے ترقی کر کے میسور کے ملک و مال پر قابض ہو گیا ہے اور اس قدر سرکش بن گیا ہے کہ بس راجہ کا تو نام ہی نام ہے اور سب کچھ وہی بنا ہوا ہے اگر اس وقت اس کو نکال باہر کرتے ہیں تم ہماری مدد کرو تو تمہاری مقررہ سالانہ رقم مع دو لاکھ نذرانے کے نیز لشکر کے اخراجات کے لیئے پانچ لاکھ روپیہ بلا توقف پہنچا دیئے جائیں گے" یہ خطوط روانہ کر کے وہ مزید کارروائی کے لیئے موقع کا منتظر رہا۔

انھیں دنوں میں سپہ سالار حیدر علی خاں اپنے لشکر میں سے ایک بھاری جمعیت کو بھلچیری روانہ کر چکے تھے ایک اور دستہ میر علی رضا خاں کی فوجداری میں بارہ محل کی طرف ضروری بندوبست کے لیئے جا چکا تھا۔ اب ان کے پاس صرف دو تین باقاعدہ فوج کے رسالے جو تقریباً پندرہ سو سپاہی ہوں گے اور چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ فوج اور وہ بھی بے سازوسامان رہ گئی تھی۔ خان بہادر ان دنوں اپنی فوج، مستورات اعزہ و اقارب اور متعلقین کے ساتھ ندی کے کنارے دیوراتی پیٹھ میں مقیم تھے۔

حیدر علی دشمنوں کے نرغہ میں

حیدر علی خاں زنار دار کی ان حرکتوں سے غافل نہیں تھے اس کی حرکات و سکنات اور گفت و شنید سے بالا بالا ہی اس کے ارادوں کو بھانپ چکے تھے اسی لیئے انھوں نے حفظ ما تقدم کے طور پر اپنی قیام گاہ کے اطراف دو تین خندقیں کھدوا لی تھیں اور توپیں نصب کروا کے تیار رکھی تھیں۔ زنار دار کی ان حرکتوں کے باوجود اس کے بارے میں اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انھوں نے بارہا اسے اپنے پاس بلایا کہ کچھ ضروری معاملات میں گفتگو کرنی ہے چاہتے تھے کہ نرمی اور ملائمت سے اس کو راہ راست پر لے آئیں ؎

بگرمی ممکن است از سنگ آہن را جدا کردن	بنرمی میتواں چوں آب در فولاد جا کردن

(سختی سے تو یہ ممکن ہے کہ لوہے کو پتھر سے علیحدہ کر دیا جائے اور نرمی سے پانی کی طرح فولاد میں بھی جگہ بنائی جا سکتی ہے۔)

لیکن زنار دار مذکور ان کے پاس آنے میں لیت و لعل سے کام لیتا رہا اور ہر بار یہی کہلوا دیتا تھا در مجھے راجہ کے پاس سے کہیں اور جانے کی فرصت نہیں ملتی ہے ہاں جناب والا خود تشریف لا کر راجہ کی اجازت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مجھے لے جائیں تو حاضر ہو سکتا ہوں ۔ کھنڈے راؤ کے اس جواب سے وہ متفکر تو تھے لیکن ہمت ہارنے کی بجائے اپنے بندوبست میں لگے ہوئے تھے ۔

جب کھنڈے راؤ زنار دار کے مرسلہ خطوط پونا پہنچے تو یاد ہو گا کہ نانا کی حرص کے بارے رال ٹپک پڑی کہ کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

تنگ چشم از نعمت عالم نخواہد گشت سیر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ پر نمی گردد ز دریا کاسۂ چشم حباب

(حریص آدمی کو دنیا بھر کی نعمتیں بھی مل جائیں تو وہ سیر نہیں ہو پاتا جس طرح بلبلہ کا حلقۂ چشم دریا سے پر نہیں ہوتا ہے ۔)

مادھو راؤ نے امباجی پنڈت پینی کو جو مرہٹہ فوج کے ہراول کا سردار تھا چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور توپخانہ جسے نانا اپنی واپسی کے وقت صوبہ سرا میں چھوڑ گیا تھا دے کر میسور روانہ کر دیا ۔ سرینگ پٹن میں جیسے ہی مرہٹوں کے آنے کی اطلاع ملی نمک حرام کھنڈے راؤ نے وہ رات تو بڑے غور و فکر اور مشورہ میں گزاری اور صبح صبح قلعہ کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی توپیں اپنے خداوند نعمت کی قیام گاہ کی طرف لگوا دیں اور گولہ باری شروع کر دی ۔ حیدر علی خاں دیوان خانۂ خاص سے باہر نکل آئے اور قلعہ پر جنگ کی تیاریوں کو دیکھ کر جان گئے کہ اب پانسہ پلٹ چکا ہے ۔ لیکن ہمت نہیں ہاری کیونکہ وہ خوب جانتے تھے ؎

ز زندگی چہ بکرگس رسد بجز مردار ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ چہ لذت است ز عمر دراز ناداں را !!

(کرگس کو اپنی زندگی میں بجز مردار کے کچھ نہیں ملتا ۔ نادان کو طویل عمر بھی مل جائے تو کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے ؟)

خان موصوف نے اپنے بندوقچیوں کو خندقوں میں متعین کر دیا اور چند آدمیوں کو بھیج کر ندی کے ساحل پر جتنے "آبنی کار"[1] تھے سب کو ان کے ٹوکروں کے ساتھ پکڑ بلوایا اور قید کر دیا اور جتنے سوار اور پیادے اس وقت وہاں موجود تھے اپنے مکانات کے اطراف کھڑے کروا دیئے پھر اپنے دفتر کے منشیوں کو طلب کر کے توشک خانہ ، فیل خانہ ، شتر خانہ اور اسلحہ خانہ اور گھر کے دوسرے قیمتی ساز و سامان ، کپڑوں برتنوں وغیرہ کے مفصل گوشوارے تیار کروائے اور دن ڈھلنے تک ان سارے انتظامات سے فارغ ہو گئے اسی دوران میں نمک حرام زنار دار چند پیادوں اور سواروں کو ساتھ لے کر میسور کے دروازہ سے باہر نکلا

---

[1] "آبنی کار" جنوبی ہند میں ان ملاحوں کو کہا جاتا تھا ۔ جو بانس یا چمڑے کے ٹوکروں میں مسافروں کو دریا پار کرایا کرتے تھے ان ٹوکروں کے علاوہ ان کے پاس چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی ہوتی تھیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس شیر مرد کی قیام گاہ پر حملہ کیا۔ لیکن خندق کے محافظوں نے حملہ آور کو بندوقوں اور توپوں کی باڑھ پر رکھ لیا اور ان کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیا حملہ آوروں نے مسلسل اور تابڑ توڑ حملے کیے لیکن ہر بار ان کو ناکام اور مایوس ہونا پڑا۔ سارا دن ان ہنگاموں میں گزر گیا اور خدا خدا کر کے رات ہوئی۔

بنگلور کو خفیہ روانگی

رات میں حیدر علی خاں نے زنانہ محل میں نقدی، جواہرات اور زیورات سے تھیلیاں بھر لیں اور دو تین سو تیز رفتار سواروں کے ساتھ عین طغیانی کے عالم میں ندی پار کر کے راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے صبح کے وقت آنی کل پہنچ گئے اور ایک دو گھڑی وہاں کا انتظام ٹھیک ٹھاک کرنے کے بعد بنگلور کے قلعدار کبیر بیگ کو اپنی آمد سے متعلق خط لکھ کر روانہ کیا۔ قلعدار ان کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا لیکن قلعہ کے ہزاری سردار راجہ کے ملازم تھے اس لیے اس کو بڑی تشویش ہوئی لیکن اس نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا اور تمام ہزاری سرداروں کو ساتھ لے کر باغ کے سیر کے بہانے قلعہ سے باہر چلا گیا اور جاتے جاتے دروازہ کے محافظوں کو تاکید کر دی کہ حیدر علی خاں بہادر ضروری معاملات کے سلسلہ میں سرنگ پٹن سے آ رہے ہیں ان کو قلعہ میں داخل ہونے سے ہرگز نہ روکنا اس کے بعد مرزا (کبیر بیگ) نے خان بہادر کو تشریف لانے کے لیے پیام روانہ کر دیا۔ جب اس خیر خواہ کی عرضی ان کے ملاحظہ سے گزری تو اطمینانِ خاطر کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ کے تمام دروازوں اور دریچوں پر اپنے رفیقوں اور ملازموں کے پہرے لگوا دیے۔ ایک دو گھڑی گزرنے پر مرزا نے ہزاریوں کے ساتھ واپس آ کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ حیدر علیخاں نے تمام ہزاری سرداروں اور تھانہ کے قدیم کار پردازوں کو انعام و اکرام سے نواز کر خوش کر دیا اور ان کی اس طرح تالیفِ قلب کی کہ وہ سب کارگزاری اور جاں نثاری کے لیے مستعد ہو گئے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد تمام مہاجنوں اور ساہوکاروں کو بلا کر اپنی مہر سے دستاویزات لکھ کر دیں اور پچاس لاکھ روپیہ ان سے حاصل کر لیا۔ خان بہادر نے میر رضا علی خاں کو اپنے بنگلور پہنچنے اور پیش آمدہ حالات کی اطلاع دے کر بنگلور طلب کر لیا تھا۔ اسی طرح مخدوم صاحب کو بھی جو پھلچیری میں تھے نمک حرام زمانہ کی دغا بازی اور مرہٹوں کی فوج کشی اور بنگلور کے قلعہ میں اپنی پناہ گزینی کے متعلق مطلع کر کے جلد پہنچنے کا حکم روانہ کر دیا چنانچہ میر رضا علیخاں اپنی جمعیت کے ساتھ جس میں دو ہزار بندوقچی، تین سو سوار، ایک ہزار پیادہ اور پانچ توپیں تھیں بنگلور پہنچ گیا۔

لہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حیدر علی خاں نے دریائے کاویری کو پار کرنے کے بعد صرف ۲۰ گھنٹے میں سرنگ پٹن سے بنگلور تک کا سفر طے کیا جبکہ جگہ جگہ دشمن کے آدمی لگے ہوئے تھے (مصنف رائیز آف مرہٹہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فوج کے آنے کے بعد حیدر علی خاں نے سون گوری اور میسور کے اطراف خندقیں کھدوا کر لشکر کو اسی جگہ ٹھیرایا اور خود مزید لشکر کی فراہمی میں مصروف ہو گئے۔

سرینگ پٹن میں دوسرے دن کہیں جا کر زنار دار کو معلوم ہوا کہ حیدر علی خاں راتوں رات بنگلور جا پہنچے ہیں تو وہ بڑا خفیف ہوا لیکن اب ہو بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے ان کے قیام گاہ میں زبردستی داخل ہو کر ان کا سارا ساز و سامان اٹھوا لیا اور قلعہ میں پہنچا دیا اور مسجد اعلیٰ کے قریب جو اس زمانہ میں ایک مندر تھا ایک مکان خالی کروا کے خان بہادر کے لواحقین اور فرزند بلند اقبال ٹیپو سلطان (کو جس کی عمر سات سال تھی ٹھیرا دیا اور گھر کے اطراف پہرہ بندی کر دی۔ پھر اس نے بلا توقف میسور کے تعلقات کے عمال اور کارپردازوں کی معزولی اور نئے تقررات کے پروانے جاری کیے اور قلعہ بنگلور کو سر کرنے کے لیے ایک لشکر تیار کر لیا۔

مرہٹہ فوج کی آمد

اسی اثنا میں امباجی پینی ایک بھاری لشکر لے کر بھوکے گدھ کی طرح وہاں پہنچ گیا تھا زنار دار نے اس کی آمد کو غنیمت جان کر ساری کیفیت اس سے بیان کی اور حیدر علی خاں کے تین ہاتھیوں کو جسے انھوں نے بڑی اچھی قیمت میں خریدا تھا دوسرے قیمتی ساز و سامان کے ساتھ مرہٹہ سردار کی نذر میں پیش کیے اور اسے قلعہ بنگلور کی تسخیر اور حیدر علی خاں کی گرفتاری کے لیے روانہ کر کے خود اس کے پیچھے نو ہزار سوار چودہ ہزار پیادہ اور قلعہ شکن توپیں لے کر چلا جب مرہٹے بنگلور کے قریب پہنچے تو انھوں نے آس پاس کے علاقہ میں لوٹ مار مچا دی اور رعایا کو قتل و غارت کرنے لگے۔ چنانچہ اس نواح کے اکثر دیہات اس مرہٹہ گردی کی وجہ سے بے چراغ ہو کر رہ گئے۔ مرہٹوں نے قلعہ کے سامنے مورچے بنا کر اور خندقیں کھود کر حصار توڑنے کی بڑی کوشش کی لیکن محصورین نے بڑی پامردی سے حملہ آوروں کی مدافعت کی اور دشمن کے مورچوں پر برابر آتش باری کرتے رہے۔ اسی اثنا میں مخدوم صاحب حسب الحکم فرانسیسیوں سے رخصت لے کر اپنے اس نیجان لشکر کے ساتھ جس کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یلغار کرتے ہوئے نیاگ گڑھ پہنچ گیا اور وہاں پہاڑ پر سے چار توپیں اتروا کر اپنے ہمراہ لے لیں پھر گھاٹ تپتور سے دریا کو عبور کر کے کشن گیری پہنچا اور وہاں کے فوجدار اسد خاں سے سامان رسد بارود اور ضروری اسباب لے کر رائیکوٹہ کے راستہ آن کل کے قریب آکر پڑاؤ ڈال دیا جب مرہٹوں کو اس بھاری لشکر کے ساتھ اس کے آنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے گھوڑ سواروں اور پیادوں کو لے کر کیڑے مکوڑوں کی طرح اس کے اطراف ہجوم کر لیا اور ہاتھیوں اونٹوں کا مقدمۃ الجیش بنا کر میدان میں باقاعدہ صف آرائی کر لی۔ سید مخدوم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے کی طرف نشیب میں اپنے توپ خانہ اور بندوقچیوں کو متعین کر رکھا تھا اور خود سبک رفتار سواروں کے دستہ کو لے کر سامنے بلندی پر حملہ کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا۔ امباجی پنت اور کھنڈے راؤ دونوں سید مخدوم کی چال کو سمجھ نہ سکے اور مقابل میں نظر آنے والی اس سوار جمعیت کو بڑی حقارت سے دیکھا اور یک بارگی اس جمعیت پر حملہ کرنے کے لیئے پیش قدمی کر دی۔ جیسے ہی یہ دونوں لشکر مقابل میں آئے سید مخدوم اپنے سواروں کو لے کر پیچھے نشیب کی طرف چلا گیا اور اس کے اشارہ کرتے ہی اندھا دھند چلے آنے والی حملہ آور فوج پر چھپے ہوئے لشکر نے توپوں اور بندوقوں سے ایسی آتش باری کی کہ غنیم کے سپاہیوں کو بس بھون کے رکھ دیا اور دونوں لشکروں کے جنگجو سپاہی دیکھتے ہی دیکھتے موت کی گہری نیند سو گئے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن دن کا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ غنیم کے جتھے مکھیوں کی طرح بھنبھناتے ہوئے جمع ہو گئے اور سید مخدوم کا محاصرہ کر لیا۔ سید نے اپنے آنی کل پہنچے اور غنیم کے دو لشکروں کے درمیان محصور ہو جانے کی اطلاع حیدر علی خاں کے پاس روانہ کر دی۔

نندراج سے سلسلہ جنبانی

ان دو بھاری لشکروں کی مشترکہ یلغار سے عہدہ برا ہونے کے لیئے حیدر علی خاں نے ضروری سمجھا کہ نندراج سے مدد حاصل کی جائے چنانچہ انہوں نے دیوان نندراج کو زنار دار کی نمک حرامی، اپنی اور اپنے متعلقین کی پریشان حالی اور پھلچیری سے آنے والے لشکر کی مشکلات کے متعلق ایک تفصیلی خط لکھا جب دیوان کو اپنے اس قدیم محسن کا خط ملا تو سابقہ روابط کو یاد کر کے اس پر رقت طاری ہو گئی اور اسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ اس سے پہلے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ صرف اسی زنار دار کی شرارت تھی چنانچہ اس نے ایک تسلی آمیز خط لکھا اور ساتھ ہی ایجنٹی درگ کے قلعدار کو موسومہ ایک چٹھی بھی روانہ کر دی جس میں اس نے قلعدار کو تاکید کی تھی کہ حیدر علی خاں کے لشکر کو پناہ دی جائے اور غذا اور رسد فراہم کر دی جائے۔ حیدر علی خاں نے یہ چٹھی سید مخدوم کے پاس روانہ کر دی۔ سید مخدوم دو تین روز سے مسلسل دو مقابل لشکروں کے مسلسل حملوں کے مقابلہ میں بڑی پامردی کے ساتھ میدان میں جما ہوا تھا جیسے ہی یہ چٹھی ملی اس کی ہمت بندھ گئی اور اس نے صفیں آراستہ کر کے دشمن پر ایک سخت حملہ کیا اور اس کے سوار اور بندوقچی گولیاں برساتے ہوئے غنیم کے مورچوں کے درمیان سے نکل گئے اور ایجنٹی درگ کا راستہ لیا وہاں پہنچ کر جب وہ چٹھی قلعدار کو روانہ کی تو اس نے قیام کا معقول بندوبست کیا اور غذا و رسد کا انتظام کر دیا اور دوسری ضروریات واجبی داموں پر مہیا کر دیں۔

مرہٹوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے توپ خانہ کو بلا لیا اور دور دور سے گولہ اندازی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگے ایک دن دو راتیں اسی حال میں گذر گئیں۔ تیسری شب سید مخدوم نے چند تجربہ کار سرداروں کی سرکردگی میں دو سو کلاہ پوشوں اور دو ہزار بندوقچیوں کو لے کر تاریکی میں دونوں مخالف لشکروں کے عقب سے ایسا حملہ کیا کہ غنیم کے چھکے چھوٹ گئے اور امباجی ہینی اور کہنڈی راؤ اس اچانک نازل ہونے والی مصیبت سے حواس باختہ ہو کر تن تنہا برہنہ پا بھاگ گئے ان کے لشکری تو ایسے بوکھلائے کہ جو ہتھیار ہاتھ لگا لے کر آپس ہی میں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور بقیہ سواروں اور پیادوں نے راہ فرار اختیار کی فاتح لشکر کو صبح کے وقت کئی ایک توپیں اور دوسرا سامان جو بڑے بڑے گٹھڑوں میں بندھا ہوا رکھا تھا غنیمت میں ملا۔ دوسرے دن ان دونوں مفرور سرداروں نے بہ دقت تمام اپنے اپنے لشکر کو اکٹھا کیا اور دوبارہ کوؤں کی طرح کائیں کائیں کرتے ہوئے جمع ہو گئے۔

مرہٹوں کے نام نندراج کا خط

اس اثنا میں نندراج نے مرہٹوں کو لکھا کہ حیدر علی خاں بہادر حکومت میسور کا عہدہ دار ہے اور اس ریاست پر اس کا بڑا حق ہے بلکہ ایک طرح تو اسے ہی اس علمداری کا مالک سمجھنا چاہیے اور زنار دار اس کا معمولی ملازم ہے جس نے اپنے آقا کی مہربانیوں پر گستاخ ہو کر کہا کہ ؎

پیش روبی من رقیب دوں دلیری ہا کند — بیشہ چوں خالی شود روباہ شیری ہا کند

(کمینہ رقیب میرے غائبانہ اس کے سامنے جارحیت نہیں کرتا ہے سچ ہے جنگل جب شیر سے خالی ہوتا ہے تو لومڑی شیر بن جاتی ہے)

بغاوت و سرکشی اختیار کر لی ہے ؎

اصل بد جز خطا خطا نہ کند — بے وفا با کسے وفا نہ کند

(بداصل آدمی بھولے سے ہی غلطی نہ کرے تو نہ کرے اور بے وفا کبھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا)

لیکن اس کی یہ ساری دوڑ دھوپ بے کار جائے گی اور اس کو اپنی ان بداعمالیوں کا ہرگز اچھا پھل نہیں ملے گا ؎

اعتبار پست فطرت یکدو ساعت بیش نیست — گرد آخر تہہ نشیں گردد گر شد بالا نشیں

(کمینہ آدمی کو ایک دو گھڑی سے زیادہ فروغ حاصل نہیں ہوتا۔ تلچھٹ اگر اوپر آ جائے کیا آخر اسے تہہ نشین ہونا ہی ہے)

اس حقیقت کے پیش نظر تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم ہماری ریاست کے معاملات میں مداخلت کرو اور اگر تمہارا منشا چوتھ کی رقم وصول کرنا ہو تو مناسب یہ ہے کہ اس کو وصول کرنے کی فکر کرو اور صحیح سلامت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹ جاؤ"۔

مرہٹوں کی واپسی

نندراج کے اس خط نے بڑا کام کیا مرہٹے جب اس مضمون سے واقف ہوئے تو وہ زناردار سے برگشتہ ہو گئے اور چونکہ حیدر علی خاں کے لشکر کے ہاتھوں انھیں کافی پریشانی اٹھانی پڑی تھی اس لیے واپس ہو جانے ہی میں مصلحت دیکھی اور خان بہادر کے پاس اپنی واپسی کا اظہار کر کے اپنی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ حیدر علی خاں نے زناردار کے ہاتھوں اپنی تباہی کا حال بیان کر کے رقم کی ادائیگی کا وعدہ کیا کہ جیسے ہی یہ معاملات یکسو ہو جائیں تمھاری رقم پہنچا دی جائے گی۔ مرہٹہ سردار نے جب دیکھا کہ نقد رقم کا ملنا واقعی ممکن نہیں تو اس نے بارہ محل کو واگزاشت کر دینے کا مطالبہ کیا اور کافی اصرار اور ہٹ دھرمی کرنے لگا۔ مجبوراً خان بہادر نے ضلع بارہ محل کی واگزاشت کا پروانہ اسد خاں مہکری کے نام لکھ دیا لیکن یہ چٹھی لفافہ میں بند نہیں کی اور اس پر بڑی مہر ثبت کرا دی اور مرہٹوں کے پاس بھیج دی مرہٹہ سردار نے اسی کو غنیمت جانا کہ "جلتے گھر کی لکڑی ہی سہی" اور وہاں سے اپنی فوجیں اٹھا کر کوچ کر گیا۔

جیسے ہی مرہٹہ فوج محاصرہ اٹھا کر گئی حیدر علی خاں، مخدوم صاحب کے لشکر سے جا ملے اور قلعہ کے باہر خیمہ لگوا کر قیام کیا اور خفیہ طور پر بارہ محل کے فوجدار کو لکھ بھیجا کہ ہم نے مصلحت وقت کی بنا پر بارہ محل واگزار کر دینے کا پروانہ بغیر لفافہ کے تمھارے نام بھیجا ہے لیکن تم پامردی کے ساتھ وہاں جمے رہو اور حکمت عملی سے کام لے کر مرہٹوں کو مداخلت کا موقع نہ دو۔ ہوشیار فوجدار نے مرہٹوں کے پہنچنے سے پہلے تمام قلعوں کو منظم و مستحکم کر لیا تھا اماجی پینی جب پروانہ لیے ہوئے کشنگیری پہنچا اور خوشی خوشی اسے قلعدار کے ہاں روانہ کیا تو قلعدار نے اس پروانہ کو پڑھنے کے بعد مرہٹوں کو مطلع کیا کہ ایک بے لفافہ پروانہ پر میں ملک اور قلعہ کسی حال تمھارے سپرد نہیں کر سکتا اور جب مرہٹوں نے اس پروانہ کو واپس دے دینے کا مطالبہ کیا تو قلعدار نے کہلوایا کہ جو کاغذ ہمارے نام لکھا گیا ہے وہ تم کو کس لیے واپس دیا جائے؟ قلعدار کے اس تحکمانہ رویہ سے مرہٹوں کو یقین ہو گیا کہ معاملہ دگرگوں ہو چکا ہے اور اب اس بحث و تمحیص سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا نہ اس کا ہی یقین ہے کہ یہ ملک مل جائے تو ہمارے قبضہ میں رہ بھی جائے گا۔ مرہٹے اس فکر و تشویش میں تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ حیدر علی خاں، میر رضا علی خاں اور مخدوم صاحب کے لشکروں کے ہمراہ قلعہ بنگلور سے نکل کر اسی طرف کو چلے آ رہے ہیں۔ اس خبر سے مرہٹہ ایسے بدحواس ہوئے کہ محروم اور خالی ہاتھ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنار دار کا فرار

جس وقت مرہٹے بنگلور سے بارہ محل کی طرف کوچ کر گئے تو کھنڈے راؤ زنار دار بھی بابوس ہو کر دارالریاست کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اب حیدر علی خاں کے لیے راستہ صاف تھا چنانچہ انھوں نے ماکڑی درگ، وانزی ورگ، چن راٹی پٹن اور چن پٹن میں اپنے تھانے قائم کیے اور موتی تالاب وجیکول کے اوپر سے ہوتے ہوئے چرپا پٹن کی طرف نندراج سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گئے۔ اسی اثنا میں پوشیدہ طور پر راجہ کی دادی نے ان کے پاس اس مضمون کے خطوط بھیجے کہ" ان دنوں ہمارے خاندان کی اس قدیم ریاست و عملداری میں نادان کارپردازوں کی بدتمیزی اور بیہودگی کی وجہ سے ایسی بدنظمی پھیل گئی ہے کہ اکثر نالائق عہدہ دار باغی و سرکش بن کر دولت سمیٹنے میں لگ گئے ہیں اس صورت میں اس سعادت مند فرزند (حیدر علی خاں) پر واجب ہے کہ وہ اس ریاست کے نظم و نسق کی فکر کرے تاکہ ہم بیچاروں کو امن وامان نصیب ہو اور ملک و مال کی حفاظت ہو سکے" حیدر علی خاں نے ان خطوط کو اپنی سلطنت خداداد کے لیے دستاویز جان کر محفوظ کر لیا اور ان کا تسلی بخش جواب روانہ کر دیا اور وہاں سے سیدھے نندراج کی ملاقات کے لیے چلے گئے۔ وہ بڑی مبارک ساعت تھی جب دونوں ایک دوسرے سے ملے۔ ان کے درمیان کھنڈے راؤ نمک حرام کے متعلق گفتگو ہوتی رہی نندراج نے زنار دار کو سخت برا بھلا کہا اور اس کی بیخ کنی کے لیے مشورہ کرتا رہا اور حیدر علی خاں کو ترغیب دلائی کہ وہ اس کے خلاف کارروائی کریں جب خان بہادر راضی ہو گئے تو نندراج نے اپنی جمعیت بھی جو دو ہزار پیادہ اور سات سو سوار اور ایک ہزار بندوقچیوں پر مشتمل تھی خان بہادر کی ماتحتی میں دے دی اور انھیں رخصت کیا۔

زنار دار شکست

اس اثنا میں زنار دار سات ہزار سوار، بارہ ہزار پیادہ اور بارہ توپوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے خود ہی آ گیا اس کے بعد منویل کلاہ پوش بھی تھا جو آٹھ سو چھٹے کاروں کا سردار تھا۔ زنار دار نے پریاپٹن کے علاقہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اس کے ساتھ لاؤ لشکر سبھی کچھ تھا۔ لیکن حیدر علی خاں کی بہادری و دلیری کا اس پر ایسا رعب طاری تھا کہ ان کے ڈر سے بید کی طرح لرزتا رہتا تھا اور اس لیے کھانا پینا حرام ہو گیا تھا۔ اس کے لشکر پر بھی حیدر علی خاں کا کچھ ایسا خوف طاری تھا کہ ایک رات لشکر میں ایک گھوڑے کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور وہ دوسرے گھوڑے سے جا کر الجھ گیا اور وہ آپس میں دولتیاں جھاڑنے اور ہنہنانے لگے بس کیا تھا سارے لشکر میں جاگ پڑ گئی اور سپاہی چیخنے چلانے لگے اور "دشمن آ گیا آ گیا" کا شور سا مچ گیا اور ایسی بھگدڑ مچ گئی کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ گئے اور اکثر بیوپاریوں کا

www.KitaboSunnat.com

مال واسباب اور اجناس وغیرہ تباہ و تاراج ہوگیا اور جب دن نکلا تو وہاں حملہ آور دشمن کا نام ونشان تک نہ تھا اپنے اس حال پر سب شرمندہ ہوکر رہ گئے

حیدر علی خاں کو اپنے دشمنوں کی اس پریشان حالی کا بخوبی علم تھا انھوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے میمنہ و میسرہ کو آراستہ کرکے دوسرے دن اس کے لشکر کی طرف پیش قدمی کی زنار دار بھی اپنے لشکر کو ترتیب سے آراستہ کرکے قاعدہ کے مطابق کھڑا ہوا تھا لیکن بہادر غازیوں کی بندوقوں اور توپوں کی آتش باری کے سامنے اس کی جمعیت یکسر پراگندہ ہوگئی اور سب نے دیکھتے ہی دیکھتے ہتھیار ڈال دیئے کھنڈے راؤ حیران و شرمسار بڑی مشکلوں سے دار الریاست پہنچ سکا اور تمام سوار، بندوقچی، پیادہ سارے ساز و سامان کے ساتھ بدستور سابق حیدر علی خاں کی فوج میں ملازم ہو گئے۔

پایۂ تخت کی طرف کوچ

اس میدان کو سر کرنے کے بعد خاں بہادر نے چنگال کی راہ سے ندی کو عبور کیا اپنے لشکر کے ساتھ بانائی منڈف میں جاکر قیام کیا اور ایک بڑی توپ خندق کے مورچہ پر رکھ کر بطور عبرت چند گولے دیوان خانہ خاص اور راجہ کے زنانہ محل کی طرف چھوڑ دیئے گولے چھوٹتے ہی زنانہ محل میں کہرام سا مچ گیا اور تمام عورتیں راجہ سے اپنی جان ومال کی فریاد کرنے لگیں عورتوں کے شور و غل سے راجہ نے بدحواس ہوکر خاں بہادر کو پیغام بھیجا "ابتدائے راج اور دار السلطنت کے قیام سے لے کر اب تک ہمارے مخلصوں میں سے بجز دلوراج نمک حرام کے کسی نے اس شوخی کی جرأت نہیں کی تھی اور نہ کسی نے ہمارے گھر پر توپ اور بندوق سے گولہ باری کی تھی تم بھی اپنے گولندازوں کو تاکید کردو کہ اس نشانہ بازی اور بدسلوکی سے اپنے ہاتھ روک لیں اور صاف صاف بتاؤ کہ اس کارروائی سے آخر تمہارا منشا کیا ہے" ——— حیدر علی خاں نے جواب میں کہلوایا "ہم بھی اس پایہ تخت کے معتقد و وفادار ہیں لیکن ایک سرکش نمک حرام قلعہ میں پناہ گزین ہوگیا ہے اس لیئے لشکر کے ملازمین سے یہ گستاخی سرزد ہوگئی ہے اگر اس کو ہمارے پاس روانہ کردیا جائے تو ہم کو اسی طرح مخلص و وفادار پاؤ گے ——— اب راجہ کے سامنے اس مطالبہ کو قبول کیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ اس نے بڑے عہد و پیمان کے بعد کھنڈے راؤ کو نہ تو جان سے ہلاک کیا جائے اور نہ عذاب میں ڈالا جائے اسے پہرہ میں حیدر علی خاں کے پاس روانہ کردیا خاں بہادر نے اس کو کہ وہ سولی پر چڑھائے جانے کے لائق تھا محض اپنے معاہدہ کا پاس کرکے صرف آہنی پنجرہ[۱]

---

[۱] کہتے ہیں کھنڈے راؤ پنجرہ کی قید میں مرتے دم تک رہا اس کو غذا میں چاول اور دودھ دیا جاتا تھا ۔ (باقی صفحہ نمبر ۲۴۳ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بند کروا دیا اور بنگلور روانہ کر دیا۔ مختصر یہ کہ خدا نے اس نمک حرام کو اس کے کیفرِ کردار پر پہنچا دیا سچ ہے سہ

باصاف دل مجادلہ از خویش دشمنی است ہر کو کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد

(صاف دل رکھنے والے کے ساتھ لڑنا اپنے آپ سے دشمنی کرنا ہے جو کوئی بھی آئینہ پر خنجر کھینچتا ہے یاد رکھو وہ اپنے آپ پر ہی خنجر چلاتا ہے)

" صفحہ ۷۴) اور حیدر علی اس کو طنزاً " ہمارا طوطا " کہا کرتے تھے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

حیدر علی خاں کی خودمختاری ۱۱۷۱ھ ۵۸-۱۷۵۷ء

حیدر علی خاں بہادر کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی جتنے طاقتور دشمن تھے مغلوب ہو چکے تھے اور اب ان کے راستہ میں کوئی مزاحم نہیں رہا تھا یہ سب اللہ کا فضل واحسان تھا کہ اس نے انتہائی مشکلات سے نجات دلا کر کامیابی کی منزل تک پہنچا دیا حیدر علی خاں نے خدائے بزرگ و برتر کے اس احسان پر سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور دوسرے دن راجہ کے پاس کہلوا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو یہ خیر خواہ اپنے متعلقین سے ملنے کے لیے قلعہ میں داخل ہو۔ راجہ نے برضا و رغبت قلعہ کے محافظوں کو تاکید کی کہ وہ حیدر علی خاں کو قلعہ میں داخل ہونے سے نہ روکیں اور خود سیر و تفریح کے بہانے سوار ہو کر خان بہادر کے پاس پہنچ گیا اور کافی زر و جواہرات کی تالیف قلب کے لیے نچھاور کیے اور جڑاؤ زیور جس میں دست بند اور پدک جواہرین وغیرہ تھے ان کی خدمت میں پیش کیے اور فتح و نصرت کی مبارک باد دے کر قلعہ میں چلنے کی فرمائش کی۔ حیدر علی خاں نے اس کے ہمراہ قلعہ میں جانے کو دور اندیشی کے خلاف تصور کیا اور اس سے بری ساعت اور ناموافق دن کا بہانہ کر کے اپنے متعلقین اور خاص طور سے فرزند بلند اقبال سے ملاقات کو دوسرے دن پر ملتوی کر دیا راجہ کو چند گھوڑوں اور قیمتی خلعتوں کی نذر پیش کی اور اسے رخصت کر دیا۔

دوسرے دن خان بہادر بھاری لشکر کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوئے اور پہلا کام یہ کیا کہ قلعہ کے دروازوں اور دریچوں اور دفاتر و ذخائر پر اپنے معتمد ملازمین کو متعین کر دیا۔ راجہ کے دیوان خانہ اور زنانہ محل کی ڈیوڑھیوں پر بھی اپنے ملازمین کا پہرہ لگوا دیا پھر اپنے متعلقین اور عزیزوں سے خوش دلی اور کامرانی کے ساتھ ملاقات کی۔

حیدر علی خاں اور ان کے خیر خواہ جس قدر بھی خوشیاں مناتے ان کے لیے سزاوار تھا کیوں نہ ہو جبکہ انھوں نے یہ اعزاز و مرتبہ مفت میں نہیں بلکہ خون پسینہ ایک کر کے حاصل کیا تھا ——— میسور کی دم توڑتی ہوئی ریاست ان کی بدولت زندہ و توانا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی خان بہادر نے محض اس ریاست کی بقا کے لیے مرہٹوں اور دوسرے باغیوں سے خونریز لڑائیاں لڑ کر اپنے زور بازو سے سب کو شکست دی تھی اور ہاتھ سے نکلے ہوئے ملک کو حسن تدبیر سے دوبارہ راج کے ماتحت کر دیا تھا۔ لیکن باوجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ساری جانفشانی کے ان کو کیا صلہ ملا کور باطن حاسدوں نے سادہ لوح راجہ کو بہکا کر ان کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا اور ان کی کرائی محنت پر پانی پھیر دیا۔ پھر یہ حیدر علی خاں کی ہمت و جرأت ہی تھی کہ وہ دشمنوں کے نرغہ میں سے صاف بچ کر نکل آئے اور ان سب کو زیر کر کے دوبارہ سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور راجہ کو بھی جہانبانی اور ملک داری کے خرخشوں سے علیحدہ کر کے گوشۂ عافیت میں بٹھا دیا بلکہ اسے اس دنیا کے بحرِ مواج کی کشمکش سے بھی چھٹکارا دلا کر ساحلِ نجات پر پہنچا دیا کیونکہ ؎

نیاید تاجداری بے دلیری ہیچکس ہرگز　　　چو شمع از سر گزشتن لازم آید سرفرازی را

(بغیر دلیری کے تاجداری کسی کے بس کا روگ نہیں سرفرازی کے لیے تو شمع کی طرح جان گھلانی پڑتی ہے)

نظم و نسق کی بحالی

حیدر علی خاں نے امورِ مملکت کو ہاتھ میں لیتے ہی میسور کے بگڑے ہوئے نظم و نسق کی بحالی پر رات اور دن توجہ دی فتنہ پرداز ارکینِ مملکت کو معزول کر دیا مکار کارپردازوں کی اچھی طرح گوشمالی کی، خائن منشیوں اور گماشتوں پر جرمانے لگائے۔ سازشی کارندوں کے تبادلے کر دیے۔ دوسرا اہم کام یہ کیا کہ ایک نہایت عمدہ اور منظم فوج فراہم کی اور بہتر سے بہتر جنگی ساز و سامان مہیا کیا پھر اس طرح عدل و انصاف کو بحال کیا کہ دور نزدیک کی ساری رعایا خوش حال ہو گئی اور خان موصوف کی سخاوت و فیاضی کی وجہ سے سب ان کا دم بھرنے لگے۔ اپنے لڑکے (ٹیپو سلطان) کے لیے لائق استاد مقرر کر کے اس کی تعلیم و تربیت کا بہتر انتظام کیا ——— ان ساری مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں میسور کی سرزمین نے ایک نئی رونق پیدا کر لی اور ملک و دولت کے بدخواہوں اور حاسدوں کے دل بجھ کر رہ گئے۔ اطراف و اکناف کے جتنے تعلقات ریاست کے قبضہ سے نکل گئے تھے وہ دوبارہ سرکار کی ماتحتی میں آ گئے۔ سابقہ حکمرانوں کی ناقدری کی وجہ سے ہنرمند، صناع اور لشکری کساد بازاری کا شکار ہو چکے تھے۔ ان کی قسمت دوبارہ جاگ اٹھی اور سب کے سب فخر و عزت کے ساتھ سربلند کیے ہوئے خدمت والا میں حاضر ہونے لگے اور ان میں سے ہر ایک اپنے مناسب حال خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ سوداگروں اور تاجروں کی بھی بن آئی چنانچہ دور دراز کے شہروں سے نفیس تحفے، قیمتی گھوڑے اور بار بردار اونٹ لیے ہوئے یہ لوگ بارگاہ میں حاضر ہوتے اور مقررہ قیمت کے علاوہ مناسب و معقول انعامات اور بخششوں سے مالا مال ہو کر جاتے۔

حیدر علی خاں نے نو لاکھوں روپیہ کا زرِ زمانت مختلف شہروں میں رکھوا دیا تھا تاکہ ہر جگہ عمدہ سے عمدہ گھوڑے دلیر بہادر سپاہی اور ہنرمند آدمی فراہم ہو جائیں اور دل و جان سے ریاست کی ترقی و خوش حالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مفوضہ فرائض بجا لائیں، سچ تو یہ ہے کہ خداوند حقیقی جب بھی اپنے کسی بندہ کو ملک داری، غرباپروری اور رعیت نوازی کے لیے منتخب کر لیتا ہے تو اس کے لیے خاص و عام کے دلوں میں جگہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کی مساعی کو مخلوق کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

غرض یہ کہ سارے ملک میسور سے فتنہ و فساد کی جڑیں اکھاڑ دی گئی تھیں اور ہر جگہ نظم و نسق بحال ہو گیا تھا۔ البتہ جنوبی میسور کے ضلع پاٹن گھاٹ یعنی کومنٹور وغیرہ میں شورش پسندوں کا پوری طرح سدباب نہیں ہو سکا تھا۔ بدبخت زناردار نے اس علاقہ پر اپنے ایک رشتہ دار کو متعین کر دیا تھا جب وہ نمک حرام زناردار کے عبرت ناک انجام سے واقف ہوا تو بجائے راہ راست اختیار کرنے کے اس نے چند نامرادوں اور اوباشوں کو اپنے ساتھ ملا کر سارے علاقہ میں شورش برپا کر دی۔ حیدر علی خاں نے اس کی گوشمالی کے لیے دو سو سوار اور دو باقاعدہ فوج کے رسالے اور ایک ہزار پیادہ فوج اپنے برادر نسبتی سید اسمٰعیل صاحب کی سرکردگی میں سردار خاں نامی ایک بہادر سردار کے ساتھ اس طرف روانہ کی اور خود نند راج سے ملاقات کے لیے چلے گئے۔

نند راج کی واپسی

نند راج سے مل کر حیدر علی خاں نے اس کو بڑی حکمت عملی سے امور ریاست کے بندوبست کے بہانے اپنے ساتھ چلنے پر رضامند کر لیا چنانچہ وہ اپنے متعلقین، رشتہ داروں، بیوی بچوں کو ہمراہ لے کر سرینگ پٹن چلا آیا۔ حویلی خاص میں اس کے قیام کا بندوبست کیا۔ مخدوم صاحب دارالریاست کی قلعداری کے منصب پر مامور کیے گئے اور راجہ کے متعلقین اور نند راج وغیرہ کے مقررہ اخراجات بحال رکھے گئے اور قلعہ دار کو ان کی بیرسامانی کے فرائض بھی سپرد کیے گئے۔ ایک دن مبارک گھڑی دیکھ کر حیدر علی خاں راجہ کے زنانہ محل اور نند راج کے گھر تشریف لے گئے اور ان سب کی تسلی و دلدہی کی خلعتوں اور زر و جواہر سے بھرے ہوئے تھال اپنی طرف سے ان کو عنایت کیے۔

چند دن بنگلور میں

کڑک والا اور اس کے گرد و نواح کے پالیکاروں نے بھی سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن بہت ہی جلد وہ اس نئی ابھرتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر ہوش میں آ گئے اور بے چون و چرا اطاعت اختیار کر لی۔ اس طرح دارالریاست کے اطراف و اکناف میں مکمل امن و امان ہو گیا۔ اس سارے بندوبست کے بعد حیدر علی خاں بہادر نے بنگلور جانے کا ارادہ کیا اور وہاں پہنچ کر سب سے پہلے وہ قرض ادا کیا جو وہاں کے ساہوکاروں سے لیا تھا۔ بنگلور ہی میں اسمٰعیل صاحب اور سردار خاں اپنی مہم سے فراغت پا کر پہنچے اور اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ زناردار کے مذکورہ رشتہ دار کو بھی قید کر کے لے آئے۔ انھیں دنوں میں بدر الزمان خاں نائطہ بھی انجن گڈھ سے ملازمت کے ارادہ سے حاضر خدمت ہوا۔ چونکہ خان بہادر کی اس کے باپ اور دادا سے جان پہچان تھی اس کو ماہانہ پانچ سو روپیہ پر کچہری کی بخشی گیری کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ اسی دوران میں یہ سننے میں آیا کہ بالاپور خورد کا پالیکار اپنے لشکر اور اقتدار پر گھمنڈ کرنے لگا ہے اور اکثر تعلقات کی رعایا کو زر نقادی کے لالچ اور فریب سے بہکا کر اپنے لیے ہموار کر چکا ہے اور حیدری فوج کے حملہ سے بالکل ہی نڈر ہو کر من مانی کرنے لگا ہے۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ اس کو معقول سزا دے کر مطیع و سرنگوں کیا جائے چنانچہ حیدر علی خاں نے اس کی سرکوبی کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس مہم کے لیے لشکر کی تنظیم اور لڑائی کے ساز و سامان کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۷

صوبہ برار اور بالاپور کی تسخیر

صوبہ برار عرصہ دراز سے آصف جاہی[1] بادشاہوں کے قبضہ واختیار میں تھا لیکن بعد میں وہ ان کے ہاتھ سے نکل کر مرہٹوں کے قبضہ میں چلا گیا یہ واقعہ ۱۱۶۶ھ ۵۳-۱۷۵۲ء میں پیش آیا تھا۔ اس زمانہ میں بالاجی راؤ نانا اپنے تمام سرداروں کے ساتھ خاندیس کے بندوبست وانتظام کے لیے گیا ہوا تھا۔ اس موقع کو ناظم حیدرآباد میر نظام علی خاں اسد جنگ نے غنیمت جانا اور ایک بڑا لشکر فراہم کرکے اپنے پرانے دشمن یعنی مرہٹوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور میدان خالی پاکر کوچ پر کوچ کرتے ہوئے پونہ جا پہنچا اور شہر کو تباہ وبرباد کرکے آگ لگوادی۔ بتخانوں کو منہدم کرادیا اور مندروں میں گائے ذبح کروائی اور وہاں سے لوٹ گیا۔ مرہٹوں کو جیسے ہی پونا کی تباہی کی خبر ملی وہ یلغار کرتے ہوئے پہنچے اور اسد جنگ کو ہمنا آباد کے قریب گھیر لیا اس مقام پر اسد جنگ کی مغل فوج کو اس بری طرح شکست ہوئی کہ ان کے ہاتھ سے سارا ساز وسامان اور توپ خانہ نکل گیا اور وہ ایک گڑھی میں محصور ہو کر رہ گئے اور اکثر امیر وسردار یا تو گرفتار ہوئے یا قتل کردیے گئے۔ مجبور ہو کر اسد جنگ نے غنیم سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی کی اور ٹھیل داس دیوان کے مشورہ کے مطابق ستر لاکھ کی آمدنی کا علاقہ اور دکن کے بادشاہوں کے دو قدیم دارالسلطنت برہان پور اور بیجا پور مرہٹوں کو واگزار کردیے ان کے علاوہ اس کو احمد نگر، دولت آباد اور صوبہ برار سے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ اتنا بڑا ہرجانہ ادا کرکے اسد جنگ صحیح سلامت گولکنڈہ واپس آسکا اس وقت سے یہ سارے علاقے مرہٹوں کے قبضہ واختیار میں چلے گئے۔

بسالت جنگ کی فوج کشی

بعد میں جب مرہٹوں کی ایک بہت بڑی فوج پانی پت اور کرنال کے مضافات میں بمقام کنج پورہ ابدالی فوج کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہوگئی اور اسی غم میں بالاجی راؤ گھل گھل کر مرگیا تو حاکم ادھونی بسالت جنگ نے

---

[1] آصف جاہ اول جو سلطنت مغلیہ کی جانب سے دکن میں صوبیدار تھے اور حکومت دہلی کے زوال کے موقع پر انھوں نے خود مختاری کا اعلان کرکے دکن میں سلطنت آصفیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جب ۱۱۶۱ھ میں وفات پاگئے تو ان کے بعد ناصر جنگ اور مظفر جنگ دونوں بھائیوں میں تخت کے لیے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ناصر جنگ نے انگریزوں کی مدد لی اور مظفر جنگ کی تائید میں فرانسیسی اور چندا صاحب رہے (باقی بر صفحہ ۹۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقعہ کو غنیمت جانا اور مرار راؤ حاکم گنتی اور کڑپہ کے حاکم کے ساتھ سازش کر کے بڑے لاؤ لشکر لے کر صوبہ سرا کے مضافات میں پرگنہ بھکوڈنہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس پرگنہ میں مرہٹوں کا بڑا مضبوط تھانہ تھا۔ وہاں کے قلعدار موکھنڈ سری پت نے بڑی پامردی کے ساتھ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا۔ چنانچہ بڑی مردانہ وار کوششوں کے باوجود بسالت جنگ دشمنوں پر قابو نہ پا سکے۔ آخر کار انھوں نے حیدر علی خان بہادر کو طلب کیا۔ اس وقت خان بہادر بالاپور خورد کے پالیکار سیامی گوڑہ کی سرکوبی کے لیے اپنے لشکر کی تنظیم و ترتیب میں مصروف تھے۔ بسالت جنگ کے بلاوے کو اپنی ترقی و منزلت کا ذریعہ جان کر وہ مقام کارزار پر پہنچ گئے۔ بسالت جنگ نے ان کو ملاقات کے لیے اپنے ہاں بلایا۔ لیکن خان بہادر نے دور اندیشی سے کام لے کر کہلوایا کہ جس خدمت کے لیے آپ نے بلایا ہے وہ بتا دیجئے اس کو سرانجام دینے کے بعد بندہ حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کرے گا۔ نواب نے ان سے قلعہ کی تسخیر کی استدعا کی۔ حیدر علی خاں نے دوسرے دن قلعہ کے اطراف و اکناف نشیب و فراز اور مناسب مقامات کا معائنہ کیا۔ پھر یلغار کر کے قلعہ کی مشرقی آبادی پر قبضہ کر لیا اور اپنے مورچے اس جگہ قائم کر کے قلعہ پر گولہ باری کا حکم دے دیا۔ گولندازوں نے لگاتار اس طرح گولے برسائے کہ قلعہ کی فصیل چھلنی چھلنی ہو گئی۔ عین اس وقت جب کہ توپوں کے دہانے قلعہ پر گولے برسا رہے تھے خان بہادر نے بسالت جنگ کو لکھا کہ آپ اپنے لشکر کو محتاط رہنے کی ہدایت کر دیں کیونکہ قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی گئی ہے۔ پھر اپنے ایک گولنداز کو اشارہ کر دیا کہ چند گولے نواب کے لشکر کی طرف بھی چھوڑ دو تاکہ ان پر ہمارا رعب قائم رہے گولندازوں نے حکم کی تعمیل کی اور نواب کے لشکر کی طرف جو قلعہ کے مغربی جانب آدھے کوس پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا دور انداز توپوں سے چند گولے چھوڑ

(بقیہ صفحہ ۷۸) تھے۔ ناصر جنگ کو کامیابی ہوئی۔ لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ ناصر جنگ۔ کو مظفر جنگ نے کڑپہ اور کرنول کے افغانوں سے سازش کر کے جنجی (ارکاٹ) کے میدان میں بندوق کا نشانہ بنا دیا۔ لیکن مظفر جنگ بھی زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور ان کے بعد صلابت جنگ تخت نشین ہوئے۔ صلابت جنگ کے بعد ان کے دو بھائیوں میر نظام علی خاں اور بسالت جنگ میں تخت آصف جاہی کے لیے آویزش رہی جس میں میر نظام علی خاں کو کامیابی ہوئی اور وہ تخت نشین ہو گئے نظام علی خان کو آصف جاہ ثانی کہا جاتا ہے۔ جس زمانہ کا مصنف کتاب ہذا تذکرہ کر رہا ہے یعنی ۱۷۵۵ء ۱۱۶۸ھ میں بسالت جنگ ادھونی کے ناظم تھے۔ ادھونی کرشنا کے جنوب کے علاقہ کو کہا جاتا تھا۔ حیدر آباد پر بھارتی فوجوں کے قبضہ تک یہ مقام حیدر آباد دکن کی ریاست میں ایک چھوٹی سی جاگیر تھا۔ واضح رہے نظام علی خاں ۱۷۶۲ء میں تخت نشین ہوئے ہیں اور بسالت جنگ ایک طرح ریاست سے دستبردار ہو کر ادھونی کی نظامت پر ہی قانع ہو گئے تھے۔ (آصف جاہی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے۔ ان گولوں کے پھٹتے ہی مغلوں کے لشکر میں بڑی افراتفری مچ گئی اور نواب نے اپنے لشکر کو وہاں سے اٹھوا کر قلعہ کے شمال میں تالاب کے دوسری جانب اپنے ڈیرے لگوا دیئے۔ نواب کے لشکر کو دور ہٹانے کے بعد حیدر علی خاں نے دو تین دن تک مسلسل قلعہ پر گولہ باری کی اور چوتھے دن محصورین کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنی جان و مال کی خیر منانا چاہتے ہو تو اطاعت قبول کر لو تم کو تمہارے ساز و سامان کے ساتھ نکل جانے دیا جائے گا ورنہ ہمارے بہادر سپاہی یورش کر کے تمام محصورین کو مع اہل و عیال کے تہ تیغ کر دیں گے۔ قلعہ دار بڑی ردوکد کے بعد جب پوری طرح اپنا اطمینان کر چکا تو دولتِ خداداد کی پناہ میں آ گیا اور قلعہ خان بہادر کی فوج کے حوالہ کر دیا۔ خان بہادر نے قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کر دیا اور مذکورہ قلعدار کو جان و مال کی امان دے کر اس کے حسبِ مرضی بار برداری کا انتظام کروا کے بسالت جنگ کی منظوری و رضامندی سے پونا کی طرف روانہ کر دیا اور دوسرے دن نواب کو لکھا کہ مفتوحہ قلعہ میں آپ اپنا تھانہ روانہ کر دیجئے تاکہ ہم اپنے آدمیوں کو قلعہ سے ہٹا لیں لیکن نواب نے اپنی خوشی سے قلعہ اور اس کے تعلقات کا بندوبست حیدر علی خاں کے ہی سپرد کر دیا اور خود صوبہ سرا کی طرف کوچ کر گئے۔ حیدر علی خاں بھی دو تین دن بعد قلعہ کے بندوبست سے فارغ ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور کوچ پر کوچ کرتے ہوئے بالاپور کلاں کے علاقہ میں جا کر پڑاؤ ڈالا۔

صوبہ سرا پر تسلط

بالاپور کلاں پر ابھی تک عباس قلی خاں ولد درگاہ قلی خاں حاکم تھا (اس نے جو کچھ حیدر علی خاں اور ان کے بھائی شہباز صاحب کو نقارہ میں بند کر کے ظالمانہ سلوک کیا تھا وہ قارئین کو بخوبی یاد ہو گا) قدرتی طور پر وہ حیدر علی خاں کی آمد سے بری طرح خوف زدہ ہوا اور اپنی مستورات اور ساز و سامان کو لے کر ارکاٹ کی طرف بھاگ گیا۔ حیدر علی خاں نے قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کروا کے وہاں سے کوچ کیا۔ اور نواب بسالت جنگ سے جا کر مل گئے اور وہاں ان کے لشکر کے ہراول کی صورت میں سرا کی طرف پیش قدمی کی۔ واضح رہے کہ نواب سے خان بہادر کی اب تک ملاقات نہیں ہوئی تھی اور بالمشافہ گفتگو کا موقع نہیں آیا تھا۔ سرا پہنچنے کے بعد خان بہادر نے قلعہ کے مغرب میں عیدگاہ کے میدان میں اپنے خیمے لگوا دیئے اور جب مغلوں کا لشکر پہنچا تو اس نے قلعہ کے مشرق میں تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ اس طرح دونوں لشکروں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور مضبوط مورچے بنا کر اور لمبی لمبی خندقیں کھدوا کر قلعہ پر توپوں اور منجنیقوں کے ذریعہ آتش باری شروع کر دی۔ حیدر علی خاں کی فوج نے بتدریج آگے بڑھتے ہوئے شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں خندقیں کھدوا کر بڑی بڑی توپیں نصب کروائیں اور قلعہ پر ایسی شدید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گولہ باری کی کہ قلعہ کی دیوار اور برج منہدم ہو گئے اور محصوروں کا دل توپوں کی ضرب سے دہلنے لگا۔ اس نازک صورتِ حال کے باوجود صوبہ دار ترنک کشن نے ہمت نہیں ہاری اور ایک مہینہ تک برابر قلعہ کی مدافعت پر جما رہا۔ آخر کار تمام فصیلیں گر کر زمین کے برابر ہو گئیں اور بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تب کہیں جاکر صوبہ دار مذکور نے جان بخشی کی التجا کی اور جان و مال کی حفاظت کا قول نامہ لے کر قلعہ حوالہ کر دیا۔ خان بہادر نے قلعہ میں داخل ہو کر اپنا تھانہ قائم کر دیا۔

حیدری فوج کو اس قلعہ میں سامانِ جنگ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا۔ یہ سارا ساز و سامان مرہٹوں نے یہاں کرناٹک، بالا گھاٹ اور پائین گھاٹ پر فوج کشی کے لیے جمع کر رکھا تھا۔ حیدر علی خاں نے سارا سامان تحویل میں لینے کے بعد بڑی بڑی توپوں اور دوسرے بہترین سامانِ جنگ کو بلا توقف اس طرح گڑھوں میں چھپا دیا کہ کسی کو اس کارروائی کی اطلاع نہیں ہو سکی۔ البتہ دکھانے کے لیے وہاں پانچ چھ شکستہ توپوں اور دوسرے ناکارہ سامان کو پڑا رہنے دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر انھوں نے فتح کی مبارکباد کا خط نواب بسالت جنگ کے پاس بھجوا دیا۔ دوسرے دن نواب مفتوحہ قلعہ اور مرہٹوں کے چھوڑے ہوئے جنگی ساز و سامان کو جس کے متعلق جاسوسوں کی زبان سے بہت کچھ سن رکھا تھا دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیدر علی خاں نے قلعہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور اس وقت نواب کی خدمت میں باریاب ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور نواب کو قلعہ کے اندر لے کر گئے اور قلعہ کی کنجیاں ان کے سامنے رکھ دیں اور جو بچا کھچا سامان پڑا ہوا تھا وہ ایک نظر ان کو دکھا دیا۔ نواب نے سب دیکھ بھال کر تین بڑی توپیں جو ناصر جنگ شہید کی فوج کے آگے رہا کرتی تھیں اپنے لشکر میں بھجوا دیں اور بقیہ سامان اور قلعہ کی کنجیاں حیدر علی خاں کو عنایت کر کے صوبہ سرا کا بندوبست بھی ان کے ہی تفویض کر دیا۔

نواب بہادر کا خطاب

جب تین چار دن بعد نواب بسالت جنگ نے ادھونی واپس ہو جانے کا ارادہ کیا تو خان بہادر کو بلا کر "نواب حیدر علی خاں چقماق جنگ" کا خطاب عطا کیا اور پالیکار کے اعزازات و لوازمات کے ساتھ صوبہ سرا کی نظامت کا پروانہ لکھ کر عطا کیا۔ علاوہ ازیں ضلع گرم کنڈہ کی عملداری بھی مع قلعہ کے صوبہ سرا کی نظامت میں شامل کر دی اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ حیدر علی خاں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بلا شبہ تم اس سارے علاقے کی سرداری کے حق دار ہو۔ حق تعالیٰ نے تم کو مملکت داری اور رعایا پروری کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ یہ سارا ملک تم کو مبارک ہو۔ مبارک بادی کے ان مراسم کی ادائیگی کے بعد نواب بسالت جنگ کا فی[1] رقم

---

[1] قلعہ کے مالِ غنیمت میں سے یہ رقم جو بسالت جنگ نے لی اور سامانِ جنگ حیدر علی خاں کو دے دیا یہ ایک مفاہمت دباتی برصفحہ ۱۰۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیز رفتار گھوڑوں اور کوہ پیکر ہاتھیوں کے ساتھ حیدر علی خاں سے رخصت ہو کر ادھونی کی طرف چلے گئے اور جو تین توپیں قلعہ سے اٹھوالی تھیں ان کو لے جانا چونکہ وقت طلب تھا اس لیے قلعہ کے شمال میں نہر کے کنارے ان میں سے دو توپیں چھوڑ دیں اور ایک کو جو نظام الملک آصف جاہ کے لشکر میں رہا کرتی تھی بڑی دشواری کے ساتھ اپنے ہمراہ لے گئے ——— حیدر علی خاں کو نواب نے جو خطاب عطا کیا تھا وہ ان کو کچھ زیادہ پسند نہیں آیا تھا خطاب یابی کے موقع پر وہ نواب کے سامنے خاموش رہے تھے اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ لیکن ان کے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے "چقماق جنگ" کے خطاب کو تو رد کر دیا اور صرف "نواب بہادر" کو اپنے نام کے ساتھ شامل کر لیا۔ غرض نواب بہادر حیدر علی خاں پندرہ بیس دن تک قلعہ میں مقیم رہے اور رعایا کی تسلی و دلدہی کر کے میر اسمٰعیل حسین کو صوبہ سرا[۱] کی سرداری پر متعین کیا اور قلعہ کی مرمت کے لیے تاکیدی احکام دے کر لشکر گاہ میں چلے گئے

(بقیہ صفحہ ۸۱) اور دوستی کا معاملہ تھا لیکن حیدر علی خاں اس واقعہ کا حوالہ دے کر ہمیشہ یہ طنزیہ کہا کرتے تھے کہ "بسالت جنگ" بنیا ہے کہ اس نے ہتھیار فروخت کر دیے ——"

[۱] بنگلور سے شمال مغرب کی جانب تقریباً ۷۵ میل کے فاصلہ پر شہر سرا ہے جس کی موجودہ آبادی ۵ ہزار ہے۔ زمانۂ عروج میں یہاں پچاس ہزار مکان تھے اس وقت بھی ۲۰ مساجد کے آثار پائے جاتے ہیں آبادی میں صرف پٹھانوں کے ۴ ہزار گھر تھے اصل شہر سات میل کے رقبہ میں تھا۔ عالمگیر کی بنائی ہوئی مسجد اور عید گاہ اب تک موجود ہے آخری مغل صوبہ دار دلاور خاں کا شاندار محل مغل طرز تعمیر کا نادر نمونہ ہے یہاں عالمگیر کی ایک لڑکی کا بھی مزار ہے۔ یہاں کی پھولدار چھینٹ بہت مشہور تھی۔ اس شہر کی بنا ۵ صدی ہجری میں وجیانگر کے عہد عروج میں رتن گیری کے حاکم رنگپا نائیک نے ڈالی تھی کہتے ہیں یہ نائیک ایک مرتبہ شکار کے لیے اس نواح میں آیا اس نے خرگوشوں کو پکڑنے کے لیے شکاری کتے چھوڑے۔ خرگوش بجائے بھاگنے کے ان کتوں سے لڑنے لگے۔ نائیک کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوئی اور اس نے نیک فال سمجھ کر اور وہاں کی اچھی آب و ہوا کا خیال کر کے ایک شہر آباد کیا جو بعد میں سرا کے نام سے موسوم ہوا۔ صوبہ سرا کا قیام ۱۶۸۷ء میں عمل میں آیا جب کہ عالمگیر نے پورے دکن کو فتح کر لیا تھا عالمگیر نے دکن کو دو انتظامی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک صوبۂ ارکاٹ دوسرا صوبہ سرا۔ اس صوبہ کے تحت بسواپٹن، بودی تال، سرا، بیلگنڈہ، بڑا بالاپور، وہسکوٹہ کے پرگنے اور ہرین ہلی، کندا پلی، آنے گندی، بدانور، چیتل درگ، میسور اور ناگڑی کی ریاستیں تھیں۔ دکن میں شہر سرا اسلامی تہذیب و تمدن کا بہت بڑا مرکز رہا ہے اور ۱۶۳۸ء سے ۱۷۹۹ء تک پورے پونے دو سو سال اس شہر نے مسلمانوں کی شان و شوکت کی حفاظت کی ہے۔ صوبہ سرا پر ۱۷۵۷ء میں مرہٹوں نے قبضہ کر لیا لیکن حیدر علی نے ۱۷۶۱ء میں انھیں مار بھگایا مرہٹوں نے دوبارہ ۱۷۶۶ء میں قبضہ کیا اور ٹیپو سلطان نے ۱۷۷۴ء میں دوبارہ ان سے چھین لیا ۱۷۹۹ء میں یہ علاقہ انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔

(بحوالہ "تاریخ جنوبی ہند" "دی ہسٹوریکل اسکیچ آف ساؤتھ انڈیا")

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاپور پر فوج کشی

نواب بہادر حیدر علی خاں کی زمانہ سے خواہش تھی کہ بالاپور خورد کو سلطنتِ خداداد کے زیر تسلط لے آئیں اب جبکہ وہ صوبہ سرا کی مہم اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو گئے تو انھوں نے اپنا پورا لشکر لے کر جس میں آٹھ ہزار سوار دس ہزار بندوقچی اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادہ فوج تھی اور جو کثیر سامانِ جنگ سے ہر طرح لیس تھا۔ بالاپور خورد کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں فیض اللہ خاں ہیبت جنگ ولد میر محمدی خاں جاگیردار پرگنہ تمری جو نواب دلاور خاں کا داماد تھا اپنی بیوی کی وفات کے بعد خسر سے ناراض ہو کر نواب بہادر کے لشکر سے آ کر مل گیا تھا اس کو اس کے شایانِ شان امارت کا اعزاز عطا کیا گیا۔

قلعہ بالاپور کا محاصرہ

جب نواب بہادر کا لشکر قلعہ بالاپور کے نواح میں پہنچا تو وہاں کے پالیکار کو کھلے میدان میں مقابلہ کی ہمت نہیں ہوئی اور وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا۔ نواب بہادر نے بہت کچھ اس کو فہمائش کی کہ وہ مقابلہ کا خیال چھوڑ دے اور اطاعت اختیار کرے لیکن اس بدنصیب نے اس صلاح کو نہ مانا اور زور آزمائی پر اڑا رہا ——— اس نے اپنی مدد کے لیے مرار راؤ[1] گھوڑ پڑیہ کو بھی بلا لیا تھا چنانچہ راؤ مذکور اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ جس میں بارہ ہزار سوار اور پیادے تھے اس کی کمک کے لیے آ گیا اور گوڑی بنڈہ کو اپنا مستقر بنا کر چھ سات ہزار سوار نواب بہادر کے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیے۔ اس جمعیت نے تیز رفتاری سے پیش قدمی کی اور نواب بہادر کے لشکر پر چھاپہ مار کر لوٹ گئی۔ جب ان کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے غضب ناک ہو کر چند خونخوار شیر دل افسروں کو چھاپہ مار فوج کے پیچھے روانہ کیا۔ حملہ آور دستہ نے نندی گڑھ کے مغربی میدان میں غنیم کو جا لیا اور ایک ہی دلاورانہ حملہ میں دشمن کے سپاہیوں کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا اس ہلاکت آنگیز معرکہ سے بہت کم ہی ایسے خوش نصیب نکلے جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی جان بچا لے گئے۔ اس حملہ میں دشمن کے دو ہزار گھوڑے غنیمت میں ہاتھ لگے اور حیدری لشکر وہاں سے فاتح اور مالا مال واپس ہوا۔

اب نواب بہادر نے قلعہ کی تسخیر پر اپنا پورا زور لگا دیا۔ ان کے لشکر نے پٹنہ کی بستی پر قبضہ کر کے اپنے مورچے قائم کر دیے تھے۔ منجنیقوں اور توپوں سے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی تھی۔ مرار راؤ محصورین کو مدد

---

[1] مرار راؤ کا نام نشانِ حیدری کے مصنف نے مراری راؤ لکھا ہے یہ گنگنڈہ کا راجہ تھا۔ گنگنڈہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو صوبہ سرا کے ماتحت تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کے لیے آیا ضرور تھا لیکن اس میں حیدری لشکر سے کھلے مقابلہ کی ہمت نہیں تھی اس لیے وہ صرف چھاپے مارنے اور اطراف واکناف کی لبتیوں اور رعایا کو لوٹنے میں لگا ہوا تھا۔ اس کی اس لوٹ مار کی خبریں نواب بہادر کو برابر پہنچتی رہیں لیکن انہوں نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی اور اپنی ساری توجہات قلعہ کی تسخیر پر مرکوز رکھیں۔ کچھ ہی عرصہ میں گولہ باری سے قلعہ کی دیوار جو مٹی کی بنی ہوئی تھی گر گئی اور نواب بہادر کے لشکر نے اس جانب سے چڑھائی کر دی لیکن محصورین نے بڑی پامردی اور ہمت کے ساتھ اس حملہ کو روکا اور حملہ آوروں کو پیچھے ہٹا دیا۔ دوسرے دن پھر حیدری سپاہ نے یورش کر کے قلعہ میں داخل ہو جانا چاہا لیکن کل کی طرح آج بھی وہ ناکام ہی رہے نواب بہادر نے اس جانب سے مایوس ہو کر ایک دوسری جنگی تدبیر پر عمل کیا انھوں نے قلعہ کے دروازہ کے سامنے ایک نیا مورچہ لگوا کر توپچیوں کو دروازہ پر گولہ باری کا حکم دیا۔ گولندازوں نے ایک ہی دن میں گولے برسا برسا کر دروازہ کے مقابل کی دو دیواروں کو ڈھا دیا جب قلعہ بند راجہ (پالیگار) نے دروازہ کے ٹوٹ جانے کی خبر سنی تو سخت پریشان ہوا اور کوئی راہ نہ پا کر ان ساہوکاروں اور وفادار پالیگاروں کی معرفت جو نواب کے لشکر کے ہمراہ تھے صلح کا پیغام بھیجا اور جان بخشی کی درخواست کی۔ بڑی گفت وشنید کے بعد نواب بہادر نے ازراہ ترحم سات لاکھ روپیہ کی نذر قبول کر لی اور لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا شکست خوردہ راجہ کی درخواست کے مطابق یہ طے پایا تھا کہ نواب بہادر مع لشکر اور توپ خانہ کے دیون ہلی کے راستہ سے نبگلور اور وہاں سے سرینگ پٹن کو لوٹ جائیں گے اور نذرانہ کی رقم تین قسطوں میں اس طرح ادا کی جائیگی کہ پہلی قسط تو دیون ہلی میں ادا کر دی جائے گا اور دوسری نبگلور میں اور تیسری دار السلطنت میں پہنچا دی جائے گی۔

مرار راؤ کی فتنہ انگیزی

حسب معاہدہ اسی طرح کوچ عمل میں آیا لیکن نواب نے احتیاطاً رقم کی کل ادائیگی تک کے لیے ایک ہزار بندوقچیوں کو جہاں خاں کھوکر اور حسین خاں لودھی کی سرکردگی میں مورچوں اور منیٹھ میں چھوڑ دیا اور سات صندوق بارود سے بھرے ہوئے ان کی تحویل میں دے دیے ——— جب مرار راؤ کو جو دیہاتوں میں لوٹ مار مچاتے ہوئے پھر رہا تھا اس صورت حال کی خبر ہوئی تو وہ راتوں رات لشکر کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قلعہ کے عقب میں جا پہنچا اور قلعہ دار کو اپنی آمد کی خبر دی۔ قلعہ دار کے لیے اس موقع پر اس کی آمد ایسی ہی تھی جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ چنانچہ وہ خوش وخرم قلعہ سے باہر آیا پھر ان دونوں مکار دغا بازوں نے مشورہ کر کے نواب بہادر کو دھوکہ دینے کی نیت کر لی۔ راؤ مذکور نے اس کو پٹی پڑھائی کہ قلعہ کی فصیل چونکہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور فوج کا حصہ آتش باری سے تباہ وبرباد ہو چکا ہے اس لیے مزید یہاں ٹھہرنا خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم عزت و آبرو کے ساتھ اپنا تمام خزانہ اور زر و جواہر لے کر کوہ نندی پر چلے جاؤ اور جو رقم تم حیدر علی خاں کو دے رہے تھے وہ میرے ذمہ کر دو تاکہ میں اس روپیہ سے لشکر فراہم کر کے اور حیدر آباد پونا سے کمک طلب کر کے خان کو کیفر کردار پر پہنچا دوں۔ سادہ لوح راجہ جس کی اقبال مندی کا ستارہ بس ڈوبنے ہی والا تھا اس کی غرض آمیز باتوں میں آگیا اور چار پانچ لاکھ روپیہ جو نواب بہادر کو ادا کرنے کے لیے مہیا کر چکا تھا مرار راؤ کو دے دیا اور قلعہ کو اس کی نگہبانی میں چھوڑ کر خود کوہ نندی پر چلا گیا۔

مرار راؤ نے اس شکستہ قلعہ میں دو ہزار پیادہ فوج کو توپ اور بارود دے کر اپنا تھانہ قائم کر دیا اور خود اپنے مستقر پر چلا گیا۔ صبح کے وقت قلعہ والوں نے برج اور فصیل پر ڈھول اور دف اور مرہٹی دھبڑے[1] بجانے شروع کیے اور قلعہ کے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ نواب بہادر کے بندوقچی اس ہنگامہ کو دیکھ کر اپنے اپنے مورچوں میں سنبھل کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد ہی اچانک ڈیڑھ ہزار آدمی قلعہ سے باہر نکلے اور مورچوں پر حملہ کر دیا۔ چونکہ حیدری سپاہ تعداد میں بہت کم اور مختلف مورچوں میں منتشر تھی اس لیے سب کے سب پیچھے ہٹ کر سنیٹھ میں جمع ہو گئے اور اس کے ایک دروازے کو مضبوطی سے بند کر کے بیٹھ گئے۔ قلعہ والوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور ان پر گولیاں اور بان چلانے لگے۔ لیکن اس مختصر جمعیت نے ہمت نہیں ہاری دروازہ کی عمارت کافی وسیع تھی۔ اسی کی پناہ لے کر حملہ آوروں کی مدافعت میں وہاں جمے رہے۔ اس دوران میں بار کھو کر نے چند بہادر نوجوانوں کے ساتھ باہر نکل کر غنیم پر دلیرانہ حملہ کیا اور ان میں سے اکثر کو تلواروں اور نیزوں سے مار گرایا اور چند سپاہیوں کو قید کر کے قلعہ کی اس تبدیل شدہ صورت حال کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے تفصیل سے ساری روداد جسے ہم لکھ چکے ہیں بتا دی۔ کھو کر نے ان قیدیوں کو راجہ کی عہد شکنی سے متعلق تفصیلی رپورٹ کے ساتھ نواب بہادر کے پاس روانہ کر دیا اور کمک کا انتظار کرنے لگا۔

قلعہ پر قبضہ

جب یہ عرضی پہنچی اور ان قیدیوں کی زبانی سارے حالات معلوم ہوئے تو نواب غضب ناک شیر کی طرح لشکر اور توپ خانہ کے ساتھ راستہ سے لوٹ آئے اور قلعہ کے اطراف راؤ مذکور کے محافظ سواروں پر نواب کے لشکر نے ایسے ڈنڈے برسائے کہ سب کے سب سر پر پیر رکھ کر بھاگے اور گوڑی بنڈہ تک پیچھے

---

[1] دھبڑہ بڑے دف کی طرح ہوتا ہے جو دکن میں دیوالی؟ دسہرہ کے تہواروں میں اب بھی بجایا جاتا ہے اس کی آواز نہایت کریہہ اور ہیبت ناک ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسٹ کرنہ دیکھا۔ خیرخواہ سردار رکھوکر ہ نے جو پینٹھ میں مورچہ جمائے بیٹھا تھا حیدری جھنڈا دروازہ پر لہرادیا اور فتح کی خوشی میں طنبورہ بجوایا۔ نواب نے اس کی پامردی پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور پینٹھ میں داخل ہو کر اس کی عزت افزائی کی۔ پھر سابقہ مورچوں اور خندقوں کو درست کرا کے قلعہ پر گولہ باری کا حکم دے دیا اور دو دن کے اندر ہر طرف سے یورش کر کے غنیم سے قلعہ چھین لیا۔ قلعہ فتح ہونے پر نواب نے راؤ کے بعض مکار لشکریوں کو تو قتل کروا دیا اور بعض کے ناک کان کٹوا کر اس کے لشکر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ قلعہ کے بندوبست کے لیے میر علی رضا خاں کو مقرر کر کے اس کو تاکید کی کہ وہ کوہ نندی پر فوج کشی کرے اور بد عہد پالیکار کو گرفتار کر کے حضور میں پیش کرے اور خود لشکر سمیت مرار راؤ کی سرکوبی کے لیے سیدھے گوڑی بنڈہ کا رخ کیا۔ راؤ مذکور مقابلہ کی تاب نہ لا کر ایک دوسرے مقام کوڑی[1] بنڈہ کی طرف پیچھے ہٹ گیا۔ نواب بہادر نے دو تین دن کے اندر پہلے تو گوڑہ بنڈہ کو فتح کیا اور وہاں تھانہ قائم کر کے آگے بڑھ کر کوڑی بنڈہ کو گھیر لیا۔ مرار راؤ بھی سوار ہو کر نکلا اور اپنے بندوقچیوں اور توپ خانہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے آگے بڑھا۔ نواب بہادر حیدر علی خاں نے ایک ایسی چال چلی کہ دشمن سیدھے ان کے جال میں آ پھنسا انھوں نے بندوقچیوں کے دستے، پیادہ فوج اور توپ خانہ کو تو ایک خشک نہر میں چھپا دیا اور چھاپہ مار سواروں کو غنیم کی طرف میدان میں آگے بڑھا دیا۔ ان سواروں نے صف بندی کر کے راؤ کے لشکر پر حملہ کیا لیکن قریب پہنچ کر آہستہ آہستہ پسپا ہونے لگے۔ راؤ کی جمعیت ان کو مغلوب پا کر شیر ہو گئی۔ اور بے دھڑک ان کے تعاقب میں آگے بڑھتی چلی آئی چھاپہ مار دستے ان نادان دشمنوں کو اپنے پیچھے لگائے ہوئے مقررہ مقام تک لے آئے بس پھر کیا تھا۔ گھات میں لگی ہوئی فوج کمینگاہ سے نکل کر اچانک دشمن پر ٹوٹ پڑی اور توپوں اور بندوقوں کی باڑھ پر ان کو اس طرح دھر لیا کہ مخالف فوج کے پرخچے اڑ گئے۔ راؤ کے بقیہ لشکری اس طرح منتشر اور پراگندہ ہو گئے جیسے پھٹی بوری سے بکھرنے والے دانے تھے بقیہ اپنی جان بچا کر ایسا بھاگے کہ کوہ گتی تک پانی نہیں مانگا۔ راؤ مذکور بھی کسی ایک جانب فرار ہو گیا۔ نواب نے وہاں سے آگے بڑھ کر کوڑی گنڈہ پر یلغار کی اور سات دن کی لڑائی کے بعد اس کو بھی فتح کر لیا پھر وہاں سے وہ پنوں کنڈہ پہنچے۔ یہاں راؤ مذکور کا بڑا تھانہ تھا۔ یہاں بڑی تدبیروں سے کام لے کر انھوں نے گھاٹیوں پر اپنے مورچے جما لیے پھر پہاڑ کے زیریں اور بالائی قلعہ پر چڑھائی کر کے ایک ماہ کے اندر اس پہاڑی مقام پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] گوڑی بنڈہ سے آگے ایک قلعہ کوڑی (کنڈہ نام کا بھی تھا جو آج کل بالکل ہی ویران و غیر آباد ہے اسی کوڑی کنڈہ کو غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ سے متن میں کوڑی بنڈہ لکھا گیا ہے (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوہ مڑک سراپر لشکر کشی

کوڑی کنڈہ سے نواب بہادر نے کوہ مڑک سراپر فوج کشی کی۔ وہاں کا قلعدار ایک بہادر سپاہی تھا جنگ کے لیے کمربستہ ہو کر اس نے توپوں اور بندوقوں سے ایسی گولہ باری کی کہ نواب کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے نواب نے غضب ناک ہو کر جان توڑ حملہ کا حکم دیا۔ جاں نثاروں نے پہاڑ کو محاصرہ میں لے لیا اور پتھروں کی آڑ میں آگے بڑھتے ہوئے چڑھائی شروع کر دی۔ ادھر نواب بہادر نے قلعہ کے شمال میں ایک پہاڑی پر بڑی توپوں کو نصب کروا کے قلعدار کے پاس قول نامہ[1] روانہ کیا اور جب اس نے رد کر دیا تو گولہ باری کا حکم صادر کر دیا۔ گولندازوں نے اس سنگین دیوار کو نشانہ بنایا جو مقابل کے اونچے پہاڑ کے وسط میں کھڑی ہوئی تھی اور اس کے نیچے پہاڑ والوں کے مکانات اور عمارتیں بنی ہوئی تھیں اس شدید گولہ باری کے صدمہ سے پتھر ریزہ ریزہ ہو کر آبادی پر گرنے لگے اور ان کی ضرب سے اکثر محصورین ہلاک اور آبادی پراگندہ و منتشر ہو گئی اور قلعہ والوں کو مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ قلعدار نے جب یہ حال دیکھا تو خود جان بخشی کی درخواست روانہ کی اور نواب بہادر کے گماشتہ کو قلعہ سپرد کر دیا اور حضور میں آکر اپنی جان و مال کے لیے پناہ حاصل کی۔

کوہ نندی کی فتح

بالاپور سے میر علی رضا خاں نے حسب الحکم کوہ نندی پر لشکر کشی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا تھا اس نے نہایت ہوشیاری اور بہادری کے ساتھ لڑ کر محصورین کو زیر کیا پالیگار مذکور نے بھی مجبور ہو کر کوہ نندی میر موصوف کے حوالے کر دیا اور خود دولتِ خداداد کی پناہ میں آگیا۔ میر علی رضا نے حسب الحکم پالیگار اور اس کے آدمیوں کو قید کر کے بنگلور روانہ کر دیا۔ اس پالیگار کے دو بیٹے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک تو مر گیا تھا اور دوسرا جس کا نام صفدر خاں ہے اب تک بقیدِ حیات[2] ہے۔ میر علی رضا خاں اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد اپنی فوج کے ساتھ لشکرِ حیدری سے آملا۔ نئے مقبوضہ قلعہ کی سرداری پر بدر الزماں خان کا تقرر عمل میں آیا اور اس نواح کے سارے تعلقات جو نہایت سرسبز و شاداب ہیں نواب بہادر کے قبضہ و اختیار میں آگئے۔ اس فتح و کامرانی پر نواب بہادر نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اس علاقہ میں ہر طرف امانت دار اور ہوشیار قلعداروں اور کارگزاروں کو متعین کر کے صوبہ سرا کی طرف روانہ ہو گئے اور اس علاقہ کے بندوبست کی خاطر وہاں کچھ عرصہ تک ٹھیرے رہے۔

---

[1] جان بخشی اور امان کی تحریر۔

[2] عہد مصنف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۸

بدنور کی فتح

سنہ ۱۱۷۳ھ
سنہ ۶۰-۱۷۵۹ء

نواب حیدر علی خاں ایک منتظم اور ہوشمند حکمران تھے۔ انھوں نے اپنی حدود ریاست میں از سر نو نظم و نسق اور بندوبست قائم کیا اور حکومت کے ہر شعبہ میں ایک نئی تنظیم پیدا کر دی۔ منجملہ ان سارے انتظامات کے انھوں نے خبر رسانی کے محکمہ پر خاص طور سے توجہ دی چنانچہ ملک کے اندر اور باہر ہر طرف ہوشیار قاصدوں، جاسوسوں، خفیہ نویسوں اور نامہ نگاروں کی ایک باقاعدہ تنظیم تھی جو سرحدی واقعات اور آس پاس کے ملکوں میں رونما ہونے والے حالات کے متعلق صحیح صحیح رپورٹیں روزانہ پہنچایا کرتے تھے۔ نواب بہادر کا معمول تھا کہ رات میں سارے معاملات سے فارغ ہونے کے بعد وہ ان تمام خبروں کو جو اندرون و بیرون ملک سے آتیں سماعت فرماتے اور ان احوال و کوائف پر غور فرماتے جو زمینداروں اور راجاؤں سے متعلقہ بندوبست اور نظام دکن، ناظم پونا اور صوبیدار کرناٹک، پایان گھاٹ کے ارادوں اور کارروائیوں سے متعلق ہوتے۔ یہ روز کا ایسا مقررہ معمول تھا کہ جب تک وہ اس اہم کام سے فارغ نہ ہو جاتے استراحت کے لیے حرم سرا میں تشریف نہ لے جاتے۔

جنتِ ارضی

اسی زمانہ میں بدنور سے متعلق مسلسل یہ اطلاعات آ رہی تھیں کہ سارے بالا گھاٹ میں یہ نہایت سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ جسے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے جی کھول کر رونق و لطافت بخشی ہے۔ ہر طرف جنت کے نظارے جھلکتے دکھائی دیتے ہیں کہا جا سکتا ہے سہ

ہر سوختہ جانے کہ بہ بدنور در آید ۔۔۔ گر مرغ کباب است با بال و پر آید

سچی بات تو یہ ہے کہ بلاد بدنور کی نزہت و لطافت اور خوش منظری کے سامنے کشمیر کی رونق بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ آٹھ ماہ تک وہاں ایسی معتدل بارش ہوتی ہے کہ نباتات و حیوانات ہمیشہ تر و تازہ اور تنومند رہتے ہیں۔ وہاں کے جنگلوں اور باغوں میں ناریل اور سیاہ مرچ کے درختوں کی بہتات ہے۔ ان کے علاوہ ہر طرح کی پھل پھلواری اور صندل کے درختوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ اس گلریز خطۂ ارضی میں نہروں، دریاؤں، ندی نالوں اور چشموں کا جال سا بچھا ہوا ہے اور لطف یہ کہ بدنور کی یہ ساری رونق وہاں کی حسین اور خوبصورت عورتوں کے بے حجاب جلوؤں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی گنا بڑھ جاتی ہے جو اس جنت ارضی ہیں حوروں کی طرح دلفریبی اور عشوہ طرازی ہیں مصروف نظر آتی ہیں۔ بدنور کی تقریباً ساری رعایا خوش حال اور متمول ہے۔ لیکن سرکار دربار کے معاملات کچھ ایسے ناگفتنی ہیں کہ ہر شخص اپنے حکام سے تنگ اور کسی دلیر مرد عادل کا منتظر ہے جو ان وحشیوں سے انھیں نجات دلا سکے جنھوں نے قدرت کے ہاتھوں بنائی ہوئی اس جنت کو اپنے ظلم و جبر سے جہنم زار بنا رکھا ہے۔

بدنور کی رانی

یہ بھی علم میں لایا گیا کہ ایک پست فطرت عورت وہاں سیاہ و سپید کی مالک ہے۔ وہ مردانہ لباس پہن کر تخت حکمرانی پر عیش و عشرت کی بساط بچھائے ہوئے ہے۔ یہ ملک پہلے تو صوبہ سرا کے حکام کے ماتحت تھا لیکن اب وہاں کی رانی باغی اور خود مختار ہو گئی تھی اور سالانہ پیش کش اور خراج کے ادا کرنے میں کوتاہی برتنے لگی تھی اور باوجود صاحبِ اولاد ہونے کے ایک غلام کے ساتھ رنگ رلیاں منانے میں مشغول تھی ان حیا سوزیوں اور رنگ رلیوں کی وجہ سے اس سرسبزی و زرخیزی کے باوجود پوری قلمرو اندھے کی آنکھ کی طرح بے رونق اور بے نور ہو گئی تھی اور وہاں کے رہنے والوں کے دل اس بدکارہ کے ظلم و ستم سے چھلنی چھلنی تھے۔ ہر گلی و کوچہ رعیت کی آہ و فغاں سے ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ اوباشوں، چور اچکوں کی بن آئی تھی۔ اور ان کے ہاتھوں لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ نہیں رہی تھی۔ غیرت مند لوگ ایک عورت کی اطاعت سے شرمسار ہو کر خانہ نشین ہو چکے تھے۔ مردوں کا تو یہ حال تھا وہاں کی عورتوں کا پوچھنا ہی کیا بدکار رانی کی پشت پناہی کی وجہ سے وہ ایسی شوخ اور بے حجاب ہو چکی تھیں کہ علانیہ چوراہوں، راستوں اور بازاروں میں عیاش مردوں کے ساتھ بوس و کنار میں مصروف نظر آتی تھیں اور مردوں کی مجال نہیں تھی کہ اپنی عورتوں کو اس بے حیائی سے روک سکیں کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

در راہِ خدا کہ رہزنانند　　　آں راہزناں ہمیں زنانند

(راہِ خدا میں اگر کوئی رہزن ہیں تو سمجھ لو وہ رہزن یہی عورتیں ہیں)

عورت کم عقل ہوتی ہی ہے اور اگر وہ سردار اور حاکم بن جائے تو پھر مخلوقِ خدا کی تو شامت ہی آجاتی ہے۔ پھر بدنور جیسا خوش منظر ملک ایسی بدکار اور بدسرشت عورت کے تو کسی حال شایانِ شان نہیں تھا۔ وہاں کے حکام میں سے کسی کا لڑکا البتہ بدنور کے تخت و تاج کے لیے کوشاں تھا لیکن وہ اس عورت کے مقابلہ میں اب تک کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکا تھا۔ ظاہر ہے جو شخص ایک عورت سے بھی ناقص ہو کس طرح حکمرانی کے لائق ہو سکتا ہے؟

چیتل درگ پر قبضہ

نواب بہادر کے علم میں جب یہ ساری تفصیلات لائی گئیں تو انھوں نے ہوشیار جاسوسوں اور خبر رسانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مقرر کیا کہ وہ بدنور کے طرزِ حکمرانی نظم و نسق اور فوجی قوت و تعداد کے متعلق تازہ اطلاعات پہنچائیں۔ اس انتظام کے بعد وہ ایک بھاری جمعیت کے ساتھ چیتل درگ کی طرف روانہ ہو گئے اور عبرت دلانے کے لیے وہاں کے مکانات کو تاخت و تاراج کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ دلیر چھاپہ مار دستے درگ کے سارے تعلقات میں پھیل گئے اور انہوں نے درگ کے گھاٹ تک سارے علاقہ کا اچھی طرح صفایا کر دیا اس کے بعد نواب بہادر کی سواری سیدھے درگ کی طرف روانہ ہوئی وہاں کے پالیگار نے فوراً آپ کی اطاعت قبول کر لی اور حسب الحکم پیش کش (سالانہ خراج) کے طور پر دو لاکھ روپیہ اور ایک لاکھ روپیہ کی نذر پیش کی اور جان و مال کی امان پائی اور اپنی جمعیت کے ساتھ لشکر کے ہمراہ ہو گیا۔ اسی اثناء میں تیز رفتار قاصدوں اور جاسوسوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں بدنور کے حالات کی تحقیق کر کے تمام تفصیلات حضور میں پہنچا دیں۔

بدنور پر فوج کشی

اس وقت وہ شخص جس نے بدنور کی رانی کے خلاف بغاوت کی تھی اور موقع کا منتظر تھا چیتل درگ میں پناہ گزین تھا۔ نواب حیدر علی خاں بہادر کی آمد کراس نے غنیمت جانا اور بار یابی کے لیے حاضر ہو گیا اور التجا کی کہ میں بھی حضور والا کے غلاموں میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت کو اپنے لیے باعثِ فخر جانتا ہوں" آپ اس بدکردار عورت پر فوج کشی کر کے ہمارے ملک کو اس بے حیائی کی آگ سے بچا لیں جو اس بے شرم رانی نے لگا رکھی ہے تاکہ بدنور کے باشندے جو اس کے ظلم و ستم سے جان بلب ہو چکے ہیں از سرِ نو جی اٹھیں

نواب بہادر تو اسی فکر میں تھے اس کی درخواست کو بخوشی قبول کر لیا اور لشکر کو صف آرائی کا حکم دے دیا اور دلیر جنگ آزمودہ سرداروں کو فوج کے دستوں پر مقرر کر دیا۔ دوسرے دن صبح نگر کی جانب کوچ کیا اس فوج کشی کے موقع پر صاحبزادہ بلند اقبال ٹیپو سلطان بھی ہمراہ تھے۔ نواب بہادر جس منزل اور مقام پر بھی پہنچتے وہاں کی رعایا کو انعام و اکرام سے نوازتے اور زمینات کے بندوبست کے قول نامے عطا کرتے ہوئے آگے بڑھتے جس قلعہ اور تعلقہ میں جاتے وہاں کے غریب اور بے سہارا لوگوں کو لشکر میں ملازم رکھ لیتے۔ جو لوگ اطاعت اختیار کرنے کی بجائے مقابلہ و جنگ پر کمربستہ ہو جاتے وہ لشکر حیدری کی تیغ جوہر دار سے اپنے کیفر کردار پہ پہنچ جاتے جو بچ جاتے قید کر لیے جاتے اور وہ علاقہ بری طرح تباہ و تاراج ہو جاتا اس کارروائی سے اس سارے علاقہ پر نواب بہادر کے لشکر کی ہیبت طاری ہو گئی۔ وہاں کے اکثر تعلقہ دار عمال اور رعایا مطیع و فرمانبردار بن گئی۔

نگر کی طرف پیش قدمی

جب فتحمند لشکر قلعہ نگر سے دو منزل کے فاصلہ پر پہنچا تو جاسوسوں نے جو خفیہ طور پر وہاں لگے ہوئے تھے حاضر ہو کر عرض کی کہ یہاں کی حکمران عورت نہایت پریشان اور متفکر ہے اس کا رات دن کا آرام جاتا رہا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت اس کی آنکھوں میں ناچ رہی ہے۔ ہر طرح مایوس ہونے کے بعد اب اس کا ارادہ ہے کہ مکر و فریب سے کام لے اور نذرانہ وغیرہ پیش کر کے جناب والا کو پیش قدمی سے روک دے۔ جاسوسوں کی یہ اطلاع غلط نہ تھی۔ چنانچہ بہت ہی جلد بدنور کی رانی نے اپنے قابلِ اعتماد نمایندوں کو تحائف اور نذرانے دے کر حضور میں بھیجا۔ ان نمایندوں نے نذرانے پیش کرنے کے بعد عرض کیا کہ ہر سال بطور خراج ایک لاکھ ہون، صندل کی لکڑی، سیاہ مرچ وغیرہ ان کی طرف سے ادا کیے جائیں گے۔ نیز وہ زندگی بھر آپ کی مطیع و فرمانبردار رہے گی۔ اس صلہ میں وہ امیدوار ہے کہ یہ علاقہ آپ اپنی جانب سے دوبارہ اس کو عنایت فرماویں "تاکہ وہ آپ کے سایہ عاطفت میں دشمنوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رہے۔ نواب بہادر نے ان کو جواب دیا" اس کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ بلا کسی خوف و خطر ہمارے لشکر میں چلی آئے اور قلعہ سرینگ پٹن میں سکونت اختیار کرلے وہاں اس کے مصارف پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ مقرر کر دیے جائیں گے"

جب سفیروں نے جا کر اس کو نواب بہادر کے جواب سے مطلع کیا تو اس نے غرور کے مارے اس تجویز کو قبول نہیں کیا بلکہ جنگ کے لیے آمادہ ہو گئی۔ اس نے حیدری لشکر سے مقابلہ کے لیے حاکم سناؤ نور عبدالحکیم خاں سے سازش کی اور کافی رقم دے کر اسی کو اپنی کمک کے لیے آمادہ کر لیا۔ عبدالحکیم خاں نے دو ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ فوج کو تو آگے روانہ کیا اور خود اپنی جمعیت اور سامان جنگ کے ساتھ بالا ندی کے کنارے پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اس کی روانہ کردہ فوج جنگل اور پہاڑوں کے راستے قلعہ نگر میں داخل ہو گئی۔

قلعہ نگر کا محاصرہ

جب یہ خبر نواب بہادر کو ملی تو انھوں نے فوراً پیش قدمی کی اور قلعہ سے ایک منزل پر پڑاؤ ڈال دیا۔ سردارانِ لشکر کو نگر کے اطراف و اکناف کے قلعوں اور دوسرے مقامات کی تسخیر کے لیے روانہ کر دیا۔ چند بہادر سرداروں، سواروں اور پیدل فوج کو لے کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ بہادر سرداروں نے وہاں کے قلعوں اور دوسرے مقامات پر فوج کشی کر کے بہت جلد ان کو فتح کر لیا۔ مال غنیمت اور کثیر تعداد میں جنگی اسیروں کو لشکر میں روانہ کر دیا۔ اس محاصرہ میں خود حیدر علی خاں رات اور دن محاذ پر اپنا سارا وقت گزارتے تھے محاصرہ اور مورچہ بندی کے انتظامات پر سارا وقت صرف کرتے۔ ایک ایک کر کے دشمن کے مورچے فتح کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ دشمن پیچھے ہٹتے ہٹتے ان سارے مورچوں کو چھوڑ کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ جو اس نے مدافعت کے لیے تیار رکھے تھے۔

رانی بدنور کی بہادری

قلعہ بند ہونے کے بعد محصورین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اگرچہ ان کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن رانی کی دلیری اور بہادری کو دیکھ کر ان کی ہمت بھی بندھی ہوئی تھی۔ وہ پامردی کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹے ہوئے تھے۔ نواب کے شیر دل سپاہیوں نے توپ، بندوق، تیر تلوار ہر طرح کے ہتھیاروں سے کام لے کر بہت زور لگایا اور روزانہ دشمن کے جوق در جوق آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن قلعہ والوں نے ہمت نہیں ہاری دوسری طرف عبدالحکیم خاں کی افغانی فوج محصورین کی طرفداری میں نواب بہادر کے مورچوں پر موقع پاکر چھاپے مارتی رہتی تھی اگرچہ ہر بار اسے ناکام و نامراد ہی لوٹنا پڑتا تھا۔ ان سب مشکلات کے باوجود محاصرہ اتنا سخت تھا کہ غنیم ناامید ہو چلا تھا۔ چنانچہ قلعہ والوں نے طے کیا کہ جب تک امکان میں ہو مقابلہ کرتے رہیں اور ناکامی کی صورت میں لباس تبدیل کر کے دوسرے علاقہ میں بھاگ جائیں۔

خطرناک اقدام

اس محاصرہ پر پورا ایک سال گزر چکا تھا اور اب مزید تاخیر خطرناک تھی کیونکہ بارش کا موسم شروع ہونے والا تھا اور ضروری تھا کہ بارش سے پہلے ہی قلعہ فتح کر لیا جائے یہ بھی اندیشہ تھا کہ بارش میں نقل و حرکت اور رسد کی مشکلات بڑھ جائیں گی اور دشمن کو کافی موقع مل جائے گا۔ اس لیے نواب حیدر علی خاں نے یکبارگی حملہ کر کے قلعہ چھین لینے کا فیصلہ کر لیا اور اعلان کرا دیا کہ قلعہ فتح ہونے پر جو مال غنیمت، مال و زر، ساز و سامان، برتن کپڑے اور حسین ہندو عورتیں وغیرہ لشکر والوں کے ہاتھ آئیں گی ان سب کی لشکر والوں کو معافی دی جاتی ہے یعنی یہ ان کا ہی مال سمجھا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد حملہ آور دستوں کو ترتیب دے کر قلعہ کے اس حصہ پر جہاں کی دیوار گولہ باری سے ٹوٹ چکی تھی انھوں نے نہایت برق رفتاری کے ساتھ ایک بھرپور حملہ کیا ان کے بہادر سپاہی بندوقیں سر کرتے ہوئے اس شگاف سے اندر داخل ہو گئے اور لڑتے بھڑتے فصیل اور برج پر چڑھ گئے۔ جو بھی سامنے آیا اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا۔ جب رانی نے جو مردانہ لباس پہنے فوجوں کو لڑا رہی تھی اپنی شکست کے آثار دیکھے تو اپنے مزین رنواڑہ یعنی محل خاص کو آگ لگوا دی یہ محل اس کے شوہر شوم شنکر نے طلاکار چینی کی اینٹوں سے بنوایا تھا اس کے جوڑوں میں بھی سونا بھرا ہوا تھا اور در و دیوار پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ رانی نے بہت سارے موتیوں اور جواہرات کو بھی آگ میں ڈلوا دیا اور انھیں ہاون میں پسوا کر ضائع کر دیا اور خود دو تین محافظوں کو لے کر ایک نالہ کے راستہ قلعہ سے باہر نکل کر پیدل گولی درگ کی طرف جو نگر سے پانچ کوس پر ایک دہشتناک جنگل کے بیچ میں واقع ہے چلی گئی۔ وہاں پہاڑ پر اپنی پناہ گاہ بنا کر بیٹھ گئی جب نواب کو اس کے فرار ہو جانے کی اطلاع ملی تو قلعہ میں تھانہ قائم کر کے یلغار کرتے ہوئے مذکورہ مقام کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مہینہ بعد محصورین نے ہتھیار ڈال دیے اور پہاڑ حملہ آور فوج کے حوالے کر دیا۔ رانی کو پکڑ کر نواب بہادر کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ وہاں سے ان اسیروں کو لے کر قلعہ نگر واپس آگئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسیر رانی کو ایک پالکی میں بٹھا کر سرا کے راستہ سرِ یرنگ پٹن روانہ کر دیا۔

حیدر نگر

نواب بہادر حیدر علی خاں جب قلعہ میں داخل ہوئے تو سارے "نگر" میں مسرت و خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی اور وہاں پندرہ دن تک عیش و نشاط کی محفلیں گرم رہیں، غریبوں، فقیروں، سازندوں اور رقاصوں کو خلعتیں، زر و زیور، قیمتی شالیں اور روپیہ پیسہ دیا گیا اور نامور سرداروں اور بہادر فوج کو جنھوں نے یہ مہم جان ہتھیلی پر رکھ کر سر کی تھی۔ ہر ایک کے لائق بھاری خلعتیں، سونے کے دست بند، مروارید کی مالا اور جڑاؤ پدک (زیور کا نام) آبدار تلواریں اور جاگیریں عطا فرمائیں۔ یہ سب انعامات اس مالِ غنیمت کے علاوہ تھا جو فوج کے ہاتھ لگا تھا اور جس کی ان کو معافی دے دی گئی تھی۔ غنیمت میں فوج کو نفیس کپڑے، شاہانہ پوشاکیں، بکثرت جنگی ساز و سامان اور ڈھیروں سونا چاندی اور بڑی تعداد میں حسین عورتیں حاصل ہوئی تھیں۔ غرض اس فتح نے سارے لشکر کو مالا مال کر دیا۔ جب حیدر علی خاں یہاں سے چلنے لگے تو انھوں نے اپنے ایک قدیم نمک خوار ادجنی نامی کو جو ذات کا کلر اور بڑا حوصلہ مند شخص تھا راجہ رام کا خطاب دے کر بدنور[1] کی سرداری پر مقرر کر دیا اور محل و قلعہ کی مرمت کا اسے حکم دیا اور اس کا نام حیدر نگر رکھا۔

---

[1] میسور کی شمالی مغربی سرحد پر ضلع کیانرا صوبہ بمبئی کے قریب یہ ایک زرخیز ریاست تھی کہتے ہیں جب ملک کا فور نے وجیانگر کی ہندو سلطنت کا خاتمہ کر دیا تو اس کا بہت بڑا خزانہ بدنور منتقل ہو گیا تھا اسی لیے کافی عرصہ تک بدنور کے مال و دولت کے افسانے لوگوں میں زبان زد رہے اس سارے علاقہ میں قیمتی لکڑی کے گھنے جنگل اور سرسبز و شاداب تہ در تہ پہاڑیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ علاقہ نہایت دشوار گزار ہے۔ اس کوہستان میں ۸ میل کے اندر متعدد قلعے اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے وسط میں بدنور کا پایہ تخت تھا جسے "نگر" کہا جاتا ہے۔ جو اپنے محل وقوع اور خوش منظری میں بے مثال تھا چنانچہ تامل اور مرہٹی میں اس پایۂ تخت کی خوبصورتی کے بارے میں متعدد قصیدے موجود ہیں۔ کہتے ہیں نگر کی آبادی نصف لاکھ تھی میرے خیال یہ مبالغہ ہے شاید ہی پوری ریاست کی آبادی اتنی رہی ہو (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۹

افغانوں کی شورش

۱۱۷۵ھ
۶۲-۱۷۶۱ء

جس وقت نواب بہادر قلعہ نگر کی مہم میں مصروف تھے ساؤنور کے افغان بد نور کی رانی کی حمایت میں اس سارے علاقہ میں شورش مچانے پھر رہے تھے۔ اکثر اوقات نواب کے لشکر کو ان کے حملوں سے کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ نواب حیدر علی خاں نے ان کی سرکوبی کے لیے ہیبت جنگ بخشی کو مقرر کر دیا تھا۔ لیکن افغان جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپ چھپ کر لشکر پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ وہ کبھی غالب آجاتے اور کبھی مغلوب ہو جاتے تھے۔ حیدر علی خاں دو سال تک نگر کی فتح اور اس کے بندوبست میں مصروف رہے۔ جب اس طرف سے فارغ ہو گئے تو انھوں نے افغانوں کی شورش کو یکسر ختم کر دینے کے لیے براہِ راست ساؤنور پر چڑھائی کر دی۔

ایک دن صبح کے وقت افغانوں کے لشکر نے ایک سوار دستہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو انھوں نے اس دستہ کو بھی ہیبت جنگ کے سوار سمجھ کر بے جھجک پیش قدمی کی اور محصورہ میدان میں اندھا دھند کافی آگے بڑھ آئے۔ جیسے ہی افغانوں کی فوج زد میں آئی نواب بہادر کے حکم سے توپ خانہ نے گولہ باری شروع کر دی اور ان کے بندوقچی، سوار اور پیادہ فوج گھات سے نکل کر گولیاں برساتے ہوئے افغانوں پر ٹوٹ پڑی۔ گولیوں کی بوچھاڑ سے افغانوں کے بڑے بڑے سردار وہیں زمین دوز ہو گئے۔ ان کی فوج سر پہ پیر رکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بالا ندی تک پلٹ کے بھی نہ دیکھا۔ نواب حکیم خاں حاکم افغان نے جب میدان جنگ کا یہ رنگ دیکھا تو ایسا حواس باختہ ہوا کہ لشکر کا سارا ساز و سامان، خیمے، جھنڈے، نوبت خانہ، شتر خانہ اور فیل خانہ وغیرہ چھوڑ چھاڑ اپنے دار السلطنت کی طرف فرار ہو گیا۔ نواب بہادر نے برق رفتاری کے ساتھ اس کا تعاقب کیا ان کے چھاپہ مار دستوں نے میدان ہزیمت سے قلعہ کے قریب تک مفرور افغانوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور ان کے کئی ایک سواروں اور گھوڑوں کو پکڑ لیا۔

آخر کار خان ساؤنور نے مجبور ہو کر اپنی ہار مان لی اور ایک کروڑ روپیہ کی ادائیگی کی شرط پر صلح کر لی۔ لیکن اس نے مقررہ رقم کے عوض ہاتھی، اونٹ، مخملی خیمے، زر دوزی شامیانے، برہان پوری خلعتیں، اور قیمتی ہتھیار مع نقدی ایک ایک کر کے فاتح لشکر کے حوالہ کر کے اپنی جان بچائی۔ یہ سارا نفیس ساز و سامان لاکھوں روپیہ صرف کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساوُنور کے سابقہ حکمرانوں نے جمع کر رکھا تھا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر نواب نے بنکاپور، چردلی اندرہرنی وغیرہ کے قلعوں میں اپنے تھانے قائم کیے اور نگر لوٹ گئے۔

نگر پہنچ کر ہیبت جنگ کو ایک بھاری لشکر کے ساتھ صوبہ سرا کے پالیکاروں کے علاقوں کے بندوبست اور مقررہ سرکاری رقوم کی وصول یابی کے لیے ہرپن پلی اور کنک گیری وغیرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ ہر پالیکار سے مقررہ وصول یابی کے علاوہ فوجداری کی نعلبندی کا حق بھی وصول کرے جو اس کے محتتانہ کے عوض ہر دیہات پر عاید تھا۔ ہیبت جنگ کو سرا کی طرف روانہ کرنے کے بعد وہ خود دریا کا گھاٹ عبور کر کے نگر کی مغربی سمت، باقی ماندہ قلعوں کی فتح اوران کے بندوبست کے لیے روانہ ہو گئے۔

سورائی ورگ کی مہم

نواب حیدر علی خاں نے مرزا حسین بیگ کو جوان کا برادر نسبتی اور ان کے چھوٹے لڑکے کریم صاحب کا حقیقی خالو ہوتا تھا سورائی ورگ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا مرزا نے ماہی گیروں اور ملاحوں کی کشتیاں فراہم کیں اور ورگ مذکور کی طرف، جو ساحل سے تقریباً دو کوس کے فاصلہ پر سمندر کے بیچ میں تھا اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا اور سورائی ورگ کے پہاڑ کا محاصرہ کر کے قلعہ والوں کو دولت نگر کی تباہی اور رانی کی گرفتاری کی تفصیلات سے مطلع کیا اور اپنی طرف سے ایک قولنامہ لکھ کر روانہ کیا۔ قلعہ والوں کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ان کے دل بیٹھ گئے۔ اور انھوں نے تین دن بعد بغیر جنگ کیے قلعہ سپرد کر دیا۔ مرزا نے اس پہاڑی قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کر دیا یہاں نگر کے حاکم شوم شنکر کا امانت رکھا ہوا کافی مال واسباب موجود تھا جس میں دو تین صندوق موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے اور دو صندوقچے جڑاؤ زیورات کے تھے۔ ہاتھی کی دو جھولیں بھی تھیں جو سونے اور چاندی سے بڑی کاریگری کے ساتھ تیار کی گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہاتھیوں کے گلے کے جھلجھل گھنگھرو اور پیروں کے کڑے سب سونے چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ زردوزی کی کئی ایک زینیں بھی تھیں۔ مرزا یہ سارا مال غنیمت لے کر نواب بہادر کی خدمت میں پہنچا اور تمام چیزیں حضور میں پیش کر دیں۔

کچھ عرصہ بعد نواب بہادر خود اس مفتوحہ علاقہ کے بندوبست کے لیے تشریف لے گئے اور گھاٹ کوکن کی سرحدوں پر سرجان دانکولہ کے قلعہ میں جو سلطنت عادل شاہی کے امیر اور کوکن کے ناظم سیف الملک کا تعمیر کیا ہوا تھا تھانہ قائم کیا اور آگے بڑھ کر کوڑیال بندر، سداسیو گڑھ، منگلے، ہولیر، ہنادر اور بیکل وغیرہ مقامات پر بھی تھانے قائم کر دیے اور اس سارے انتظام سے فارغ ہو کر سرینگ پٹن کی طرف مراجعت کی۔

راۓ درگ کی فتح

ہیبت جنگ ایک بھاری لشکر کے ساتھ جب نواب بہادر کے ہاں سے رخصت ہوا تھا تو وہ سیدھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنک گیری پہنچا اور وہاں سے تین سال کا خراج دو لاکھ روپیہ وصول کر کے ہرپن ہلی آیا۔ وہاں کے پالیکار سے نرم گرم باتیں کر کے تین لاکھ روپیہ وصول کیا اور چتیل درگ جا پہنچا وہاں کے پالیکار سے بھی چار لاکھ روپیہ خراج وصول کیا پھر جربملہ اور کوڑی کوٹہ کے راستہ رائی درگ پہنچ گیا اور وہاں کے پالیکار سے رقم کا مطالبہ کیا وہ اپنے علاقہ کی تباہی کا عذر کر کے خراج ادا کرنے میں حیلے بہانے کرنے لگا۔ ہیبت جنگ نے رائے درگ کے تعلقہ کنی کل کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ پالیکار نے پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار پیادوں کو جمع کر کے ان راستوں کی ناکہ بندی کر دی جن سے لشکر میں رسد اور غلہ پہنچتا تھا۔ اسی دوران میں نواب بہادر نے نگر سے اپنی روانگی کے موقع پر ہیبت جنگ کو ایک خط بھیجا کہ ایک ہزار بہترین جوانوں کو ایک جوڑی شتر سواروں کے ساتھ روانہ کیا جائے اس نے حسب الحکم اپنی فوج میں سے ایک ہزار جوانوں کو چن کر پانچ سو سواروں کے بدرقہ اور دو بندوقچی رسالوں کے ساتھ شمالی رائے درگ سے سیموگہ کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ جمعیت دو تین کوس کے فاصلہ پر پہنچی تھی کہ اچانک حاکم مذکور (پالیکار) کے سوار اور پیادے ظاہر ہوئے اور بلا توقف اس پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ بدرقہ والوں نے گولیاں برسائیں اور سواروں نے تلواروں کے خوب جوہر دکھائے۔ لیکن پالیکار کے پیادوں نے جنگل کی آڑ سے فائدہ اٹھا کر اس جمعیت کو مغلوب کر لیا اور اکثر بہادروں کو تہہ تیغ کر دیا ان میں سے بہت کم لوگ اپنی جان بچا کر پہاڑ پر پناہ لے سکے۔ جب ہیبت جنگ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے قلعہ سے مورچے اٹھا کر اپنے پورے لشکر کے ساتھ برق رفتاری کے ساتھ پالیکار کی مذکورہ فوج پر حملہ کر دیا اور غنیم کو اس بری طرح پسپا کیا کہ وہ قلعہ درگ کی خندقوں تک بھاگتی چلی گئی۔ ہیبت جنگ نے اس مقام یعنی رائے درگ کے مشرقی میدان میں جھنڈے نصب کر کے اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور پالیکار کو لکھا کہ تم ہماری رعایتوں سے بے جا فائدہ اٹھا کر اس بدسلوکی کی جرأت کر رہے ہو حالانکہ ہمارا خیال تو یہ تھا کہ نواب بہادر کے حضور میں عرض معروض کر کے تمہارے سمستان کو تمہارے نام بحال کرا دیتے۔ یہاں سے نیک نامی کے ساتھ لوٹ جاتے لیکن اب تم کسی بہتری کی امید نہ رکھو اور اپنی جان سے بس ہاتھ دھو رکھو۔ جب یہ تحریر پالیکار کو ملی تو وہ ڈرا اور اس نے اپنے دیوان کشنپا کو بھیج کر اپنے قصوروں کی معافی چاہی اور خراج کے تین لاکھ اور جرمانہ کے دو لاکھ روپیہ اور جان بخشی کے نذرانہ میں ایک لاکھ روپیہ اور تباہ شدہ جمعیت کے جانور، سامان اور نقدی ایک ایک چیز گن کر روانہ کر دی۔ ہیبت جنگ نے اس کے دیوان کو مذکورہ رقم کے ساتھ اپنے ہمراہ لے لیا اور وہاں سے کوچ کر کے حضور میں باریاب ہوا انہی دنوں میں صوبہ سرا کی عملداری پر میر علی رضا خاں کا تقرر ہوا تھا اور وہ اپنی فوجداری پر رخصت کیا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

مرہٹوں کا صوبہ سرا پر قبضہ

۱۱۷۶ھ
۱۷۶۳-۶۴ء

پونا کا پیشوا بالاجی راؤ نانا جب فوت ہو گیا تو اس کا لڑکا سوامی مادھو راؤ گدی پر بیٹھا۔ وہ کچھ عرصہ تک اپنے معاملات کے درو بست میں مصروف رہا۔ جب کچھ فرصت پائی تو ایک بھاری لشکر لے کر اس نے بالا گھاٹ پر فوج کشی کر دی۔ اس مرہٹہ[1]

---

[1] مرہٹہ مغربی مہاراشٹر کے باشندوں کو کہا جاتا ہے جن کی زبان مرہٹی ہے سارا مہاراشٹر دریائے گوداوری اور دریائے کرشنا کے معاون دریاؤں کے درمیان ایک تکونا پہاڑی خطہ ہے جس میں کانکن گھاٹ، مالٹا دیش، سہادری اور ست پڑا کے پہاڑ، ناگپور کا علاقہ اور گوداوری کی وادی شامل ہے یہ سارا علاقہ تقریباً ایک لاکھ مربع میل ہے۔ اس کی آبادی تین کروڑ کے لگ بھگ ہے نسلی اعتبار سے مرہٹہ اصل میں شمال سے آنے والے آرین اور قدیم مقامی قوموں دراوڑ، بھیل، کول اور راموشی کی مشترکہ نسل ہیں۔

(بحوالہ دی رائیز آف مرہٹہ)

ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ میں مرہٹوں کا ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے دولت آباد سے نذر بار کے درمیان علاقہ کے اکثر باشندے مرہٹہ ہیں یہ بڑے اچھے دستکار، طبیب اور منجم ہوتے ہیں۔ شریف مرہٹے برہمن اور کھتری ہیں ان کی غذا چاول، سبزی، سرسوں کا تیل ہے۔ گوشت نہیں کھاتے کسی حیوان کو ایذا نہیں دیتے کھانے سے پہلے لازماً غسل کرتے ہیں عزیز و اقارب میں رشتہ نہیں کرتے جب تک کہ سات پشتوں کا فرق نہ ہو جائے۔ شراب نوشی کو سخت عیب سمجھتے ہیں۔ (سفرنامہ ابن بطوطہ)

مرہٹے عرصہ دراز تک دکن کی اسلامی ریاستوں کے ماتحت فرمانبردار رعایا بن کر رہے اور ریاستوں کی فوج میں بھرتی ہو کر دکن کی متعدد لڑائیوں میں شریک ہوتے رہے ان میں سے کچھ نے ترقی کر کے فوج کے ذمہ دار عہدے بھی حاصل کیے۔ ان مرہٹہ سرداروں میں احمد نگر کا ایک فوجی سردار شاہ جی بھی تھا جو نظام شاہی خاندان کا وفادار سپاہی تھا۔ شاہ جہان کے زمانہ میں اس نے ریاست کے بچاؤ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ جب نظام شاہی ریاست ختم ہو گئی تو وہ کاویری کی وادی میں ایک جاگیر پر قابض ہو کر بیٹھ رہا۔ بعد میں اس نے مشہور بیجاپوری جنرل رن دولہ خاں کے ہاں ملازمت کر لی اور اس کا نائب بن گیا۔ شاہ جی کے بعد اس کے بیٹے سیوا جی نے ستارہ میں خود مختارانہ حیثیت اختیار کر لی اور عالمگیر اورنگ زیب کے لشکر پر چھاپے مارنے لگا۔ بہت جلد اس نے ایک بڑی جمعیت فراہم کر لی اور مغل سلطنت کو ختم کر کے ایک آزاد مرہٹہ سلطنت کے خواب دیکھنے لگا۔ لیکن عالمگیر کی وفات تک مرہٹوں کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تاہم وہ اس وقت تک ایک مؤثر قوت بن چکے تھے۔ عالمگیر کے بعد جب مغل سلطنت اندر ہی اندر کمزور ہو گئی تو مرہٹوں کو بھی (بقیہ صفحہ ۹۸ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر میں جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ سوار تھی تیس ہزار پنڈارے[۱] اور پچاس ہزار پیادہ بندوقچی تھے۔ ان کے علاوہ علی بہادر[۲] بن شمشیر بہادر کا لشکر بھی تھا۔ لشکر کے ہمراہ ایک بھاری توپ خانہ بھی موجود تھا۔ اس لاؤ لشکر کو لے کر سوامی مادھوراؤ

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) پیر پھیلانے کا موقع ملا اور انھوں نے دکن کے اکثر علاقوں پر دست درازیاں شروع کر دیں ۱۶۸۰ء میں سیواجی کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا سنبھاجی گدی نشین ہوا اس وقت مرہٹوں کو حوصلہ افزائی کے لیے وسیع میدان مل گیا تھا۔ اگر دکن میں آصف جاہ اول جیسا بہادر اور ہوشیار جرنیل نہ ہوتا تو شاید سارا دکن اسی وقت مرہٹوں کے قبضہ میں آجاتا لیکن آصف جاہ اول کے خوف سے مرہٹے دکن میں زیادہ آگے نہ بڑھ سکے البتہ انھوں نے گجرات اور وسطی ہند کے علاقوں میں دور دور تک اثر و نفوذ پیدا کر لیا پھر ایک زمانہ وہ آیا کہ مرہٹوں نے مغل بادشاہ کو اپنا باجگزار بنا کر دلی پر قبضہ جما لیا کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی کہ پورے ہندوستان میں ایک مرہٹہ سلطنت قائم ہو جاتی لیکن احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کی کثیر فوج کو اس بری طرح شکست دی کہ شمالی ہند میں مرہٹہ قوت بالکل ہی پارہ پارہ ہو کر رہ گئی اس وقت بالاجی راؤ نانا مرہٹوں کا پیشوا تھا جو پاگل ہو کر مر گیا۔ بالاجی کے بعد سوامی مادھوراؤ پیشوا بنا جس کا ذکر پیش نظر ہے۔ (مترجم)

(صفحہ ہذا) [۱] پنڈارے دکن کے خانہ بدوش اچکوں اور اوباشوں کا گروہ تھا جو دکن کے سرداروں کی فوج میں چھاپہ مار دستوں کا کام انجام دیتا تھا۔ مرہٹوں کی بیشتر کامیابیاں انھیں پنڈاروں کی دوڑ دھوپ کا نتیجہ رہی ہیں۔ ان کے لشکر کے ساتھ پنڈارے لوٹ مار اور غارتگری میں مصروف رہتے تھے ان کو مرہٹہ فوج کی طرف سے کوئی ماہانہ معاوضہ نہیں ملتا تھا۔ البتہ وہ لشکر کے پڑاؤ میں گھاس اور لکڑی جنگل سے لا کر بیچا کرتے تھے اور جب کہیں لشکر کشی ہوتی تو لشکر کے سردار کی اجازت سے دشمن کے علاقہ میں لوٹ مار کے لیے پھیل جاتے اور غریب رعایا کو اپنی غارت گری کا نشانہ بنا لیتے تھے۔ جہاں سے یہ ٹڈی دل گزرتا وہ علاقہ بے چراغ اور ویران ہو جاتا لشکر کشی کے زمانہ میں ان کو لشکر کے سردار کی طرف سے نعلبندی کے عنوان سے ایک مقررہ رقم بھی مل جایا کرتی تھی۔ پنڈاروں کے گروہ میں مہاراشٹر اور وسطی دکن کی نیچ قومیں شامل تھیں۔

[۲] مرہٹہ فوج کے ساتھ علی بہادر جیسا مسلمان نام دیکھ کر پڑھنے والوں کو حیرت ہوگی۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ بیجاپور میں ایک نہایت خوبصورت مسلمان رقاصہ مستانہ نامی تھی۔ جب عادل شاہی ریاست کا خاتمہ ہوگیا تو وہ گردش زمانہ کی ٹھوکریں کھاتی پونا میں جا کر ٹھیر گئی جلد ہی اس کے حسن و جمال رقص و موسیقی کا شہرہ اطراف و اکناف میں پھیل گیا۔ یہاں تک کہ بالاجی راؤ نانا جو اس وقت مرہٹوں کا پیشوا تھا اس کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوگیا ان دونوں کے ناجائز تعلقات کے نتیجہ میں ایک لڑکا تولد ہوا۔ رقاصہ نے اپنے لڑکے کو مسلمان بنائے رکھا اور اس کی پرورش کرتی رہی۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس کے باپ یعنی بالاجی راؤ نانا نے اس کو شمشیر بہادر کا خطاب دے کر بارہ ہزار سوار کا منصب اور جاگیر عطا کر دی۔ شمشیر بہادر احمد شاہ ابدالی سے جنگ کے موقع پر پانی پت کرنال میں مرہٹہ سردار بھاؤ کے ہمراہ تھا اور شامت اعمال سے وہ اس لڑائی میں مارا گیا اس کا بیٹا یہی علی بہادر ہے جو مرہٹہ فوجوں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ساٹونور پہنچا اور وہاں کے حاکم کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیا اور مرار راؤ رراجہ گنگنڈہ) کو بھی بلا کہ اپنے ساتھ لیا۔ اور گرکنات کے گھاٹ سے دریائے تنگبھدرا کو عبور کر کے چیتل درگ پہنچا وہاں کا پالیکار بھی مرہٹہ فوج کے ساتھ ہو گیا اب یہ سب صوبہ سرا پہنچے۔ میر رضا علی خاں نے جو اس وقت حیدر علی خاں کی طرف سے سرا پر صوبہ دار تھا پہلے دن قلعہ سے باہر آ کر مرہٹہ فوج کا معائنہ کیا اور مقابلہ پر تیار ہو گیا۔ ماد ھوراؤ نے قلعہ کے شمالی نالا ب پر اپنا توپ خانہ قائم کر کے دور ہی سے قلعہ کی دیوار کو توڑنے کے لیئے گولہ باری شروع کر دی تھی۔ میر موصوف دس بارہ دن تک تولڑائی پر کمر بستہ رہا لیکن بعد میں غنیم کی کثرت دیکھ کر مرہٹوں سے اس نے قول واقرار حاصل کیا اور قلعہ کی کنجیاں غنیم کے نمایندوں کے حوالہ کر دیں اور اس لشکر میں ملازمت قبول کر لی۔ مرہٹوں نے میر رضا علی کو بڑی خاطرداری اور حرمت کے ساتھ اپنے لشکر میں متعین کر دیا۔ سرا پر قبضہ کے بعد مرہٹہ کی فوج کوہ مدگیری کی طرف بڑھی اور ایک ماہ کے محاصرہ اور لڑائی کے بعد اس پہاڑ کو فتح کر لیا۔ وہاں اپنا تھانہ قائم کر دیا اور آگے پیش قدمی کی۔

نواب بہادر حیدر علیخاں مرہٹوں کی روک تھام کے لیئے اپنا سارا لشکر، سوار، پیادے اور توپخانہ لے کر پہلے تو بنگلور کی طرف چلے گئے لیکن پھر دشمن کی کثرت کا خیال کر کے اس جگہ مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا حکما کا قول ہے ؎

خصم سرکش را تواں ز افتادگی تسخیر کرد
شیشہ چوں گردن کشد پیمانہ می باید شدن

(سرکش دشمن کو کچھ پست ہو کر ہی مسخر کیا جا سکتا ہے کیونکہ شیشہ جب ابھرتا ہے تو اسے پیمانہ بنا لینا آسان ہے)

غرض حیدر علی خاں بنگلور سے سرینگ پٹن واپس چلے گئے اور قلعہ کی حفاظت کے لیئے خندقیں کھدوا کر توپ خانہ جما یا کرناٹکی پیادوں اور دوسری فوجوں کو مناسب جگہ مقرر کر کے مقابلہ کے لیئے تیار ہو کر بیٹھ گئے۔ قلعہ سے باہر ماگری درگ کے جنگل میں بھی سواروں کے ایک دستہ کو مقرر کر دیا تا کہ وہ وہاں چھپ کر غنیم کی فوجوں پر چھاپے مارتے رہیں۔

پہلا مقابلہ

مرہٹوں کا یہ دل بادل اپنے علاقہ سے نکل کر کوہ نجگل تک چلا آیا تھا۔ اس ساری یلغار میں کوئی ایسی قوت درمیان میں نہ تھی جو ان کو روکتی چنانچہ بغیر کسی مقابلہ کے مرہٹے برق رفتاری کے ساتھ اس سارے علاقے کو روندتے ہوئے سرینگ پٹن کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے لیکن جب وہ کوہ نجگل پر پہنچے تو وہ اس آسانی سے وہاں قابض نہیں ہو سکے۔ نجگل کا قلعہ دار سردار خاں نواب بہادر کا ایک وفادار اور بہادر ملازم تھا وہ مقابلہ پر ڈٹ گیا۔ جب ماد ھوراؤ نے اس کے پاس قلعہ سپرد کر دینے کے لیئے قولنامہ بھیجا تو اس نے اس قولنامہ کے جواب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصار قلعہ پر سے توپ کے چند دندناتے ہوئے گولے غنیم کی فوج پر چھوڑ دیے اور اس طرح لڑائی کا اعلان کر دیا۔ مرہٹہ سردار نے غضب ناک ہو کر قلعہ کی فصیل کو منہدم کروائے بغیر ہی قلعہ پر بلہ بول دیا۔ اور ہزاروں مرہٹہ سپاہی سیاہ زنبوروں کی طرح بھنبھناتے ہوئے قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے لگے۔ قلعہ دار نے حملہ آوروں پر اپنی توپوں کے دہانے کھول دیے اور بندوقوں سے بڑھتے ہوئے دشمن پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ تیر اندازوں نے تاک تاک کر دشمن کے سپاہیوں کو نشانہ بنانا شروع کیا چنانچہ مرہٹہ فوج کے اکثر سپاہی آگے بڑھتے ہی خاک و خون میں لوٹنے لگے اور قلعہ کے اطراف دیواروں اور سیڑھیوں پر مقتولین کے خون سے اچھی خاصی گلکاری سی ہو گئی اور دشمن شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا ——— مرہٹوں نے دوبارہ پھر بڑی تیاری کے ساتھ قلعہ پر چڑھائی کی لیکن ان کی قسمت میں وہی پیالہ اور وہی آتش تھی۔ اس دن مرہٹوں کا یہ دوسرا حملہ بھی خالی گیا۔ دوسرے دن مادھوراؤ خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور اپنی ساری فوج کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ساری مرہٹہ فوج اس پہاڑی قلعہ پر چڑھ دوڑی لیکن بہادر قلعدار نے ہمت نہیں ہاری بلکہ نہایت استقامت اور جوانمردی کے ساتھ دشمن کو روکتا رہا۔ قلعہ والوں نے توپوں اور بندوقوں سے ایسی شدید آتش باری کی کہ پہاڑ کے دامن سے قلعہ کے حصار تک جوق در جوق حملہ کرنے والوں کی لاشوں کا انبار لگ گیا۔

مرہٹہ سردار اس صورت حال کو دیکھ کر سخت پریشان ہو گیا اور اس نے چیتل درگ کے پالیکاروں کو معقول انعامات اور دو سال کے خراج کی معافی کا لالچ دے کر قلعہ کی تسخیر میں مدد چاہی۔ پالیکاروں نے اپنے بیڈروں[1] کو جو اس علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف تھے اور کوہ پیمائی میں ماہر تھے روانہ کیا۔ بیڈرے پہاڑ کی پشت جانب سے سیڑھیاں لگا کر قلعہ کی فصیل اور برج پر چڑھ آئے اور دہشت ناک انداز میں شور و غوغا کرنے لگے۔ بہادر قلعدار نے اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور نہایت دلیری کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتا رہا لیکن قلعہ کے اکثر محافظوں نے جب قلعہ کے اندر غنیم کے سپاہیوں کو دیکھا تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور دشمن نے ان کو تلواروں کی دھار پر رکھ لیا۔ قلعدار بھی زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا۔ مادھوراؤ نے اس کی بہادری کو بہت سراہا اور اس کو اسیر بنا کر لشکر کے ساتھ ہی رکھ لیا۔ اس جنگل میں مرہٹوں نے اپنا تھانہ قائم کر کے یہاں سے آگے کی طرف کوچ کر دیا۔

---

[1] بیڈر ۔ یہ دکن کی خانہ بدوش قوم ہے سانپ کی پوجا کرتے ہیں ہر طرح کے مردار کو کھا لیتے ہیں عورتیں اور مرد نیم برہنہ رہتے ہیں ان کا رنگ نہایت سیاہ ہوتا ہے بڑی کالی ہوتی ہے لیکن نہایت جفاکش اور توانا ہوتی ہے یہ ٹھگ، پنڈاری، لٹیرے کا کام کرتے ہیں قزاقی ان کا عام پیشہ ہے (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالا پور پر قبضہ

مرہٹوں کے لیے اب راستہ اتنا صاف اور آسان نہیں رہا تھا۔ نواب بہادر کے چھاپہ مار سپاہی جگہ جگہ لشکر پر چھاپہ مارنے کے لیے گھات میں لگے ہوئے تھے۔ ان دستوں نے بارہا مرہٹہ چھاپہ ماروں کے ساتھ ہنگامے برپا کر کے اور لشکر کے ہراول اور باربرداری پر چھاپے مار کر ایسی بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ مادھوراؤ کے پنڈارے جو قزاقی، مکاری اور جانبازی میں مشہور تھے ان کے ہاتھوں تنگ آگئے اور اپنے لشکر سے باہر نکلنا ان کے لیے محال ہو گیا۔ مرہٹے بھی باوجود اس کثرت اور لاؤ لشکر کے حیدر علی خاں کے بہادر سپاہیوں کے خوف سے مرے جا رہے تھے۔ مادھوراؤ بالا پور کلاں کی فتح اور وہاں کے بندوبست سے فارغ ہو چکا تھا۔ اب اس کا ارادہ یہ تھا کہ پٹن کے اطراف کے قلعے میں پہلے ان پر قبضہ کر کے آس پاس کے پالیگاروں کو اپنا موافق بنا لے اور پھر سلطنتِ خداداد کے قلعہ پر حملہ کرے۔ اس ارادے کے مطابق مرہٹہ لشکر سریرنگ پٹن کی طرف جانے کے بجائے بالا پور خورد کی طرف چلا گیا۔ وہاں کے فوجدار بدر الزماں خاں نائطہ مرہٹہ فوج کی اس کثرت کو دیکھ کر ہراساں ہو گیا۔ اگرچہ وہ ایک بہادر، دلیر اور نمک حلال آدمی تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کا حال عموماً ایک رنگ پر نہیں رہتا اس نے بھی مصلحت وقت کے پیش نظر ہتھیار ڈال دینے ہی میں سلامتی دیکھی چنانچہ قلعہ کی کنجیاں غنیم کے حوالے کر کے صحیح و سلامت وہ کڑپہ کی طرف چلا گیا۔ یہاں سے مرہٹے کولار گئے اور وہاں کے جاگیردار نواب دلاور خاں سے کچھ رقم ہتھیا کر جاگیر اسی کے نام بحال رکھی اور آگے بڑھ کر کوہ مڑواکل کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں نواب بہادر کا تھانہ تھا۔ مرہٹوں نے اس جگہ بڑی سفاکی اور خونریزی کی اور قلعہ والوں کا قتل عام کر کے قلعدار کی گردن اڑا دی۔ وہاں سے کرم کنڈہ پر یورش کی۔ یہ قلعہ بھی حیدری فوج کے قبضہ میں تھا۔ اس جگہ مرہٹوں کو زیادہ دقت پیش نہیں آئی جلد ہی قلعہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ مادھوراؤ نے میر علی رضا خاں کو جو اس کے لشکر کے ہمراہ تھا کرم کنڈہ کی جاگیر عطا فرمائی کیونکہ میر موصوف کے آباؤ اجداد عرصہ دراز سے اس قلعہ کی فوجداری کے منصب پر فائز رہے تھے اس لیے وہ یہاں کی قلعہ داری کا دل و جان سے امیدوار تھا۔ مادھوراؤ نے کرم کنڈہ جاگیر میں دے کر یہ تاکید کی کہ وہ ایک ہزار سوار اور دو تین ہزار پیادہ فوج بھرتی کر کے اس علاقہ کا بندوبست کرے وہ آس پاس کے پالیگاروں کو زیر کر کے مطیع و فرمانبردار بنائے۔

حیدر علی خاں میدان میں

اب کوئی قابلِ ذکر مقام نہیں رہا تھا جو مرہٹوں کی تگ و تاز کا نشانہ نہ بنتا اس لیے مرہٹہ فوجوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براہِ راست پٹن کی طرف پیش قدمی شروع کر دی نواب بہادر حیدر علی خاں مرہٹوں کی نقل و حرکت سے پوری طرح باخبر تھے۔ چنانچہ وہ اپنی سوار جمعیت کے ساتھ ناکری کے جنگل میں گھات لگائے بیٹھے رہے ان کو کچھ زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا بہت جلدی مرہٹوں کا ہراول جسے فوجی اصطلاح میں ہنی لشکر (فوج کی ناک) کہتے ہیں جنگی سازوسامان سے لدا پھندا پیشوا کے جھنڈے اڑاتے اور توپ خانہ دھکیلتے ہوئے سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ مرہٹہ ہراول اس سے بے خبر تھا کہ ان کی بربادی کے فرشتے قریب ہی چھپے بیٹھے ہیں۔ وہ بے خطر آگے بڑھتا چلا آیا اور اتری درگ کے قریب دوسرے دن صبح سرینگ پٹن کا محاصرہ کرنے کے ارادہ سے ٹھہر گیا۔

کامیاب شبخون

نواب بہادر نے وہ سارا دن جنگل میں خاموشی کے ساتھ گزارا اور اپنے کسی لشکری کو باہر نکلنے نہیں دیا۔ جب رات ہوئی تو نصف شب کے بعد غافل مرہٹوں پر ایسا کامیاب اور موثر شبخون مارا کہ غنیم باوجود اس بھاری تعداد کے جو چالیس پچاس ہزار سے کم کا لشکر نہیں تھا۔ بری طرح حواس باختہ ہو کر پراگندہ ہو گیا بعض سپاہی تو چاولوں کے تھیلے اور گونیاں خالی کر کے ان میں چھپ گئے اور بہت سارے کسی نہ کسی طرح تگ و دو کر کے بھاگ نکلے اور کافی تعداد ایسی تھی کہ اس نے عاجزی کے ساتھ غازیان حیدری کے گھوڑوں کے سامنے سر جھکا دیئے اور جان کی امان پائی۔ لشکر کا سپہ سالار گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر ہی سوار ہو کر بے سروسامانی کی حالت میں بھاگ نکلا اور اس نے اپنی لشکرگاہ میں جا کر سانس لی۔

حیدر علی خاں کو اس کامیابی کی اتنی زیادہ توقع نہیں تھی یہ بلاشبہ ایک فتح غیبی تھی جو خدا کی مہربانی سے نصیب ہوئی۔ حیدری سواروں نے غنیم کا چھوڑا ہوا سازوسامان جھنڈے اور توپ خانہ قبضہ میں لے لیا اور سرینگ پٹن لوٹ گئے ——— جب مادھوراؤ کو اپنے لشکر مینی کے اس بری طرح شکست کھا کر بھاگنے کی خبر ملی تو اسے بڑا صدمہ ہوا اور اس نے شکست خوردہ سردار سے غضبناک ہو کر کہا کہ "آہ تو نے پیشوا کی ناک کٹوا دی" اب سرینگ پٹن کی طرف دوبارہ پیش قدمی کی مرہٹوں کو ہمت نہیں ہوئی، وہ اپنی لشکرگاہ چینناسنی سے آگے بڑھ کر انباجی درگ کے کوہستان میں پناہ گزین ہو گئے۔

پیمانِ صلح

اس دوران میں نواب بہادر آرام سے بیٹھے نہیں رہے بلکہ انھوں نے دوسری رات کو بالا پور کی طرف کوچ کر دیا اور راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے بالا پور کلاں کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا۔ وہاں پہنچتے ہی اسے فتح کر کے غنیم کے تمام تھانہ داروں کی گردن اڑا دی اور اسی صبح کوناگری درگ کی طرف کوچ کر گئے مرہٹوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ خبر ملی تو وہ سخت حیران رہ گئے اور نہایت پریشان ہوئے ۔ اس دوران میں اس کارساز حقیقی نے حیدر علی خاں کو ایک اور کامیابی عطا کی ۔ غنیم کی فوج سے ایک مرہٹہ سردار پانچ چھ ہزار لٹیرے سواروں کو لے کر بارہ محل کے علاقہ میں داخل ہو گیا تھا ۔ لیکن وہاں چھاپہ مار حیدری دستوں نے جو ان کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے ہر طرف سے گھیر کر اسے بری طرح تباہ و تاراج کر دیا ۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ مرہٹے ایک بے پناہ سیلاب کی طرح اپنے ٹڈی دل کو لیے ہوئے بڑھتے چلے آ رہے تھے لیکن مذکورہ بالا دو تین معرکوں سے ایسے خائف اور بد دل ہوئے کہ باوجود اس کثرت کے ان کی ہمت نہیں تھی کہ لشکر گاہ سے باہر نکلیں ظاہر ہے اس سے بڑھ کر کون ایسا موقع ہو گا جہاں اللہ پاک کی یہ آیت كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً (کتنی ہی ایسی چھوٹی جماعتیں ہیں جنھوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو مغلوب کر دیا) صادق آتی ہو ۔ حیدر علی خاں کے خوف سے اس میں شک نہیں مرہٹے جہاں کے تہاں رک گئے تھے لیکن ان کی موجودگی بہر حال خطرے سے خالی نہیں تھی ۔ ضروری تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس مصیبت کو سر سے ٹالا جائے چنانچہ حیدر علی خاں نے بڑے تدبر سے کام لیا اور اس خیال سے کہ ؎ رباعی

دانا ہر گز ادائے ناخوش نکند | جز نرم دلی بخصم سرکش نکند
آتش چو زبانہ زد بر او آب زنند | دفع آتش کسی بہ آتش نکند

(عقل مند آدمی کوئی نامناسب حرکت نہیں کرتا بلکہ سرکش دشمن کے ساتھ وہ نرمی ہی اختیار کرتا ہے
کیونکہ آگ جب خوب بھڑکتی ہے تو اس پر پانی چھڑکتے ہیں کوئی شخص آگ کو آگ سے نہیں بجھا سکتا)

مرہٹوں سے مصالحت کر لینا ضروری جانا اور ہوشیار نمائندوں کو کچھ ہدیے اور تحفے جو ان کے ہی لشکر سے چھینے ہوئے تھے سات لاکھ نقد روپیہ دے کر یہ پیغام بھیجا کہ "بے سبب رعایا کی تباہی و بربادی بہادروں اور حکمرانوں کا شیوہ نہیں جو کچھ ہو چکا ہو چکا اب تمہاری بڑائی اسی میں ہے کہ خلق اللہ کے کشت و خون سے باز آؤ اور مردم آزاری سے ہاتھ روک کر اپنے ملک کو لوٹ جاؤ اور جو روپیہ فی الحال روانہ کیا جا رہا ہے اسے اپنے خزانہ میں داخل کر لو اور اس کو اپنی لشکر کشی کا منافع سمجھو اور ہماری مملکتِ خداداد کو دشمن کے بجائے اپنا مددگار و معاون سمجھو" نمائندوں نے حسن و خوبی کے ساتھ صلح کی گفت و شنید کی اور مذکورہ رقم مرہٹوں کو دے کر ان کو بہر حال صلح پر رضا مند کر لیا اور خدا خدا کر کے جنگ و جدل کی یہ آگ ٹھنڈی پڑی ۔ اس مہم میں مرہٹے ہر لحاظ سے نقصان ہی میں رہے ۔ اس ساری ہنگامہ آرائی میں دو سال تین مہینے وہ مصروف رہے نہ اس علاقہ میں ان کا بند و بست حقیقی معنوں میں قائم نہیں ہو سکا بلکہ کئی ایک پہلوؤں سے ان کے لشکر کو کافی نقصان ہی اٹھانا پڑا اسی لئے انھوں نے اپنی بہتری اسی میں دیکھی کہ نواب کی پیش کش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبول کر کے صلح کر لی اور قیدیوں کو خلعت و انعام دے کر نواب کے لشکر میں بھیج دیا اور پونا کو لوٹ گئے۔

بازیافتہ علاقوں کا انتظام

نواب حیدر علی خاں نے مرہٹوں کے پیچھے ہی کوچ کیا اور بالا پور خورد پہنچے۔ وہاں سے غنیم کے پامال کیے ہوئے تعلقات کا دورہ کرکے رعایا کو تقاوی کی رقم، ہل جوتنے والے بیل، بیج اور آلاتِ زراعت دے کر خوش کر دیا۔ ان کو پیداوار بڑھانے اور زمینات کو آباد کرنے کے متعلق تاکید کی اور ایک سال کا محصول بھی معاف کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر بنگلور لوٹ آئے۔

انہی دنوں میں محمد یوسف خاں کمنداں مدھرا کا نمایندہ بن کر بدر الزمان خاں کا ہمزلف علی زمان خاں نائطہ نواب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ نواب محمد علی خاں ناظم ارکاٹ نے کمنداں مدھرا پر بے سبب بغاوت کا الزام لگا کر لشکر کشی کی ہے اور وہ حضور کی مدد کا خواستگار ہے۔ لیکن اس وقت حیدر علی خاں کے لیے ممکن نہیں تھا کہ اس کی مدد کرتے کیونکہ وہ حکومت کے چند اہم معاملات کی وجہ سے فوج کو اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے انھوں نے کمنداں مذکور کی مدد کے معاملہ کو لیت و لعل میں ڈال دیا۔ اسی دوران میں ناظم ارکاٹ نے مدھرا کو فتح کر لیا اور سیدناس راؤ زناردار تجاوزی اور دوسرے ایک جمعدار اور کلاہ پوش دستہ سے سازش کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ کمنداں مذکور کو سولی پر چڑھا دیا۔ چنانچہ اس کی تاریخ وفات " کمنداں رباعی" ہے۔ مدھرا پر ناظم ارکاٹ کے قبضہ ہو جانے کی خبر ملی تو علی زمان خاں نائطہ نواب بہادر کے پاس ہی ٹھیر گیا۔ وہ بڑا خوش وضع، خوش گو اور نیک سیرت آدمی تھا اس کے ان پسندیدہ اوصاف کو دیکھ کر نواب بہادر نے اس کو اپنا مصاحب بنا لیا اور اکثر وہ اس کے ساتھ ہنسی مذاق کر کے دل بہلایا کرتے تھے۔ علی زمان خاں چونکہ کافی موٹا تازہ آدمی تھا۔ اس لیے گھوڑے پر سواری کرنا اس کے لیے مصیبت تھی نواب بہادر نے اس کو سواری کے لیے خاصہ کا ہاتھی عنایت فرمایا۔

نواب دلاور خاں

اسی زمانہ میں فیض اللہ خاں ہیبت جنگ اپنے خسر سے رنجیدہ ہو کر نواب بہادر کی پناہ میں آ گیا تھا اور نواب دلاور خاں سے اپنی متوفیہ بیوی کے جڑاؤ زیورات اور نفیس و نادر مال و اسباب حاصل کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا۔ مناسب موقع پا کر اس نے اپنے معاملہ کے تصفیہ کے لیے نواب بہادر سے فریاد کی اور نواب دلاور خاں کے خلاف ان کو کافی برافروختہ کر دیا۔ نواب بہادر نے خاصہ کے ہاتھی کو عماری بندھوا کر چند سواروں کے ساتھ کولار بھیجا اور نواب کو حاضر ہونے کے لیے کہلوایا۔ نواب دلاور خاں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سوچ کر کہ نہ جانے کی صورت میں ممکن ہے کوئی فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اور خواہ مخواہ رسوائی کا ڈھول گلے پڑے نواب بہادر کی حکم عدولی کی جرأت نہیں کی اور بے چون وچرا ہاتھی پر سوار ہو گیا۔ جب نواب کی سواری سریرنگ پٹن پہنچی اور حیدر علی خاں کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ انتہائی خلوص وصفائی قلب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، اپنے خیمہ کے سرا پردے تک آ کر اس کا استقبال کیا، اندر لا کر بڑی عقیدت مندی کے ساتھ اپنی مسند پر بٹھایا اور مراسم نیاز مندی ادا کیے۔ بڑی شخصیتوں کا یہی خاصہ ہوتا ہے کہ وہ کبر و نخوت سے اکڑتے نہیں بلکہ نیاز مندی سے جھکے رہتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

کہ آں مرد تمام است از تمامی　　　کند با خواجگی کار غلامی

(وہی آدمی سب سے زیادہ بلند و کامل ہے جو سرداری کے باوجود غلامی اختیار کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا)

نواب دلاور خاں کو اس اعزاز کے ساتھ بٹھا کر اس سے عرض کیا کہ جناب اس بندہ کو اپنے خیر خواہوں میں شمار کریں، کچھ عرصہ یہاں مہمان رہیں اور اس نادان (فیض اللہ خاں) کو کہ ابھی لائق تربیت ہے بزرگانہ پند و نصائح سے سیدھی راہ پر لے آئیں۔ غرض حیدر علی خاں کو خان مذکور سے ملاقات کر کے دلی خوشی حاصل ہوئی اور جب پیش نظر قضیہ کے بارے میں حقیقی حالات معلوم ہوئے تو وہ جان گئے کہ ہیبت جنگ کا استغاثہ صریحاً بہتان ہے چنانچہ انھوں نے اس معاملہ کو سرے سے نظر انداز کر دیا لیکن اس کے لڑکوں کو جسے دلاور خاں اپنے ساتھ لیتا آیا تھا ان کے باپ یعنی ہیبت جنگ کے پاس بھجوا دیا۔ پھر ایک علیحدہ خیمہ کھڑا کر دیا اور امیرانہ ساز و سامان مہیا کر کے نواب دلاور خاں کے قیام کا انتظام کیا ان کے لیے لائق خدمت گاروں کو متعین کرا دیا اور ضروری اخراجات کے لیے ماہانہ ہزار روپیہ کی اجرائی کا حکم دیا۔ دونوں وقت کے کھانے پر بھی وہ نواب دلاور خاں کو اپنے ساتھ بٹھلاتے تھے اسی زمانہ میں نواب دلاور خان کے بھائی نور الابصار خاں ولد دل دلیر خاں کو اپنی دامادی میں قبول کر کے اس کی عزت افزائی کی اور اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دی۔

نگمہ کور روانگی

کچھ عرصہ بعد نواب بہادر نے کولار و موڑ دوانگل کے پالیکار کے خلاف فوج کشی کی اور اس علاقہ کا بندوبست درست کیا۔ اسی زمانہ میں اپنے ایک مصاحب خاکی شاہ فقیر، ہیبت جنگ اور مہا میرزا خاں بخشی پائیگاہ کو جسے اورنگ آباد سے بلا کر نواب نے بڑے عزت و وقار کے ساتھ اپنے پاس رکھا تھا، میر علی رضا خاں کو بلانے کے لیے بھیجا۔

(واضح رہے میر علی رضا خاں نے مرہٹہ فوجوں کی آمد کے موقع پر پیشوا کی ملازمت اختیار کر لی تھی اور اس کی طرف سے کرم کنڈہ کی فوجداری پر فائز ہو گیا تھا اور اسے عمدہ جاگیر اور اعزاز و مرتبہ دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ چونکہ نواب حیدر علی خاں سے بھائی ہونے کا رشتہ بھی رکھتا تھا اس لیے بے اندیشہ و مطمئن حاضر ہو کر اس سے باریابی کی عزت پائی۔ نواب بہادر نے اس کی تالیفِ قلب کے لیے کرم کنڈہ جاگیر میں عطا کیا اور ضلع ڈنڈکل کا انتظام بھی اس کے سپرد کر دیا اور لشکر کی فراہمی کا اجازت نامہ دے کر بڑی حد تک خود مختاری عطا فرمائی۔ ان چھ مہینوں میں اس علاقہ یعنی پگنور، مدن پلی اور کمنیر پالہ وغیرہ کے پالیکاروں کے بندوبست سے فارغ ہو کر سرینگ پٹن لوٹ آئے اور دو سال بغیر کسی اندیشہ کے عیش و آرام کے ساتھ دارالسلطنت میں بسر کیے۔ اس دوران میں لاکھوں روپیہ صرف کر کے فوجی اور جنگی ساز و سامان مہیا کیا۔ بہادر سواروں، بندوقچیوں اور پیادہ فوج کو بھرتی کرنے میں مشغول رہے۔

یاسین خاں منشی کدری انھیں دنوں میں نہتر نگر عرف ترچنا پلی سے آکر ملازم ہوا تھا۔ محمد عمر کمندان اسی زمانہ میں ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا محمد علی جو اپنے باپ کی زندگی ہی میں فوج میں صوبیدار تھا مرحوم کے رسالہ کی کمندانی کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔

جب تمام فوجی ساز و سامان ترتیب پا گیا اور لشکر کے نئے سرے سے تنظیم مکمل ہو گئی تو نواب بہادر نے نگر کے مفتوحہ علاقہ کے بندوبست کا ارادہ کیا اور ایک آراستہ و پیراستہ لشکر کے ساتھ دارالسلطنت سے روانہ ہوئے اور نواب دلاور خاں کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اس بار یہ معمول تھا کہ کوچ اور جنگ کے موقعہ پر بوڑھے دلاور خاں خاصہ کے ہاتھی پر سوار ہوتے، خاص پائیگاہ کے سواران کے کوتل (ہمراہی) ہیں اور حفاظتی دستہ ہاتھی کے اطراف رہتا اور خود حیدر علی خاں گھوڑے پر سوار بندوقچیوں کے رسالہ اور توپ خانہ کے آگے آگے چلتے۔ اسی ترتیب سے نگر پہنچے اور وہاں سے مشرف لشکر رنکٹ راؤ اور ہیبت جنگ کی سرداری میں ایک فوج کو ساؤنور کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں کے حاکم کی گوشمالی کر کے اس سے خراج وصول کریں۔ ضلع نگر کے بعض قلعوں میں تھانے مستحکم کرا کے نواب بہادر ایک سال بعد پٹن کو واپس تشریف لے آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۱

مرہٹوں کا دوسرا حملہ

۱۱۸۰ھ
۶۷-۱۷۶۶ء

مادھوراؤ پہلی بار فوج کشی کرنے کے بعد صلح کے بموجب کرناٹک بالا گھاٹ سے پونا واپس چلا گیا تھا لیکن صوبہ سرا پر اس کا قبضہ برقرار تھا۔ وہاں اس کا فوجی تھانہ قائم تھا جب نواب بہادر نے لشکر تیار کر کے نگر کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے بندوبست کو سرانجام دیا تو صوبہ سرا کے مرہٹہ قلعدار کو خوف ہوا کہ کہیں حیدری لشکر نگر کے بعد سرا کا رخ نہ کرے چنانچہ اس نے ہراساں ہو کر مادھوراؤ کو مفصل حال لکھ بھیجا تھا۔ اس کو بھی اس بارے میں بڑی تشویش ہوئی اور وہ بخوبی جان گیا کہ جب تک حیدر علی خاں کی جمعیت منظم ہے اس کا لشکر پراگندگی اور انتشار سے محفوظ نہیں رہ سکتا چنانچہ لشکر کو منظم کر کے اپنے تمام سرداروں سمیت وہ بالا گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا اور ان قلعوں کو جو نواب بہادر کے قلعداروں کے قبضہ میں تھے فتح کر کے اپنی فوجیں اطراف و اکناف میں روانہ کر دیں۔

معرکۂ ساؤنور

جیسے ہی نواب حیدر علی خاں کو مرہٹوں کے حملہ کی اطلاع ملی انھوں نے اپنے جانباز لشکر کو لے کر سیموگہ اور لسبواپٹن کی راہ سے تنگبھدرا کو عبور کیا اور سری ہر اور سرنی کے مقامات پر پہنچے پھر وہاں سے پلٹ کر میدک کے علاقہ میں جو نسگار پور کے نام سے مشہور ہے پڑاؤ ڈال دیا۔ مرہٹے بھی چند قلعوں کو فتح کرنے کے بعد مقابلہ کے لیے اس جگہ آ پہنچے۔ اور انہوں نے دو کوس کے فاصلے پر اپنا کیمپ قائم کیا۔ دوسرے دن ان کے سوار جنگ کیلیے آ پہنچے۔ نواب نے بھی اپنے لشکر کو تیار کر کے میدان جنگ میں آگے بڑھایا اس مہم میں چیتل درگ کا پالیکار بھی اپنے لشکر سمیت نواب بہادر کے ہمرکاب تھا۔ جب مرہٹوں نے نواب کے لشکر کو اطراف سے گھیر کر حملے کرنے شروع کیے تو بہادر سپاہیوں نے بڑی دلاوری کے ساتھ ان کی مدافعت کی۔ دن بھر اسی طرح جھڑپیں ہوتی رہیں۔ نواب بہادر نے جیسے ہی رات ہوئی وہاں سے کوچ کر دیا اور سیدھے چردلی انوٹی اور چرا کی طرف آ کر اور جنگل کو پیچھے چھوڑ کر کیمپ لگا دیا اور لشکر کی حفاظت کے لیے بلندی پر خندق اور مورچے بنا کر توپ خانہ نصب کروایا اور مرہٹوں کی پیش قدمی کے منتظر رہے۔ مرہٹوں نے جب دیکھا کہ مخالف فریق نے ایک مناسب جگہ پر اپنا مورچہ جما لیا ہے تو پھر وہ اپنے کیمپ سے باہر آنے سے ڈرے اور ان پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خونریز لڑائی

ساونور کا حاکم بھی سازش کر کے مرہٹوں کے ساتھ ہوگیا تھا اس کے سپاہی اور مرہٹے چند دن تک جوق در جوق میدان میں آتے اور لڑتے رہے اور فریقین کے جانبازوں نے خوب دادِ شجاعت دی مرہٹوں نے اپنی دور مار توپیں ایک پہاڑی پر جما دی تھیں اور وہ وہاں سے نواب کے لشکر پر گولہ باری کر رہے تھے جس کی وجہ سے نواب کے بھیر وبنگاہ[1] کو کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا تھا۔ نواب بہادر نے غنیم کے توپ خانہ پر قبضہ کرنے کے لیے شبخون مارنے کا ارادہ کیا اور ایک رات پانچ ہزار نشانہ باز بندوقچیوں اور پندرہ سو دلیر اور جانباز سواروں کو چار توپوں کے ساتھ ہمراہ لیا اور باقی لشکر کو بہیئت جنگ بخشی کی سرکردگی میں وہیں چھوڑا۔ خزانہ اور توشک خانہ اور دوسرے تمام انتظامی معاملات نواب دلاور خاں کو تفویض کیے اور گھنے جنگل میں سے ہوتے ہوئے غنیم کے توپ خانہ کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن وہ گھڑی کچھ ایسی منحوس تھی کہ راستہ کی خرابی کی وجہ سے کہ بعض جگہ تو جنگل کو کاٹ کر راستہ بنانا پڑا مرہٹوں کے توپ خانہ کے قریب پہنچتے پہنچتے رات گزر گئی اور دن نکل آیا۔ دشمن نواب کے لشکر کی آمد سے خبردار ہوگیا اور ان کے سوار گھوڑے دوڑاتے اور نعرے لگاتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ نواب نے فوراً ہی قلعہ بندی اصول و قواعد کے مطابق اپنی فوج کے پرے جما دیے اور توپوں کو سر کرنے کا حکم دیا لیکن عجیب اتفاق تھا کہ بارود برف کی طرح ٹھنڈی یخ ہوگئی تھی اور بڑی کوششوں کے باوجود چل نہ سکی یہاں تک کہ خود نواب بہادر گھوڑے سے اتر کر توپ پر چڑھ گئے فلیتہ ہاتھ میں لے کر توپ کو چلانا چاہا لیکن اس کو سر نہ ہونا تھا نہ ہوئی مجبور ہو کر توپوں کو نظر انداز کر دیا اور بندوقوں سے فائر کرنے پر ہی اکتفا کیا۔ بڑی تندہی سے دشمن کے حملوں کو روکتے رہے لیکن مرہٹے کوؤں کی طرح ہجوم در ہجوم جمع ہوتے جا رہے تھے اور چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب کی جمعیت پراگندہ ہوگئی اور بہت سے دشمن کے ہاتھوں مارے گئے۔ وینکٹ راؤ دیوان بھی مارا گیا، علی زمان خاں ناظر زخمی ہوگیا اور بعض لڑائی کا ساز و سامان فراہم کرنے کے لیے لشکر گاہ کی طرف بھاگ نکلے۔ مرہٹہ سپاہیوں نے جب میدان کو اپنے موافق پایا تو بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے جو زد میں آیا اسے مار گرایا۔

طنبورہ کی کرامت

نواب حیدر علی خاں بھی بڑی حکمت و تدبیر سے اس ہلاکت خیز معرکہ سے جان بچا کر نکلے اور جنگل میں اکیلے

---

[1] "بھیر وبنگاہ" فوج کا وہ دستہ جو باربرداری، رسد رسانی اور دوسرے انتظامی کاموں کو انجام دیتا ہے ان میں اکثر اجرت پر لیے ہوئے مزدور شامل رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حسنِ اتفاق سے اسی اثنا میں ایک طنبورہ بجانے والا اپنے طنبورہ کے ساتھ ان کے پاس آگیا۔ نواب نے اس کے پہنچنے کو غنیمت جانا اور اسے حکم دیا کہ پوری قوت سے طنبورہ بجاؤ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جیسے ہی طنبورہ کی ہیبت ناک آواز گونجی حیدر علی خاں کے خیال کے مطابق حملہ آور مرہٹوں کو گمان ہوا کہ شاید غنیم کی فوج کمک کے لیے آپہنچی ہے اور وہ کچھ اس بری طرح ڈرے کہ وہ سازوسامان جو میدان سے اٹھا رہے تھے اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے۔ نواب نے اپنے منتشر سپاہیوں کو جلدی سے اکٹھا کیا وہ ان کو لے کر میدان میں پہنچے ہی تھے کہ ہیبت جنگ نشانہ بازدستوں، سواروں اور توپ خانہ کو لے کر کمک کے لیے آپہنچا۔ نواب نے تازہ دم فوج کے آتے ہی مرہٹہ سپاہیوں کا تعاقب کیا۔ گولندازوں اور نشانہ بازوں کو گولہ باری کا حکم دیا۔ انھوں نے ایسی گولہ باری کی کہ بھاگتے ہوئے سواروں کے گھوڑے وہیں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ان میں سے اکثر مارے گئے اور میدان حیدری لشکر کے ہاتھ رہا۔ غنیم توپیں کھینچتے ہوئے زخمیوں اور لاشوں کو اسی طرح میدان میں چھوڑ کر پسپا ہو گیا۔ مرہٹوں کو بری طرح شکست ہوئی لیکن وہ ان توپوں کو اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے جو نواب کے ہمراہ آئی تھیں۔ جب غنیم کا لشکر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو نواب بہادر نے اپنے لشکر کی لاشوں اور مجروحین کو اور غنیم کے زخمیوں کو بھی اٹھوالیا اور ان کو اپنے لشکر گاہ میں لے آئے۔ زخمیوں کا علاج اور مرہم پٹی کے لئے معقول رقم عنایت فرمائی۔ اس معرکہ کے بعد دشمن کچھ ایسا خوفزدہ ہوا کہ اپنا لشکر اٹھا کر بنکاپور کی طرف چلا گیا۔ چونکہ اس وقت برسات کا موسم سر پر آگیا تھا اس لیے مرہٹوں نے اس جگہ اپنی چھاؤنی قائم کر دی اور نواب بہادر بھی اسی جگہ مقیم رہے۔

گوپال راؤ کی غارت گری

مادھوراؤ نے گوپال راؤ ناظم مرج کو اس کے لشکر کے ساتھ تنگبھدرا کے اس جانب کے علاقہ پر حملہ کرنے کے لیے بھری برسات میں روانہ کر دیا تھا۔ گوپال راؤ نے گھاٹ ہوٹل سے تنگبھدرا کو عبور کیا اور اس علاقہ کے دیہاتوں کو آگ لگا کر وہاں کی ساری رعایا کو تباہ و برباد کر دیا۔ سرین پلی اور رائے درگ کے پالیگار سے زبردستی خراج کی رقم وصول کی اور چینل درگ کے تعلقات میں داخل ہو گیا۔ اس کی مردم آزاری اور بربریت کی وجہ سے سارے کرناٹک میں شور و غوغا مچ گیا۔ اس ساری غارت گری کے بعد وہ چینل درگ کے علاقہ میں مدرگ کے قریب مقیم ہو گیا۔ جب یہ خبریں حیدر علی خاں کو ملیں تو انھوں نے اپنا سارا لاؤ لشکر وہیں چھوڑا چھ ہزار سوار، نو ہزار سلمدار، چار ہزار نشانہ باز اور چھ توپیں اپنے ساتھ لیں اور یلغار کرتے ہوئے نہایت دشمن سے گوپال راؤ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تیسری رات کو اچانک اس کے لشکر پر حملہ کر کے ایسی گولیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برسائیں کہ اس کے سپاہی اوراق پراگندہ کی طرح منتشر ہو گئے۔ دشمن کی کافی تعداد موت کے گھاٹ اتر گئی اور وہی لوگ اپنی جان بچا سکے جنھوں نے ہتھیار زمین پر رکھ کر ہاتھ جوڑ جوڑ کر جان کی امان چاہی۔ ان کا سردار جس کا نام بالا لکھا ہوا ہے اپنی سرداری کے سارے سازوسامان اور لوٹ مار سے جمع کیے ہوئے مال و اسباب کو بڑی حسرت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کہ سے

ہر کسی چیزے ز اسباب جہاں برداشتہ است من ہمیں دل را ز اسباب جہاں برداشتم

(ہر شخص نے دنیا کے سازوسامان میں سے کچھ نہ کچھ اٹھا لیا ہے لیکن میں دنیا کے اسباب سے اپنا دل اٹھا چکا ہوں)

وہیں چھوڑ اور چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ سرا کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے لشکر کے بھیر، عورتیں اور بچے کھچے سپاہی سر پر پیر رکھ کر بھاگے اور قلعہ سرا کی خندقوں تک کہیں پناہ نہ لی۔ بعض کسی نہ کسی طرح بھاگ کر پونا کے لشکر میں جا پہنچے۔ فاتح نواب نے وہ سارا دن غنیم کے چھوڑے ہوئے کیمپ میں بسر کیا اور تمام اسباب، تنبو، ڈیرے خیمے، جھنڈے، آلات و ہتھیار اکٹھا کر کے ان کے چھوڑے ہوئے گھوڑوں، ہاتھیوں اور اونٹوں پر لدوا کر روانہ کیا۔ بقیہ کاٹ کباڑ کا انبار لگا کر اس میں آگ لگوا دی اور اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹ آئے۔

مرہٹوں کی واپسی

جب غنیم کو مجاہدین کی اس کامیابی کی اطلاع ملی تو اس کو یقین ہو گیا کہ وہ اس معرکہ سے اپنی جان سلامت نہیں لے جا سکے گا اور خواہ مخواہ جنگ ہنسائی ہو گی۔ انہی دنوں دشمن کے لیے ایک اور پریشان کن واقعہ پیش آیا۔ نواب بہادر کے لشکر کے چھاپہ مار قزاق بھیس بدل کر اور اپنا لب و لہجہ تبدیل کر کے غنیم کے لشکر کے چھاپہ مار دستوں میں شامل ہو گئے اور موقع پا کر وہاں ہنگامہ برپا کر دیا اور پانچ ہزار گھوڑے، انیس ہاتھی اور نوے اونٹ بھگا لے آئے اور ان کے اکثر آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر مرہٹے باوجود کثرت تعداد کے ایسے خوفزدہ تھے کہ رات میں تو کسی ایک جگہ سونا ان کے لیے مشکل تھا اور دن کو لشکر گاہ سے باہر نکلنا محال۔ اس کے علاوہ اس سال بارش نے بھی کچھ ایسا زور باندھا تھا اور ہوا اس قدر سرد ہو گئی تھی کہ لوگوں اور جانوروں کو ہاتھ پیر ہلانا مشکل ہو گیا تھا سرد ہواؤں کے تھپیڑوں سے ہی کئی آدمی یخ بستہ ہو کر مر گئے۔ چنانچہ مادھوراؤ کے اکثر سردار لڑائی سے جی چرانے لگے اور پورے لشکر میں سرد مہری اور بے دلی سی پھیل گئی۔ اس مہم میں ایک سال چند ماہ صرف ہو چکے تھے اور مرہٹوں کے ہاتھ اب تک کچھ نہیں آیا تھا اس لیے اس نے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور لاکھوں روپیہ اس لشکر پر خرچ کرنے کے بعد صرف دو لاکھ روپیہ لے کر اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ نواب بہادر نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیم کے جانے کے بعد اس علاقہ کا از سر نو بندوبست کیا اور نگر کے راستہ سے سرینگ پٹن چلے آئے۔

یہاں پہنچنے کے بعد ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا اچانک نواب دلاور خاں بیماری کے بہانے رخصت لے کر کولار چلا گیا۔ وہاں سے اپنا سارا مال و اسباب گھر بار اور عورتوں کو لے کر راتوں رات پایان گھاٹ کی طرف چلا گیا اور ارکاٹ میں سکونت اختیار کر لی۔ نواب بہادر کو اس کے اس طرح فرار ہو جانے پر سخت حیرت ہوئی کیونکہ ان کی طرف سے کوئی اندیشہ ناک بات نہیں ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ان کا سلوک ہمیشہ اچھا رہا تھا۔ اس کے فرار ہو جانے کی وجہ سے نواب بہادر نے اپنا تھانہ کولار کے قلعہ پر روانہ کیا اور اس کو اپنے قبضہ و اختیار میں کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب ۱۲

کلیکوٹ کی فتح

سنہ ۱۱۸۱ھ
سنہ ۱۷۶۷-۶۸ء

کرٹک دالہ اور کلیکوٹ[1] والہ کے زمیندار سلطنت بیجاپور کے ماتحت تھے اور صوبہ سرا کے حاکم کے توسط سے اپنا خراج وغیرہ سلاطین بیجاپور کو دیا کرتے تھے۔ سلطنتِ بیجاپور کے زوال کے بعد وہ مقررہ رقوم ناظم دکن نواب آصف جاہ کو کبھی رضامندی اور کبھی دباؤ سے ادا کرتے رہتے تھے۔ آصف جاہ کے آخری دورِ نظامت میں جب کہ نواب آصف جاہ مرہٹوں سے جنگ میں مصروف تھے۔ ان کو اس علاقہ کے بندوبست پر توجہ دینے کی فرصت نہیں تھی ان زمینداروں نے اس مہلت کو غنیمت جان کر خراج اور سالیانہ بند کر دیا اور اپنی اپنی جگہ خودسر ہو کر بیٹھ رہے۔ صوبہ سرا کے حکام بھی جو ناظم دکن کی طرف سے اس علاقہ کے زمینداروں کی گوشمالی کے لیے مقرر تھے۔ سرکاری فرائض انجام دینے میں سستی برتنے لگے بلکہ انھوں نے رشوتیں لے کر ان پالیکاروں کی طرف سے صریحاً چشم پوشی اختیار کر لی۔

نواب بہادر حیدر علی خاں نے جب ترقی کر کے اپنے زور بازو سے ان تمام کو زیر کیا تو یہ نواب کے عمال کو خراج ادا کرتے رہے لیکن کچھ عرصہ بعد جب کہ نواب بہادر کرناٹک پر مرہٹوں کی فوج کشی کی وجہ سے ان کی مدافعت میں مشغول تھے تو ان زمینداروں نے حسبِ عادت خودسری اختیار کر لی۔ شورش برپا کر کے نواب کے تھانہ داروں کو قتل کر دیا اور لوٹ مار کر کے اس سارے علاقہ پر قابض ہو گئے۔ جب اس صورتِ حال کی اطلاع نواب بہادر کو ملی تو وہ چونکہ مرہٹوں کی جنگ سے فارغ ہو چکے تھے اس لیے انھوں نے فوراً ہی نگر کے راستہ سے سمندر کے

---

[1] احاطۂ مدراس مالابار کے ضلع میں سمندر کے ساحل پر ایک پورٹ سے ۵ میل شمال پر یہ بندرگاہ واقع ہے جسے عام طور پر کالی کٹ کہا جاتا ہے موجودہ آبادی ۷۵ ہزار ہے جس میں ۳۰ ہزار ماپلے مسلمان ہیں یہ قدیم سے تجارتی بندرگاہ رہی ہے۔ اور مغرب سے آنے والوں کے لیے ہندوستان کا یہی دروازہ تھا۔ اس بندر کو راجہ چیرامن پیرومل نے جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا بسایا تھا۔ عرصہ دراز تک سامری راجاؤں کے قبضہ میں رہا بعد میں سلطنت بیجاپور کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ عالم گیر کے زمانہ میں یہ مغل ریزیڈنٹ کا صدر مقام تھا۔ سلطنتِ خداداد کے خاتمہ کے بعد انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس سے پہلے فرانسیسیوں کا بھی کچھ عرصہ تک اس جگہ قبضہ رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنارے کنارے کوچ کیا۔ چھ سات سو ماہی گیر کشتیوں کو لے کر دریا کی زاد سے سامانِ رسد وغیرہ منگوایا۔ نشانہ باز دستہ، پیدل فوج اور توپ خانہ لے کر اچانک ان باغیوں کے سر پر جا پہنچے۔

پالیکاروں کی سرکوبی

سب سے پہلے حیدری لشکر نے تعلقہ بل کے پالیکار پر حملہ کیا کیونکہ وہ حال ہی میں ٹپن سے ملحقہ تعلقات میں غارت گری کر کے سرکار کی رعیت سے مویشی اور مال و اسباب چھین لے گیا تھا جس کی وجہ سے رعایا میں بڑا خوف و ہراس پیدا ہو گیا تھا۔ بجز ان کی سرکوبی کے رعایا کے اطمینان کی اور کوئی صورت نہیں تھی۔ چونکہ وہاں کے پالیکار میں حیدری افواج کے مقابلہ کی تاب نہیں تھی اس لیے وہ قلعہ کو خالی کر کے مع اہل و عیال و مال و اسباب جنگل میں جا کر چھپ گیا اور وہاں کرٹک والہ کے پالیکار کے ساتھ مل کر مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔ حیدر علی خان نے بل کے قلعہ میں ایک مضبوط تھانہ قائم کیا اور بلا تاخیر لشکر لے کر اس جنگل میں گھس گئے۔

معرکۂ عقرب

اس گھنے جنگل میں موضع عقرب کے قریب فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اور ایک سخت خونریز لڑائی شروع ہو گئی۔ اول اول باغیوں کا پلہ بھاری رہا اور قریب تھا کہ حیدری فوج ہمت ہار بیٹھتی۔ میدانِ جنگ کو دگرگوں دیکھ کر حیدر علی خان نے چند تجربہ کار بہادر سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا اور درختوں کی آڑ لیتے ہوئے ان بدبختوں کی پشت پر جا پہنچے اور ان کے عقب پر حملہ کر کے ایسی تلوار چلائی کہ دشمن کے اکثر سردار اور فوجی جہنم رسید ہو گئے۔ جو بچے وہ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلے اور بہت سے سلطنتِ خداداد کی پناہ میں آ گئے۔

ٹیپو میدانِ جنگ میں

یہی وہ معرکہ تھا جس میں ٹیپو سلطان نے سب سے پہلے اپنی شمشیر آبدار کے جوہر دکھائے اور نمایاں کامیابی حاصل کر کے سرخرو ہوئے۔ جس دن نواب بہادر نے دشمن کے عقب پر حملہ کیا تھا اسی دن صاحبزادہ بلند اقبال (ٹیپو سلطان) (اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی) میدانِ جنگ سے کچھ دور ایک اور مہم سر کرنے میں مصروف تھے۔ خوش قسمتی سے ان کو پتہ چل گیا تھا کہ باغی پالیکار نے اپنی عورتوں اور لواحقین کو میدانِ جنگ سے دو تین کوس کے فاصلہ پر گھنے جنگل کی پناہ میں ٹھہرایا ہے۔ اس سراغ کے ملتے ہی اس شیر دل نوجوان نے دو تین ہزار جنگجو سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس مقام پر پہنچ کر محافظ فوج پر یلغار کر دی۔ محافظوں نے بھی ہتھیار سنبھال لیے اور بندوقوں، تلواروں، نیزوں سے حملہ کر کے ان کا راستہ روک لیا لیکن ٹیپو سلطان اور ان کے ساتھیوں نے ایک ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اسی جگہ خون کی ندیاں بہا دیں۔ آخر کار محافظ سپاہیوں نے راہ فرار اختیار کی بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو عورتوں کی ساڑھیوں میں جان کے خوف سے چھپ گئے اور بعض نے عورتوں کا لباس پہن کر جان بچانی چاہی۔ اس فتح پر صاحبزادہ بلند اقبال نے سجدۂ شکر ادا کیا اور پالیکار کے زنان خانہ کو سامانِ غنیمت کے ساتھ ہمراہ لاکر باپ کے سامنے حاضر کر دیا۔

پالیکار کی اطاعت

ادھر پالیکار اپنی فوج کی تباہی و بربادی سے سرگشتہ و حیران بیٹھا ہوا تھا کہ اسے اپنے گھر بار کی بربادی اور عورتوں کی گرفتاری کی وحشتناک خبر پہنچی یہ سنتے ہی اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔ وہ اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ دست بستہ حضور میں حاضر ہو گیا اور اطاعت و وفاداری کی قسمیں کھانے لگا۔ اپنا سارا مال و متاع، خزانہ اور ہاتھی دانت کا ذخیرہ جو پالیکار ہندکور کے آباؤ اجداد کا جمع کیا ہوا تھا جو وزن میں پچاس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا نذر کے طور پر پیش کر دیا۔ نواب بہادر نے اسے ترس کھا کر معاف کر دیا اور اس کے اہل و عیال کو اس کے سپرد کر دیا۔ تعلقہ کا بندوبست بھی اس کے تفویض کر کے رعایا کی نگہداشت علاقہ کی آبادی کے متعلق تاکید کی اور وہاں سے آگے کی طرف کوچ کیا۔

پالیکار کڑک والہ جب اپنے ساتھی کی تباہی و بربادی سے واقف ہوا تو ڈرا کہ کہیں اس کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ بس اس نے اپنی خیر اسی میں دیکھی کہ نواب بہادر کی اطاعت اختیار کرے چنانچہ کافی روپیہ اور اس علاقہ کے تحفے پیش کر کے خیر خواہوں کے زمرہ میں شریک ہو گیا۔ نواب بہادر نے قلعہ مٹرکڑہ میں تھانہ قائم کر کے علاقہ کا انتظام اسی کے نام بحال کر دیا اور لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

کلیکوٹ کی مہم

متصلہ علاقہ کنیا نور پر علی راجہ حاکم تھا علی راجہ کا تعلق ماپلہ[1] قوم سے تھا۔ نواب بہادر حیدر علی خاں

---

[1] ماپلہ، عربوں اور ہندوؤں کی مخلوط نسل کا نام ہے جس کا وطن مغربی ساحل پر ملیبار کے اضلاع ٹراونکور، کوچین اور کنارانک پھیلا ہوا ہے۔ موپلا کے معنی شاہ یا داماد کے ہیں۔ جب عرب تاجر شروع شروع میں ملیبار کے ساحل پر آئے تو انھوں نے مقامی قوم کلن کی عورتوں سے شادیاں کرلیں اس لئے یہ داما دیعنی موپلا کہلائے (بحوالہ ایشیاٹک ریسرچ)

ایک خیال یہ ہے کہ موپلا "مہاپلا" کا بگڑا ہوا تلفظ ہے مہا کے معنی بڑا پلا معنی بیٹا۔ ڈنکن صاحب کا خیال ہے کہ ما کے معنی ماں اور پلا کے بچہ ہیں اس لیے ماپلا کا مطلب ہوا "ماں کا بچہ"، انہوں نے اس ماں کے بچہ کی یہ کہانی بیان کی ہے۔ کہ مسلمان تاجروں کے ساتھ جو قاضی تھا اسے ایک شخص نے تنگ کرنے اور چھیڑنے کے لئے ماپلا (ماں کا بچہ) کہا جب سے یہ نام پڑ گیا۔ مورخ ڈے کہتا ہے مارجان۔ میرے یہ سب موغا کا بگڑا ہوا تلفظ ہے جس کے معنی بڑا بہادر کے ہیں (باقی برصفحہ ۱۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس علاقہ پر قبضہ و تسلّط سے اسے بڑی مسرت ہوئی۔ اس نے بڑی محبت و خلوص کے ساتھ نواب بہادر کی طرف رجوع کیا اور ان کی اطاعت قبول کرلی۔ حیدر علی خاں کا ارادہ کلیکوٹ کو فتح کرنے کا تھا۔ علی راجہ چونکہ اس ملک کے چپہ چپہ سے واقف تھا اس لیے نواب بہادر نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا اور کلیکوٹ کی طرف متوجہ ہوتے۔ وہاں کی سرکش قوم نائمار کو فوجی کارروائی کرکے مغلوب کیا، بعض کو قتل کرادیا اور بعض کو گرفتار کرلیا۔ چرکل کے پالیکار کو بھی زیر کرکے اس کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ وہ زندہ ہاتھ نہ آسکا تھا بلکہ مارا گیا تھا۔ اس لیے اس کے لڑکے کو جو سات سال کا تھا قید کرکے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ جس کا نام ایاز خاں رکھا۔ اس کے اور دوسرے بھائی بھی تھے۔ اطراف واکناف کے علاقہ کو زیر کرنے کے بعد حیدری فوج نے کلیکوٹ کا محاصرہ کرلیا۔ تو نائماروں کے سردار نے بخوبی محسوس کرلیا کہ اب اس قوم کا ستارہ ڈوب چلا ہے، سارا علاقہ غنیم کے قبضہ میں جاچکا ہے۔ اب نہ تو مقابلہ کی طاقت ہے نہ فرار کی راہ۔ مجبور ہوکر اس نے اپنے نمائندوں کے ہاتھ تحفے، لشکر کے لیے رسد اور خراج کی رقم بھیجی اور اپنے قصوروں کی معافی چاہی۔ نواب نے نمائندوں کو بلاکر مصلحتاً ان سے عتاب آمیز باتیں کیں پھر قولنامہ دے کر رخصت کیا۔ جب وہ ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو اس کو جان و مال کی امان عطا کی اور اس کی خطاؤں کو معاف کردیا۔ لیکن ملک پر دوبارہ اس کو قبضہ نہیں دیا البتہ معقول ماہانہ گزارہ اس کے لیے مقرر کردیا۔ جب اس علاقہ میں یہ شہرت ہوئی کہ نواب بہادر پناہ میں آنے والوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور سرکشوں کو اس طرح تباہ و تاراج کردیتے ہیں کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا تو تمام نائماروں اور ماپلوں نے صدقِ دل سے ان کی فرمانبرداری اختیار کرلی۔ اس مہم سے فارغ ہوتے

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) براؤن کا کہنا ہے کہ موپلا اصل معبر کا بگڑا ہوا تلفظ ہے، جس کے معنی "پانی پر" کے ہیں، چونکہ عرب کے تاجر سمندر کی راہ آتے اس لیے ان کو پانی پر سے آنے والا موپلا کہنے لگے۔ پرس بیاجز کی رائے میں موپلا مغلع کا بگڑا ہوا لفظ ہے، جو فلاح (یعنی زراعت) سے مشتق ہے۔ ماپلا کے متعلق ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں ان تیرہ عربوں کی اولاد ہیں جو کالی کٹ کے نومسلم راجہ چیرامن پیرول کا خط مقام شحر (عرب) سے ملیبار کے حاکموں کے نام لے کر آئے تھے اور یہاں بس گئے ماپلہ مخلص مسلمان ہوتے ہیں اکثر شافعی مذہب ہیں، جہازرانی میں بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آزادی کی لڑائی میں ماپلہ قوم نے بڑی بہادری اور ایثار کا مظاہرہ کیا تھا۔ (مترجم)

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ نائیمار، نینار، نائیر کے ایک ہی معنی ہیں "آقا یا سردار" ایک خیال یہ ہے کہ یہ لفظ "نادیار" سے بنا ہے جس کے معنی ملاح کے ہیں۔ اصل میں یہ ویلا ذات کا ہندو فرقہ ہے جو آریہ اور قدیم دراوڑ فرقوں کی مخلوط نسل ہے، نائیمار ملیبار کے سارے علاقہ میں

(باقی صفحہ ۱۱۶ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد نواب بہادر کچی بندر پہنچے اور کافی رقم وہاں کے باشندوں سے وصول کر کے تمام نائماروں کو اپنا مطیع بنا لیا۔ اسی نواح میں راجہ بلیدار نے بھی اپنے ملک کو بربادی و تباہی سے بچانے کی خاطر ۲۸ ہاتھی سات لاکھ روپیہ نذر بھیج کر نواب بہادر سے سے لوٹ جانے کی درخواست کی۔

فاتح نواب تقریباً دو سال اس علاقہ میں رہے اور اس کوہستان کے نائماروں اور کوئمبتور وغیرہ کے باشندوں کی دل دہی کر کے اس علاقہ پر سردار خاں کو صوبیداری عطا کی اور اس کے ساتھ ایک بھاری فوج مقرر کر دی اور وہاں سے ڈنڈ کل کے پالیکاروں کے بندوبست کے ارادے سے کوچ کیا۔

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) ار ہنیات کے مانا رہے ہیں۔ ماپلہ کے ساتھ ان کی رشتہ داریاں بھی ہیں اور دشمنیاں بھی۔ جس طرح کرناٹک اور میسور میں پالیکار قابض تھے اس طرح ملیبار کے بیشتر علاقوں پر نائماروں کا قبضہ تھا۔ ان کی مادری زبان تامل ہے۔ طبعاً بزدل اور کمزور ہوتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳

ترمک راؤ مرہٹہ کی فوج کشی

اواخر ۱۱۸۲ھ
۱۷۶۹ء

مادھوراؤ پیشوا کو کرناٹک بالا گھاٹ کی پہلی اور دوسری مہم میں جو ناکامی اٹھانی پڑی تو وہ بہت مایوس ہو گیا۔ اپنی اس نامرادی پر وہ سخت شرمندہ رہتا تھا۔ آخرکار اسی خلش میں اسے خفقان کا عارضہ ہوا اور وہ اسی منحوس بیماری میں باحسرت و یاس اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی وفات پر اس کا بھائی نارائن راؤ پیشوائی کی گدی پر بیٹھا۔ تخت نشینی کے بعد نیا پیشوا کچھ عرصہ تک اپنے اندرونی نظم و نسق میں مصروف رہا۔ جب اپنی عملداری کے داخلی معاملات سے اسے کچھ یکسوئی نصیب ہوئی تو اس نے بالا گھاٹ کی سابقہ ناکامیوں کی تلافی کے لیے بڑے غور و فکر کے بعد اپنے ماموں ترمک راؤ کو اس ملک کی تسخیر کے لیے فوج کا سردار مقرر کیا۔ ایک بھاری لشکر جو ایک لاکھ بیس ہزار سواروں اور پیادوں پر مشتمل تھا جس کے ساتھ کچھ کم نہیں پوری ایک سو چھتر توپیں تھیں اس مہم کے لیے تیار کر کے اپنے ماموں کے ساتھ کر دیا اور خود ستارہ جا کر مقیم ہو گیا۔

مرہٹوں کا سیلِ بے پناہ

ترمک ماما اپنے بھانجے سے رخصت ہو کر کوچ پر کوچ منزلیں طے کرتے ہوئے تنگ بھدرا کو عبور کر کے آگے بڑھا۔ جیسے ہی مرہٹوں کے اس دل بادل کی آمد کی خبر پہنچی بالا گھاٹ کے علاقے کے پالیکاروں کے سوکھے دھانوں میں گویا پانی پڑ گیا چنانچہ چیتل ورگ والہ کا سردار راؤ، رتن گیری والہ مڑکیسی والہ اور گھرٹ کمیر پالا کے نام پالیکار جن کو نواب حیدر علی خاں نے قابو پانے کے باوجود اپنے غیظ و غضب کا نشانہ نہیں بنایا تھا بلکہ ان کو امن و امان دے کر ان کے سابقہ مناصب پر بحال رکھا تھا سارے کے سارے مرہٹوں کے ساتھ سازش میں شریک ہو گئے۔ ہر ایک ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرہٹوں کے لشکر کی پاسبانی اور ان کو غلہ و رسد پہنچانے کی خدمات انجام دینے لگا اور اپنی اپنی جمعیت کو حملہ آوروں کے ہم رکاب کر دیا۔ ان پالیکاروں کا ہی کیا ذکر اس سعادت سے ساؤنور اور کڑپہ کے (مسلمان) حکام نے بھی محروم رہنا نہیں چاہا اور وہ بھی مرہٹوں کی کمک و مدد کے لیے اپنا لاؤ لشکر لے کر آ پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحشیانہ یلغار

تربک ماما اس بے پناہ جمعیت کو لے کر جو ٹنڈی دل کی طرح سارے علاقہ کو روندتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی پٹن کی راہ میں پڑنے والے چند قلعوں پر جو بے مرمت پڑے تھے اور وہاں مستقل فوجی تھانے قائم نہیں تھے قبضہ کر لیا اور پٹن کی جانب رخ کیا۔ راستہ میں جو دیہات اور تعلقات بھی پڑے وہ ایسے برباد اور بے چراغ ہوئے کہ اب تک (زمانہ تصنیف) آباد نہیں ہو سکے ہیں۔ جس خطہ زمین پر بھی ان منحوس وحشیوں کا سایہ ذرا سی دیر کے لیے بھی پڑتا وہ برس ہا برس کے لیے ویران ہو کر رہ جاتا اور جس مقام پر یہ غارت گر لٹیرے ایک دو گھڑی کے لیے ٹھیر جاتے بس سمجھو تباہی و بربادی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہاں اپنے ڈیرے ڈال دیتی۔ اس سارے علاقے کی رعیت ایسی تباہ و برباد ہوئی جیسے کبھی آباد ہی نہیں تھی اور ان ظالموں کے دست ستم سے ہر طرف الامان والحفیظ کا ایسا شور اٹھا کہ زمانہ اور اہل زمانہ کے کان اس درد بھری آہ و فغاں سے پھٹ گئے۔

مرہٹوں نے اس سارے علاقہ کو نواب بہادر کے شیر دل بہادروں سے اس وقت خالی پایا اور کوئی دوسرا بھی ان کے راستہ میں مزاحم نہیں تھا۔ اس لیے وہ پوری بے باکی اور جسارت کے ساتھ اپنی وحشیانہ کارروائیوں میں مصروف رہے اور بالا گھاٹ کے باشندوں کو لوٹ لینے کا ارادہ کیا۔ حیدر علی خاں کو جب غنیم کی اس لشکر کشی کا علم ہوا تو وہ اس علاقہ سے اپنے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ لوٹ کر سرینگ پٹن پہنچ گئے۔ وہاں ضروری بندوبست کر کے چن پٹن کے راستہ سے ماگڑی درگ کے جنگل میں اس ارادہ سے جا کر پناہ گزین ہو گئے کہ جب وقت مرہٹے دارالسلطنت پٹن کے محاصرہ کے لیے آگے بڑھیں گے تو وہ ان کے عقب سے حملہ کر کے ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دیں گے۔ وہ اس جنگل میں اسی انتظار میں تھے لیکن بدقسمتی سے تربک کو ان کے مذکورہ درگ میں پہنچنے کی اطلاع مل گئی اور اس نے پٹن جانے کے بجائے لشکر اور توپ خانہ لے کر سیدھے اس جنگل کا رخ کیا۔

میل کوٹہ کی لڑائی

نواب بہادر کو مرہٹوں کے اس ارادہ کی جیسے ہی خبر ہوئی انھوں نے راتوں رات ماگڑی درگ کے جنگل سے نکل کر مرہٹوں کے ہراول پر شبخون مارا اور ان کی صفیں چیرتے ہوئے اپنے سارے لشکر کے ساتھ کوہ میل کوٹہ پر چڑھ گئے دوسرے دن غنیم بھی ماگڑی درگ کے راستہ سے لوٹ کر میل کوٹہ آ پہنچا اور اس پہاڑی مورچہ کا محاصرہ کر لیا۔ نواب بہادر نے پہلے دن اپنے نشانہ باز دستوں اور توپ خانہ کو لے کر مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی صفوں پر حملہ کیا، گولہ باری اور بندوقیں سر کرتے ہوئے آگے بڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش افتادہ میدان سے غنیم کو بھگا دیا لیکن یہ احتیاط برتی کہ اپنے سپاہیوں کو محاصرہ کرنے والے لشکر کے حلقہ سے دور ہی رکھا۔ اسی طرح نواب بہادر پندرہ بیس روز تک اس پہاڑ پر جمے رہے اور ہر روز دشمنوں کو شکست دینے کے لیے موثر اقدام کرتے رہے لیکن جب غلہ اور سامانِ رسد ختم ہونے لگا۔ اور جانوروں کے لیے دانہ گھاس باقی نہیں رہا تو دارالسلطنت پٹن کو لوٹ جانے کا ارادہ کیا۔

تباہ کن مقابلہ

حیدر علی خاں نے رات کے وقت مذکورہ پہاڑ کی پشت پر گھنے جنگل کو کٹوانے کا انتظام کر کے میر علی رضا خاں کو متعین کیا کہ وہ جنگل کے راستہ توپ خانہ لے کر پٹن پہنچ جائیں اور خود اپنے سواروں اور نشانہ باز دستوں کے ساتھ پہاڑ سے اتر کر دامن میں صفیں آراستہ کیں اور حملہ کرتے ہوئے پٹن کے راستہ پر نکل گئے پہاڑ کا عقبی راستہ انتہائی دشوار تھا، اس راہ میں نشیب و فراز اور غار بھی بکثرت تھے۔ ممکن نہیں تھا کہ توپ خانہ جلدی سے اس راہ کو طے کر لیتا کیونکہ بڑی محنت کے بعد کہیں ایک دو کوس راستہ طے کرنا نصیب ہوتا تھا۔ خدا خدا کر کے جنگل ختم ہوا لیکن اس کے ساتھ رات بھی بسر ہو گئی اور دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی کھلے میدان میں توپ خانہ کو جاتے ہوئے نہ دیکھنے والے نے بھی دیکھ لیا اور راستہ کے نگہبان نے غنیم تک یہ خبر پہنچا دی کہ "نواب کا توپ خانہ پٹن کی طرف جا رہا ہے"۔ تریمک ماما نے یہ اطلاع پاتے ہی سارے لشکر کو توپ خانہ چھین کر لانے کے لیے آگے دوڑا دیا اور خود بھی اپنی خاص جمعیت کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوا۔

توپ خانہ نرغہ میں

نواب بہادر چار یا پانچ کوس راستہ طے کر کے قریہ گری کوڑہ کے قریب کہ وہاں سے ایسانی پٹن تین چار کوس کے فاصلہ پر ہی تھا پہنچ چکے تھے کہ یہ تشویشناک خبر سنی کہ دشمن نے سرکار کے توپ خانہ پر حملہ کر کے اس سارے عدو سوز کارخانہ کو چھین لیا ہے۔ اس نازک وقت میں کوئی دوسرا ہوتا تو ہمت ہار بیٹھتا لیکن جوانمرد حیدر علی خاں اس خبر کو سنتے ہی زخمی شیر کی طرح پلٹے اور یلغار کرتے ہوئے دشمن پر برق سوزاں بن کر گرے اس وقت توپ خانہ کے اطراف غنیم کی فوج اس کثرت سے ہجوم کیے ہوئے تھی کہ ہر طرف انسانی تودے کھڑے ہوئے نظر آتے تھے۔ نواب کے بہادر سپاہیوں نے غنیم کے ایک پہلو پر یک بارگی اپنا پورا زور ڈال کر کائی کی طرح اس کی صفوں کو پھاڑ دیا اور حملہ آوروں کو منتشر و پراگندہ کر کے توپ خانہ کے لشکر سے جا ملے اور پھر بلا توقف اس عالم انتشار میں لشکر کی صف آرائی کی سواروں کو تذبذب میں رکھا نشانہ باز دستوں اور پیادہ فوج سے میمنہ، میسرہ، ہراول اور چنداول ترتیب دیے اور توپیں راست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے گولہ باری کرتے ہوئے سیدھے دارالریاست کی طرف بڑھنے لگے۔ غنیم کے لشکریوں نے جوق در جوق گھوڑے دوڑاتے ہوئے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح حصار بند سپاہیوں کی صفوں کو توڑ کر توپ خانہ تک پہنچ جائیں لیکن ماہر گولہ اندازوں کی گولہ باری سے باوجود اس کثرت کے آگے بڑھ آنے کی ان کو کسی طرح ہمت نہیں ہوئی اور وہ مایوس لوٹ گئے لیکن اسی دوران میں دشمن کے ایک رسالہ نے موتی تالاب کے بند سات آٹھ لمبے چوڑ توپیں نصب کر لیں اور نواب کے لشکر کا راستہ مسدود کر دیا۔ موتی تالاب کی گولہ باری سے نواب کے کئی رسالہ بردار رسالے (زیر و زبر ہو گئے۔ اس پریشان کن صورتِ حال کو دیکھ کر نواب بہادر نے چند دلیر جوانوں اور دو توپوں کو اپنے ساتھ لیا ایک لمحہ ضائع کیے بغیر بڑی جد و جہد کے ساتھ توپیں کھینچتے ہوئے آگے بڑھے اور مرگِ ناگہاں کی طرح موتی تالاب کے مورچے پر ٹوٹ پڑے اور ایک ہی دلیرانہ حملہ میں غنیم کی توپوں کو بارود اور مسالے کے صندوقوں سمیت قبضہ میں لے لیا اور اسی جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان کا تمام لشکر اور توپ خانہ وہاں پہنچ گیا۔ حیدر علی خاں اس جگہ صرف اتنے وقت کے لیے جس میں کہ کھانا کھایا جائے ٹھہرنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے ہوشیار اور تجربہ کار ساتھیوں نے تجویز کیا کہ آج اسی جگہ جھنڈے گاڑ کر اور خیمے لگا کر قیام کیا جائے اور صبح پورے اطمینان کے ساتھ دارالسلطنت میں داخل ہوں۔ یہ ایک معقول اور ہوشمندانہ رائے تھی لیکن آسمان ہر وقت ایک ہی مدار پر تو گردش نہیں کرتا بلکہ کارکنانِ قضا و قدر ہمیشہ اپنے پانسے بدل کر پھینکنے کے عادی ہوتے ہیں لہذا مشیتِ ایزدی کے مطابق سلطنتِ خداداد کے زوال کا بھی وقت آ پہنچا تھا۔ سچ ہے اپنی بری گھڑی سے کوئی شخص بھی قبل از وقت آگاہ ہو سکتا ہے اور نہ کسی کے امکان میں یہ ہے کہ وہ قبر کی رات اپنے گرم بستر ہی میں بسر کر جائے۔ حکم خداوندی سے جو کچھ ازل میں قسمت کر دیا گیا ہے۔ تقدیر انسانی کی کیا مجال کہ وقتِ موعود پر اس کو خوشس آمدید نہ کہے۔ چنانچہ نواب بہادر نے بھی اپنے رفیقوں کی یہ معقول تجویز قبول نہیں کی کہ

چوں زوال آید بکس بندد جنوں راہِ خرد　　عقل نیک اندیش می سازد کمی ورد زبد

(جب کسی کا زوال آتا ہے تو جنون عقل کی راہ روک دیتا ہے برے دن نیک عقل نیک اندیش بھی کوتاہی کر جاتی ہے)

انھوں نے بھی اس موقع پر حزم و احتیاط کا دامن چھوڑ دیا اور کھانا تناول فرمانے کے بعد بس اٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر آراستہ کر کے پٹن کی طرف کوچ کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولناک تباہی

غنیم کی فوجیں جو کثرت تعداد میں حشرات الارض کی طرح چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں ہجوم کر کے نواب کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک رہی تھیں، یہاں تک کہ جب کوہ چرکولی کے قریب لشکر پہنچا تو قضا را غنیم کی دور مار توپ کا ایک گولہ بان بردار اونٹوں پر آکر گرا جس سے کافی نقصان ہوا۔ اس چپقلش میں بان بردار دستہ کے آدمی بھٹک کر ہیبردالوں سے جھگڑنے لگے وہ ادھر الجھے ہوئے تھے اور ادھر ایک سلگتی ہوئی بان اڑ کر بارود اور آتشین مسالہ کے صندوقوں میں جا پڑی بس پھر کیا تھا آگ اور دھوئیں کا ایک طوفان سا آگیا اور ایسا دھماکہ ہوا کہ پہاڑ پر ٹھیرے ہوئے بہت سے لشکری ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے سر کے بل زمین پر آگرے اور سارے لشکر کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ غنیم کے چھاپہ مار دستوں کو تو اچھا موقع ہاتھ آیا بے روک ٹوک لشکر میں گھس آئے نواب بہادر کے لشکریوں نے تلواروں، تیروں اور بندوقوں سے ان کے ساتھ بڑی زور آزمائی کی لیکن کوئی بہتری کی صورت پیدا نہیں ہو سکی اور سب کے سب مغلوب ہو گئے۔ اور دشمن کے سامنے سر جھکا دیا کہ جو کچھ گزرنا ہو گزر جائے۔ شہباز صاحب کے قریبی عزیز لال میاں نے اس معرکہ میں اپنی بہادری اور دلیری کے خوب ہی جوہر دکھائے لیکن دشمنوں کے ہجوم میں گھر کر جام شہادت نوش فرمایا۔ میر علی رضا خاں اور علی زمان خاں اور دوسرے فوجی سردار گرفتار ہو گئے، اکثر سپاہیوں، سواروں اور پیادوں نے بزدلی سے بھاگنے کے بجائے لڑ کر جان قربان کر دینے کو ترجیح دی اور جلادوں کی تلواروں سے کٹ کٹ کر جان بحق ہو گئے لیسین خاں ونیٹی گدری نے جو نواب بہادر کا مصاحب تھا اور شکل و صورت میں ان کے عین مشابہہ تھا، دشمنوں کے سامنے اپنے آپ کو حیدر علی خاں ظاہر کیا اور لڑتے بھڑتے گرفتار ہو گیا۔ ناوالوں نے اس کو واقعی نواب حیدر علی خاں سمجھا اور خوش خوش اس کو ترنبک راؤ کے پاس پہنچا دیا۔ لشکر کا سارا ساز و سامان جو بڑی محنتوں کے بعد فراہم ہو سکا تھا غنیم کے گھوڑوں کی ٹاپوں میں پامال ہو گیا۔ سارے جنگی لوازمات اور وہ عمدہ توپ خانہ دشمن کے ہاتھ لگ گیا۔ نواب بہادر حیدر علی خاں یہ کہتے ہوئے کہ رباعی:۔

گر کار تو نیک است بتدبیر تو نیست — ورنہ بد بیر بد است ہم بہ تقصیر تو نیست!
تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی — جز نیک و بد قضا بہ تقدیر تو نیست!

(اگر تجھ سے کوئی اچھا کام ہو جائے۔ تو جان لے کہ وہ تیری تدبیر کی وجہ سے نہیں ہوا، اور اگر تیری تدبیر ہی غلط ہے تو اس میں بھی تیرا کوئی قصور نہیں۔ اس لئے تسلیم و رضا کی عادت ڈال کیونکہ تیری قسمت میں جو بھی اچھائی اور برائی ہے وہ مشیت کی طرف سے ہی ہے اس میں تیرا کچھ دخل نہیں)

کوہ چرکولی پر چڑھ کر نہایت غیظ و غضب کے ساتھ اس معرکہ کا نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ نمازی خاں بیدار اس وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے بڑا اصرار کر کے وہاں سے ان کو ہٹایا اور چودہ چست و چالاک سواروں کے ہمراہ ان کو اس خطرے سے باہر نکال لایا اور پٹن پہنچا دیا۔

ٹیپو سلطان کی گمشدگی

اس حشر انگیز ہنگامہ میں فرزند بہادر ٹیپو سلطان باپ سے کہیں جدا ہو گئے ان کی جدائی میں نواب اس قدر بے تاب تھے کہ قلعہ میں داخل ہونا گوارا نہیں کیا اور قلعہ کے دامن میں قادر علی ولی پیرزادہ کی درگاہ پر جو دریائے کاویری کے کنارے واقع ہے بیٹھ گئے اور قلعدار میر اسماعیل خاں کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دی۔ قلعدار تو پہلے ہی سے ہر طرح کے انتظامات مکمل کر کے نواب بہادر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہا تھا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو باپ کی مایوس آنکھوں میں امید کی کرن چھوٹی ٹیپو سلطان دو تین سواروں کے ساتھ غنیم کے قزاقوں کے لباس میں سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ان کو صحیح سلامت دیکھ کر نواب کی جان میں جان آئی تب کہیں جا کر وہ اپنے صاحبزادہ کے ہمراہ قلعہ میں داخل ہوئے اور زر و جواہرات کے خزانوں کا منہ کھول دیا اور جو شخص بھی اپنی جان سلامت لے کر وہاں پہنچا اس کو دونوں مٹھیاں بھر کر سونا عطا فرمایا اور جو شخص گھوڑے اور ہتھیار سمیت حاضر ہوا خلعت کے علاوہ اس کو پانچ مٹھی سونا بخش دیا۔ (رباعی)

فریدونِ فرخ فرشتہ نبود — بمشک و عنبر سرشتہ نبود
زداد و دہش یافت آں نکوئی — تو داد و دہش کن فریدون توئی

(مبارک فریدون کوئی فرشتہ نہیں تھا۔ اس کا وجود مشک و عنبر سے نہیں بنایا گیا تھا۔ اس نے جو بڑائی اور نیک نامی پائی وہ صرف داد و دہش سے پائی۔ تو بھی سخاوت اور بخشش کرے تو فریدون تو ہی سمجھا جائے گا۔)

محمد علی کمنداں کی بہادری

محمد علی کمنداں نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا اور اس کو نواب بہادر حیدر علی خاں کی حیات و موت کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی تو اس نے طے کر لیا کہ وہ میدانِ جنگ سے پیٹھ نہیں موڑے گا اور دشمن سے لڑتے ہوئے جان دے دے گا (خمس)

دم ہمردی میزنم تا در تن من جاں بود — جان چکار آید اگر در مردیم نقصاں بود
روز رزم اندیشہ کردن کارِ نامرداں بود — ترک سر کردن بمیدان شیوۂ مرداں بود
مشکل است ایں کارہا پیشِ مرد آساں بود

جب تک میرے جسم میں جان ہے میں مردانگی کا دم بھرتا رہوں گا۔ اگر میری بہادری میں فرق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجائے تو پھر یہ جان کس کام کی؟ جنگ کے دن ڈرنا نامردوں کا کام ہے میدان میں سر کٹوا دینا ہی بہادری کا کام ہے۔ یہ کام اگرچہ مشکل ہے لیکن بہادر آدمی کے لیئے تو آسان ہی ہے)

بس یہ ٹھان کر بہادر کمنداں نے اپنے ہمراہیوں اور دوسرے حیدری جان نثاروں کو جمع کیا اور مذکورہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں چٹانوں کی پناہ میں مورچے جما لیے۔ ان بہادروں کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ اور خود کمنداں کو تلوار کے تین زخم آئے تھے لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور برابر رات گئے تک دشمن کا مقابلہ کرتا رہا اور غنیم کے بہت سے سپاہیوں کو بندوقوں سے گولیاں چلا چلا کر جہنم رسید کرتا رہا۔ نواب بہادر کے لشکر میں سے جو بھی اپنی جان بچا سکا وہ کسی نہ کسی طرح بہادر کمنداں کی جمعیت میں پہنچ کر مردانہ وار مقابلہ کے لیئے ڈٹ گیا۔ واقعی کمنداں نے اس نازک وقت میں جب کہ ہر شخص حواس باختہ ہو رہا تھا ایسی استقامت اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی عش عش کرنے لگے چنانچہ تربک ماما مرہٹہ سردار بھی اس کی بہادری سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنے ملازم محمد یوسف کمنداں کی معرفت قولنامہ ارسال کر کے اپنے لشکر میں اس کی دعوت کی۔

ایک حیرت انگیز دعوت

بہادر کمنداں رات کے وقت ہتھیاروں سے مسلح چند ہمراہیوں کے ساتھ پہاڑ سے نیچے آیا اور اپنے جانی دشمن کے کیمپ میں بے خطر چلا گیا۔ تربک ماما نے بڑے اعزاز کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اپنے سامنے بٹھایا (چونکہ یہ لوگ مسلح تھے اس لیے) اس کے ہمراہیوں کی رضامندی سے مہمانوں کے اطراف پہرہ لگوا دیا۔ تربک کے ملازم یوسف کمنداں نے اپنے سردار کے اشارہ سے مرہٹہ فوج کی ملازمت قبول کرنے کے لیئے محمد علی کمنداں کو بڑے سبز باغ دکھائے اور طرح طرح سے اس کو آمادہ کرنا چاہا لیکن اس وفادار جوانمرد نے اس کی پیش کش کو قبول نہیں کیا اور یہ کہہ کر ان کو ٹال دیا۔ "اگر زمانہ فرصت دے گا تو میں ایک بار ٹپن جا کر اس حادثہ کی تلافی کے بعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤں گا اور خدمت بجا لاؤں گا۔ دوسری شب دشمن کی اس مقید مہمانی سے رہائی پاکر وہ ایک ہزار چھ سو آدمیوں کے ساتھ پٹن چلا آیا۔"

کمنداں نے اثنائے راہ میں لشکر سے دو کوس کے فاصلہ پر مرہٹوں کے دو ہزار بندوقچیوں کے ہراول دستہ کو دیکھا کہ وہ تین تین بندوقوں کی چرخی کھڑی کیے ہوئے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے بستروں پر دراز ہیں بہادر کمنداں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے بے ہتھیار سپاہیوں کے ساتھ ان پر جا پڑا اور سنگباری کر کے ان کو ہلاک اور زخمی کر دیا اور ان کے سارے ہتھیار اٹھا کر گولیاں سر کرتے ہوئے قلعہ پٹن کے قریب پہنچا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اس کو نواب بہادر کی صحت و سلامتی کی اطلاع ملی۔ جب وہ ان کے حضور میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باریاب ہوا تو نواب بہادر نے اس کے صحیح سلامت پہنچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اس نمک حلال کو اپنی سلطنت کا پشت پناہ جان کر سینے سے لگا لیا اور مناسب خلعتوں اور انعامات سے اسے سرفراز کیا، سرکاری اسلحہ خانے سے بہترین بندوقیں نکال کر اس کے سپرد کیں۔ قلعے کے اطراف خندقیں اور مورچے تیار کرا کے توپیں نصب کرائیں۔ خود مرہٹوں سے مقابلہ کے لیے تیار بیٹھے رہے اور روزانہ فوجیوں کی نگہداشت اور سامان جنگ کی فراہمی میں مصروف رہے۔

دلچسپ قیدی

فتح مند غنیم نے نواب کے لشکر سے گرفتار ہونے والوں کو صوبہ سرا کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ لیکن میر رضا علی خاں کو جس نے پہلے بڑے قول و قرار کے ساتھ مادھو راؤ کی ملازمت قبول کی تھی اور گرم کنڈہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ بعد میں وہ حیدر علی خاں سے رشتے داری کا لحاظ کر کے ناظم پونا سے برگشتہ ہو گیا تھا اور نواب بہادر کی ماتحتی قبول کر لی تھی۔ اس کی اس غداری کی وجہ سے ترنبک ماما نے اپنے سامنے بلا کر اسے بہت برا بھلا کہا اور سخت خفگی کا اظہار کر کے سیدھے پونا روانہ کر دیا۔ لیسین خاں مذکور کو نواب حیدر علی خاں ہی تصور کر کے ایک علیحدہ خیمے میں نظر بند رکھا، اس کی خاطر داری کرتا رہا۔ اس سے اپنے خاندان اور صاحبزادے بلند اقبال ٹیپو سلطان کو بلا بھیجنے کے لیے درخواست کی۔ لیسین خاں جیسے دانا آدمی نے بھی اس کو خوب جُل دیا۔ اور اپنے خداوندانِ نعمت کی نمک حلالی کا لحاظ کر کے اس بھید کو کسی طرح ظاہر ہونے نہ دیا۔ وہ ترنبک کی ان تسلی آمیز باتوں پر دل ہی دل میں ہنسا کرتا تھا اور اس کو کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔ ترنبک ماما کو جب ہفتے عشرے کے بعد پتہ چلا کہ نواب حیدر علی خاں صحیح سلامت پٹن میں موجود ہیں۔ اور وہاں فوجی انتظامات و اپنے قلعے کے استحکام میں لگے ہوئے ہیں تو جان گیا کہ اس کا یہ معزز قیدی حیدر علی خاں نہیں بلکہ ان کا ایک فدائی ہے اپنی غلط فہمی اور نادانی پر اس کو بڑی شرمندگی ہوئی۔

پٹن پر یلغار

اب مرہٹے پوری تیاری کے ساتھ قلعہ سرینگ پٹن کی تسخیر کے لیے آگے بڑھے اور مورچے بنا کر گولہ باری شروع کر دی لیکن اسی دوران میں نواب بہادر کی داد و دہش اور فیض رسانی کی شہرت ترنبک کے لشکر میں پھیل گئی تھی۔ چنانچہ اکثر تجربہ کار اور بہادر سپاہی اور سردار جوق در جوق اس کے لشکر میں اپنا وقت گزار رہے تھے اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں سمیت قلعہ میں پہنچ گئے اور نواب کی فوج میں شامل ہو کر دشمن کی سرکوبی کے لیے محاذ پر دادِ شجاعت دینے لگے اس طرح اور نواب کی دوسری مساعی کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں دس بارہ ہزار بندوقچی اور سوار پٹن کے قلعے میں جمع ہو چکے تھے۔ نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کا دل کچھ اس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ میں لیا کہ ان کا ایک ایک سپاہی جان نثاری کے لیے مستعد و تیار ہو گیا۔

محمد علی کمندان کا حملہ

نواب حیدر علی خاں نے بہادر کمنداں کو ایک رات اپنے پاس بلایا۔ اور اس سے کہا غنیم کی جرأتیں بہت بڑھ چکی ہیں اور ہم نے اس کی گوشمالی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اس بارے میں تمہاری جو بھی رائے ہو ظاہر کرو تاکہ اسی طرح اس مہم کو سر کیا جائے۔ بہادر کمنداں نے اس مہم کو سرانجام دینے کی ذمہ داری اپنے سرلی اور ان کے پاس سے رخصت ہو کر راتوں رات صرف دو ہزار بندوقچیوں کے ساتھ بیسوری دروازہ سے باہر نکلا اور دریا کو عبور کر کے سومار پیٹ کی دیواروں کی آڑ لیتے ہوئے آگے پیش قدمی کی اور عیدگاہ کے قریب جہاں چیتل درگ کا پالیکار تین ہزار پیادوں کے ساتھ اور مرار راؤ دو ہزار پیادوں، ایک ہزار سواروں اور چار توپوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اچانک حملہ کر دیا اور نیزوں تلواروں سے غافل دشمنوں کو موت کی نیند سلا دیا اور جتنے سپاہی ان بہادروں کی تلوار کی زد سے بچ گئے انھیں قید کر کے ایک ہزار کی مشکیں کسوا دیں اور ان کے ہتھیار اور سامان جنگ اٹھوا کر گھوڑوں اور توپوں کے ساتھ قلعے میں بھجوا دیے اور خود وہاں دو گھنٹے ٹھہر کر صبح صبح کامران و فتحیاب قلعے میں لوٹ آیا چیتل درگ کا پالیکار اور مرار راؤ مایوس و نامراد اپنے مورچوں پر سے لوٹ گئے۔ نواب بہادر نے اس غیر متوقع فتح پر خوش ہو کر شادیانے بجوائے اور توپیں سر کیں۔

غنیم کا پلڑا اب بھی بھاری تھا اس نے کوہ کری کٹہ کے شمال میں نہر کے کنارے والے وسیع اور مستحکم مورچے پر جسے مورچۂ خاص کہا جاتا تھا دور مار توپیں نصب کر رکھی تھیں اور مسلسل گولہ باری کر کے اور منجنیقیں چلا کر قلعے والوں کو ایک آفت میں مبتلا کر دیا تھا بہادر کمنداں نے جب غنیم کی اس مردم آزاری کو دیکھا تو سخت برہم ہو کر اس نے متعدد بار حیدر علی خاں سے عرض کیا کہ اگر جناب والا کی اجازت ہو تو میں ترک کے مورچۂ خاص پر دلیرانہ حملہ کر کے اس کی مورچہ بند فوج کو شکست دیے دیتا ہوں لیکن نواب بہادر غنیم کی کثرت تعداد کو دیکھ کر اس کو اس ارادے سے روکتے رہے لیکن بہادروں کی فطرت ہی یہی ہے کہ وہ دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے ہمیشہ سیماب پا رہتے ہیں۔ بہادر کمندان کچھ اس طرح بے چین و مضطرب تھا آخر کار اس نے بڑے اصرار اور کوششوں سے فوج کشی کی اجازت حاصل کر ہی لی اور تین ہزار نشانہ باز نوجوانوں اور ایک ہزار کرناٹکی پیادوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں قلعے سے باہر نکلا اور ہوسلی کے راستہ پر دو کوس کا فاصلہ طے کر کے دریا تٹے کا ندی کو عبور کیا اور وہاں سے گادل اور ارگڑا کے مواضعات کے بالائی جنگل میں سے ہوتا ہوا اٹرور کے کوہستان کی طرف آ کر سیدھے غنیم کے لشکر کی پشت پر پیش قدمی کی اور کچھ اس طرح ظاہر کیا جیسے وہ مورچے والوں کی ڈیوٹیاں تبدیل کرانے کے لیے آ رہا ہے۔ غنیم کے محافظ سپاہی ڈیوٹی کی تبدیلی پر خوش ہو گئے اور اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ چھوڑ دیا۔ بہادر کمندان بے روک ٹوک مورچے میں داخل ہو گیا۔ اور اچانک اپنے سپاہیوں کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ حکم ملتے ہی بہادر فوجی آتشیں گولے برسانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مورچے کے محافظ سپاہیوں اور خندقوں میں گھات لگائے ہوئے لشکریوں کی لاشوں کے وہاں انبار لگ گئے۔ ان کو قتل و گرفتار کرنے کے بعد کمندان نے بڑی توپوں کو زمین کھدوا کر چھپا دیا اور لشکر کے سامنے رہنے والی ہلکی اور چھوٹی توپوں کو قلعے میں روانہ کر دیا۔ اگرچہ غنیم کو کچھ دیر بعد ہی اس ساری کارروائی کی اطلاع ہو گئی تھی۔ اور اس نے دوبارہ مورچہ قائم کرنے کے لیے دوبارہ سخت حملے کیے لیکن دشمن کی یہ ساری جدوجہد بیکار رہی گئی اور اسے اس محاذ سے مایوس لوٹ جانا پڑا۔ بہادر کمندان نے دشمن پر فتح پا کر دن نکلنے سے پہلے ہی اس مورچے اور پناہ گاہوں کو توڑ کر زمین کے برابر کر دیا اور جتنا سازوسامان وہاں جمع تھا اسے آگ لگوا دی اور صبح ہونے سے پہلے ہی سرخرو و کامران نواب بہادر کے حضور میں پہنچ گیا۔ حیدر علی خاں نے اس کے کارنامے پر فرزندی کا خطاب عطا کیا اور سارے پٹن میں کیا چھوٹے کیا بڑے ہر ایک کی زبان پر کمندان کی تعریف و توصیف کے چرچے ہونے لگے۔

خونی تہوار

جب مرہٹہ سردار ترمک ماما نے اپنے لشکر کی اس بزدلی اور تباہ حالی کا مشاہدہ کر لیا تو قلعہ پر مورچہ بندی کا خیال چھوڑ کر آس پاس کے تعلقوں میں لوٹ مار کا ارادہ کیا اور اپنی فوج کے پنڈاروں کو غارت گری کے لیے اطراف و اکناف میں پھیلا دیا اور خود پورے لشکر کے ساتھ صوبہ سرا کی سڑک پر چھتر کے میدان میں ٹھہرا رہا۔ اسی اثنا میں ہندوؤں کا تہوار آ پہنچا اور ترمک راؤ نے دریائے کاویری کے سنگم پر جو لعل باغ کے قریب ہے اشنان کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ وہ اپنے چند سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر کوہستان کری کٹہ کی مشرقی سمت سے روانہ ہوا۔ نواب بہادر کو بھی اس کی اس نقل و حرکت کی اطلاع ملی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعے سے باہر نکل کر ماناٖ منڈف میں ٹھہر گئے اور ٹیپو سلطان کو سواروں کے ایک پورے دستے کے ساتھ کرن کول کے مندروں میں جو دریا کے دوسرے کنارے پر ہیں گھات میں بٹھا دیا اور بہادر کمندان کو غازی خاں جانباز کے ساتھ چار ہزار بندوقچیوں، چار سو چھاپہ مار قزاقوں اور چار توپوں کے ساتھ ہراول کے طور پر کوہستان کی جنوبی جانب روانہ کیا۔

غافل دشمن کی سواری بے خطر ندی کے کنارے پہنچی اور ترمک ماما اور اس کے سردار تیرنے اور پانی سے کھیلنے میں مشغول ہو گئے اس کا محافظ لشکر جو پیچھے آہستہ آہستہ آ رہا تھا وہ بھی آگے گزر گیا۔ بہادر کمندان نے ایک خشک نہر میں اپنے بندوقچیوں کو توپوں کے ساتھ بٹھا رکھا تھا۔ جب غنیم کے سارے آدمی پوری طرح زد میں آ گئے تو کمندان نے غازی خاں کو اشارہ کیا اور اس جانباز سپاہی نے دو تین سو کی جمعیت لے کر غنیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دستے پر اچانک حملہ کر دیا اور ان نادانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کچھ ہی دیر بعد پیچھے ہٹنے لگا اور انھیں اپنے پیچھے لگائے ہوئے کشاں کشاں بندوقچیوں اور گولندازوں کے مقابل لے آیا اور اپنے سواروں کو منتشر کر کے گھات میں بیٹھی ہوئی فوج کے پیچھے چلا گیا۔ غنیم کا سامنے آنا تھا کہ بہادر کمندان نے گولہ باری کا حکم دے دیا۔ بس پھر کیا تھا توپوں اور بندوقوں کے دہانوں سے آگ برسنے لگی اور دشمن جوق در جوق موت کی اس بھڑکتی بھٹی میں گر کر جہنم رسید ہونے لگے۔ مرہٹوں کے دو تین نامور سردار اس میدان میں مارے گئے اور ترنبک بابا کے نشان کا ہاتھی اور نقارے کا ہاتھی زخمی ہو کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب دشمنوں کی بے جمعیت منتشر ہو گئی تو غازی خاں اور صاحبزادہ ٹیپو سلطان نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے مغرور مرہٹوں کا پیچھا کیا۔ اور آدھے کوس تک ان کا تعاقب کر کے ایک کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر یہ سب لوگ چار پانچ ہزار گھوڑے اور دو ہزار قیدی اور کافی مال غنیمت لے کر قلعے میں لوٹ آئے۔ ترنبک کو جب اس حادثہ کی خبر ہوئی تو وہ گیلے کپڑوں میں الٹے پاؤں لوٹا اور موتی تالاب کو اپنی خیمہ گاہ بنا کر ٹھیر گیا۔ نواب بہادر اس نمایاں کامیابی پر بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر بجا لائے اور خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے قلعے میں داخل ہو گئے۔ غرض یہ کہ ہر روز بہادر فوجوں میں اس طرح کی جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں جس میں بارہا غنیم کے لشکر کو بری طرح شکست اٹھانی پڑی۔

مرہٹوں کی پسپائی

قلعے والوں کی اس تاخت و تاراج سے مرہٹوں کا لشکر عاجز آ گیا۔ آخر کار ترنبک ماما نے قلعہ پٹن کی تسخیر کا خیال چھوڑ کر پایان گھاٹ یعنی جنوبی پٹن پر جو نواب بہادر کے قبضے میں تھا حملہ کرنے کے لیے کوچ کر دیا۔ واضح رہے کہ جنوبی پٹن کے علاقے میں کوئمبتور، پالگھاٹ، دھاراپور اور ڈنڈگل کے پرگنے شامل ہیں۔ ترنبک ماما کو یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ قلعہ پٹن میں غلہ اور سامان رسد اسی علاقے سے پہنچتا ہے۔ رسد رسانی کا یہ کام عموماً نائمار اور ماپلے سرانجام دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں نواب بہادر کے لشکر میں سوار اور پیادے اسی علاقے سے جا جا کر بھرتی ہوتے ہیں لہٰذا ترنبک راؤ نے اس علاقے پر فوج کشی کر کے ایسی غارت گری کی کہ وہ تمام سرزمین ان وحشیوں کی دست درازی سے ویران و برباد ہو گئی اور مخلوقِ خدا ان کے ظلم و ستم سے بارگاہ الٰہی میں آہ و فغاں کرنے لگی اس عام تباہی و بربادی کے باوجود اس علاقہ کے قلعہ داروں نے ہر قلعہ پر مورچہ بندی کر کے بڑی استقامت کے ساتھ ان لٹیروں کا مقابلہ کیا۔

جب ترنبک پایان گھاٹ کی طرف چلا گیا تو نواب حیدر علی خاں نے بھی اس کے پیچھے پایان گھاٹ جانے کا ارادہ کیا ان کی روانگی کے تقریباً سارے انتظامات مکمل ہو گئے تھے۔ مذکورہ بالا کوہستانی میدان میں خیمہ گاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ ل‍ضدب ہوگئی تھی۔ لیکن بہادر کمندان نے عرض کیا کہ جناب والا کا اس وقت پٹن سے باہر جانا مناسب نہیں کیونکہ دشمنوں اور غداروں کی تعداد بے حساب ہے اور جانثار خیر خواہ کمیاب۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے پیچھے یہاں کوئی فتنہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس لیے دوراندیشی کا تقاضہ ہے کہ آپ پٹن ہی میں مقیم رہیں اور باقی تمام مرحلوں کے لیے اس فدوی پر بھروسہ کریں کہ اس سے جان نثاری میں بال برابر بھی کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ ضلع بارہ محل میں صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو اپنی سوار فوج اور چھاپہ مار دستوں کے ساتھ متعین کر دیا جائے تاکہ وہاں دشمن کی ناکہ بندی میں مصروف رہیں۔ نواب بہادر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور صاحبزادے کو چھ سات ہزار سواروں کے ساتھ کہ اس وقت اسی قدر فراہم ہو سکے تھے بارہ محل کی طرف روانہ کر دیا۔ ان کے پیچھے بہادر محمد علی کمنداں چار ہزار بندوقچیوں بارہ ہزار کرناٹکی پیادوں اور چھ توپوں کو لے کر روانہ ہوا۔ دونوں لشکر رائے کوٹہ کے مقام پر آ کر ملے ٹیپو سلطان تو اپنے سواروں کے ساتھ کاویری پٹن کے مقام پر ٹھہر گئے اور کمندان نے اپنی فوج کا پڑاؤ کشن گیری میں ڈالا۔

ایک کامیاب حملہ

اسی اثناء میں خبر پہنچی کہ غنیم کے چار پانچ ہزار سوار کافی مال و اسباب اور بے شمار جانور ہنکاتے ہوئے جو اس نے بالا گھاٹ اور پایان گھاٹ کے علاقہ میں نواب کے لشکر سے مالِ غنیمت کے طور پر حاصل کیے تھے پونا کی طرف جا رہے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے لشکر کے ساہوکار بھی کافی زر و جواہر لیے ہوئے ساتھ ہیں۔ اس وقت مرہٹوں کا یہ دستہ گھاٹ پنور سے نکل کر ترپاتور اور وا لماباڑی کے راستے سے گزر چکا تھا اور کشن گری پٹن کو عبور کر رہا تھا۔

جیسے ہی محمد علی کمنداں کو اس مرہٹہ فوج کی اطلاع ملی وہ پانچسو نشانہ باز جوانوں دو تین سو چیٹے کاروں اور ایک ہزار پیادہ فوج کے ساتھ کنکندی پالہ کے راستے سے کہ وہاں کا پالیکار نواب بہادر سے وابستہ تھا، راتوں رات نکل گیا اور تل پلی کے گھاٹ کو عبور کر کے کرنپات کی سڑک پار کی اور اس پہاڑ کے دامن میں جو غنیم کے راستے میں پڑتا تھا اپنے مورچے جما لیے۔ تل پلی کا گھاٹ ارکاٹ کی سرحد میں داخل ہے۔ مگر چونکہ ناظم ارکاٹ اس وقت مرہٹوں کے خلاف نواب بہادر سے سازش کیے ہوئے تھا اس لیے گھاٹ کے دروازے کے محافظوں نے کمندان کا راستہ نہیں روکا۔ کمنداں نے پہلا کام یہ کیا کہ چیٹے کاروں کو گھاٹ کے دروازے پر جس میں برج اور فصیلیں تھیں چھپا دیا۔ دوسرے دن غنیم کے چھاپہ مار قزاق بکثرت ساز و سامان لیے اور بیلوں کے گلے اور بے شمار گھوڑے ہانکتے ہوئے بلا اندیشہ اس طرح وہاں پہنچے جیسے شکار از خود مطبخ میں پہنچ جائے۔ کمنداں نے اس کے پہنچنے کی خبر گھاٹ میں چھپی ہوئی فوج کو دے دی اور خود بھی اپنی جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ مرہٹوں کا ہراول گھاٹ کے دروازے کے مقابل اور ان کا چندا ول (عقبی حصہ) اس پہاڑ کے مقابل پہنچا جہاں محمد علی کمنداں ان کا منتظر بیٹھا ہوا تھا۔ کمنداں نے بلا توقف ان کے عقب پر حملہ کیا اور گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ بندوقوں کی آواز سنتے ہی گھاٹ والی فوج نے بھی مقابل سے مرہٹوں پر حملہ کر دیا اور طنبورہ بجاتے ہوئے ان پر چڑھ دوڑے اور اپنی تلواروں اور نیزوں کی انیوں سے دشمنوں کے سینے چھید چھید کر چھلنی کر دیے ادھر عقب پر حملہ کرنے والی فوج نے تیر و تفنگ سے دشمنوں کی پشت توڑ کر رلا دی فوج کے سرداروں نے جب سلامتی کی کوئی راہ نہ پائی تو اپنی جان بچا کر بھاگے اور گڑھوں اور غاروں میں چھپنے لگے کمنداں نے اپنی فوج کے دونوں حصوں کو یک جا کر کے مرہٹوں کے چھوڑے ہوئے سارے سازوسامان گھوڑوں، بیلوں اور سونے چاندی کے بند ھے تھیلوں کو انھیں قیدیوں کے سروں پر لدوا کر بتل پلی کے گھاٹ سے فوج کو آگے بڑھایا اور کرناٹکی پیادوں کی رہبری میں کشن گیری کی طرف مالِ غنیمت روانہ کر دیا اور خود اسی جگہ ایک تالاب کے کنارے جو گھاٹ کے نیچے تھا پڑاؤ ڈال دیا۔ غنیم کے چند سوار جو پیچھے پیچھے آ رہے تھے وہاں پہنچے اور کمنداں کی مختصر جمعیت کو دیکھ کر اطراف میں گھوڑے دوڑانے لگے اور دور ہی دور سے سپاہ گری کا مظاہرہ کرنے لگے۔ بہادر کمنداں ایک دو گھڑی تو ان کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہا اور پھر وہاں سے اٹھ کر خار دار جھاڑیوں کی پناہ لیتے ہوئے ان کے سر پر جا پہنچا اور اس طرح آتش باری کی کہ پلک جھپکنے میں دو تین سو سوار مع گھوڑوں کے نیست و نابود ہو گئے جن کی جان بچ گئی وہ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے بھاگ نکلے۔ کمنداں ان کا قلع قمع کرنے کے بعد گھاٹ کو عبور کر کے کشن گیری چلا گیا۔

نوعمر ٹیپو کا کارنامہ

جب ترنبک ماما کو اپنے لشکر کی بربادی کی خبر پہنچی تو وہ اس فکر میں پڑ گیا کہ کرنیات کا گھاٹ تو ناظم ارکاٹ کے علاقے میں ہے اس جگہ ہمارے دشمن کی فوجوں کا گزر آخر کس طرح ہوا۔ ایسا تو نہیں کہ یہ دونوں حکمران یعنی نواب محمد علی خاں ناظم ارکاٹ اور نواب بہادر حیدر علی خاں در پردہ مل گئے ہوں اور اگر خدا نخواستہ یہی بات ہے اور دونوں سردار متفقہ طور پر ہمارے مقابلہ پر آ جائیں گے تو پھر ہمارے لشکر کا راستہ مسدود ہو جائے گا اس صورت میں یقیناً مرہٹہ سپاہیوں کی جانیں تلف ہوں گی اور سلطنتِ پیشوا کی عزت و آبرو مٹی میں مل جائے گی۔ بہر حال اس قسم کے دور دراز فکروں میں الجھے ہوئے جلدی جلدی لشکر گاہ سے کوچ کیا اور تپور کے گھاٹ کو عبور کر کے قصبہ اوتان گڑھ کے نواح میں اپنی لشکر گاہ قائم کی۔ کمنداں کو جیسے ہی مرہٹوں کے پہنچنے کی خبر ملی اس نے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو خبردار کر کے پٹن چلے جانے کی ترغیب دی ٹیپو سلطان نے اس کی خبر ملتے ہی لشکر کا سارا ساز و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان، ڈیرے، خیمے، جھنڈے اور بھیر بنگاہ وغیرہ پٹن کو روانہ کر دیا اور خود تین چار ہزار سواروں کی جمعیت لے کر ترنبک کے لشکر کی طرف کوچ کر دیا۔ اتفاق سے اس دن مرہٹوں کے چھاپہ مار دستوں شہر دھرمپوری کی طرف گئے ہوئے تھے۔ وہاں وہ چند دیہاتوں کو غارت کر کے گھاس اور لکڑی فراہم کرنے میں مشغول تھے۔ ٹیپو سلطان بھی جا کر ان کے ساتھ مل گیا اور اس کے آدمی بھی گھاس و لکڑی جمع کرنے لگے اور موقع کے منتظر رہے۔ جس وقت وہ اپنے پشتارے گھوڑوں، اونٹوں اور ہاتھیوں پر بار کر کے اپنے اور بیگانے کی تمیز کیے بغیر لشکر گاہ کی طرف چلے، ٹیپو سلطان نے بس اسی وقت اپنی فوج کو اشارہ کیا اور انھوں نے اس بوجھ کو جو اپنے گھوڑوں پر لاد لیا تھا یکبارگی زمین پر پھینک دیا اور بلا تاخیر مرہٹہ قزاقوں پر حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کو ایسا درہم برہم کر دیا کہ غنیم کے لشکری جان بچا کر بھاگ نکلے۔ ٹیپو سلطان کو اس موقعہ پر چار ہزار گھوڑے اور بیل، پچاس ساٹھ دشمن کے خاص توپ خانے کے اونٹ، پندرہ بیس ہاتھی اور دوسرا جنگی سامان غنیمت میں ملا اور وہ یہ سب کچھ لے کر پٹن کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس تازہ واقعہ سے ترنبک خوفزدہ ہو کر وہاں سے کوچ کر گیا۔ اور کاویری پٹن[1] میں جا کر ٹھہر گیا۔ اسی رات محمد علی کمندان نے جسے غنیم کے لشکر گاہ کی خبر مل چکی تھی شبخون مارنے کا ارادہ کیا اور اپنا لشکر لے کر مرہٹوں کے کیمپ کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ ان کے لشکر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ رات گذر گئی اور مرغانِ سحر بانگ دینے لگے۔ کمندان نے فوراً ہی کوہ کلن گڑھ کے دامن میں پناہ لے لی۔ اتفاق سے ترنبک نے بھی اس دن اسی جگہ مقام کیا لیکن وہ اس شیر دل مرد میدان کی وہاں موجودگی سے بے خبر تھا۔ کمنداں نے صبح سے رات ہونے تک جنگل میں چھپ چھپ کر وہ دن گزارا اور جب رات نے اپنے سیاہ پردے چھوڑ دیئے تو وہ اپنے لشکر کو لے کر کمین گاہ سے نکلا اور غنیم کے لشکر پر شبخون مار کے بڑی برق رفتاری کے ساتھ سارا سامانِ حرب اور توپ خانہ چھین لیا اور چند اسیروں کو جنھیں مرہٹوں نے چرکولی کے ہنگامے میں گرفتار کر کے قید میں رکھ چھوڑا تھا چھڑا لیا اور دشمن کے بھیر بنگاہ (عملہ بار برداری) کو یکسر زیر و زبر کر کے خیموں اور جھنڈوں کو آگ لگا دی اور نو سو گھوڑے، چھ ہاتھی، خزانے سے لدے ہوئے گیارہ اونٹ چھین کر سورج نکلنے سے پہلے ہی لوٹ گیا اور راتے کوٹہ کے اندرونی کوہستان کے دامن میں تیز رفتاری کے ساتھ پہنچا اور وہاں سے پھر راتوں رات آنی کل جا پہنچا۔

ایک دلچسپ دھوکہ

ترنبک کو جب نواب بہادر کے فدائیوں کی اس جرأت کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے لشکر کے ہراول کو

---

[1] ابن بطوطہ نے اس مقام کو پٹن لکھا ہے یہ دریائے کاویری کے دہانہ پر ایک بہت بڑا بندرگاہ تھا۔ ۱۳۰۰ء کے بعد طغیانی سے برباد ہو گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پیچھے لگا دیا اور خود بھی ہراول کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ جب کمندان خوانخاں ہیلی پہنچا تو غنیم کی فوجوں نے سبقت کر کے اس کا راستہ روک دیا اور سواروں کی جماعت اس کے اطراف گروش کرنے لگی کمندان نے وہ سارا دن تو ایک ویران گڑھی میں گزارا جب رات ہوئی تو اس نے گڑھی میں جابجا آگ جلائی اور اس کے در و دیوار پر پرانے بوسیدہ کپڑے لٹکا دیئے اور خود سارا لشکر لے کر جنگل کی راہ سے نکل گیا۔ اور بڑی مصیبتیں جھیلتے ہوئے گھنے اور تاریک جنگل کی راہ سے ایک طویل راستہ طے کر کے دشمن کے گشتی دستوں کی پشت پر پہنچ گیا۔ ادھر مرہٹے گڑھی میں آگ روشن دیکھ رہے تھے اور در و دیوار پر بھی ان کو سفید کپڑے نظر آرہے تھے وہ اس گمان میں رہے کہ حیدری لشکر اسی جگہ مقیم ہے اس لیے اپنے کیمپ میں بے فکری کے ساتھ گھوڑے کھول کر حقہ پینے اور کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے کہ اچانک محمد علی کمندان کے لشکری ادھر ادھر سے نکل کر گولہ باری کرنے لگے اور چند توپیں انگوری گولوں سے بھر کے مرہٹوں پر چلائیں اس گولہ باری سے دشمن کے گشتی دستے منتشر ہو گئے۔ ان میں سے پانچ چھ ہزار مسلح سواروں کو جب اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس شدید آتش باری سے کسی کا جان بچا کر نکل جانا محال ہے تو انھوں نے لڑتے مرنے کی ٹھان لی اور دلیری سے کام لے کر حیدری فوج کی صفوں میں گھس گئے اور پانچ چھ سو بندوقچیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ لیکن وہ کسی طرح کمندان کا راستہ روکنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور وہ بہادر اپنے مقتولین کے گھوڑے اور ہتھیار سنبھال کر اور زخمیوں کو لے کر جنگل میں داخل ہو گیا اور ماکڑی وڈگھر کے جنگل سے گزر کر صحیح سلامت پٹن پہنچ گیا۔ غنیم کے دوسرے دستے تاریکی کی وجہ سے اس شکست خوردہ جمعیت کی کمک پر پہنچ نہ سکے اور اپنے لشکر کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں جا کر انھوں نے ظلایہ گرد فوج کی بربادی کی خبر ترنبک ماما کو سنائی۔ وہ پہلے ہی سے ان غازیوں کی دست درازی اور حیلہ گری کی وجہ سے تنگ آچکا تھا۔ چنانچہ وہ وہاں سے بھی کوچ کر گیا اور منڈھا کے راستے میل کوٹہ پہنچ کر لشکر کو ٹھہرایا۔

مصالحت کی کوشش

نواب بہادر نے اپنے امرا مشیروں سے مشورہ کر کے اور خاص طور سے خلق اللہ کی بھلائی کے پیش نظر اپاجی رام نام ایک شخص کو اپنا نمائندہ بنا کر اس فتنہ کو رفع کرنے کے خیال سے کہ عقل مندوں کا کہنا ہے ؎

راستاں را جز و داد کج نہاداں چارہ نیست بالکماں لازم نہیں باشد اطاعت نیر را

(راستبازوں کے لیے کج راہوں کے ساتھ صلح رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں جیسا کہ تیر کے لیے کمان کی اطاعت کرنا لازمی ہوتا ہے)

ترنبک کے پاس روانہ کیا لیکن وہ اپنے تکبر میں صلح پر رضامند نہیں ہوا اور اس نمائندے کو دھمکیاں دے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بہادری کی ڈھینگ مارنے لگا البتہ اس نے اس نمائندہ کو اپنے پاس روکے رکھا۔ اس نے وہاں کے مفصل روداد نواب بہادر کے پاس روانہ کر دی۔ کچھ عرصہ بعد غنیم نے اس علاقے کی تسخیر کا خیال چھوڑ دیا اور نگر کے شہروں پر حملہ کرنے کے ارادے سے ساز و سامان اس جانب روانہ کر دیا۔ اپاجی رام نمائندے نے مرہٹوں کے اس ارادے سے بھی نواب کو آگاہ کر کے ان کو نگر کے بندوبست کی طرف توجہ دلائی۔ جب نواب بہادر اس بات سے واقف ہوئے تو فکر مند ہو کر محمد علی کمنداں کو یاد فرمایا اور اس کو غنیم کے ارادوں سے آگاہ کر کے نگر کے بندوبست اور مرہٹوں کی شورش کے سدباب کے لیے مشورہ کیا۔ کمنداں نے اس مہم کو بھی سرانجام دینے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی چنانچہ نواب بہادر نے اس کو چھ ہزار کار آزمودہ بندوقچی، دس توپیں اور اپنے خاص دستے کے دو ہزار سوار دے کر دشمن کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔

کمنداں نگر کی مہم پر

کمنداں پٹن سے رخصت ہو کر بڑیا پٹن کے راستے سے کوڑک گھاٹ پر جس کا نام سداپور تھا پہنچا۔ کوڑک کا پالیگار ان دنوں موقع پا کر باغی ہو چکا تھا اور نواب کے تھانیداروں کو جو مرکرہ کے قلعہ میں تھے ہلاک کر کے اس علاقے کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا جب کمنداں وہاں پہنچا تو اس نے فوج کا راستہ روک لیا اور اس طرف سے آگے بڑھنے نہیں دیا۔ کمنداں نے اس وقت ان جنگلیوں سے لڑنا خلافِ مصلحت سمجھا اور اس طرف سے اپنے لشکر کو لوٹا دیا۔ پھر صحرائے کوڑک کو بائیں ہاتھ پر چھوڑ کر آگے کی طرف پیش قدمی کی لیکن بھاری اسباب کی وجہ سے پہاڑوں اور جنگلوں کو عبور کرنا نہایت دشوار معلوم ہو رہا تھا اس لیے چار ہزار بہادر بندوقچیوں اور دو سو جانبازوں کو اپنے ساتھ روک کر باقی لشکر، توپ خانہ، سوار اور تمام اونٹوں باربرداری ڈیروں اور خیموں کو اسد خاں کمنداں اور جہان خان کھوکر رسالدار کی تحویل میں رات کے وقت پٹن کی طرف روانہ کر دیا اور خود بغیر توپ خانے کے اپنی فوج کے ساتھ میدان میں ایک اونچے مقام پر مورچے جما لیے اور چار ہزار بندوقچیوں کو وہاں بٹھا دیا۔ جب دن نکلا تو غنیم کو اس بہادر کے پہنچنے کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے پٹن کی طرف اپنا توپ خانہ بھیج دیا ہے۔ اس خبر کے ملتے ہی مرہٹے جوق در جوق اس طرف روانہ ہو گئے اور خود ترنبک بھی سوار ہو کر اس کے سوراغ میں چلا۔ کمنداں کے نگہبانوں نے جو پہاڑی پر کھڑے ہوئے راستوں کی نگرانی کر رہے تھے اپنے سردار کو اطلاع دی کہ مرہٹہ سردار گروہ در گروہ اس راستے پر جس سے کہ ہمارا توپ خانہ رات کو گیا ہے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر کمنداں نے سپاہیوں کو ہوا میں فائر کرنے کا حکم دیا اس کی غرض یہ تھی کہ دشمن کا لشکر اس کے مقابلے کے لیے متوجہ ہو جائے اور توپ خانہ حفاظت کے ساتھ پٹن پہنچ جائے۔ چنانچہ حسب توقع غنیم کے سوار گولی چلنے کی آواز سن کر پلٹ آئے اور کمنداں کی جمعیت پر حملہ کرنے لگے۔ تجربہ کار اور دانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمنداں نے جب غنیم کی فوجوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تو وہاں سے لوٹ کر آہستہ آہستہ جنگل کی راہ لی۔ لیکن جنگل کے کنارے پہنچتے پہنچتے دوسری طرف سے خود ترنک اپنے سواروں کے ساتھ آپہنچا۔ اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ ابھی کمنداں اپنے لشکر کی صف بندی بھی کرنے نہ پایا تھا کہ اچانک پچاس ساٹھ ہزار مرہٹہ سوار تلواریں اور نیزے تولتے ہوئے صف بہ صف آپہنچے۔ بہادر کمنداں نے اپنے سپاہیوں کو جو بندوقیں بھر کر حکم کے منتظر بیٹھے تھے یکبارگی اٹھایا اور مناسب مقامات پر انھیں ٹھیرا کر گولی چلانے کا حکم دے دیا ماہر نشانہ بازوں نے اس طرح آگ برسائی کہ گولیوں کے تڑاتڑ سے آسمان اور زمین لرز اٹھے۔ کوئی دو گھڑی تک قیامت کا ہنگامہ برپا کر کے گولیاں چلاتے ہوئے لشکر برق رفتاری کے ساتھ آگے دوڑا اور بڑی جانفشانی سے غنیم کے تقریباً دس ہزار جانبازوں کو خاک و خون میں لوٹا دیا۔ مرہٹے اتنی زیادہ تعداد میں ہجوم کر آئے تھے کہ ان کے لئے ممکن نہیں رہا تھا کہ وہ ہاتھ کھول کر لڑتے اور نہ یہی ممکن تھا کہ لوٹ کر محفوظ مقام پر چلے جاتے ایک عجیب افراتفری ان کے درمیان پیدا ہوگئی تھی۔ ان کے تقریباً چالیس پچاس تجربہ کار سردار اور جمعدار اس معرکے میں مارے گئے۔ علم بردار ہاتھی اور نقارے کے اونٹ بھی تیروں اور گولیوں کی بوچھاڑ سے زخمی ہو کر وہیں گر پڑے۔ مختصر یہ کہ غنیم کے لشکر کی شکستِ فاش کھا کر میدان چھوڑ بھاگے۔

اذانِ مردِ مومن

ترنک راؤ نے جب یہ حال دیکھا تو غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور توپ خانہ طلب کر کے گولہ باری کا حکم دے دیا گولندازوں دور مار توپوں سے مسلسل نشانہ بازی کر رہے تھے اور گولوں کے صدمے سے کمنداں کے لشکریوں کو کافی نقصان پہنچ رہا تھا چنانچہ ڈیڑھ سو بہادر غازی دشمن کی گولہ باری کے نذر ہو گئے۔ قریب تھا کہ حیدری لشکر پراگندہ ہو جاتا کہ کمنداں نے اپنے سپاہیوں کی ہمت بندھائی اور حکم دیا کہ غنیم کے لشکر کی لاشوں اور جاں بلب زخمیوں کو جو وہاں میدان میں لاوارث پڑے ہوئے تھے گھسیٹ لائیں اور اپنی جمعیت کے اطراف ان لاشوں کے پشتے باندھ لیں۔ یہ انتظام کرنے کے بعد کمنداں نے صفائی باطن اور اخلاصِ کامل کے ساتھ تیمم کیا اور قبلے کی طرف رخ کر کے بلند آواز میں اذان کہی اور اپنی جمعیت کے اطراف اپنی دستی چھڑی سے حفاظت کا دائرہ کھینچ کر تمام صفوں کو زمین پر بٹھا دیا۔ اس بہادر کی کرامت اسی وقت ظاہر ہوئی کہ اذان کہنے کے بعد اگرچہ غنیم نے ہزاروں توپ کے گولے چھوڑے لیکن سب کے سب سروں پر سے اڑتے ہوئے نکل گئے اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکا۔ سچ ہے ؎

اگر تیغ عالم بجنبد ز جا　　　نہ آرد رگے تا نخواہد خدا

(اگر کرۂ عالم بھی اپنی جگہ سے ہل جائے تو کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ خدا نہ چاہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض یہ کہ شام تک غنیم نے بارود اور آتشیں مسالوں کے چند صندوق خالی کر دیئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اس مختصر سی جماعت پر قابو نہ پا سکا۔ جب رات ہوئی تو وہ اپنی توپیں کھینچ کر لشکر گاہ میں جو وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر تھا لوٹ گیا۔

دشمن کا جذبۂ تحسین

بہادر کمنداں جس نے سارا دن غنیم کے حملوں کی کامیاب مدافعت کی تھی اور بھوکے پیاسے غازیوں کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا تھا رات میں موقع پا کر اپنی فوج کے زخمیوں کو جو گولہ باری کے صدموں کی وجہ سے چل نہ سکتے تھے میدانِ جنگ میں چھوڑ دیا اور کہا تم مطمئن رہو میں قلعہ ستارہ سے جو سوپہ نگر کے راستے میں ہے ڈولیاں روانہ کر کے تمھیں بلا لوں گا۔ ان سے تو یہ کہا اور خود صف بندی کر کے بیسور کی طرف کوچ کر دیا۔ غنیم کا طلایہ گرد دستہ جو اس جانب نگہبان تھا اگرچہ اس کی روانگی سے باخبر ہو چکا تھا اور گھوڑوں پر سوار سڑک کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے نگرانی کر رہا تھا لیکن وہ ان رات کے مسافروں کا مزاحم نہ ہوا اور مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی خبر نہ کی بلکہ صاف طور پر چشم پوشی اختیار کر لی اور جب وہ جانے لگے تو بعض سپاہی ان بہادروں کی تعریف و تحسین تک کر رہے تھے۔ جب دن نکلا تو بے وقوف غنیم نے اسی جگہ توپیں لگوا کر خالی مورچے پر گولہ باری شروع کر دی۔ پوری طرح روشنی ہونے پر وہ سخت حیران رہ گئے۔ کیونکہ سامنے میدان کفِ دست کی طرح ان بہادروں سے خالی تھا۔ البتہ کچھ نیم جان زخمی وہاں پڑے ہوئے تھے ان کے ذریعے دشمن کو رات کی ساری کیفیت معلوم ہوئی۔ مرہٹے یہ سنتے ہی ستارہ کی طرف دوڑے حالانکہ بہادر کمنداں اس وقت بلا روک ٹوک صحیح سلامت قلعہ میں پہنچ کر آرام کر رہا تھا۔

ٹیپو کا کامیاب حملہ

اسی رات صاحبزادہ ٹیپو سلطان نے پانچ چھ ہزار سواروں اور دو تین ہزار جرار پیادہ فوج کے ساتھ غنیم کے ایک بھاری لشکر پر حملہ کیا جو سات ہزار سواروں اور دس ہزار پیادوں پر مشتمل تھا اور جس کے ساتھ کافی سامانِ رسد، غذا اور بہت سارا ساز و سامان تیئس ہاتھیوں، سو اونٹوں اور پچاس خچروں پر لدا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں مال و متاع اور کپڑوں کے گٹھے بندھے ہوئے بہت سارے سوداگر، اور زر و جواہرات لیے ہوئے بہت سے ساہوکار بھی لشکر کے ہمراہ تھے۔ لشکر کی تحویل میں بارود اور آتشیں مسالوں سے بھرے ہوئے کافی صندوق بھی موجود تھے۔ مذکورہ لشکر یہ سارا ساز و سامان پونہ سے لے کر آیا تھا اور چند رائے پٹن کے قریب بڑے اطمینان کے ساتھ قیام پذیر تھا۔ ٹیپو نے اس لاؤ لشکر کو بری طرح لوٹ لیا۔ اور مرہٹوں کو اس طرح گھیر گھیر کر ختم کیا کہ اس لشکر کا کوئی آدمی بھی جان بچا کر نکل نہ سکا۔ پھر سارا مال غنیمت لدوا کر پٹن کی طرف روانہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا اور خود نگر کی طرف کوچ کر گئے۔ غنیم کو جب اس تباہ کاری کی اطلاع ملی تو وہ بجز حسرت و افسوس کے کچھ نہ کر سکا۔

مرہٹوں کی واپسی

اسی دوران میں پونہ سے خبر پہنچی کہ نارائن راؤ کو جو ترنبک راؤ کا بھانجا تھا اس کے چچا راگھوبا نے قتل کر دیا ہے اور خود پیشوائی کی گدی پر بیٹھ کر ملک کے نظم و نسق کو ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی ترنبک ماما نے بجز صلح کے کوئی اور مصلحت نہ دیکھی اور نواب بہادر کے مذکورہ نمائندے کے ذریعے جسے اس نے اب تک روک رکھا تھا صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور یہ واضح کیا کہ اس لشکر کشی میں کروڑہا روپیہ صرف ہو چکا ہے اس کی کچھ نہ کچھ تلافی ہو جائے تو ہم لوٹ جائیں عقل مند نمایندے نے نواب بہادر کی طرف سے یہ پیام دیا کہ جو کچھ ان کے پاس جمع پونجی تھی وہ میدان چرکولی میں یہاں تک کہ ان کی خاص پوشاک بھی پیشوا کے لشکریوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے اور سارا ملک پونا کے لشکر کی چراگاہ بن کر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اس وقت تو وہ خود مدد کے محتاج ہیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ مرہٹہ سردار موجودہ صلح کے فائدے کو آیندہ کسی وقت کے لیے محفوظ رکھیں اور اس وقت مہربانی کر کے اپنی مرہٹہ فوجوں کو واپس لے جائیں۔ اس گفت و شنید کے نتیجے میں مرہٹے دو لاکھ روپے لے کر واپسی کے لیے رضامند ہو گئے۔ یہ رقم بھی اس شرط پر دی گئی کہ وہ چرکولی کے اسیروں کو رہا کر دیں۔ ترنبک راؤ نے اس منافع ہی کو غنیمت جان کر پٹن کے متعلقہ قلعوں پر سے اپنے تھانے اٹھوا لیے اور اسیروں کو خلعت انعام اور روپیہ دے کر چھوڑ دیا اور بابوجی سندھیا کو صوبہ سرا کی سرداری پر مقرر کر کے پونا کی طرف کوچ کر گیا۔ نواب بہادر کے قزاقوں نے مصلحتاً دریائے تنگبھدرا تک مرہٹہ لشکر کا تعاقب کیا اور پہاڑوں اور جنگلوں کی آڑ میں غنیم کے اکثر لشکریوں کو ہلاک اور قید کر کے اور کافی مالِ غنیمت کے ساتھ پٹن کو لوٹے میر علی رضا خاں نے جسے ترنبک راؤ نے اپنے دارالسلطنت ستارہ میں بھجوا دیا تھا۔ بڑی اذیتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کے بعد نانا فرنویس کے ذریعے رہائی پائی اور پٹن آ کر باریاب ہوا۔ نواب بہادر حیدر علی خاں نے اس کو از سرِ نو گرم کنڈا اور ڈندکل کی جاگیر عطا کر کے اس کی مصیبتوں کی بڑی حد تک تلافی کر دی۔

---

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۴

مرہٹوں کا چھٹا حملہ

۱۱۸۳ھ (۷۰-۱۷۶۹ء)

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، نارائن راؤ کو اس کے چچا راگھو نے جو بالاجی راؤ کے عہد میں قید میں تھا، سازش کر کے قتل کرا دیا۔ یہ قتل محمد یوسف کمندان کے ایک رشتہ دار کے ہاتھوں ہوا جو راگھو کے ساتھ اس سازش میں شریک تھا۔ نارائن راؤ کے قتل کے بعد پیشوائی کی گدی پر راگھو حاکم بن کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے اقتدار کو بڑی حد تک مضبوط کرنے کے بعد مرہٹہ امیروں اور سرداروں کو اپنا موافق اور ہم خیال بنا کر ایک اچھی خاصی فوج تیار کر لی اور ناظم دکن کے علاقہ پر حملہ آور ہوا۔ ناظم دکن نے بھی اپنے لشکر کو تیار کر کے مرہٹوں کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جب فریقین ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو دکن کی مغل فوج جو نہایت آرام طلب، خود پسند اور عیاشی میں مبتلا تھی ان اجڈ مرہٹوں سے نبرد آزما نہ ہو سکی اور ایک ہی معرکہ میں پسپا ہو کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اپنے خداوند نعمت کو دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ ناظم موصوف نے جب دیکھا کہ اس کا لشکر بزدلی دکھا کر بھاگ گیا ہے اور سارا سامانِ جنگ اور توپ خانہ غنیم کے ہاتھ لگ گیا ہے تو مجبور ہو کر اس نے مرہٹوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کا دیوان رکن الدولہ بھی دشمن کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکا۔ اور معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے ملازم موسیو موفرانسیسی (کماندار) نے دو ہزار بندوقچیوں اور دو توپوں کے ساتھ سواری خاص کے ہاتھی کو گھیر لیا۔ اپنے آقا کو گرفتار کر کے اور اس سے شہر بیدر، اورنگ آباد اور صوبہ برار وغیرہ کی عملداری کا وثیقہ لکھوا دیا۔ مرہٹے یہاں سے فارغ ہو کر بالاگھاٹ کے شہروں کی تسخیر کے خیال سے جو نواب بہادر کے قبضہ و اختیار میں تھے روانہ ہوئے۔

نانا فرنویس کی کارگزاری

اسی دوران میں کارپرداز پونا بھیرنیس (نانا فرنویس) نے جو بیماری کا بہانہ کر کے راگھو کے ساتھ نہیں گیا تھا اور پونا ہی میں رہ گیا تھا خفیہ طور پر ناظم حیدر آباد کو لکھا کہ ——————— "راگھو پاگل ہو گیا ہے اس نے اپنے بھتیجے کو جو اس تخت و تاج کا صحیح وارث اور پیشوا کا حقیقی جانشین تھا، محض ملک و مال کی ہوس میں قتل کرا دیا اور خود گدی پر زبردستی قابض ہو گیا ہے۔ یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ تم اور ہم مل کر اس کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔" اسی مضمون کا ایک خط اس نے نواب بہادر حیدر علی خاں کے پاس بھی روانہ کیا تھا۔ نواب پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی سے ایک تازہ دم لشکر منظم کر کے مرہٹوں کے استقبال کے لیے تیار بیٹھے تھے ـــــــــ کارپرداز پھرنیس نے مرہٹہ سرداروں کو بھی جن کو وہ اپنی زبان میں "تپسکا" کہتے ہیں متعدد خطوط لکھے کہ "راگھوبدکار نے اپنے بھتیجے کا ناحق خون کر کے اپنے ماتھے پر پیشوائی کا ٹیکہ لگا لیا ہے اور اپنے گلے میں رسوائی اور بدنامی کا زنار ڈالے اتراتا پھر رہا ہے دانائی اور ہوشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سب متفق ہو کر اس سے انتقام لیں۔ اور مقتول نارائن راؤ کی بیوہ کو جو حاملہ ہے گدی کا وارث اور جانشین بنا کر اس کی اطاعت کر لیں۔ اسی میں ہماری اور تمہاری بہتری اور نجات ہے کیونکہ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے جگر گوشوں کے ساتھ اسی طرح کا بہیمانہ سلوک کرے اس کے ہاتھوں آخر کسی اور کا کیا بھلا ہو سکتا ہے"۔ امرائے لشکر یعنی تپسکا دار جو مصلحت وقت کی بنا پر راگھو کے ساتھ ہو گئے تھے جب ان خطوط کے مضمون سے آگاہ ہوئے تو ان کو یقین ہو گیا کہ راگھو سے کسی بہتری کی امید رکھنا محض حماقت ہے ـــــــــ

چنانچہ ہر روز کوئی نہ کوئی مرہٹہ سردار بلا اطلاع اپنے جتھے کو لے کر راگھو کے لشکر سے کھسک جاتا اور پونا جا کر نانافرنیس کے ساتھ ہو جاتا۔ نہ صرف یہ بلکہ جوق در جوق اس کے لشکر کے بہادر سپاہی بھی طلاپ گردی اور ہراولی کا بہانہ کر کے لشکر سے نکل نکل کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جا پہنچے یہاں تک کہ بیدر سے لاتے درگ پہنچنے تک کہ اس وقت لشکر نے کوپل، بہادر بنڈہ اور کنگیری کے راستہ سے پیش قدمی کی تھی۔ راگھو کا لشکر بہت کچھ منتشر ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ تیس ہزار چھاپہ مار قزاقوں کی جمعیت کا جسے راگھو نے بڑی کوشش سے فراہم کر کے لشکر کے ہمراہ لیا تھا۔ دور دور تک پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ کہاں غائب ہو گئی؟

راگھوبا کی پریشاں حالی

راگھوبا نے جو بڑے عزم وارادہ سے حوصلہ آزمائی کے لیے نکلا تھا جب دیکھا کہ اس کے لشکر میں سخت انتشار پھیل گیا ہے پیشوائی کا سر رشتہ بھی ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ ناظم حیدرآباد بھی کارپرداز پونا کے اشارہ پر لشکر آراستہ کر کے پیچھے چلا آرہا ہے پونا کے مرہٹہ سردار جو لشکر سے نکل کر جا چکے ہیں آپس میں اتفاق کر کے اس کی سرکوبی کے لیے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں، سلامتی کی کوئی راہ سامنے نہیں رہی ہے بلکہ ہلاکت وبربادی کے سارے دروازے چوپٹ کھل گئے ہیں۔ تو وہ سخت پریشان ہوا اور اب اس کے سامنے بجز اس کے کوئی صورت نہیں رہی کہ نواب بہادر سے صلح کر لے چنانچہ اس نے ایک نمایندہ کو روانہ کر کے مصالحت کی درخواست کی اور چوتھ وصول ہو جانے پر واپسی کا اقرار کیا۔ نواب بہادر نے بھی تقاضائے وقت کی بنا پر لڑنے کی بجائے صلح کر لینے کو مناسب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا اور اس کی درخواست قبول کر لی البتہ چوتھ کی رقم کے بارے میں ملک کی تباہ حالی اور مال و دولت کے ضیاع کا بہانہ کر کے صاف صاف لکھ دیا کہ ہم کو ایسے بے سروپا مطالبات سے معاف ہی رکھو تو بہتر ہے۔ راگھو نے دوبارہ التماس کی صوبہ سرا بلکہ دریائے کرشنا کے اس طرف کا سارا علاقہ بادامی اور جابلی پل تک میں آپ کے کارندوں کے حوالہ کیے دیتا ہوں بشرطیکہ آپ کسی حال بھی دس لاکھ روپیہ ارسال فرمائیں۔ نواب بہادر نے اس کی اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ نواب سے اس قرار و پیمان کے بعد اس نے اپنے سالے باجی راؤ کو تین سو سواروں کے ساتھ قلعہ سرا پہ سے تھانہ برخواست کرنے کے لیے روانہ کیا۔

قلعہ دارِ سرا کی ہٹ دھرمی

باجی راؤ نے جب سرا پہنچ کر وہاں کے مرہٹہ قلعدار راگھو بالوجی بندھیا کے پاس راگھو با پیشوا کا حکم نامہ بھیجا تو اس نے جواب میں قلعہ کے برجوں پر توپیں درست کر کے کہلوا بھیجا کہ ــــــــــ بدبخت راگھو کی جو اپنے بھتیجے کا قاتل ہے آخر حیثیت ہی کیا ہے کہ وہ بالاجی راؤ نانا کے اصلی وارث یعنی رئیسِ پونا کے کارندوں پر اپنا حکم چلائے؟ خیریت اسی میں ہے کہ وہ جتنا جلد ہو سکے یہاں سے دفع ہو جائے ورنہ ایک ایک سرکش نمک حرام کو چن چن کر توپ کے گولوں کے ساتھ اڑا دیا جائے گا" بالاجی راؤ اس کی ان غضبناک باتوں سے سہم کر سیدھے سرِ رنگ پٹن گیا اور نواب بہادر کی خدمت میں صوبہ سرا کے بندوبست وغیرہ کی پیش کش کر کے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو ایک بھاری جمعیت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے گیا۔

اسی اثنا میں کارپردازِ پونا کے متعدد خطوط نواب بہادر کے پاس پہنچے کہ "قاتل راگھو کی پُر فریب باتوں پر آپ ہرگز کان نہ دھریں اور اس کی کوئی مدد نہ فرمائیں مالکِ حقیقی کو منظور ہوگا تو اس بدکردار قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد آپ اپنے معاملات کو رئیسِ پونا اور یہاں کے دوسرے کارگزاروں کے ساتھ معقول طریقہ پر طے کرالیں۔ اس وقت توقرینِ صواب یہ ہے کہ آپ اس بدانجام کی گوشمالی اور سرکوبی کے لیے کوشش فرمائیں" نواب حیدر علی خاں نے اس کی درخواست کو قبول فرما کر ایک بھاری فوج کے جلو میں پٹن سے کوچ کیا اور چن رائی پٹن جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔

ٹیپو سلطان سرا کی مہم پر

ٹیپو سلطان پہلے ہی اپنے والد بزرگوار سے رخصت ہو کر سرا پہنچ چکے تھے۔ وہاں انھوں نے قلعدار کو لڑائی پر آمادہ پایا تو مورچہ بنا کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور دو تین ماہ کی جدوجہد کے بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور وہاں اپنا تھانہ قائم کر کے مدگیری کی طرف کوچ کر گئے اور چار دن کے اندر اندر قلعہ کو فتح کر کے وہاں کے ضروری بندوبست سے فارغ ہو کر آگے بڑھے اور چن رائے درگ کا محاصرہ کر لیا اور ایک ماہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عرصہ میں بڑی بہادری سے محاصرہ کرکے اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس اثنا میں نواب بہادر بھی چن راے پٹن سے کوچ کرکے نگلور پہنچ چکے تھے۔

راگھوبا کا فرار

راگھوبا نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خاں حسب مطالبہ رقم روانہ کرنے کے بجائے اپنی فوجیں لیے ہوئے کوچ بکوچ سر پر چلے آ رہے ہیں اور ادھر ان کا لڑکا ٹیپو بزور بازو کئی ایک قلعے فتح کر چکا ہے تو وہ سخت سراسیمہ ہوا۔ چونکہ اس کی آخری امید نواب بہادر کے تعاون سے وابستہ تھی اور اب اس کے بر آنے کی اس سے کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اس لیے اس نے اسی میں خیر دیکھی کہ اس آنے والے خطرہ سے اپنی جان بچا کر بھاگ جائے۔ چنانچہ وہ اپنے جتھے کے ساتھ جس میں اس وقت صرف سولہ ہزار سوار رہ گئے تھے بے نیل مرام لوٹ گیا اور کوہستانوں صحراؤں کی خاک چھانتے ہوئے ہندوستان کا راستہ لیا۔ پونا کی فوجوں اور ناظم حیدر آباد کے لشکر نے تعاقب کرکے اس کو برہان پور وہاں سے خاندیس پھر گجرات تک پہنچا کر چھوڑا۔

حیدر علی خاں کی لشکر کشی

راگھوبا کے فرار نے نواب بہادر حیدر علی خاں کے لیے ایک زریں موقع فراہم کر دیا کہ وہ اپنے اس علاقہ کو جو پچھلے چند برسوں میں ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا دوبارہ قبضہ میں لے آئیں۔ چنانچہ انھوں نے اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں بغیر کسی مزاحمت کے کوپل، بہادر بنڈہ، موندر کی درگ اور کنچند اگڑھ وغیرہ پر جو مرہٹوں کے علاقہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ اس علاقہ کے بعض قلعوں پر نواب کو کچھ نہ کچھ جنگی کارروائی کرنی پڑی لیکن بقیہ قلعے محض ڈرا دھمکا کر ان کے لشکر نے کھلوا لیے۔ وہاں کے تمام پالیگاروں سے حسب حال خراج بھی وصول ہو گیا البتہ اعفیں سرہٹی کے زمیندار کو انعام اور خلعت دے کر اپنا ہمنوا بنانا پڑا۔ اس علاقہ کی تسخیر و بندوبست سے فارغ ہونے کے بعد حیدری لشکر نے آگے قدم بڑھایا۔ اور ایک مختصر سے عرصہ میں نولکنڈہ، جالی ہل اور بادامی کو فتح کرکے ہوبلی اور دھارواڑ جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔

دھارواڑ کی دلچسپ مہم

واضح رہے کہ جس زمانہ میں نواب بہادر نے حیدر نگر کی فتوحات سے فراغت پائی تھی اس وقت انھوں نے میر رستم خاں فاروقی قلعدار آصف جاہی کے حسب ایما دھارواڑ کے قلعہ دار کو گرفتار کرکے وہاں اپنا تھانہ قائم کر دیا تھا اور میر رستم خاں کو اس کے اعزاز کے مطابق پانچسو روپیہ ماہانہ دے کر سواروں کی بخشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عہدہ پر مامور کر دیا تھا۔ بعد میں جس وقت مادھوراؤ مرہٹہ نے بالا گھاٹ پر فوج کشی کی تھی تو اس نے قلعہ دھارواڑ کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے دھارواڑ مرہٹوں ہی کے قبضہ میں چلا آ رہا تھا۔

اب جب کہ حیدر علی خاں مقبوضہ علاقوں کو دشمن سے چھینتے ہوئے دھارواڑ پہنچے تو وہاں کی قلعداری پر گوپال راؤ ناظم مرج کا ایک رشتہ دار لبسونت راؤ متعین تھا نواب بہادر نے اسے جاگیر اور انعام لے کر قلعہ سپرد کر دینے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ اس بات کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہوا تو انھوں نے مجبور ہو کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ پر گولہ باری شروع کرا دی۔

اس فوجی کارروائی کے ساتھ نواب بہادر بغیر لڑے بھڑے ہی قلعہ پر قبضہ کر لینے کے لیے منصوبے باندھتے رہے۔ آخر کار انھوں نے ایک دلچسپ چال چلی۔ محاصرہ کے تیسرے دن انھوں نے اپنے ملازم ہرکاروں کی ایک جوڑی کو جو قوم کے مرہٹے تھے اپنے پاس بلا لیا اور ان کو ناظم مرج سوب راؤ تانیا کے دیوان آپاجی رام کی طرف سے جو پرسرام بھاؤ مرہٹہ کا بڑا بھائی تھا اس مضمون کا ایک خط لکھوا کر دیا۔

"ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ حیدر علی خاں بہادر ایک بڑی فوج لے کر دھارواڑ پر حملہ آور ہوا ہے توقع ہے کہ تم اس موقع پر اپنی بہادری اور قلعداروں کی لاج رکھ لو گے اور دشمن کی مدافعت پر جمے رہو گے ہم بہت جلد کمک روانہ کر رہے ہیں کمک پہنچنے تک تم دشمن کے فریب میں ہرگز نہ آنا" اس خط کو لفافہ میں بند کیا اور اس پر اپنے ایک ملازم کی مہر جس کا نام بھی آپاجی رام تھا لگوا دی اور ان ہرکاروں کو دے کر قلعہ کے پاس روانہ کر دیا۔ واضح رہے کہ ان دنوں تانیا مذکور بھی اپنے لاؤ لشکر سمیت راگھو کے تعاقب میں گیا ہوا تھا۔ یہ ہرکارے بھیس بدل کر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اور کارپرداز مرج کی جانب سے مفروضہ کمک اور دوسری تفصیلات کے متعلق خوب باتیں کیں اور وہ خط قلعدار کے حوالے کر دیا۔ قلعدار نے جب یہ خط پڑھا تو بہت خوش ہوا اور قلعہ کے برج اور فصیلوں کو مضبوط کر کے مقابلہ پر کمربستہ ہو گیا۔

پُراسرار کارروائی

تین چار راتیں جب گذر گئیں تو قلعہ کے دروازہ پر مرہٹوں اور راجپوتوں کے دو پیدل رسالے اور تین سو سوار جو مرہٹہ فوج کی وردی میں تھے مرج کے راستہ سے پہنچے اس جمعیت کے اطراف غالباً دشمن کی فوج بھی لگی ہوئی تھی کیونکہ توپوں کے سر ہونے اور گولیاں برسنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ جب قلعہ والوں کو گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی تو متوقع کمک کے پہنچ جانے کی وجہ سے ان کے دل کھل اٹھے اور خوشی خوشی دروازے کھول کر وہ کمک پر آنے والی فوج کا انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے مذکورہ فوج قلعہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے پر پہنچی اور ان کا سردار قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے قلعدار سے مل کر کہا کہ تم اپنے تمام آدمیوں کو اکٹھا کر کے ہماری کمان میں دے دو تاکہ اس وقت غنیم کے مورچوں اور لشکر پر شبخون مار کر ہم اس کا تیاپانچہ کردیں۔ قلعہ کی فصیل، برج اور دروازوں پر میرے ساتھ آئے ہوئے سپاہی متعین رہیں گے۔ کیونکہ وہ طویل سفر سے کافی تھک کر آئے ہیں۔ سادہ لوح قلعدار نے کمک پر آنے والے مرہٹہ سرداروں کے حکم کی بے چون چرا تعمیل کی اور اپنے لشکر کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ مرہٹہ سردار نے ان کی جگہ لینے کے لیے اپنے سپاہیوں کو فصیل کی طرف بھیج دیا۔ اب اصل کارروائی کا وقت آچکا تھا چنانچہ اس نے اپنے سواروں کو ایک خاص اشارہ کیا اس کے ساتھ ہی سوار گھوڑے چھوڑ کر نیچے اتر آئے اور دوڑتے ہوئے جا کر قلعدار کو دبوچ لیا اور اس کی مشکیں کس لیں اور تمام قلعہ والوں کو گھیر کر سارے ہتھیار رکھوا لیے اور ایک ایک کو پکڑ کر قید کر دیا یہ ساری کارروائی اس تیزی کے ساتھ عمل میں آئی کہ غنیم ہکا بکا رہ گیا اور آخر تک سمجھ نہ سکا کہ آخر یہ ہوا کیا؟ جیسے ہی اس مرہٹہ جمعیت کا قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ ان کے سردار نے اپنی کامیابی پر خدا کا شکر ادا کیا اور اظہار خوشی کے لیے چند گولے ہوا میں چھوڑ دیے۔

نواب بہادر نے جب توپوں کے سر ہونے کی آواز سنی تو وہ سمجھ گئے کہ حسب توقع قلعہ سلطنت خداداد کے قبضہ میں آگیا ہے۔ وہ رات انھوں نے اور ان کے لشکر نے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے کیمپ میں گزاری جب صبح ہوئی تو نواب حیدر علی خاں قلعہ میں داخل ہوئے اور مناسب بندوبست ہونے تک قلعہ ہی میں مقیم رہے۔ ضروری انتظامات سے فارغ ہونے کے بعد وہ پھر کیمپ میں واپس چلے آئے۔

سرِیرنگ پٹن کو واپسی

نواب بہادر حیدر علی خاں نے ایک سال کے اندر مذکورہ بالا تمام مقامات پر قبضہ کر لینے کے بعد ہر قلعہ کی جنگی نقطۂ نظر سے مرمت کرائی اور مضبوط فوجی تھانے قائم کیے اور اس علاقہ کے تمام پالیکاروں کا بندوبست کر کے کافی رقم بطور خراج اور سالیانہ وصول کی البتہ پانچ لاکھ روپیہ چند نادر و نفیس تحفوں کے ساتھ ایک نمایندہ کے ہاتھ پونا کے کارپرداز کے پاس روانہ کر دیے تاکہ اس علاقہ پر قبضہ کر لینے کی وجہ سے اگر کوئی کدورت مرہٹوں کے دل میں پیدا ہو گئی ہو تو دور ہو جائے۔

اس سارے انتظام سے فارغ ہو کر وہ فتحمندی کے جھنڈے اڑاتے ہوئے سرِیرنگ پٹن واپس تشریف لے آئے اور باجی راؤ ندکور کو جو اب تک پٹن میں ٹھیرا ہوا تھا اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تم چاہو تو بس تم کو واپسی کی اجازت دے دوں تاکہ تمہارا دل جہاں کرے وہاں چلے جاؤ۔ باجی راؤ اپنے بہنوئی راگھو کی تباہ حالی سے بخوبی واقف تھا اور جانتا تھا کہ پونا کے تمام سردار اور مغل سلطنت کے سارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرا اس کے اور اس کے عزیز و اقارب کے دشمن ہو چکے ہیں اسی لیے اس کو نواب بہادر کے سایۂ عاطفت کے سوا کوئی اور جائے پناہ نظر نہ آئی لہذا اس نے عرض کیا کہ حضور مجھے اپنے نمک خواروں میں شمار فرما لیں۔ اور کسی مناسب خدمت پر متعین فرما دیں تاکہ میں جاں نثاری اور وفاداری کے ساتھ مفوضہ خدمات انجام دیتا رہوں۔ نواب بہادر نے اس غریب کی پرورش کے خیال سے عماری اور نشان کا ہاتھی عنایت کرکے پانچ سو سواروں کے عہدہ پر اس کا تقرر کر دیا۔

انہی دنوں پرنیا زنار دار (برہمن) کو جو بڑی بری حالت میں صرف دو پتوں ماہانہ پر ایک ساہوکار خاندان سیٹھی کے ہاں ملازم تھا اور کنڑی حساب کتاب میں خوب ماہر تھا ساہوکار مذکور کے پاس سے برخاست کرا کے کنڑی حساب کا دفتر اس کے سپرد کر دیا اور اس کے معقول گزارہ کا انتظام کر دیا۔ یہ پرنیا لین دین کے حساب کتاب کے لیے نواب بہادر کے توشک خانہ میں عموماً آمد و رفت رکھتا تھا اور اس کے گوشوارے نواب بہادر کے ملاحظہ میں پیش ہوتے رہتے تھے چنانچہ وہ اس کی حساب دانی سے نہایت خوش تھے۔ ایک دوسرا محاسب کشن راؤ زنار دار تھا جس کی نگرانی میں ہندی دفتر یعنی مرہٹی حساب کتاب تھا۔ یہ دونوں ماہر حساب دان توشک خانہ اور خزانۂ عامرہ کے جمع خرچ کے حسابات مرتب کیا کرتے تھے۔

سرینگ پٹن آنے کے بعد نواب بہادر علی خاں نے اپنی پوری توجہ لشکر کی تنظیم و تربیت پر صرف کی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک منظم اور باقاعدہ لشکر ترتیب پا گیا۔ فوج کی وردیوں کا بھی اس مرتبہ خاص اہتمام کیا گیا۔ سواروں کے دستے تو پورے لشکر میں ایک رنگین گلدستہ کی طرح نظر آتے تھے۔ بندوقچیوں کی وردیاں سرخ، زرد، سبز اور سیاہ بانات کی تیار کرائی گئی تھیں۔ ایک خاص دستہ دو تین ہزار آہن پوشوں کا تھا۔ اور تقریباً ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل شتر سوار فوج تھی۔ یہ اونٹ غنیم کی فوج سے غنیمت میں حاصل ہوئے تھے۔ پیادہ فوج میں ہر مقام سے آئے ہوئے بہادر سپاہی تھے جن میں سے سولہ ہزار باقاعدہ دستے تھے اور تیس چالیس ہزار کرناٹکی پیادے اور ان کے ساتھ بیس ہزار جنگی سوار تھے۔ اس زمانہ میں سلطنتِ خداداد کی شان و شوکت کا ایسا شہرہ تھا کہ ہند و دکن بلکہ ایران و توران سے بہادر اور جوانمرد سپاہی اپنے تیز رفتار گھوڑوں پر کھنچ کھنچ کر دار السلطنت پٹن پہنچ رہے تھے اور ہر ایک اپنے مناسب حال معقول معاوضہ پر نواب بہادر کے حلقۂ ملازمت میں شامل ہو کر اپنی خوش قسمتی پر ناز کر رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵

انگریزوں سے مقابلہ

۱۱۸۵ھ - ۱۷۷۱-۷۲ء

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نواب محمد علی خاں بہادر صوبہ دار ارکاٹ اپنے باپ (نور الدین) اور نواب ناصر جنگ (ناظم حیدر آباد) کے قتل کے بعد تھر نگر کے چھوٹے قلعہ میں محصور ہو گیا تھا۔ اس کے خلاف حسین دوست خاں چندا صاحب نے بندرگاہ پھلچیری کے فرانسیسیوں کی مدد سے کر فوج کشی کی تھی اور قلعہ مذکور کا محاصرہ کر لیا تھا اس موقع پر نواب محمد علی خاں نے بندرگاہ دیوناپٹن کے انگریز گورنر اور میسور کے راجہ سے کمک طلب کی تھی اور ان دونوں کی مدد سے فرانسیسیوں اور چندا صاحب کو شکست دی تھی۔ اس لڑائی میں چندا صاحب مارا گیا تھا۔ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے کے بعد محمد علی خاں نے میسور سے کیے ہوئے معاہدوں کو پورا نہیں کیا (جس کا ذکر نندراج کی ناکامی کے سلسلہ میں تحریر کیا جا چکا ہے) اور اہلِ انگلستان کی جدوجہد اور ڈپلومیسی[1] کے سہارے نواب محمد علی خاں نے بہت جلد ترقی اور کامیابی کے مدارج طے کر لیے اور انہی انگریزوں کے اشارہ پر فرانسیسیوں کو شکست دے کر ان کی مقبوضہ بندرگاہ پھلچیری پر قبضہ کر لیا اور ارکاٹ کے تمام منصب داروں اور جاگیرداروں

---

[1] یہ پہلا موقع ہے کہ انگریز تاجروں نے ملکی سیاست میں عملاً حصہ لینا شروع کیا اور نواب محمد علی خاں ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے انگریزوں کے ہندوستان میں قدم جمائے۔ جنوبی ہند میں اس زمانہ میں جو سیاسی صورتِ حال تھی اس کے پیشِ نظر ارکاٹ ہی وہ اہم صوبہ تھا کہ اس پر جس کا بھی تسلط ہو جاتا وہ جنوبی ہند کی سیاست پر بآسانی اثر انداز ہو سکتا تھا اس لیے شروع ہی سے فرانسیسی اور انگریز ارکاٹ پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی فکر میں رہے۔ چنانچہ اولاً فرانسیسیوں نے چندا صاحب کو ارکاٹ کا ناظم بنا کر اپنا تسلط جما لیا۔ بعد ازاں انگریزوں نے محمد علی کو آگے بڑھا کر ارکاٹ پر سے فرانسیسی اثر کو ختم کرا دیا۔ بس اسی تاریخ سے جنوبی ہند میں فرانسیسیوں کا مسلسل زوال ہوتا چلا گیا اور انگریز بتدریج عروج حاصل کرتے چلے گئے یہ ۱۷۵۱-۵۲ء کا زمانہ ہے جب فرانسیسی گورنر جنرل ڈوپلے اور انگریز گورنر جنرل کلائیو تھا۔ اصل لڑائی فرانسیسیوں اور انگریزوں کے درمیان تھی لیکن شاطرانِ فرنگ نے بساطِ سیاست پر جو مہرے آگے بڑھائے تھے ان کی ترتیب کچھ اس طرح تھی۔

فریقِ اول:۔ چندا صاحب، آصف جاہی شہزادہ مظفر جنگ۔ میسور (حیدر علی خاں نائیک کا لشکر) = فرانسیسی

فریقِ دوم:۔ نواب محمد علی خاں، ناظم دکن، ناصر جنگ، مرہٹہ سردار = انگریز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جو تمام کے تمام قوم نوائط سے تعلق رکھتے تھے زیر کر کے ارکاٹ پر اپنا مکمل اقتدار قائم کر دیا اور پھر اس کی ہمت یہ ہوئی کہ اس نے ناظم حیدرآباد سے بھی سرکشی اختیار کی حالانکہ ارکاٹ کے سابق میں جتنے بھی حاکم گزرے وہ حیدرآباد کے ملازم اور ان کی جانب سے صوبہ دار ہوا کرتے تھے۔

ناظم دکن کی فوج کشی

اس زمانہ میں جب کہ نواب محمد علی خاں ارکاٹ کے سیاہ و سپید کا مالک بنا ہوا تھا، حیدرآباد کے آصفجاہی تخت پر نواب نظام علی خاں فائز تھا۔ جب نواب موصوف نے راگھو باکی جنگ اور اس کے تعاقب سے فراغت پائی تو ان کو ارکاٹ کے معاملات پر توجہ کرنے کی فرصت ملی اور انھوں نے ارکاٹ پر فوج کشی کے لیے لشکر کو تیار کرنا شروع کیا تاکہ باغی سراج الدولہ محمد علی خاں کو جو انگریزوں کی پشت پناہی کی وجہ سے کرناٹک پائین گھاٹ کے علاقہ پر قابض ہو چکا تھا معقول سزا دی جائے۔ لیکن یہ سوچ کر کہ تنہا حیدرآباد کی فوجیں سراج الدولہ (محمد علی خاں) اور انگریزوں کی مشترکہ طاقت سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں گی ضروری سمجھا کہ اس مہم میں اپنے ساتھ والئ میسور نواب بہادر حیدر علی خاں کو بھی شریک کر لیں اور ان کی مدد سے کرناٹک پر قبضہ کر لیں۔

ناظم دکن نے اس سلسلہ میں اپنے درباریوں اور افسروں سے مشورہ کرنے کے بعد نواب بہادر کو لکھا کہ ——— "یہ تاجر پیشہ انگریز کرناٹک کے سرکش صوبہ دار کے ذریعہ اپنی حکمرانی کے لیے زمین ہموار کرنے لگے ہیں اور علاقہ کرناٹک میں کھلے طور پر اپنا تسلط جما چکے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ آپ کے تعاون سے اس علاقہ کو دوبارہ اپنے قبضہ میں لے آئیں" جب نواب بہادر کو یہ پیام ملا تو وہ بھی اس مہم کے لیے فوراً تیار ہو گئے اور اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا ——— جب انتظامات ہر طرح سے مکمل ہو گئے تو ناظم دکن لشکر سمیت ادھونی پہنچا وہاں سے اپنے بھائی بسالت جنگ کو ہمراہ لے کر کنول (کرنول) کڑپہ کے راستے چین پٹن آگیا۔

انگریزوں کی ریشہ دوانیاں

اس مہم سے متعلق ایک اور راوی کا بیان ہے کہ ——— جب نواب محمد علی خاں سراج الدولہ نے نواب بہادر حیدر علی خاں کی فوجی تیاریوں اور فراہمی اسلحہ سے متعلق خبریں سنیں تو وہ سخت پریشان ہوا اور اسے یقین ہو گیا کہ ترچناپلی کے واقعہ میں میری طرف سے جو بدعہدی ہوئی تھی۔ یقیناً اس کا کانٹا اب تک حیدر علی خاں کے دل میں کھٹک رہا ہوگا اور اس وقت میسور میں جو فوجی تیاریاں ہو رہی ہیں وہ خالی از معنی نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ حیدر علی خاں اپنا لشکر لے کر کرناٹک کا ارادہ کریں۔ ان اندیشوں کی بنا پر اس نے اپنے دوست انگریزوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پیش آمدہ صورتِ حال سے نبٹنے کی دعوت دی۔ پھر باہم سوچے ہوئے منصوبے کے مطابق بندرگاہ چنیا پٹن یعنی مدراس کے گورنر نے اپنے ایک نمایندہ کو فوج دے کر حیدر آباد بھیجا اس نے ناظم دکن کو بالا گھاٹ کی تسخیر کے لیئے آمادہ کر لیا اور ناظم دکن نواب نظام علی خاں نے ایک بڑی فوج لے کر بالا گھاٹ کی تسخیر کے ارادہ سے کوچ کر دیا وہ انگریزوں کے بہکانے سے بالا گھاٹ کے لیے روانہ تو ہو گئے لیکن ان کے دل میں یہ تھا کہ کسی قسم کی فوجی کارروائی سے پہلے نواب حیدر علی خاں سے ملاقات کر لیں اور بالمشافہ اس کا مدعا دریافت کر لیں اگر وہ ہمارے اس لشکر کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے تو اس کے ملک پر قبضہ کر لیا جائے بصورت دیگر اس کے ساتھ مل کر بجائے بالا گھاٹ کے کرناٹک کے باغی صوبیدار کی سرکوبی کے لیئے اقدام کیا جائے۔ اس وقت نظام علی خاں کے ساتھ انگریزوں کی مذکورہ فوج اور موسیو ایمو فرانسیسی کمانڈر کے دو ہزار بندوقچی بھی تھے۔

ایک اہم ملاقات

ناظم دکن نے جب اپنے لاؤ لشکر سمیت میدان چن پٹن میں کیمپ لگا دیا تو نواب بہادر حیدر علی خاں کو ملاقات کے لیئے طلب کیا۔ نواب بہادر بھاری جنگی ساز و سامان لے کر مدور کے مشرقی میدان میں آ کر ٹھہرے ہوئے تھے۔ انھوں نے ناظم دکن سے اس وقت ملاقات کو مناسب نہ جانا اور اپنے بجائے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو ایک آراستہ پیراستہ لشکر دے کر میر علی رضا خاں، مخدوم صاحب، اسمٰعیل صاحب، غازی خاں اور مدد خاں وغیرہ ہوشیار افسروں کے ساتھ ناظم حیدر آباد سے ملنے کے لیے روانہ کیا اور بطور نذرانہ پانچ ہاتھی، دس گھوڑے بھی روانہ کیے۔ ٹیپو جب اس آن بان کے ساتھ نظام الملک کی خیمہ گاہ کے قریب پہنچے تو ان کے جلوس کے طنبوروں اور جنگی نقاروں کی آواز سن کر نظام الملک اپنے بالا خانے پر نکل آئے اور آنے والے لشکر کی شان و شوکت اور منظم صف آرائی دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کھلے دل کے ساتھ ٹیپو سلطان سے ملاقات کی اور تسلی آمیز باتیں کر کے ٹیپو کو "نصیب الدولہ" کا خطاب عطا فرمایا اور اپنے دل میں طے کر لیا کہ بجائے بالا گھاٹ کے کرناٹک پر ہی فوج کشی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حیدر علی خاں کے روانہ کردہ اس وفد سے انھوں نے نواب محمد علی خاں صوبہ دار ارکاٹ اور انگریزوں کی سرکوبی کے سلسلہ میں مشورے کر کے اس کو خلعتیں اور بارگاہِ خاص کے دوشالے وغیرہ عنایت فرمائے۔ ٹیپو نے واپس آ کر ساری تفصیلات باپ سے بتائیں تو انھوں نے نظام الملک کی طرف سے مطمئن ہو کر آگے کی طرف کوچ کر دیا۔ پھر یہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ بارہ محل سے گزر کر چنگم گھاٹ پر آ کر ٹھہر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنگم گھاٹ کی لڑائی

جب یہ متحدہ فوجیں چنگم گھاٹ پر آ کر ٹھیر گئیں تو غنیم کی جانب سے انگریز کمانڈر کرنل اوڈ سر پانچ ہزار باقاعدہ فوج، ایک ہزار سولجروں کے ساتھ گھاٹ کا راستہ روکنے کے لیے وہاں پہنچ گیا اور اس نے گھاٹ کے دوسری جانب ایک گڑھی میں مورچے جما لیے۔ جب انگریزوں کے آنے کی خبر ملی تو ناظم دکن اور حیدرآباد نے قلعہ کے محاصرہ کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ یہ دونوں فوجیں راتوں رات آگے بڑھ کر انگریزوں کے لشکر کے اطراف طلایہ گردی کرنے لگیں اور اطراف واکناف میں غنیم کے جو بھی آدمی ملے انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کرنل روڈ سر نے جب متحدہ فوجوں کی کثرت کو دیکھا تو اس خیال سے کہ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعدِ سیمیں خود را رنجہ کرد

(جس نے بھی کسی قوی دست سے پنجہ لڑایا اپنی نازک کلائی کو تکلیف پہنچائی)

وہاں ٹھیرنا مناسب نہ سمجھا اور اسی رات وہاں سے ترنامل کی طرف کوچ کر گیا جب طلایہ فوج کے سرداروں نے کرنل مذکور کے فرار کی اطلاع کیمپ میں پہنچائی تو دونوں حکمران اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نواب بہادر نے وہاں سے دو کوس آگے بڑھ کر بھاگنے والے غنیم پر توپ اندازی شروع کر دی۔ کرنل اوڈ سر پہاڑ کے دامن میں پناہ لے کر اسی جگہ ٹھیر گیا اور توپوں اور بندوقوں سے حملہ آوروں پر فائرنگ شروع کر دی متحدہ فوجوں نے اگرچہ بڑی دلیری کے ساتھ لشکر کشی کی لیکن وہ دشمن پر قابو نہ پا سکیں۔ دشمن کو بھی اس لیے برگ و گیاہ راستہ میں سخت پریشانی اٹھانی پڑی اور دور کے نشانوں پر گولہ باری کی وجہ سے اس کا خاصہ میگزین بھی ضائع ہو گیا تاہم کسی نہ کسی طرح حملہ آوروں کی مزید پیش قدمی کو روک کر اس نے وہ دن پورا کیا جب رات ہوئی تو کرنل روڈ صف بندی کر کے رات کے پردہ میں وہاں سے ترنامل کی طرف کوچ کر گیا۔ اور متحدہ فوجوں نے کلپاک ندی کے کنارے اپنی چھاؤنی قائم کر دی اور دشمن کے پیچھے طلایہ فوج کو لگا دیا۔

ناظم حیدرآباد نے اپنے دیوان رکن الدولہ کے مشورہ سے نواب بہادر کو پیغام بھیجا کہ "آپ اپنی فوجوں کو جو اس ملک سے بخوبی واقف ہیں صوبہ ارکاٹ اور چنیا پٹن کو تاخت و تاراج کرنے اور مویشی و غذا فراہم کرنے کے لیے روانہ فرما دیں۔ اس نقل و حرکت سے انگریز اور محمد علی خان یقیناً خوف زدہ ہوں گے" نواب بہادر اس موقع پر جب کہ ایک قوی دشمن سے مقابلہ تھا اپنے لشکر کو جدا کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن ناظم حیدرآباد کو اپنے لشکر پر کافی بھروسہ تھا کہ وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی ہے اسی لیے اس نے اس بارے میں سختی سے اصرار کیا اور ہمت افزائی کی باتیں کر کے ان کو بہر حال لشکر کی روانگی پر آمادہ کر لیا۔ نواب بہادر نے اپنے تمام باقاعدہ دستوں، سواروں، پیادوں اور بارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلوداؔر توپوں کو صاحبزادہ ٹیپو سلطان کی کمان میں دے کر روانہ کیا اور اپنے بہادر سرداروں میر علی رضا خاں، مخدوم صاحب، محمد علی کمنداں اور غازی خاں وغیرہ کو بھی ان کے ہمراہ کر دیا اور خود ایک مختصر جمعیت کے ساتھ جس میں پانچ چھ سو خاص سوار اور کوتل سوار اور دو ہزار نشانہ باز، چار ہزار پیادہ فوج اور توپ خانہ شامل تھا اسی جگہ دشمن کے خلاف معرکہ آرا رہے اور ہیبت جنگ کو لشکر کی سرداری پر متعین کیا۔ باوجود اتحاد واشتراک کے نواب بہادر کو مغلوں پر کامل بھروسہ نہیں تھا وہ رکن الدین خاں اور دوسرے مغل امیروں سے اندیشہ ناک ہی رہتے تھے اسی لیے اس موقع پر انھوں نے جب کہ ان کا لشکر ان سے جدا ہو چکا تھا کافی احتیاط برتی۔ جب بھی کہیں قیام ہوتا وہ اپنے لشکر کے اطراف خاردار جال لگوا کر چار راستے مقرر کرتے اور ہر راستہ پر مستقل پہرہ توپوں کے ساتھ لگائے رکھتے۔

ترنامل کا معرکہ

جب انگریز کماندار ترنامل پہنچ گیا تو اس نے بہ تفصیل رپورٹ اور دشمن کی کثرت اور بھاری توپ خانہ کے متعلق گورنر مدراس کو لکھا۔ گورنر مدراس کے حکم سے جنرل اسمیت جو ضروری بندوبست کے سلسلہ میں شہر نگر کی طرف گیا ہوا تھا چار ہزار باقاعدہ سپاہیوں، آٹھ سو سولجروں، تین ہزار صوبہ ارکاٹ کے سواروں اور چار ہزار کرناٹکی پیادوں کے ساتھ کافی غلہ اور رسد لے کر کرنل اوڈ سر کی مدد کے لیے پہنچ گیا۔ جب یہ دونوں خونخوار سردار مل گئے تو انھوں نے غنیم کے لشکر کا جائزہ لیا اور مغل فوج کو کوئی اہمیت نہیں دی اور صفیں آراستہ کر کے توپیں سر کرتے ہوئے ان دونوں لشکروں پر حملہ کر دیا۔ نواب بہادر نے اپنی مختصر جمعیت کو قاعدہ کے ساتھ کھڑا کر کے دشمن کا حملہ روکنے کا حکم دیا اور توپ اندازوں کو گولہ باری کا اشارہ کیا۔

ناظم دکن کی فوج انگریزوں کے دائیں پہلو پر تھی اور انتہائی بے احتیاطی کے ساتھ بغیر کسی نشانہ کے اندھا دھند گولہ باری کر رہی تھی اور ان کے سوار بے قاعدگی کے ساتھ ٹڈیوں کی طرح انگریزوں کے لشکر کے اطراف ٹکڑی ٹکڑی جمع ہو گئے تھے۔ انگریز کمانداروں نے ایک ہی نظر میں بھانپ لیا کہ نواب بہادر کی جمعیت فوجی قواعد و ضوابط کے عین مطابق صف بندی کیے ہوئے ہے لیکن مغل لشکر انتہائی غیر منظم اور بے ہنگم طریقہ پر ہجوم کیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے مغل فوج کے ایک ہی جانب اپنا پورا دباؤ ڈال کر اچانک اپنی فوجوں کا رخ پھیرا اور براہِ راست ناظم موصوف کی سواری پر حملہ کر دیا اور مسلسل گولہ باری کر کے مغلوں کو پیچھے دھکیل دیا اور ان کے لشکر کا سارا سامان اور توپ خانہ، خیمے اور جھنڈے سب اپنے قبضہ میں کر لیے۔ ناظم حیدر آباد

---

[1] وہ ہلکی توپیں جو لشکر کے آگے آگے رکھی جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دیوان رکن الدولہ اور دوسرے امراء کی بے تدبیری اور بے پروائی سے لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہو گیا اور اس کے لشکری جن کو کبھی بہادروں کے ساتھ دو بدو مقابلہ کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ اپنے خداوند نعمت کو چھوڑ کر اس طرح بھاگے جیسے بکریاں بھیڑیے کو دیکھ کر بھاگتی ہیں۔ چنانچہ آصف الملک کے خاصہ کے ہاتھی کے اطراف دو ہزار سوار بھی اس نازک وقت میں موجود نہیں تھے۔

نواب بہادر نے جب مغلوں کی یہ افراتفری دیکھی تو وہ ان کی بے حمیتی پر نفرین بھیجتے ہوئے باقاعدگی کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگے۔ اپنے توپ خانہ کو تو انھوں نے فوراً سنکار پیٹھ روانہ کر دیا اور اپنے مورچوں کے سامنے دس جلودار توپیں لگوا کر انگریزوں کا حملہ روکنے لگے جو مغلوں سے فارغ ہو کر اب اس جانب اقدام کر رہے تھے۔ نواب بہادر توپیں کھینچتے ہوئے فائرنگ کرتے ہوئے قدم قدم پیچھے ہٹ رہے تھے اور اکثر جگہ ٹھہر ٹھہر کر بھی انھوں نے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور کسی طرح ان کو اپنی مختصر جمعیت پر غالب آنے نہیں دیا۔

اس اثناء میں ناظم حیدر آباد نے سنکار پیٹھ جا کر کیمپ لگا دیا تھا۔ نواب بہادر بھی ان مغلوں کی بدنظمی سے دل تنگ ہو کر اس کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مقیم ہو گئے۔ انگریز کمانڈر جو اس مرحلہ پر غالب آ چکے تھے اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ نواب بہادر نے فوراً ہی شتر سواروں اور ہرکاروں کو ٹیپو سلطان کے پاس جو دراس کے علاقہ میں دشمن کے خلاف شورش برپا کیے ہوئے تھے روانہ کیا اور ان کو واپس چلے آنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انھوں نے ناظم موصوف کے پاس پیغام بھیجا کہ "آپ نے خود اپنی آنکھوں سے اپنے امراء کی کارگزاری کا مشاہدہ فرما لیا ہے کہ جب وقت آن کر پڑا تو ایک ہزار ہتھیار بند سپاہی اور آپ کا کوئی امیر رکاب میں حاضر نہیں تھا۔ بہرحال ایسی بے سری فوج کے ساتھ انگریزوں کے طوفانی لشکر کے مقابلہ میں ہم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ حضور والا کاویری پٹن جا کر ٹھیر جائیں اور یہ مخلص خیر خواہ کسی نہ کسی تدبیر سے ان انگریزوں کو شکست دے کر پیچھے ہٹائے دیتا ہے" ناظم حیدر آباد نے اس تجویز کو قبول کر لیا اور وہاں سے کوچ کر کے وہ کاویری پٹن جا کر ٹھیر گیا۔

نواب بہادر اور ناظم دکن کی ملاقات

نواب بہادر ٹیپو سلطان کی واپسی تک سنکار پیٹھ، بارہ محل اور ادتان گیر میں کوچ کرتے رہے اور جب ٹیپو پورا لشکر، کافی سامان، رسد، غلے اور مویشی لے کر آ گیا تو انھوں نے فوج کا میمنہ اور میسرہ ترتیب دے کر غنیم کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ اسی اثنا میں ناظم حیدر آباد نے اپنے امراء کو بھیج کر بڑے اصرار کے ساتھ نواب بہادر کو ملاقات کے لیے بلوایا۔ اگرچہ نواب بہادر دل سے اس ملاقات پر آمادہ نہ تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ناظم حیدر آباد کے پاسِ خاطر سے لشکر سمیت کوچ کیا اور کاویری پٹن میں نواب نظام علی خاں سے ملاقات کی۔ طاقتور غنیم کے مقابلہ کے لیے دونوں حکمرانوں نے مشورہ کیا۔ نواب بہادر حیدر علی نے نظام علی خاں کو جب سابقہ شکست پر نہایت برہم پایا تو ان کی دلدہی کے لیے کہا۔ " فتح و شکست تو اللہ کی جانب سے ہوتی ہے ایسے ناگوار حالات تو اکثر شاہانِ ذی اقتدار کو آتے رہے ہیں لیکن انھوں نے ہمت و پامردی سے کام لیا اور اس بلند مرتبہ پر پہنچے کہ اس سے بڑھ کر بلند مناصب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سرداری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر طرح کے توہمات، افکار دل سے صاف کرکے اپنے عزم و ارادہ کے بل پر شرمندگی کی کدورت کو دور کر دیا جائے۔ کسی عقل مند کا قول ہے ؎

دل بر خراش غور و تحصیل نام کن　　در ہمت از علیق فرومایہ کم مباش

(ہمت و مردانگی میں معمولی علیق سے کمتر نہ ہونا چاہیے، اپنے دل کو کانٹ چھانٹ پر آمادہ کرکے نام آوری پیدا کرنی چاہیے)

اب حزم و احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ حضور والا اپنے لشکر اور ساز و سامان کے ساتھ ہسکوٹہ جا کر تشریف فرما ہوں اور یہ مخلص خیرخواہ اپنی تدبیروں پر عمل کرکے غنیم کو شکست دے دے گا اور کرناٹک پایان گھاٹ کا مناسب بند و بست عمل میں آ جائے گا۔ ناظم موصوف حسب مشورہ ہسکوٹہ کوچ کر گئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ منور خاں کنولی، اسمٰعیل خاں بلیح لوزی، رائے انبا مرہٹہ کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ نواب بہادر کی کمان میں دے دیا۔

آمبور گڑھ کی لڑائی

اب جبکہ سارا لشکر جمع ہو گیا تھا اور پیش قدمی کے لیے کوئی امر مانع نہیں رہا تھا نواب بہادر حیدر علی خاں نے بلاتاخیر اپنے سارے لشکر کے ساتھ رکن الدولہ کے ہمراہ پنل پلی کے گھاٹ کو عبور کیا اور آمبور گڑھ کا جس میں انگریزی فوج کا تھانہ تھا محاصرہ کر لیا اور قلعہ کی تسخیر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اسی جنگ میں نواب کا مصاحب خاکی شاہ فقیر توپ کا گولہ لگنے سے مارا گیا تھا۔ جب انگریز کمانداروں کو اس یلغار کی اطلاع ہوئی تو کرناٹک گڑھ اور ویلی گڑھ کے راستہ سے دھاوا مارتے ہوئے آمبور گڑھ پہنچ گئے۔ جب نواب بہادر کو انگریزوں کے تازہ دم لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو انھوں نے قلعہ سے محاصرہ اٹھا کر ڈوچیری اور بانیؔ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ انگریز کمانداروں نے ایک دن آمبور گڑھ میں قیام کیا اور دوسرے دن مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب وہ میدان میں پہنچے تو نواب بہادر نے اپنے سواروں کو ٹیپو سلطان کی کمان میں میمنہ پر متعین کر دیا اور میسرہ رکن الدولہ کی نگرانی میں تھا۔ محمد علی کمنداں قلب پر مامور تھا اور خود نواب بہادر توپ خانہ پر رسالداروں کے ساتھ لگے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ انگریزوں نے فراست و تجربہ سے غنیم کے لشکر کی ترتیب کو سمجھ لیا اور سولجروں کی ایک پلٹن اور دو کمپنیاں اور دو برق انداز توپیں رکن الدولہ کی طرف اور دو پلٹن، ایک رسالہ، چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ میں روانہ کیں اور بقیہ فوج کے ساتھ سیدھے قلب گاہ پر حملہ کر دیا۔

خونریز مقابلہ

فریقین میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی گولہ باری اور بندوقوں کی نشانہ بازی سے گزر کر تلواروں اور نیزوں سے دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ رکن الدولہ کا لشکر تو انگریزوں کی ایک ہی پلٹن کے مقابلہ میں بس چند گولوں کے برسنے سے ہی ڈر کر ایسا بھاگا کہ دانم باڑی تک اس کے قدم نہ جم سکے ٹیپو نے اس سے قبل کہ غنیم قلب گاہ پر غالب آجائے اپنے سواروں کو آگے بڑھا کر انگریزوں کے چنداول پر حملہ کر دیا۔ ان کا چنداول ابرار خاں اور اسرار خاں جمعداروں کی سرکردگی میں تین ہزار سوار اور چار ہزار فوج پر مشتمل تھا اور کافی سامان رسد اور بھیر بنگاہ کے ساتھ ان کے کیمپ کی طرف جا رہا تھا ٹیپو کے ایک ہی دلاورانہ حملہ سے غنیم کا چنداول منتشر و پراگندہ ہو گیا ٹیپو نے ان کے خیموں، جھنڈوں، غلہ کے تھیلوں اور دوسرے اسباب میں آگ لگوا دی اور انگریزوں کے چند نامی سرداروں اور فوج کی کثیر تعداد کو پالکیوں اور گھوڑوں سمیت گرفتار کر کے لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔ انگریزوں کے جرنیل نے جیسے ہی چنداول کی اس بربادی کو دیکھا تو وہ ان کی حفاظت کے لیے اس طرف لوٹ گیا جیسے ہی وہ سامنے سے ہٹا نواب بہادر نے برق رفتاری کے ساتھ سبقت کر کے اس پلٹن پر جو رکن الدولہ کا تعاقب کر رہی تھی دلیرانہ حملہ کر دیا اور اس کو بری طرح منتشر کر کے مال غنیمت کے ساتھ دانم باڑی چلے گئے ٹیپو بھی اس جگہ نواب بہادر کے لشکر سے آملے۔ انگریز کمانداروں کو اب آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے اس مقام پر کیمپ لگا دیا۔

نواب بہادر نے رکن الدولہ کو بلا کر اس کو تلخ و ترش باتیں سنائیں اور کہا کہ تمہارے لشکری قسمت کے ہی ہارے ہوئے ہیں بہتر یہی ہے کہ تم اپنی بہادر افواج کے ساتھ ناظم دکن کے حضور میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے ان فوجوں کے شاندار کارناموں سے کسی قسم کی بھلائی کی توقع نہیں رہی ہے بلکہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ ان کی بزدلی کہیں ہمارے بہادروں میں سرایت نہ کر جائے۔ رکن الدولہ نے عذر معذرت کی اور آئندہ ثابت قدم رہنے کا عہد کیا اور واپس جانے پر رضامند نہ ہوا۔ بہرحال یہ طے پایا کہ وہ نواب بہادر کے لشکر سے نصف کوس کے فاصلہ پر اپنا کیمپ لگایا کرے گا۔ اور اس کے لشکر کا کوئی آدمی اس لشکر میں نہیں آنے گا۔ اور ضرورت کے موقع پر صرف ہرکاروں کے ذریعے پیام رسانی کا کام لیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار دن بعد جب انگریز کمانداروں نے کوچ کر کے دانم باڑی کا رخ کیا تو نواب بہادر نے اپنی لشکر گاہ کو تبدیل کر کے پہلے دن نوتر پاتور کے میدان میں قیام کیا اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے پورے لشکر اور توپ خانہ کے ساتھ کاویری پٹن میں ایک ایسے مقام پر کیمپ لگایا جس کے اطراف دلدل زمین تھی اور وہاں کیچڑ اور پھسلن بہت تھی۔ لشکر گاہ کے گرد چار خندقیں بھی کھدوائیں اور توپیں قائم کر کے تیار بیٹھ گئے۔ رکن الدولہ نے ان کے لشکر کے احاطہ سے باہر ہی ڈیرہ لگوایا۔ انگریزوں کے جرنیل نے ایک کماندار کو وانمباڑی اور تریاتور کے بندوبست پر متعین کیا اور خود نواب کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر پہاڑ کے ایک دامن میں پڑاؤ ڈال دیا۔ نواب کے طلایہ گرد دستوں نے انگریزوں کی فوج کے دونوں جانب حملے شروع کیے اور ایک سمت پر رکن الدولہ کے سوار راستہ کی نگرانی کرنے لگے۔

انگریزوں کا شبخون

جب رات ہوئی تو انگریز جرنیل نے شبخون کے ارادہ سے اس راستہ پر اپنی فوجیں آگے بڑھائیں جس پر رکن الدولہ کا لشکر نگہبانی کے لیے مامور تھا۔ رکن الدولہ اور اس کے آدمی غنیم کے اس شبخون سے واقف ہو چکے تھے لیکن انھوں نے نواب بہادر کو اس کی اطلاع نہیں دی۔ اور خود بھی اس کا راستہ نہیں روکا بلکہ وہ اس مقام سے ہٹ کر کسی قدر دور چلے گئے۔ انگریزوں کو جب راستہ کھلا ملا تو وہ بلا مزاحمت نواب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن راہنما ہرکاروں کی ناوانی کی وجہ سے حملہ آور فوج اس دلدلی زمین میں پھنس گئی اور ان کی توپیں کیچڑ پانی میں بری طرح گڑ گئیں کہ ان کے لیے آگے بڑھنا محال ہو گیا۔ وہ بالکل اس مصیبت میں الجھے ہوئے تھے کہ مرغ صبح نے بے خبر سونے والوں کو بانگ دے دے کر جگا دیا۔ اور خندقوں پر پہرہ دینے والے سپاہی غنیم کے اس اقدام سے آگاہ ہو گئے اور انھوں نے فوراً ہی دشمن پہ توپوں سے گولہ باری شروع کر دی۔ ان کے پیچھے ہی نواب کی طلایہ گرد فوج بھی پا بر داشتہ پہنچ گئی اور دلدل میں پھنسے ہوئے ان سرخ پوش دستوں کو چن چن کر گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔

معلوم ہوا کہ اسی رات رکن الدولہ در پردہ انگریزوں سے مل گیا تھا اور کمک کا بہانہ کر کے نواب کے لشکر پر قابو پانے کے لیے مناسب موقع کے انتظار میں تھا۔ نواب بہادر نے پہلے بھی انگریزوں کے ساتھ اس کی طرف داری کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا اور اب جب کہ اس نے اس شبخون کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی تو اس کو یقین ہو گیا کہ وہ اپنے لشکر سمیت منحرف ہو گیا ہے۔ رسالدار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائندہ خاں نے نواب بہادر کے حکم سے رکن الدولہ کی طرف کچھ آگے بڑھ کر توپوں کے چند گولے برسائے اور اسے لشکر گاہ سے دور ہٹا دیا اور ادھر انگریز حملہ آور بھی پسپا ہو کر اپنے کیمپ کی طرف بھاگ گئے اور انگریز جرنیل کو اس معرکہ میں سخت شرمندگی اٹھانی پڑی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۶

رکن الدولہ کی فتنہ انگیزی

۱۱۸۵ھ - ۱۷۷۱ء

مذکورہ بالا ناکام شبخون کے بعد انگریزی فوجوں کا جرنیل اپنے کیمپ کو لوٹ گیا اور رکن الدولہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ناظم حیدرآباد کی خدمت میں چلا گیا۔ وہاں جاکر اس نے ناظم حیدرآباد آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں کو انگریزوں سے مصالحت پر آمادہ کرکے کمپنی کے نمایندوں سے گفت و شنید شروع کر دی اور فریقین کے درمیان مصالحت کے لیے مراسلت ہونے لگی۔

ادھر میدان جنگ میں نواب بہادر کا لشکر اسی طرح اپنے مورچوں میں محصور تھا۔ مذکورہ لڑائی کے دوسرے دن انگریز کماندار محاذ سے لوٹ کر چلے گئے لیکن انھوں نے آمبور گڑھ کے راستہ کی اچھی طرح سے ناکہ بندی کر دی۔ یہ بڑا نازک وقت تھا واپسی کا راستہ بند تھا اور مغل فوج کے چلے جانے سے غنیم کے مقابلہ میں فوجی طاقت بہت کم رہ گئی تھی۔ نواب حیدر علی خاں سخت متفکر اور پریشان تھے کہ اسی اثنا میں یہ تشویشناک خبر ملی کہ ناظم حیدرآباد ہسکوٹہ سے گھاٹ کرنیات کی طرف کوچ کر گیا ہے اور اس کے نمایندے انگریزوں کی چھاؤنی میں آئے ہوئے ہیں اور خود رکن الدولہ صوبیدار ارکاٹ نواب محمد علی خاں کے پاس گیا ہوا ہے۔ اب تو نواب کو پوری طرح یقین آگیا کہ اس گرگِ باراں دیدہ نے حسب توقع دام فریب بچھا کر سخت آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان پریشان کن حالات کے باوجود نواب بہادر حیدر علی خاں نے ہمت نہیں ہاری اور یہ سوچ کر کہ

اہلِ ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس　　خیمۂ افلاک بے چوب دستون استادہ است

(صاحبانِ ہمت کو کسی کے زور بازو پر تکیہ نہیں کرنا چاہیے دیکھو آسمانوں کا بلند خیمہ بھی بغیر کسی ستون و چوب کے کھڑا ہوا ہے)

اپنے فدائیوں کی کارگزاری پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے وہ غنیم کے مقابلہ میں مستقل مزاجی سے ڈٹے رہے۔

اسی دوران میں رکن الدولہ کے مشورہ پر ناظم حیدرآباد نے سیکاکول اور راجبندری کا نظم و نسق کہ ان کے سالانہ محاصل تیس لاکھ روپیہ ہوتے تھے اور پہلے یہ علاقہ انورالدین خاں کے زیر حکم تھا پھر اس کو انھی دنوں میں موسیو بوسی فرانسیسی کماندار کو اس کی تنخواہ کے عوض دے دیا گیا تھا۔ انگریزوں کے نام واگزار کر دیا کہ وہ حسب ضرورت حیدرآباد کی مدد کرنے کے لیے فوج بھرتی کریں اور مذکورہ محاصل سے اس فوج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات کی پابجائی کریں۔ اس شرمناک مصالحت کے بعد ناظم حیدرآباد حیدر علی خاں کو کوئی اطلاع دیے بغیر کڑپہ اور کرنول کے راستہ سے حیدرآباد لوٹ گیا۔

کرناٹک پر انگریزوں کی فوج کشی

بیان کردہ واقعات پر دو ماہ کچھ دن گزر گئے انگریزوں نے ناظم حیدرآباد کی طرف سے یکسوئی حاصل کر کے ناظم حیدرآباد ہی کے اشارہ پر کرناٹک بالاگھاٹ کی تسخیر کا ارادہ کیا چنانچہ کرنل روڈ نے نواب محمد علی خاں کو اپنے ہمراہ لے کر انبور گڑھ سے آگے پیش قدمی شروع کر دی۔ نواب بہادر نے اس موقع پر انگریزی فوجوں سے کھلا مقابلہ مناسب نہیں سمجھا اور قزاقانہ جنگ کے اصول پر غنیم سے مقابلہ کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے لشکر کے بھاری سازوسامان اور بھیر بنگاہ کو توپ خانہ کے ساتھ آنیکل اور ناگری ورگ کی طرف روانہ کر دیا۔ اور اپنے ساتھ صرف سواروں، نشانہ باز دستوں، پیادوں اور بانداروں کو رہنے دیا اور انگریزوں کے لشکر کے گردوپیش اپنے چھاپہ مار قزاقوں کو لگا دیا۔

تشویشناک خبریں

اسی اثنا میں خبر ملی کہ انگریزوں کا ایک دستہ جس میں دو ہزار پیادے، ایک ہزار انگریز بندوقچی، چار سو سوار اور دو توپیں ہیں تنھر نگر اور تنجاور کی طرف سے بھاری سامانِ رسد اور بہت سارے مویشی انگریزوں کے لشکر کے لیے لا رہا ہے اور چنگم گھاٹ پہنچ گیا ہے۔ نواب بہادر ایسی کسی اطلاع کے منتظر تو تھے ہی یہ سنتے ہی فوراً انھوں نے پہاڑوں اور جنگلوں کی راہ سے یلغار کی اور ایک ہی دلاورانہ حملہ میں انگریزوں کے اس بدرقہ کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور وہ سارا سامان اپنے قبضہ میں لے لیا۔ انگریز کمانداروں کو جب یہ خبر ملی تو وہ سخت پریشان ہوئے اور انھوں نے تریا تور پر ہی رک کر پڑاؤ ڈال دیا اور جنگی سازوسامان اور رسد وغیرہ مدراس سے منگانے لگے۔

حیدر علی خاں انگریزوں کے کیمپ کے گردوپیش فوجی کارروائیوں میں مصروف تھے کہ ان کو ایک اور پریشان کن خبر ملی کہ انگریزوں کی ایک فوج نے بمبئی سے آ کر قلعہ کوڑیال بندر کو فتح کر لیا ہے اور اس سارے علاقہ میں غارت گری کرتی پھر رہی ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ بہت ہی جلد وہ نگر کے شہروں پر چڑھائی کر دے گی۔ اور یہ علاقہ بھی ان کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ حیدر علی خاں نے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو دو ہزار بندوقچیوں، ایک ہزار پیادہ، چار ہزار سوار فوج کے ساتھ نگر کے بندوبست اور دشمن کی مدافعت کے لیے اسی وقت روانہ کر دیا اور خود کرنل روڈ اور محمد علی خاں کے مقابلہ و مدافعت میں مصروف رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان کن خبروں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا حیدر علی خاں نے ٹیپو سلطان کو نگر کی طرف روانہ کیا ہی تھا کہ کومینور اور کلیکوٹ (کالی کٹ) کے عامل کے خطوط پہنچے کہ نتھر نگر کی طرف سے ایک کپتان دو تین ہزار نشانہ باز سپاہیوں اور چار ہزار کلر فوج کے ساتھ جس میں رام راجہ پالیکار ریلیوارا کے لشکری بھی شامل ہیں کروز میں داخل ہو چکا ہے اور اس علاقہ کے تعلقات کی تسخیر کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ اس اطلاع کے ملتے ہی حیدر علی خاں نے ہیبت جنگ کو چار ہزار سوار دے کر دشمن کی گوشمالی کے لیے روانہ کر دیا۔

ٹیپو سلطان انگریزوں کے مقابلہ پر

جب ٹیپو سلطان کوچ پر کوچ کرتے ہوئے کوڑیال بندر پہنچے تو معلوم ہوا کہ انگریز کماندار نے قلعہ کو مضبوط و مستحکم کر کے اس کے قریب ہی ایک کوس کے فاصلہ پر مورچے اور خندقیں بنوا لی ہیں۔ ٹیپو سلطان نے غنیم کی تیاریوں کو دیکھ کر محاذ جنگ کی مکمل تفصیلات نواب بہادر کے ہاں ارسال کر دی اس وقت حیدر علی خاں کی پوری توجہات اپنے علاقہ کے انتظام و انصرام اور دشمن کی مدافعت پر مرکوز تھیں لیکن انھوں نے کڑیال بندر کی مہم کو مقدم سمجھ کر نشانہ باز سپاہیوں کے چار دستے، چار توپیں، دو ہزار جرار سوار تمام لشکر میں سے منتخب کر کے اپنے ہمراہ لیے اور بقیہ لشکر خیمہ گاہ، نوبت نقارہ اور دوسرے خاص کے لوازمات اور جھنڈے وغیرہ میر علی رضا خاں مخدوم صاحب محمد علی کمندان اور غازی خاں بید کی تحویل میں دے کر نگر کی طرف کوچ کر گئے اور ایک ہفتہ میں وہاں پہنچ کر اس نواح کے تمام عمال اور قلعداروں کو تاکیدی فرامین لکھے اور دس بارہ دن کے اندر اندر اپنی رعایا کے بیس ہزار آدمیوں کو جمع کر کے آبنوس کی لکڑی کی بندوقیں بنوا کر ان کے ہاتھوں میں دے دیں، اور سیاہ، سفید، سرخ اور زرد رنگ کی بیرقیں سلوا کر ایک ہزار آدمی پر ایک بیرق متفرق کی اور اس دل بادل کو لیے ہوئے کوڑیال بندر پہنچے اور انگریزوں کے مورچوں کے مقابل صفیں آراستہ کر کے اس لشکر کے بے شمار دستوں کو میدان میں گردش کرا کے ایک اونچے مقام پر اپنا کیمپ لگوا دیا اور ٹیپو سلطان کو دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ٹیپو سلطان نے ان کے مورچوں کے ایک جانب نہایت بہادری کے ساتھ حملہ کیا اور وہاں کے محافظ دستہ کو تہ تیغ کر کے قبضہ کر لیا۔ یہ ایک واقعہ ہی انگریز کماندار کے ہوش اڑا دینے کے لیے کافی تھا چنانچہ وہ نواب بہادر کے اس بے شمار لشکر کو دیکھ کر نہایت خوفزدہ ہوا اور اسی رات مورچے چھوڑ کر قلعہ کی طرف بھاگا۔ اس دوران میں دو انگریز سپاہی اپنی جمعیت سے بھاگ کر ٹیپو سلطان کی خدمت میں پہنچے اور انھوں نے غنیم کے فرار سے انھیں آگاہ کر دیا ٹیپو نے فوراً ہی نواب بہادر کو اس کی اطلاع دی اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کریں اور ادھر دشمن کی فوج قلعہ میں داخل ہو جائے۔ ایک جانب نہایت سرعت کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر سبقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اور گولیاں برساتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوگئے اور فصیل کے محافظوں کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا۔ انگریزوں کا لشکر اب بری طرح گھر چکا تھا۔ قلعہ میں ٹیپو کی فوج داخل ہو چکی تھی اور ادھر میدان کی سمت سے حیدر علی خاں کے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آرہے تھے اور ان پر مسلسل تیر اور بان چلا رہے تھے۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ تھا۔ چنانچہ ان کا لشکر بری طرح منتشر ہوگیا اور سب کے سب خوفزدہ ہو کر قلعہ کے راستہ سے پھرے اور ساحل کی طرف بھاگنے لگے نواب بہادر کے لشکریوں نے برق رفتاری کے ساتھ ساحل سمندر پر یلغار کر دی اور سب کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا اور جو زندہ رہ گئے ان کو قید کر لیا۔ البتہ ان کا کمانڈر اس جہاز پر جو سمندر میں لنگر ڈالے تیار کھڑا تھا سوار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور وہ جہاز اسے لے کر بمبئی کی طرف چلا گیا نواب بہادر نے کوڑیال بندر کے قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کیا اور تمام رعایا کو معقول انعام واکرام دے کر رخصت کیا اور انگریز اسیروں کے ساتھ وہاں سے لوٹ کر ایک ماہ پندرہ دن کے بعد بنگلور پہنچ گئے۔

بالا گھاٹ کا محاذ

نواب بنگلور کی واپسی تک کرنل روڈ اور نواب محمد علی خاں نے وانمباڑی، ترپاتور، گنگن گرہ، ونکل اور وجگدلو پر قبضہ کر لیا تھا اور دھرم پوری کو وہاں کے تھانہ دار پائندہ خاں رسالدار کے ہلاک ہو جانے کے بعد تسخیر کر کے کوہ کشن گیری کے سارے علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور نواب محمد علی خاں کے دیوان عبدالرشید خاں کو بارہ محل[1] کے بندوبست پر متعین کر دیا تھا۔ پھر یہاں سے غنیم کے لشکر نے کنکندی پالہ کا گھاٹ عبور کر کے ہسور، ماشتی، ہسکوٹہ، موڑوگل اور کولار کو فتح کر لیا۔ اس وقت نواب محمد علی خاں کولار میں ٹھیرا ہوا تھا اور اس نے مرار راؤ گھوڑپڑیہ کو گتی سے اپنی کمک کے لیے بلا رکھا تھا اور اس علاقہ کے بندوبست میں مصروف تھا کہ نواب بہادر حیدر علی خاں اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر پہنچ گئے اور اپنی فوجوں کو غنیم کی یلغار روکنے کے لیے موقع موقع سے متعین کر دیا۔

انگریزوں کا لشکر مرار راؤ کے لشکر کے ہمراہ نرسی پوزم کے علاقہ میں ٹھیرا ہوا تھا۔ نواب بہادر نے ایک رات موقع پاکر غنیم کی لشکر گاہ پر شبخون مارا اور مرار راؤ کے تقریباً سارے لشکر کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ مرار راؤ زخمی ہو کر لشکر گاہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور انگریزوں کے بعض سپاہی اور نواب محمد علی خاں کے لشکری بھی

---

[1] بارہ محل کا ضلع قطب شاہی عہد میں صوبہ ارکاٹ ہی میں شامل تھا اور ارکاٹ سلطنت حیدر آباد کا ماتحت صوبہ تھا۔ جس وقت بہادر شاہ بن عالمگیر نے اعظم خاں کے بھتیجے عبدالنبی خاں کو کڑپہ میں جاگیر عنایت فرمائی تو بارہ محل کو بھی اس کے ساتھ ہی ضم کر دیا اس وقت سے یہ ضلع کڑپہ سے متعلق رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مراد راؤ کے کیمپ میں تھے ہلاک و زخمی ہو گئے۔ مراد راؤ تو بھاگ گیا لیکن انگریز کمانڈر اپنے کیمپ سے نکل کر توپیں سر کرنے لگے اور نواب بہادر کے لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے ہسکوٹہ پہنچے اور قلعہ کے مشرقی میدان میں ایک مقام پر مورچے اور خندقیں بنوا کر ٹھہر گئے۔ نواب محمد علی خاں نے جب میدان جنگ کو دگرگوں دیکھا تو بیماری کا بہانہ کر کے ڈرتے لرزتے سات گڑھ بھاگ گیا اور بارہ محل سے اپنے دیوان کو بھی واپس بلا لیا۔

معرکۂ کروڑ

ہیبت جنگ انگریزوں کی اس فوج کے مقابلہ پر گیا ہوا تھا جو ترچنا پلی کی طرف سے برابر بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ وہاں سے اس نے نواب بہادر کے پاس عرضی روانہ کی کہ انگریز کپتان نے کوہ ڈنڈ کل[1]، قلعہ کومتوڑ، پالگھاٹ دھاراپور اور سر وڈ فتح کر لیا ہے اور اب اسے سامان رسد، توپوں اور بارود کا انتظار ہے، جو ترناویلی، مدھرا[2] اور ترچنا پلی سے قلعہ کروڑ میں جمع ہو چکا ہے۔ جیسے ہی یہ رسد پہنچ جائے گی وہ کجل ہٹی کے گھاٹ کو عبور کر کے میسور اور سرینگ پٹن پر حملہ کر دے گا۔ ہمارے چھاپہ مار قزاق دشمن کو شکست دینے کے لیے پوری طرح جاں نثاری دکھا رہے ہیں۔ لیکن جب تک پیدل فوج اور توپ خانہ نہ ہو ان کی دوڑ دھوپ کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

---

[1] شہر ڈنڈی گل جنوب میں ویگائی ندی کے جنوب کے کنارہ پر واقع ہے شہر کے درمیان ایک قدیم مندر ہے جو ۸۴۰ فٹ لمبا اور ۷۴۴ فٹ چوڑا ہے۔ ابن بطوطہ نے بھی اس مقام کا ذکر کیا ہے۔

[2] مدھرا، مترا، مدرا، مدورا، یہ سب ایک ہی نام کے مختلف تلفظ ہیں۔ ابن بطوطہ نے "مترا" لکھا ہے۔ اس نے لکھا ہے "یہ ایک بڑا شہر ہے جسے دہلی کے باغی صوبہ دار سید جلال الدین احسن شاہ نے اپنا دار الحکومت بنایا ہے (یہ سلطان غیاث الدین کا زمانہ تھا) اسے احسن شاہ نے دہلی کے نمونہ پر آباد کیا ہے۔ غیاث الدین سلطان ہند نے اس کے خلاف فوج کشی کی۔ لیکن وہ وہاں سے انتقال کر گیا۔ اس کے بھتیجہ ناصر الدین شاہ نے اپنی تخت نشینی (۱۳۴۵ء) کے بعد احسن شاہ کے خلاف فوجی کارروائی کی۔" ضلع مدورا احاطہ مدراس میں واقع ہے۔ آبادی ۸۰ ہزار ہے یہ پہلے پانڈی راجاؤں کا دار الحکومت تھا جو ۵۰۰ ق م سے ۱۳۱۲ء تک حکمران رہے۔ آخر اسے بیجاپور کے راجاؤں نے فتح کر لیا اس کے بعد خلجی کے سپہ سالار ملک کافور نے اس کو سلطنت دہلی کے ماتحت بنا لیا۔ ابن بطوطہ کے قول کے مطابق "جس وقت ملک کافور نے حملہ کیا یہاں ویرا پانڈی راجہ حکمران تھا۔ غالباً یہ بیجانگر کے ماتحت رہا ہو گا۔ یونانی مورخ میناس ہنی نس نے بھی (۳۰۵ ق م) اپنے سفرنامہ میں مدورا کے پانڈی راجاؤں کا ذکر کیا ہے۔ اس کو قدیم تاریخوں میں پانڈی اور منڈی لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب بہادر کو جیسے ہی یہ اطلاع ملی انھوں نے ٹیپو سلطان کی سرکردگی میں پورے لشکر کو اسی جگہ محاذ پر چھوڑا اور خود چھ ہزار نشانہ باز جوانوں، چار ہزار سواروں اور پندرہ توپوں کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے دھرم پوری پہنچ گئے اور رات میں حملہ کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے تھانہ داروں کو گرفتار کر لیا اور اسی وقت وہاں سے گھاٹ پتور کو عبور کر کے نامکل کے راستہ سے راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے کروڑ پہنچ گئے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک ہی رات میں مورچے بنا کر چار پانچ قلعہ شکن توپیں نصب کرا دیں۔ قلعہ والوں نے جب صبح کی تو ان کا استقبال توپوں کی گھن گرج نے کیا۔ قلعہ کا حصار مٹی کا بنا ہوا تھا چند گولوں ہی میں فصیل زمین بوس ہو گئی۔ محصورین نے دوپہر تک مردانہ وار جدوجہد کی لیکن ان کو ہتھیار ڈالنے ہی پڑے اور انھوں نے قلعہ حوالہ کر دیا۔

قلعہ ہرور پر قبضہ

اسی اثنا میں غنیم کے دو سو بندوقچیوں اور تین سو کلر سپاہیوں کا ایک بدرقہ[1] چار ہزار بار بردار بیلوں کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس دستہ کو انگریز کپتان نے ہرور سے کروڑ کی طرف سامان رسد لانے کے لیے روانہ کیا تھا۔ نواب بہادر کے حسب الحکم ایک ہزار بندوقچی دو توپیں لے کر آگے بڑھے اور اس بدرقہ کا راستہ روک کر ایک ہی حملہ میں ان کو زیر کر لیا اور قید کر کے حضور میں لے آئے نواب نے تمام بیلوں کو توپ خانہ کی تحویل میں دے دیا۔ اور تین دن بعد وہاں سے ہرور کی طرف روانہ ہو گئے۔ انگریز کپتان کو مذکور بدرقہ کے واپس نہ ہونے سے بڑی تشویش ہوئی اور اس نے چھ سو نشانہ باز جوانوں، دو سو کلاہ پوشوں کو چار توپوں کے ساتھ کروڑ کی طرف روانہ کیا۔ وہ اب تک اس سے بے خبر تھا کہ نواب بہادر کروڑ کو فتح کر کے اسی طرف چلے آ رہے ہیں۔ انگریزوں کی مذکورہ فوج چار کوس آگے آ چکی تھی کہ نواب بہادر کو اس کی آمد کی اطلاع مل گئی انھوں نے اپنے سواروں کو روانہ کیا کہ وہ دشمن کا محاصرہ کر کے اسے توپ خانہ کے مقابل لے آئیں۔ سواروں نے دشمن کو گھیر کر قزولی[2] کرتے ہوئے تیر برسانے اور بان چھوڑنے شروع کیے اور اسے کشاں کشاں توپ خانہ کی زد پر لے آئے اور خود درمیان سے ہٹ کر کنارہ کی طرف ہو گئے۔ مذکورہ فوج کے سردار

---

[1] بدرقہ۔ راہ نما اور نگران فوج جو عموماً بھیر بنگاہ اور رسد کو اپنی حفاظت و نگرانی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا فرض انجام دیتی ہے۔

[2] قزولی۔ اس جنگی چال کو کہا جاتا ہے جس میں دور دور ہی سے دشمن پر تیر اور بان کے ذریعہ حملے کیے جاتے ہیں۔ اور کاوے دے دے کر اس کو بتدریج گھیرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہیبت جنگ کے ہی سوار ہیں ان کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کا رسالہ توپ خانہ کی زد میں آگیا۔ توپوں کے دہانے آگ برسانے لگے اور اس اچانک گولہ باری سے دشمن بری طرح پراگندہ ہو گیا چھاپہ مار سوار جو ایسے ہی موقع کی تلاش میں رہتے ہیں گھوڑے دوڑاتے ہوئے دشمن کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے۔ تلوار اور نیزے مار مار کر ایک کثیر تعداد کو خاک و خون میں لٹا دیا جن ملکی سپاہیوں نے امان طلب کی ان کی جان تو بخش دی لیکن انگریز سولجروں میں سے ایک کو بھی بچ کر جانے نہ دیا صرف نو نو سال کے دو لڑکے تھے جو زندہ گرفتار کر لیے گئے۔ اس فوج کا صفایا کر کے نواب بہادر آگے بڑھے اور بہرودکے قلعہ کے سامنے کیمپ لگا دیا اور ان لڑکوں کی زبانی کیپٹن کے پاس کہلوا بھجوایا کہ "یہ حیدر علی خاں ہے جو مرگ ناگہاں کی طرح تمہارے سر پر آپہنچا ہے۔ وہ جنرل اسمٹ اور نواب محمد علی خاں کے لشکر کو بھی تباہ و تاراج کر چکا ہے۔ اس کا لشکر اس وقت ارکاٹ کے بندوبست میں لگا ہوا ہے اور وہ خود تم سب کو بھی ٹھکانے لگانے کے لیے اس طرف آیا ہے تمہارا بدرقہ بھی کروڑ کے راستہ میں اس کی شمشیر خارا شگاف سے جہنم رسید ہو چکا ہے۔ اگر تم کو ابھی کچھ اور دن اس دنیا میں جی لینے کی آرزو ہے تو بلا توقف اس کی امان میں آجاؤ ورنہ یاد رکھو حیدر علی خاں کے جاں نثار سپاہی تم میں سے کسی ایک کو بھی جیتا نہیں چھوڑیں گے۔" وہ کمسن لڑکے جو فوج کی بربادی کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور سخت ہیبت زدہ تھے۔ یہ پیام لے کر قلعہ میں گئے اور انھوں نے ساری کیفیت کپتان کے سامنے بیان کر دی۔ کپتان اس بھبکی میں آگیا اور لڑائی کا خیال ترک کر کے پالکی پر سوار ہو گیا۔ دو تین خدمت گاروں، ایک ہوشیار ترجمان اور سات نشانہ باز سپاہیوں کے ہمراہ نواب بہادر کے کیمپ میں آگیا۔ نواب نے اس کی آمد کو غنیمت جانا اور اس کی مدارات کر کے ایک علیحدہ خیمہ میں اسے ٹھیرا دیا۔ اس کے ملازموں میں سے بجز ترجمان کے کسی کو اس کے پاس رہنے نہ دیا۔ اب کپتان بہادر اس خیمہ میں کرسی پر اکیلے بیٹھے ہوئے بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے اور اس کا کیا انجام ہونے والا ہے؟ اسی اثنا میں نواب کے گماشتے اس کے پاس آئے اور انھوں نے سرد و گرم باتیں کر کے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ دوسرے کمان دار کے نام جو قلعہ میں فوج کے ساتھ جنگ پر آمادہ بیٹھا تھا۔ ہتھیار ڈال دینے اور قلعہ سپرد کر دینے کا حکم نامہ لکھ کر دے دے۔ کپتان اس بات پر اصرار کر رہا تھا کہ یہاں سے رخصت ہونے اور قلعہ میں جانے کے بعد میں اس مطالبہ کی تعمیل کروں گا۔ لیکن گماشتوں نے اس کی یہ بات سنی ان سنی کر دی اور سختی و نرمی برت کر اس کو حکمنامہ لکھ دینے پر بہر حال آمادہ کر لیا اس سلسلہ میں اس پر سختی بھی کی گئی چار و ناچار اس نے قلعہ اور وہ سامان جو کچھ اسے یاد تھا سپرد کر دینے کا حکمنامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دے دیا۔ نواب بہادر نے چار نشانہ باز رسالے اور ایک ہزار پیادہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کے ساتھ وہ حکمنامہ قلعہ میں بھجوا دیا۔ جب قلعہ کے کماندار نے اپنے سپہ سالار فوج کا یہ فرمان دیکھا تو بلا تامل سپاہیوں کی تعداد اور سامان جنگ کی فہرست قلعہ کی کنجیوں کے ساتھ فاتح سردار کے سپرد کر دیں اور خود قلعہ سے باہر آگیا اور نواب کا تھانہ قلعہ میں قائم ہو گیا۔ اور وہاں کا جتنا سامان تھا۔ سرکار خداداد کے قبضہ میں آگیا۔ قلعہ میں رام راجہ کے سپاہی اور کلر فوج بھی تھی ان کو اپنے لشکر پر صدقہ کر کے چھوڑ دیا گیا اور انگریز اسیروں کو ممالک محروسہ کے مختلف قلعوں میں قید رکھنے کے لیے بھجوا دیا گیا۔

بھسکوٹہ کی جنگ

کروڑا اور ہرور کی مہم سے فارغ ہو کر حیدری لشکر نے دھاوا مارتے ہوئے کجل ہٹی کے گھاٹ کو عبور کیا اور پھر انگریزوں کے مقابلہ کے لیے میدانِ جنگ میں پہنچ گیا۔ اس اثنا میں انگریز جرنیل بھسکوٹہ سے لوٹ کر کولار کی حدود میں پڑاؤ ڈالے پڑا تھا۔ وہاں سے اس نے چار سو انگریزوں کے دستہ کو قلعہ ہسور میں جمع شدہ رسد لانے کے لیے روانہ کیا یہ بدرقہ راتوں رات ہیسور پہنچ گیا اور وہاں سے سارا سامان رسد اپنے ہمراہ لے کر دوسری شب کو واپس ہونے لگا نواب نے ان کا آنی کل تک تعاقب کیا اور بہادر محمد علی کمندان کے ہمراہ چار نشانہ باز رسالوں کو توپوں کے ساتھ قلعہ ہسور کی تسخیر کے لیے روانہ کیا اور خود ندرانکل کے علاقہ میں پہنچ کر رسد لے جانے والے بدرقہ کو گھیر لیا۔ چھاپہ مار دستوں نے دلیری سے حملہ کر کے مال و اسباب کے بوجھ سے اس بدرقہ کو سبکدوش کر دیا اور ان کے اطراف آہستہ آہستہ اپنا حلقہ تنگ کرنے لگے قریب تھا کہ فریق پر ایک آفت عظیم برپا ہو جاتی کہ اس محصور گروہ کے سردار نے تیزی سے قدم بڑھا کر قریب کی ایک ویران گڑھی میں پناہ لے لی اور بندوقیں سر کر حملہ آوروں کو دور ہی سے روک دیا۔

اسی دوران میں محمد علی کمنداں ہسور کے قلعہ میں تھانہ قائم کر کے مالِ غنیمت اور اسیروں کے ساتھ لشکر سے آملا۔ حیدر علی خاں نے اسے گڑھی کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔ بہادر کمنداں نے گڑھی کے ایک رخ پر گولہ باری کر کے حصار کو توڑ دیا۔ اسی اثنا میں انگریز جرنیل جو کولار میں تھا توپوں اور بندوقوں کی آواز سن کر سمجھ گیا کہ رسد لانے والے بدرقہ یقیناً کسی نہ کسی آفت میں پھنس گیا ہے فوراً ہی اس نے کمک کے لیے ایک فوج اس جانب روانہ کر دی۔ بڑی مشکل کے بعد غنیم کی ان دونوں فوجوں میں ربط قائم ہو سکا اور محاصرہ کرنے والے دشواری میں پڑ گئے۔ محصورین راتوں رات گڑھی سے نکل کر اپنے لشکر سے جا ملے لیکن ان کا کوئی سپاہی بھی غلہ اور رسد لے کر نہ جا سکا اور سارا ساز و سامان نواب کے لشکر کے ہاتھ آگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے نواب بہادر نے کوچ کر کے ہسکوٹہ کا رخ کیا اور وہاں انگریزی فوج کے تھانہ کا محاصرہ کر لیا اور اردگرد سے اس پر متعدد حملے کیے لیکن انگریز کماندار نے بہادری کے ساتھ مدافعت کی اور ہر بار حملہ آوروں کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور اس واقعہ کی اطلاع اپنے جرنیل کے پاس بھجوا دی۔ جرنیل اسمتھ فوراً ہی کولار سے کوچ کر کے ہسکوٹہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جیسے ہی طلایہ گردستوں نے جرنیلی فوج کی آمد کی اطلاع دی نواب بہادر نے اپنی پوری سوار فوج کو ٹیپو سلطان اور میر رضا علی خاں کی سرداری میں انگریزوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیج دیا اور خود لشانہ باز رسالہ اور پیدل فوج کو لے کر قلعہ کی تسخیر کے لیے رک گئے۔ بہادر کمندان حسب الحکم قلعہ پر سیڑھیاں لگوا کر بڑی مردانگی اور شجاعت کے ساتھ فصیل اور برج پر چڑھ گیا۔ قلعہ میں اس وقت ایک مختصر سی جمعیت تھی۔ اس لیے وہ اکثر حملہ آور فوج کی مدافعت نہیں کر سکی اور اس نے حملہ آوروں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ رحم دل حیدر علی خاں نے قلعہ والوں کی شجاعت و بہادری کے پیشِ نظر ان کو جان و مال کی امان دی اور انھیں قلعہ سے باہر کیمپ میں پہنچا دیا اور قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کر دیا۔ قلعہ پر قبضہ کے بعد وہ توپ خانہ، نشانہ باز رسالہ اور پیدل فوج کو لے کر جرنیل کے لشکر کو روکنے کے لیے نکلے ہی تھے کہ انگریزی فوج ہسکوٹہ کی بستی کے سامنے پہنچ گئی۔ اور جرنیل نے اس خیال سے کہ ابھی قلعہ ان کے قلعدار کے قبضہ میں ہے سیدھے قلعہ کا رخ کیا نواب نے نہایت سرعت کے عیدگاہ کے میدان میں توپ خانہ لگوا کر اس شدت کے ساتھ مسلسل گولہ باری کی کہ زمین دہلنے لگی اور غنیم کے ہزاروں آدمی اسی جگہ کھیت ہو گئے۔ انگریز جرنیل نے اپنے سپاہیوں کو اس طرح بے دریغ موت کے منہ میں جانے سے روکا اور ان کو نشیب میں بٹھا دیا۔ نواب بہادر کے حکم سے محافظوں نے ننجر نگر اور ہسکوٹہ کے اسیرانِ جنگ میں سے دو تین کو آزاد کر دیا یہ لوگ بھاگتے ہوئے جرنیل کے پاس پہنچے اور اس کو ہسکوٹہ کے سقوط کی مفصل روداد اور حیدر نگر و ننجر نگر کی فوجوں کا حال تفصیل سے بتایا۔ ان فتوحات اور انگریزی فوجوں کی مذکورہ تباہی کا حال سن کر جرنیل خوفزدہ ہو گیا اور کسی نہ کسی طرح وہ دن گزار کر سرِ شام ہی کولار کی طرف کوچ کر گیا اور کچھ اس جلدی میں وہ روانہ ہوا کہ لشکر کا بھاری سامانِ جنگ اور دو تین بڑی بڑی توپیں بھی وہیں چھوڑ گیا ان توپوں میں سے ایک توپ جس کا دہانہ ٹوٹا ہوا تھا اسی جگہ رہ گئی تھی جو اب تک جرنیل اسمتھ کے اس بزدلانہ فرار کی یادگار میں اسی جگہ پڑی ہوئی ہے۔ نواب نے غنیم کے سارے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوجوں کو آگے بڑھایا۔

انگریزوں کی پسپائی

اب نواب نے ترسی پورم میں آکر قیام کیا ہی تھا کہ ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ انگریزوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور بدرقہ جو دو ہزار نشانہ باز جوانوں، ایک ہزار سواروں پر مشتمل ہے کافی سامان رسد لے کر تپل پلی کے گھاٹ سے انگریزی کیمپ کی طرف جا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی نواب بہادر ہلکا توپ خانہ اور نشانہ باز رسالے اور پیادوں کو لے کر روانہ ہوئے اور گھاٹ کے سامنے گھات میں بیٹھ گئے۔ دوسرے دن جب بدرقہ گھاٹ کو عبور کر کے پدنائن جرو پہنچ گیا تو نواب کے بہادر سپاہی کمین گاہ سے نکل کر چاروں طرف سے بدرقہ پر ٹوٹ پڑے اور تھوڑی سی جد و جہد کے بعد غنیم کے بہت سارے آدمیوں کو اپنے گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالا اور سارا مال و اسباب سرکاری توشک خانہ میں داخل کر دیا۔

جب یہ خبر جرنیل کو پہنچی تو وہ سخت حیران اور پریشان ہوا کیونکہ جتنے بدرقے رسد لے کر آرہے تھے ان میں سے بیشتر حیدری لشکر کے نذر ہو چکے تھے اور اب کیمپ میں غلہ اور رسد کی کمی کی وجہ سے فاقوں کی نوبت آگئی تھی کسی رسد کے پہنچنے کا امکان بھی نہیں تھا کیونکہ سارے راستوں پر حیدر علی خاں کے لشکری لوٹ مار کرتے پھر رہے تھے۔ اس عالم میں جرنیل اسمٹ کے لیے ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ اپنے کیمپ سے باہر نکل کر کسی طرف کا ارادہ کرتا جب نواب بہادر کو انگریزوں کی ان مجبوریوں کا علم ہوا اور انھوں نے انگریز جرنیل کو اپنے ہی کیمپ میں پابستہ پایا تو انھوں نے بلا توقف پورے لشکر کے ساتھ پٹن گھاٹ کے علاقہ پر حملہ کر دیا اور رائی کھوٹہ کا گھاٹ عبور کر کے کشن گیری پر قبضہ کر لیا۔ اتتریانور، وانمباڑی کے قلعوں میں بھی اپنا تھانہ قائم کر دیا اور آمبور کے بیشتر دیہات کو غارت کر کے آگ لگوا دی اور آمبور گڑھ، سانگڑھ، رائی ویلور، دھوبی گڑھ، آرنی اور چیت پیٹھ کے راستے ان سارے مقامات کو تباہ و برباد کرتے ہوئے ترنامل پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں سے ٹیپو سلطان کو توبدا اس کی طرف میر علی رضا خاں کو تنجاور و نتھر نگر کی جانب، غازی خاں اور مہا مرزا خاں وغیرہ کو چتور ویلور کی طرف شہروں اور قریوں کو تاخت و تاراج کر دینے کے لیے رخصت کیا۔ ان ساری فوجوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں اس سارے علاقہ کو اپنے برق رفتار گھوڑوں سے پامال کر کے رکھ دیا اور دشمن کے علاقہ میں بڑی سخت تباہی و بربادی پھیلا دی۔ انگریز جنرل کو جب پائین گھاٹ کی اس عظیم تباہی کا حال معلوم ہوا تو وہ سخت سراسیمہ ہو کر نیاٹ کے گھاٹ کو عبور کر کے سات گڑھ جا پہنچا اور وہاں سے رائے ویلور پہنچ کر ٹھیر گیا۔

صلح کی سلسلہ جنبانی

نواب محمد علی خاں نے جب دیکھا کہ فریقین کی اس خونریز لڑائی میں اللہ کی مخلوق بے سبب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہ و برباد ہو رہی ہے اور باوجود اس سخت خونریزی کے کوئی بھی جنگ سے منہ پھیرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالا گھاٹ کی ہوس میں پائین گھاٹ کے سارے علاقہ ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا تو اس نے انگریز جرنیل کو متواتر خطوط لکھ کر اسے صلح پر رضامند کر لیا۔ سالار جنگ اور دانشمند خاں کو اپنا نمائندہ بنایا اور انھیں صلح کے متعلق خطوط، نفیس تحائف اور چار لاکھ روپیہ دے کر پورے اختیارات کے ساتھ نواب بہادر کے پاس روانہ کیا۔

نواب بہادر نے بھی انگریزوں سے لڑائی میں بجز نقصان کے کچھ فائدہ نہیں دیکھا اور لاکھوں روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا تو نواب محمد علی خاں کی طرف سے صلح کی سلسلہ جنبانی کو غنیمت جان کر ان تحائف کو قبول کر لیا اور برضا و رغبت علی زمان خاں اور مہدی علی خاں نائطہ کو سفارت کے لیے روانہ کیا۔ ان نمائندوں نے نواب محمد علی خاں سے گفت و شنید کر کے بہترین شرائط پر صلح کا عہد و پیمان کر لیا اس صلح نامہ کے تحت طے پایا کہ ہر دو سرکار کے عہدہ دار آئندہ ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ بلکہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہیں گے۔

اس پیمانِ صلح کے ضمن میں نواب بہادر کے نمائندوں نے "علاقہ دارانِ نوائط" یعنی چندا صاحب کے آدمیوں اور امام صاحب بخش کے عزیز و اقارب کو ان کی مستورات سمیت نواب محمد علی خاں کی قید سے رہائی دلوا دی ―――――― تعلقہ کروڑ بھی اسی صلح کے نتیجہ میں نواب بہادر کے قبضہ میں آگیا۔

نواب بہادر حیدر علی خاں نے پیمانِ صلح کے بعد صوبہ ارکاٹ کے اکثر منصب داروں جاگیرداروں کو جو قوم نوائط سے تھے، جیسے مہدی خاں جاگیر دار راول کنڈہ، مرتضیٰ حسین خاں منصب دار کرگت پالہ، محمد تقی خاں جاگیر دار وند واسی، محمد سعید خاں منصب دار پرموکل گڑھ، حراست خاں ستاگڑھ اور محمد علی خاں پوسوری کے وابستگان کو جو نواب محمد علی خاں سے کسی نہ کسی وجہ سے آزردہ و دل برداشتہ تھے، امدادی رقوم اور بار برداری کا خرچ روانہ کر کے اپنے پاس بلا لیا اور ہر ایک کو ان کے حسبِ لیاقت مناسب خدمات مثلاً بخشی گیری، عاملی اور قلعداری وغیرہ مقررہ اعزازات و لوازمات کے ساتھ عطا فرمائیں۔ ویلور اور ارکاٹ کے قریوں اور شہروں کے بھی اکثر باشندے جو ناقدریٔ زمانہ کی وجہ سے گھروں میں گوشہ نشین ہو گئے تھے نواب بہادر کی قدردانی و عزت افزائی کا شہرہ سن سن کر خدمتِ والا میں حاضر ہونے لگے اور اپنے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائق کوئی نہ کوئی خدمت حاصل کر لی۔ بہرحال جب اس پریشان کن طویل جنگ کی لین ڈوری چار لاکھ روپیہ کی مقراض سے کٹ گئی اور حالات معمول پر آ گئے تو نواب بہادر سرخروئی کے ساتھ بالا گھاٹ واپس ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۴

کڑپہ، کنول اور بلاری پر لشکر کشی

۱۱۸۵ھ / ۱۷۷۱ء

اس وقت جب کہ نواب بہادر انگریزوں سے جنگ میں مصروف تھے کڑپہ کے حاکم عبدالحلیم خاں نے نواب کے علاقہ میں اپنے سواروں کو بھیج کر دیہاتوں اور تعلقات کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا تھا اور صوبہ سرا کے مضافات تک اس سارے علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ کنول کے حاکم منور خاں نے بھی حسب معمول کداول والا سے موافقت کر کے رعیت کو کافی پریشان کیا تھا۔ اسی طرح قلعہ بلاری کے نائیک وڈیا نامی نے بھی نہایت بیباکی کے ساتھ رائے درگ کے تعلقات میں شورش مچا رکھی تھی۔

حاکم کڑپہ کی سرکوبی

ان ہنگاموں اور شورشوں کی اطلاع مسلسل نواب بہادر کو پہنچتی رہی تھی لیکن انھوں نے خوشخوار سرخ رو انگریزوں کی جنگ سے فارغ ہونے تک اس علاقہ کے بندوبست کو ملتوی کر رکھا تھا۔ اب جبکہ ناظم ارکاٹ سے صلح ہو جانے کے بعد قدرے یکسوئی اور اطمینان نصیب ہوا تو نواب نے فوج کے ساز و سامان اور علاقہ داران نوائط "کوتوٹین روانہ کر دیا اور خود تمام لاؤ لشکر کے ہمراہ کہ سوار، پیادے اور تشنہ بار ملا کر پچاس ساٹھ ہزار جنگ جو سپاہی ہوتے تھے مع توپ خانہ آہستہ آہستہ اس طرح چلے جیسے وہ اس علاقہ کی سیر و تفریح کے لیے نکلے ہوں۔ جب کڑپہ کے قریب پہنچے تو ان کے چھاپہ مار قزاقوں نے کڑپہ کے مضافات میں خوب ہی غارت گری کی اور کسی بدخواہ کو زندہ سلامت نہیں چھوڑا۔ جب حاکم کڑپہ کو ان حادثوں کی اطلاع ملی تو وہ سخت خوفزدہ ہوا اور اس نے ایک نمایندہ کو پانچ لاکھ روپیہ نقد، دو ہاتھی اچار گھوڑے جڑاؤ ساز زین و زیور سمیت دے کر معانی ناموں کے ساتھ حضور میں روانہ کیا اور اس بات کا عہد کیا کہ وہ آیندہ کبھی جادۂ اطاعت سے قدم نہیں اٹھائے گا اور وقت ضرورت لشکر میں ایک فوج کمک کے لیے ضرور بھیجے گا۔ نواب بہادر نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے روانہ کردہ زر و مال کو توشک خانۂ خاص میں جمع کرا دیا۔

چیز یکہ بے سوال رسد دادۂ خداست   زنہار رد مکن کہ فرستادۂ خداست

(جو کچھ سوال کے بغیر ہی پہنچ جائے وہ خدا کا عطیہ ہے اور فرستادہ ہے تو اسے ہرگز رد نہ کرو)

پھر ایک بہتر دستور العمل پند و نصائح پر مشتمل لکھ کر روانہ کیا اور ایک خبر نویس کو اعزاز و خلعت کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دار السلطنت میں مقرر کر دیا۔

بدر الزماں خاں ناظم بھی کڑپہ ہی میں مقیم تھا۔ یاد ہو گا کہ خان مذکور نے بالا پور خورد کا قلعہ مادھو راؤ کے حوالہ کر کے حاکم کڑپہ کی نوکری اختیار کر لی تھی۔ نواب بہادر نے اس کے ہم زلف علی زماں خاں کی معرفت تو لنا منہ بقیح اس کے قصوروں کو معاف کر دیا اور اپنے پاس بلا کر اس کی قدیم خدمت بخشی گیری پر اسے بحال کر دیا۔

بیگن پلی کا محاصرہ

کڑپہ کے معاملات سے فارغ ہونے کے بعد فاتح لشکر نے کڑپہ کے علاقہ گنجی کوٹہ کو چھوڑ کر بیگن پلی کی جانب رخ کیا۔ وہاں کے قلعدار میر غلام علی عرف کلو نے جو سادات میں سے تھا گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور سواری خاص کی طرف چند گولے چھوڑے۔ نواب بہادر اس وقت پون گنج نامی ہاتھی پر سوار تھے۔ نواب نے برہم ہو کر اس کی معقول گوشمالی کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ بہادر سرداروں نے حملہ کر کے اس کے قلعہ کو اطراف سے گھیر لیا۔ بہت جلد قلعدار نے ہتھیار ڈال دیے اور ایک نمائندہ کے ذریعہ پچاس ہزار روپے روانہ کر کے اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر لی اس کے بھتیجے میر حسن علی خاں اور میر اسد علی خاں انہی دنوں حضور میں حاضر ہوئے اور بخشی گیری کے عہدہ پر فائز کیے گئے۔

نواب وہاں سے کدوال کی طرف دو منزل ہی گئے تھے کہ وہاں کے پالیگار نے جو لشکر کشی کے خوف سے لرزاں تھا ایک نمایندہ کو دو لاکھ روپیہ، کچھ تحفے تحائف اور جان بخشی کی عرضیاں دے کر روانہ کیا۔ اس نمایندہ نے آکر نقدی اور سامان نذرانہ میں پیش کیے اور نہایت عاجزی کے ساتھ پالیگار کا یہ پیغام پہنچایا۔ نواب بہادر نے مصلحت و دُور بینی کی وجہ سے اس کے نذرانہ کو قبول کر لیا اور وہاں سے لوٹ گئے۔

اب حیدری لشکر کا گزر مرار راؤ کے تعلقات یعنی گٹی کی سرحد پر سے ہوا لیکن اس ضلع کی رعایا اور مرار راؤ کو مصلحتاً اس وقت انھوں نے نہیں چھیڑا۔ واضح رہے کہ مرار راؤ نے متعدد بار سلطنتِ خداداد کے دشمنوں سے مل کر سخت نقصان پہنچایا تھا اور ہمیشہ دشمنی اور منافقت پر کمر بستہ رہتا تھا۔

کنول پر فوجکشی

مرار راؤ کے علاقہ کو ایک طرف چھوڑ کر نواب بہادر کنول پہنچ گئے۔ حاکم کنول منور خاں نے جب ان کی لشکر کشی کا حال سناؤ تو اپنے لشکر کو تیار کر کے خیمے اور جھنڈے شہر سے باہر نصب کرا دیے۔ اصل میں اس کو مقابلہ پر آنے کی ہمت ایک خوش فہمی کے سبب ہوئی۔ اس کے مرشد شاہ مسکین مجذوب نے جس کے معتقد دکن کے اکثر با اثر امراء اور حکام تھے، منور خاں کو تو اس پر اندھا اعتقاد تھا اس سے یہ کہہ رکھا تھا "اسے منور فکر نہ کر میں تیرے دشمن کو شکست دے دوں گا" منور خاں نے اپنے مرشد کی زبانی جب یہ خوش خبری سنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بڑا خوش ہوا اور یقین کر بیٹھا کہ نواب بہادر کے لشکر کو لازماً شکست ہو جائے گی۔ جب حیدر علی خاں نے منور خاں کو جنگ پر آمادہ پایا تو انہوں نے میمنہ اور میسرہ پر تو اپنے جاں نثار سرداروں کو متعین کیا اور خود قلب لشکر کو آراستہ کر کے توپخانہ کو سامنے رکھا اور ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ کے سامنے پہنچے اور ابھی وہ حملہ کا حکم دینے ہی والے تھے کہ شاہ مسکین مجذوب ہاتھی کی ننگی پشت پر سوار دو تین سو جانباز افغانوں کو لیے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا۔ اس کو دیکھ کر نواب کے بعض امراء اور سرداروں نے متعدد بار عرض کیا کہ اس مقام کی تسخیر کے خیال کو ترک کر دیجیے کیونکہ یہ ایک بڑے کامل ولی اور قطب کی پناہ میں ہے ان سے تعرض کرنا کسی حال مناسب نہیں کہیں ایسا نہ کہ اس کا کوئی وبال سلطنت خداداد پر پڑے اور جناب والا کو کسی ناخوشگوار صورت حال سے دو چار ہونا پڑے۔ اس لیے ہماری رائے تو یہ ہے کہ حضور کچھ دن کے لیے اس جگہ کیمپ لگا کر مقیم رہیں یہ افغان خود بخود دست بستہ حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لیں گے۔ عجلت اور جلد بازی احتیاط کے خلاف اور نامناسب ہے۔

پیر بے کرامت

نواب بہادر کو ان مشوروں پر غصہ آگیا اور ان مشورہ دینے والوں کو کڑی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا کیا ہمارا لشکر کسی ولی یا قطب کی پناہ میں نہیں ہے؟ کیا تم نے ہم کو بے پناہ اور بے وسیلہ سمجھ رکھا ہے؟ نواب کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ بعض نے ہمت کر کے کہا بھی تو بس یہ کہ "یقیناً ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں"۔ پھر نواب نے پورے عزم و یقین کے ساتھ فرمایا "اس صورت میں ہمارے لشکر کا ولی اور محافظ یہاں کے ولی سے مباحثہ اور مقابلہ کرے گا" ہم تو منور خاں کے مغرور سر کو جھکا کر اس کی گردن کو ذلت و خواری کی کمند سے گھسیٹ کر رہیں گے۔ اور اسے ہرگز زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ کہنے کے بعد نواب بہادر نے بلا تامل اپنی سواری کے ہاتھی کو آگے بڑھایا اور ابھی وہ ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر ہی پہنچے تھے کہ شاہ مسکین جو نواب کے لشکر پر حملہ کے ارادہ سے آگے بڑھ آیا تھا یک لخت اپنا ہاتھی پھیر کر قلعہ کی طرف بھاگا۔ اور حرم سرا کے ایک تنگ و تاریک حجرہ میں جا کر چھپ گیا اور خان مذکور سے کہا "اے منور! جو کچھ بھی تیرے پاس ہے وہ دے کر صلح کر کے ہم اس قلعہ کو البتہ اس کے ہاتھ میں جانے نہیں دیں گے" اپنے مرشد سے یہ سن کر منور خاں کی ساری بہادری ہوا ہو گئی اور اس نے اپنے دیوان کو تحائف اور سامان ضیافت کے ساتھ حضور میں روانہ کر کے قیام پذیر ہونے کی استدعا کی اور اپنے حسب مقدور نقد روپیہ دوسرے دن روانہ کرنے کا وعدہ کیا۔ نواب بہادر نے اپنے اس قدیم خیر خواہ پر نظر عنایت فرماتے ہوئے اس کی درخواست قبول کر لی اور دریائے تنگبھدرا کے کنارے قلعہ کے مغربی جانب خیمہ گاہ نصب کروا کے قیام فرمایا۔ لیکن زخم کے آنے تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دیوان کو قلعہ میں واپس جانے کی اجازت نہیں دی۔ منور خان نے دوسرے دن پانچ لاکھ روپیہ کے عوض کچھ نقدی اور کچھ سامان روانہ کیا اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ دوستی اور خیر خواہی کا یقین دلانے کی کوشش کی۔ چونکہ نواب بہادر کے پیش نظر اور بھی کئی ایک مقامات کا بندوبست تھا اس لیے اس کی پیش کش قبول کر لی اور دوسرے دن لشکر کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔

بلاری کی مہم

لشکر پتی گندہ، پندی کندہ اور کپٹال کے راستہ سے آگے بڑھا۔ نواب بہادر نے اس ارادہ سے حدودِ بلاری میں کیمپ کروایا کہ وہاں کے پالیکار کو زیر کر کے اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیں تا کہ ناظم ادہونی بسالت جنگ پر جو درپردہ پالیکار مذکور کو سرکار خداداد کے تعلقات میں غارت گری کے لیے اکساتے رہتے ہیں لشکر حیدری کا رعب قائم ہو جائے۔ بلاری کے پالیکار نے ایک مرتبہ رائے درگ کے دیہات کو لوٹ کر آگ لگوا دی تھی۔ نواب بہادر نے اس کی اس شرارت کو بہانہ بنا کر لشکر کو حملہ کا حکم دے دیا جوانمرد سرداروں نے اس پہاڑی قلعہ کے نچلے حصار کو توڑنے کے لیے گولہ باری شروع کر دی اور بیس دن کی گولہ باری کے بعد قلعہ کے زیریں برج کو گرا کر رات میں چڑھائی کر دی۔ لیکن محصور نائیک بھی مردانہ وار مدافعت پر جما رہا اور بلا خوف و خطر مقابلہ کر کے اس نے اس حملہ کو ناکام کر دیا۔ نواب نے برہم ہو کر بڑی توپوں کو شمالی پہاڑ کے دامن میں قائم کر کے پہاڑ کے بالائی حصار کو توڑنے کا حکم دیا گولہ اندازوں نے چند بڑے بڑے پتھر توپوں میں رکھ کر نائیک کے زنانہ محل پر برسا دیے۔ اس سنگباری سے نائیک کی عورتیں فریاد و فغاں کرتی ہوئی اس سے اصرار کرنے لگیں کہ نواب بہادر سے جس قیمت پر بھی ہو صلح کر لو اور جتنا سونا وہ چاہتے ہوں انہیں ادا کر دو اگر تمہارے پاس اسقدر سونا نہیں ہے تو ہم اپنا سارا قیمتی زیور دیے دیتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر اس نے قلعہ کو فتح کر لیا تو پھر ہماری عصمت و ناموس محفوظ نہیں رہے گی۔ نائیک کو بھی بڑی تشویش لاحق ہو گئی۔ آخر کار اس نے دو لاکھ روپیہ روانہ کر کے صلح کا پیغام دیا۔ اسی اثنا میں خبر رسانوں نے یہ اطلاع پہنچائی کہ تاتیا مرہٹہ ناظم مرج نے گجندر گڑھ کے حاکم گوبند راؤ امرت راؤ کے بھکانے سے سرکار خداداد کی حدود میں فوج کشی کی ہے اور بادامی اور دھارواڑ کے علاقہ میں ایک ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ اس خبر کی وجہ سے نواب بہادر نے مذکورہ ضلع کے بندوبست اور مرہٹہ کی گوشمالی کو قلعہ بلاری کی تسخیر سے زیادہ اہم سمجھا اس لیے پالیکار کی درخواست کو قبول فرما کر اس سے نقد دو لاکھ روپیہ وصول کر لیا اور ایک خبر نویس کو وہاں متعین کر کے آگے روانہ ہوئے اور کرکنات کے گھاٹ سے تنگبھدرا کو عبور کر کے طول طویل مسافت طے کر کے بنکا پور پہنچے۔ جیسے ہی غنیم نے نواب کی آمد کی خبر سنی حواس باختہ ہو کر مرج کی طرف بھاگ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب وہاں سے لوٹ کر ساڈنور پہنچے حکیم خاں نے لشکر کا استقبال کیا اور اظہار خیر خواہی کے طور پر نواب کے لشکر کا دو دن کا خرچ جو ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ طے پایا تھا بطور نذر کے پیش کیا۔

بیجانگر کا رجواڑہ

ساڈنور سے سری پٹن، وڈل اور کنگلگیری کا رخ کیا اور وہاں کے پالیکاروں سے شایان شان پیش کش لے کر بیجانگر عرف آنی گڑھ پہنچے اور وہاں کے حاکم تمراجہ کو ملاقات کے لیے یاد فرمایا۔ آنی گڑھ کے حکام کشن راج اور رام راج چھتری کی اولاد ہیں اس لیے وہ کسی کے سلام کے لیے نہیں جایا کرتے تھے۔ زمانہ قدیم میں تو اس خاندان کے زیر اقتدار دونوں کرناٹکوں اور دکن بلکہ حصار بلیوار سے نربدا کے کنارے تک کا وسیع علاقہ تھا لیکن شاہان اسلام یعنی قطب شاہ، عادل شاہ اور نظام شاہ نے دریائے کرشنا کے کنارے میال کوٹہ کے نواح میں بیجانگر کے آخری راجہ رام راج کو ۹۷۲ھ میں شکست دے کر اس عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ کر دیا تھا چنانچہ اس کی تاریخ "ہزدرام راج زوز آویذ" سے نکلتی ہے۔ بعد میں سلطان عالمگیر نے اپنے عہد میں سنہ محل یعنی حویلی آنی کنڈی دروجی اور کنگا وتی کا علاقہ راجگان بیجانگر کے پس ماندہ خاندان کے لیے واگزار کر دیا تھا۔ راقم سطور نے مذکورہ حکام اور راجاؤں کے عروج و زوال کا مفصل تذکرہ اپنی کتاب "تذکرۃ البلاد والحکام" میں کیا ہے۔ غرض تمراج نے نواب بہادر کے بلاوے پر خود کو سخت بیمار ظاہر کیا۔ البتہ اپنے لڑکے کو کچھ نذرانہ اور ایک لاکھ روپیہ دے کر روانہ کیا اور امان طلب کی نواب بہادر نے اس کے خاندان کے بلند مرتبہ کا خیال کر کے معافی عطا فرمائی اور اس کی پیش کش قبول کر لی اور اس کی جاگیروں کی بحالی کا خلعت عنایت کر کے وہاں سے کوچ کیا اور ہرپن ہلی، جرمیلہ کے راستے چیتل ورگ کے نواح میں پہنچے۔

چیتل ورگ کے پالیکار نے لشکر کشی اور ملک کی پامالی کے خوف سے اپنے نمایندہ کو تین لاکھ روپیہ دے کر حضور میں بھیجا اور اظہار وفاداری کرنے لگا۔ نواب نے وہ رقم لے لی اور پند و نصائح کے بعد ایک خبرنویس اور واقعہ نگار کو وہاں متعین کر کے لوگا پٹن کے راستہ باگل واری جا کر قیام کیا۔

افیونی پالیکار

باگل واری کا پالیکار عقل و دانش سے بے بہرہ، سادہ لوح اور افیونی تھا۔ اپنے تعلقہ کے سارے محاصل صرف افیون خریدنے میں صرف کر دیتا تھا اور اکثر بالا خانے پر چڑھ کر اطراف کے پہاڑوں اور جنگلوں کا نظارہ کرتا رہتا تھا۔ اس کی گڑھی کے سامنے ہی ایک تالاب اور تالاب کے اس پار ایک پہاڑی ہے وہ انھیں دیکھ کر اپنے دیوان سے پوچھا کرتا تھا کہ اس پہاڑی کے برابر اگر خالص افیون اور تالاب میں پانی کی جگہ دودھ مہیا ہو جائے تو لوگ اس کو کتنے دن میں ختم کر دیں گے؟ دیوان اس کے جواب میں کہتا کہ "ایک مہینہ میں یہ صرف ہو جائے گا۔" اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتا کہ لوگ بھی چڑیا کی طرح ہیں کہ تھوڑا تھوڑا کھاتے اور قطرہ قطرہ پیتے ہیں۔ اگر کوئی ایک ہفتہ میں اتنا سب ہضم کر جائے تو سمجھو وہی مرد ہے۔

اس کا یہ عالم تھا کہ صبح کے وقت منہ دھونے اور دانت مانجنے بیٹھتا تو دوپہر کے بعد کہیں جا کر اس مرحلہ سے فارغ ہوتا اس کی غذا عموماً کھیر ہوا کرتی تھی۔ اس کی بیوی اس کا کھانا تیار کر کے ملازم کو اس کے بلانے کے لیے بھیجا کرتی ملازم زور زور سے اسے جھنجوڑ کر کہا کرتا "سرکار کھانا تیار ہو گیا ہے" تب وہ اٹھ کر زنانہ محل میں جاتا اور کھانا کھاتا۔

اس نے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر آبادی سے باہر ایک باغیچہ بھی لگوا رکھا تھا جب بھی اس باغ کی سیر کے لیے دل چاہتا تو ایک ہفتہ تک باہر نکلنے کی تیاری ہی میں لگ جاتے اور پھر کارپرداز کے ہمراہ جا کر باغ میں ٹہلا کرتا اور گھڑی دو گھڑی بعد ہی اس سے پوچھتا کہ "ہم کو گھر سے نکلے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں اور اب ہم کو اپنے محل تک پہنچنے میں کتنے دن لگ جائیں گے؟ وہ کہتا "دو تین منزل راستہ طے کرتے کے بعد ہی ہم محل میں پہنچ جائیں گے اس پر وہ ہنستے ہوئے کہتا کہ ہم کبوتر تو نہیں ہیں کہ اتنی جلدی اڑ کر پہنچ جائیں" غرض اس کی حماقتیں اتنی مشہور ہیں کہ بیان سے باہر۔

جب نواب بہادر نے حاضر ہونے کا حکم دیا تو وہ نادان فوراً ہی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کی حماقتیں اس کے حلیہ ہی سے ٹپک رہی تھیں نواب بہادر نے اس کو مخاطب کر کے کہا "کیا کیفیت ہے اور کیا نذر لے کر حاضر ہوئے ہو" اس نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کی اقبال مندی کے طفیل میں دو تین من خالص افیون جو میرے توشک خانہ میں رکھی ہوئی ہے اور دو سو دودھ والی گایوں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے البتہ چند سونے چاندی کے زیور کنیز کے بدن پر ہیں وہ کہیں تو حاضر کیے دیتا ہوں۔ نواب بہادر کو اس کی ان احمقانہ باتوں پر بے اختیار ہنسی آگئی اور اسے رخصت کر دیا اور ایک گاؤں اس کے اخراجات کے لیے بحال کر کے تعلقہ کے بندوبست پر ایک افسر کو مقرر کر دیا۔

مذکورہ بالا مہمات سے جب فراغت ہوئی تو وہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ہمراہ سرخرو و بامراد دارالسلطنت سرینگا پٹن کو واپس تشریف لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۸

جشنِ طرب

سنہ ۱۱۸۵ھ ۔ سنہ ۷۲-۱۷۷۱ء

ٹیپو سلطان کی شادی

جب نواب بہادر حیدر علی خاں انگریزوں کی جنگ اور پالیگاروں کے بندوبست سے فارغ ہو کر دارالسلطنت میں قیام پذیر ہوئے تو انھوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادی کی فکر کی اور ٹیپو سلطان کے لیے امام صاحب بخشی نائطہ مرحوم کی لڑکی کو جسے وہ ارکاٹ سے لے کر آئے تھے اپنی پسند اور خواہش سے منتخب کیا لیکن مستورات یعنی ان کی اہلیہ اور حیدر صاحب کلاں کی اہلیہ نے اس لڑکی کو پسند نہیں کیا اور اپنے ہی خاندان میں لالہ میاں کی (جو چرکولی کے معرکہ میں شہید ہوئے تھے) لڑکی رقیہ کو جو سپہ سالار برہان الدین کی حقیقی بہن تھی پسند کیا نواب عورتوں کی اس تریاہٹ پر بہت ناراض ہوئے آخر کار انھوں نے حکم دیا کہ ایک ہی رات میں دونوں جگہ ٹیپو کا عقد کیا جائے ۔شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے ہونے لگیں اور سارے مراسم (حیدرآباد) دکن کے طریقہ پر سرانجام دیے گئے ۔ایک مہینہ تک اس خوشی میں شہر کے کوچہ و بازار طرح طرح کی روشنیوں سے جگمگاتے رہے ۔طرح طرح کی غذاؤں اور مشروبات کے دستر بچھائے گئے ۔ہر ادنیٰ و اعلےٰ نے ان ضیافتوں میں جی بھر کر حصہ لیا ۔رقاصاؤں اور مغنیوں نے رقص و سرود کے جلسے منعقد کیے محتاجوں اور مسکینوں کو جی کھول کر بخشش اور انعامات دیے گئے ۔جشن و طرب کی ان محفلوں اور مجلسوں میں جو بھی شریک ہو گیا وہ عمر بھر کے لیے نہال ہو گیا ۔ایک مبارک گھڑی میں نوشہ پہلے تو نائطہ والوں کے گھر گیا وہاں خطبہ خوانی اور نکاح سے فارغ ہو کر دوبارہ سوار ہوا اور لالہ میاں کے دروازہ پر پہنچا یہاں تمام مستورات اور عزیز و اقارب جمع تھے یہاں بھی خطبہ خوانی اور جلوہ کی رسومات ادا کی گئیں جس میں گھر کی عورتوں نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کیونکہ یہ شادی ان کی اپنی پسند کے مطابق تھی اور جیسا کہ عورتوں کا خاصا ہے کہ اپنے خاندان کی لڑکی کو خواہ وہ کتنی ہی غریب اور مفلوک الحال ہو بڑی عزت دیتی ہیں اور دوسرے گھر سے آنے والی باوجود خاندانی رتبہ امارت کے ان کی نظروں میں نہیں جچتی اور اشارت و کنایت میں اس کی توہین کے درپے رہتی ہیں ۔ اس محفل میں بھی ان عورتوں کا کچھ ایسا ہی رویہ تھا ۔غرض یہ کہ ٹیپو سلطان ایک ہی شب میں دو دلھنوں کو لے کر محلِ خاص میں داخل ہوئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں کا عقد

ٹیپو سلطان کے فریضہ سے فارغ ہونے کے بعد نواب بہادر نے اپنے بھائی شہباز صاحب مرحوم کی دونوں لڑکیوں کی شادی کی فکر کی شہباز صاحب نواب بہادر کے عروج وترقی کے بعد خانہ نشین ہو گئے تھے اور بیمار ہو کر کولار ہی میں انتقال کر گئے تھے ان کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا عبدالقادر تھا۔ یہ نوجوان لڑکا توانوتی کی جنگ میں دشمن کی توپ کا گولہ لگنے سے شہید ہو گیا تھا اور بڑی لڑکی جوان کی ہم قبیلہ زوجہ کے بطن سے تھی باپ کے سامنے ہی لالمیاں کے عقد میں آگئی تھی اس طرح وہ ٹیپو سلطان کی خوشدامن بھی ہوتی تھیں۔ دوسری دو لڑکیاں غیر قوم کی بیوی کے بطن سے تھیں۔ نواب بہادر نے ان میں سے ایک کو توعلی خاں نائطہ کے عقد میں دیا اور دوسری کو لیسین صاحب ولد یعقوب صاحب جمعدار جو (حیدر آباد) دکن کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے کے عقد میں دیا۔ یہ شادیاں بھی (حیدر آباد) کی رسومات کے مطابق بڑی شان وشوکت سے انجام پائیں۔

صاحبزادی کا نکاح

اپنی صاحبزادی کے لیے نواب بہادر نے حافظ سید علی خلف شاہ صاحب دکنی کا انتخاب کیا حافظ موصوف نواب کے مصاحبین میں شامل تھے۔ ناظم حیدر آباد سے مصالحت واتحاد کی گفتگو کے لیے یہ حیدر آباد گئے تھے اور سفارتی فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیے تھے اسی دوران میں انھوں نے ناظم حیدر آباد اور ان کے عہدہ داروں کے علم واطلاع کے بغیر ہی اپنی حسن کارکردگی سے کافی شاہانہ ساز وسامان اور قیمتی جواہرات خرید کر وہاں سے روانہ کیے تھے۔ علاوہ ازیں بہت سارے نامور جنگجو سپاہیوں کو بھی بھرتی کر کے پٹن بھیجا تھا۔ حافظ مذکور کی حسن خدمات کی وجہ سے نواب بہادر نے ان کو اپنی دامادی کا اعزاز بخشا۔

نظم ونسقِ مملکت

ایک سال کے عرصہ میں نواب بہادر مذکورہ بالا شادیوں اور دوسرے خانگی معاملات سے فارغ ہو گئے تو انھوں نے اپنی ساری توجہات مملکت کے نظم ونسق کی طرف مبذول کر دیں۔ مختصر سی مدت ہی میں حدودِ سلطنت خداداد میں مکمل امن وامان قائم ہو گیا اور عدل وانصاف کے سایہ میں رعیت نہایت اطمینان وآسودگی کے ساتھ بسر کرنے لگی۔ ہر جگہ چوروں، اچکوں، بدمعاشوں اور رہزنوں کو حیدری کارپردازوں نے پکڑ پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچایا اور ایسا سخت انتظام کیا کہ کسی کو فتنہ وفساد کی مجال نہیں رہی۔

فوجی تنظیم

جب نواب بہادر مملکت کے نظم ونسق سے فارغ ہو گئے تو قابل اور اہل کار گزاروں کو مقبوضہ تعلقات کے انتظام والتزام پر روانہ کیا اور خود فوجی بھرتی اور تنظیم کی فکر میں لگ گئے۔ چنانچہ مختصر سی مدت میں دلیر اور بہادر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوان ہر گروہ و علاقہ سے جوق در جوق فوجِ ظفر موج میں شامل ہو گئے۔ پھر نواب نے مختلف علاقوں اور ملکوں سے قولنامے روانہ کر کے سوداگروں اور تجارتی کاروانوں کو پٹن میں بلایا۔ یہ لوگ طرح طرح کے نفیس کپڑے اور عمدہ عراقی گھوڑے، اور ایران و توران کے بہادر سپاہیوں کے ساتھ کشاں کشاں پٹن پہنچے۔

خبر رساں اور جاسوس

نواب بہادر نے تقریباً دو ہزار جاسوسوں اور مخبروں کو ممالک محروسہ کے اطراف و اکناف حیدر آباد و پونا چنیاپٹن، دہلی، بنگالہ، ایران و توران اور کابل میں متعین کیا اور ہر جگہ سے خبر رسانی کا مکمل انتظام کرایا۔ اپنے ماتحت پالیگاروں کے ہر تعلقہ میں بھی کہ نواب ان پالیگاروں کی طرف سے ہمیشہ غیر مطمئن رہتے تھے جاسوسوں اور خفیہ نویسوں کو ایک پر ایک مقرر کر کے رسل و رسائل و مواصلات کے ذرائع کو مستحکم کیا۔

فوج کے لیے فرانسیسیوں، ولندیزوں اور پرتگیزوں کی بندرگاہوں سے توپ، بندوق اور یورپ میں بنا ہوا دوسرا سامانِ جنگ لاکھوں روپیہ صرف کر کے منگوایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۹

مرہٹوں کا ساتواں حملہ

۱۱۸۷ھ - ۱۷۷۳ء

جس زمانہ میں نواب بہادر پٹن میں سلطنت خداداد کے اندرونی نظم ونسق، لشکر کی فراہمی وتنظیم اور سامانِ جنگ کی خریداری وتیاری میں مصروف تھے۔ ناظم ادہونی بسالت جنگ اور فتنہ باز مرارراؤ نے گٹھ جوڑ کر کے ناظم حیدرآباد اور پونا کے کارپرداز (نانافرنویس) کو فوجیں روانہ کرنے کے لیے خطوط لکھے تاکہ مملکت خدا داد کے عظمت واقبال کو نقصان پہنچایا جائے اور بہادر حیدر علی خاں کے استیصال کی کوشش کی جائے۔

اگرچہ نواب ان فتنہ انگیزوں کی فتنہ انگیزی سے بخوبی واقف تھے لیکن کسی واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے ان میں سے کسی کے خلاف بھی کارروائی نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے لبظاہر تو گردن ڈالی ہوئی بھیڑ کی طرح تھے لیکن اندر ہی اندر جھپٹنے والے چیتے کی طرح مستعد بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ دشمن کی کسی کارروائی کے انتظار ہی میں تھے کہ دریائے تنگبھدرا کے ساحلی علاقوں کے قاصد متواتر یہ خبریں لے کر آنے لگے کہ ناظم مرج چند مرہٹہ سرداروں کے ساتھ مل کر بادامی اور دھاروار کے نواح میں پھر سے شورش برپا کرنے لگا ہے۔ اگرچہ پونا کے کارپرداز نے اس کی ان حرکتوں کو پسند نہیں کیا ہے لیکن وہ بذاتِ خود کبر ونخوت کے مارے حدودِ سلطنت میں مداخلت کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں ناظم حیدرآباد بھی ادہونی کے ناظم اور گنٹی کے حاکم کی درخواست پر ابراہیم خاں دھونسا کو جسے اپنی سپاہ گری پر بڑا ناز ہے اور وہ اپنی منظم فوج اور توپ خانہ پر پھولا نہیں سماتا ہے کافی سامانِ جنگ دے کر اس طرف روانہ کر دیا ہے اور وہ مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا حدودِ ریاست میں پہنچا چاہتا ہے۔ ادھر خود ناظم ادہونی نے اپنے لشکر کو بلاری کی تسخیر کے لیے روانہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس کا سپہ سالار صفدر جنگ اور موسیو لالی فرانسیسی جس کا خطاب رستم جنگ ہے بلاری کا محاصرہ کر چکے ہیں اور بلاری میں محصور نائیک دشمن کی مدافعت میں پوری جانبازی کے ساتھ کوشاں ہے۔

خونی دسہرہ

جب نواب بہادر کو یہ اطلاعات ملیں تو انھوں نے بہادر محمد علی کمنداں کو پانچ ہزار نشانہ باز، سات ہزار خونخوار سواروں اور باجی راؤ[1] کی فوج کے ساتھ دھاروار کی طرف روانہ کیا۔ کمنداں یلغار کرتے

---

[1] صفحہ ۱۷۵ پر دیکھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے پندرہ دن میں دھارواڑ جا پہنچا اور قلعہ کے شمالی میدان میں خشک نہر کے پیچھے اپنے لشکر کو ڈیرا دیا۔ لیکن ابھی لشکر نے خیمے کھڑے بھی نہیں کیے تھے اور جانوروں سے سامان اتار ہی رہے تھے کہ مرہٹہ سردار وہاں آ پہنچے۔ اصل میں ان کو بھی لشکر کی آمد کی اطلاع نہیں تھی اس دن چونکہ دسہرہ کا تہوار تھا اس لیے وہ اس میدان میں سیر و تفریح، بازی گری اور شہسواری کے ارادہ سے اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ جوق در جوق پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر جب انہوں نے اس نووارد لشکر کو دیکھا تو ان کو اپنی کثرت تعداد کے سامنے یہ ایک مختصر سی جمعیت نظر آئی اس وقت ان کے ساتھ تیس ہزار سوار بیس ہزار پیادے اور سولہ توپیں تھیں۔ اس مٹھی بھر فوج کو ایک ہی حملہ میں زمین دوز کر دینے کے لیے انھوں نے اکٹھا یکبارگی حملہ کر دیا۔ محمد علی کمنداں نے غیر معمولی سرعت سے کام لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے توپ خانہ آگے بڑھا کر بندوقچیوں کی صفیں آراستہ کیں اور سیدھے ہاتھ پر بان چلانے والے دستہ کو متعین کیا اور بجلی کی طرح اپنی فوج کے ہر حصہ پر دوڑتے ہوئے اس نے سارے لشکر کو پورے قاعدہ و ترتیب سے جما لیا اور جب غنیم ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر پہنچا تو حیدری توپ خانہ نے جو انگوری گولوں سے بھری ہوئی تیار کھڑی تھیں یک لخت گولہ باری شروع کر دی بندوقچی بھی انتہائی باقاعدگی کے ساتھ فائرنگ کرنے لگے۔ یہ ایسی سخت آتش باری تھی کہ آناً فاناً دشمن کا یہ کثیر لشکر بھوسہ کی طرح اڑ گیا اور غنیم کی بڑھتی ہوئی صف گرد و غبار میں لوٹنے لگی۔ سامنے سے تو یہ گولہ باری ہو رہی تھی اور پیچھے سے خونخوار سوار "نصر من اللہ و فتح قریب" کا نعرہ لگاتے ہوئے ان کے عقب میں ٹوٹ پڑے۔ بان اندازوں نے بھی اپنی کارگزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ان کے آتشیں بان غنیم کے بھیر بھگاد پر قہر آسمانی بن کر گرتے اور سارے ساز و سامان کو جلا کر خاک سیاہ بنا دیا۔ غرض دسہرہ کا دن ان کے لیے قیامت کا دن بن گیا اور وہ باوجود کثرت کے فاتح لشکر کا بال تک بیکا نہیں کر سکے۔ تاتیا مرہٹہ جو کافی موٹا تازہ آدمی تھا توپ اور بندوق کے صدموں سے ایسا گھبرایا کہ گھوڑے پر سے لرزاں ترساں زمین پر گر پڑا اور دوسرے بے غیرت سرداروں نے جب اس ہلاکت خیز معرکہ سے کوئی راہِ مفر نہیں پائی تو زخمی ہونے کا بہانہ کر کے ہائے ہائے کرتے ہوئے زمین پر لیٹ گئے۔ چنانچہ نادر تنزاتوں کی بن آئی اور انھوں نے غنیم کے سامانِ جنگ اور رسد وغیرہ خوب جی بھر کر لوٹا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ باجی راؤ راگھوبا مرہٹہ پیشوا کا سالار تھا اور اس کے فرار کے بعد حیدری لشکر میں ملازم ہو گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبی فتح

یہ فتح ایک غیبی فتح تھی۔ سپہ سالار کمندان نے اس غیر متوقع کامیابی پر پرودگار کا شکر ادا کیا اور ان دس بارہ مرہٹہ سرداروں اور ان کے سرگروہ تانیا مرہٹہ کو ایک علیحدہ خیمہ میں معتمد محافظوں کی نگرانی میں ٹھہرا دیا اور جتنے ہاتھی، اونٹ، گھوڑے اور دوسرا بکثرت سامانِ غنیمت ہاتھ لگا تھا اس کے دو حصے کرائے ایک حصہ تو بہادر سپاہیوں میں جنھوں نے اس معرکہ میں جانبازی دکھائی تھی اور لشکر کے ہم سفر فقراء میں کہ سفر ہو یا حضر اس سخی کے دروازہ پر ہمیشہ چالیس پچاس فقیر موجود رہتے تھے تقسیم کرا دیا اور اسیر عورتوں سے لشکر والوں کو نکاح کر لینے کی اجازت دے دی اور اسی میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مالِ غنیمت کے نصف حصہ کی فہرست اور اسیر سرداروں کے نام لکھ کر فتح کی مبارکباد حضور میں ارسال کر دی۔

جب نواب بہادر کو اس فتح اور مال غنیمت کی اطلاع ملی تو اس خوش خبری کو سنتے ہی سرِ مجلس بے ساختہ بہادر کمندان کی کارگزاری اور جرأت کی تحسین و تعریف کرنے لگے اور اسی وقت فتح کے شکرانہ میں ایک سو پچیس توپوں کی سلامی دلوائی خوشی کے شادیانے بجوائے اور اس بہادر سپہ سالار کے لیے شاہانہ خلعت چڑاؤ کمر پٹہ سنہری زین کے ساتھ ایک بار رفتار گھوڑا روانہ فرمایا اور تمام سرداروں اور عہدہ داروں پر اس کو بلند مرتبہ و منصب عطا کیا۔

داقران فزوں پایگہ ساختش   بتعظیم و تبجیل بنواختش

(ہمسروں میں اس کا مرتبہ بڑھا دیا اور تعظیم و تکریم سے اس کو نوازا)

گھونسا بمقابلۂ دھونسا

اسی اثنا میں رائے درگ کے واقعہ نگار نے مکرر یہ عرضی روانہ کی کہ لبالت جنگ کا سپہ سالار کوہ بلاری کو فتح کرنے کے لیے اگرچہ تین ماہ سے مسلسل کوشاں ہے لیکن اب تک وہ کچھ نہیں کر پایا ہے اور محصور نایک نے بارہا اس کے مورچوں پر شبخون مار کر اکثر مغل سپاہیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ادھر دھونسا بھی اپنے لشکر سمیت کنگگیری اور کوپل پہنچ گیا ہے اور وہاں کی رعیت اس کے جور و ستم سے خائف اور ہراساں ہو رہی ہے۔ نواب بہادر نے اس کی عرضی کی سماعت فرماتے ہی سالار شجیع رکمندان کو "گھونسا" کے لقب سے مخاطب کر کے عنایت نامہ روانہ کیا کہ ہم تم کو گھونسا کا خطاب عطا کر رہے ہیں اور دھونسا کی سرکوبی کے لیے تم کو متعین کرتے ہیں جلد از جلد اس کی سرکوبی کے لیے پہنچو اور اچھی طرح گوشمالی کر کے اس کے مزاج کو ٹھکانے لگا دو۔ انشاء اللہ تعالے ہم بھی رائے درگ سے ہوتے ہوئے اسی طرف آتے ہیں۔ دھاروار میں جو مرہٹہ سردار گرفتار ہو گئے ہیں۔ ان کو ہماری خدمت میں بھیج دو۔ سالار شجیع نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب الحکم اسیروں اور اسبابِ غنیمت کو ایک ہزار نشانہ باز جوانوں اور دو ہزار پیادوں کے بدرقہ کے ساتھ پٹن روانہ کر دیا اور خود اپنی فوج کو لے کر طول طویل فاصلے طے کرتے ہوئے دھونسا کے لشکر کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔

مغل فوج پر شبخون

نواب بہادر نے بھی پٹن سے کوچ کر کے زتن گیری میں جا کر پڑاؤ ڈالا اور بھیر بنگاہ، بھاری سامان جنگ اور توپ خانہ کو توشک خانہ کے داروغہ برنیا کی نگرانی میں جو اس وقت بھیر کا سردار مقرر کیا گیا تھا دے کر گھوڑ سواروں اور نشانہ باز دستوں اور پیادہ فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور صرف چار وقت کی غذا کا سامان اپنے ساتھ رکھا اور اس تیزی سے روانہ ہوئے کہ دو رات اور دو دن میں کوہ و بیابان کو طے کر کے تیسری شب کو تیر بہدف لیسالت جنگ کے لشکر پر جا پڑے۔ لشکر کے بہادر سپاہیوں نے چاروں طرف سے غنیم پر حملہ کر کے بندوق، بان اور تیر چلا چلا کر ایک قیامت سی برپا کر دی۔ مغلوں کے سوار، پیادے، سپاہی اور سردار جو عقدِ ثریا کی طرح وہاں مجتمع تھے اس قہرِ آسمانی اور بلائے ناگہانی کے نازل ہوتے ہی بنات النعش کی طرح جا بجا منتشر و پراگندہ ہو گئے۔ اکثر بہادروں کی شمشیر خارا شگاف سے شربتِ مرگ پی کر اسی جگہ خاکِ عدم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سو گئے اور بہت سے کفِ افسوس ملتے ہوئے حیران و پریشان امان امان پکارنے لگے ان کا سپہ سالار بے سروسامانی کے ساتھ ننگے پیر رات کے اندھیرے میں بھاگ نکلا اور بدشواری تمام موسیو لالی فرانسیسی کی جمعیت میں جا کر جو ان کی نسبت زیادہ منظم تھی پناہ لی فرانسیسی کمانڈر نے کچھ زیادہ ہمت و جرأت سے کام لیا اور اپنے بچے کھچے سپاہیوں کو جمع کر کے چند قائم خانی سواروں کے ہمراہ قاعدہ کے مطابق صف بندی کر لی اور دو توپیں لشکر کے آگے پیچھے رکھ کر راتوں رات ادھونی کی طرف چلا گیا۔ مفرور لشکر کا سارا ساز و سامان جھنڈے، خیمے یہاں تک کہ مغل فوج کی عورتیں بھی نواب بہادر کے فاتح لشکریوں کے ہاتھ آ گئیں۔

نائیک کا پُر اسرار فرار

قلعہ بند نائیک نے جب فتح کے نقاروں، طنبوروں اور شادیانوں کی آوازیں سنیں تو سخت پریشان ہوا اور مشعلیں اور چراغ جلا کر ہرکاروں کو قلعہ سے باہر بھیج کر صورتِ حال دریافت کرائی۔ جب اسے نواب کے حملہ کرنے اور مغلوں کی شکست و فرار کا حال معلوم ہوا تو سمجھ گیا اب میری بھی خیر نہیں۔ چنانچہ وہ نواب کے حملہ سے لرزاں و ترساں اپنی عورتوں اور چند رفیقوں کے ساتھ تھوڑا بہت خزانہ اور قیمتی جواہرات لے کر پہاڑ کی پشت کی جانب سے اتر کر راتوں رات پہاڑوں اور جنگلوں کی راہ بیجا پور کی طرف بھاگ گیا کہ اب تک اس کا سراغ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں گیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟ نواب کا قلعہ ادھونی پر قبضہ ہو گیا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سابقہ نایکوں کا جمع کردہ کافی مال واسباب، خانگی ساز و سامان، آلاتِ حرب اور نقارہ، لشکر حیدری کے قبضہ میں آگیا۔ نواب بہادر نے قلعہ میں مضبوط تھانہ قائم کر کے قلعہ کی مرمت کا حکم دیا اور لشکر کو لے کر وہاں سے سیدھے ادہونی کی طرف روانہ ہوگئے۔

دس لاکھ روپیہ

ادہونی کے قریب میدان کلباٹن میں خیمہ گاہ لگائی گئی اور نواب بہادر نے بسالت جنگ کو پیغام بھیجا کہ ہمارا لشکر دو ماہ سے برابر دشمنوں کے تعاقب میں بھوکا پیاسا حیران پھر رہا ہے دو مہینوں کی تنخواہ حساب سے دس لاکھ روپیہ ہوتی ہے مناسب ہے کہ آپ یہ رقم ادا فرمائیں۔ ناظم ادہونی اپنے لشکر کی تباہی اور مال واسباب کی بربادی کی وجہ سے پہلے ہی حواس باختہ ہو رہا تھا جب یہ مطالبہ سامنے آیا تو اس کی جان پر بن گئی۔ لیکن نجات کی کوئی راہ سامنے نہیں تھی اس لیے چار و ناچار خزانہ میں جو کچھ رقم تھی نکالی زیورات اور قیمتی جواہرات رہن رکھائے اور کسی نہ کسی طرح دس لاکھ روپیہ جمع کر کے نواب بہادر کے پاس بھجوا دیئے اور گرگ آشتی[1] کے طور پر دوستی و رفاقت کا اظہار کر کے اپنی جان چھڑائی۔

دھونسا کا فرار

نواب بہادر وہاں سے کوچ کر کے دھونسا کی خبر لینے کے لیے روانہ ہوئے۔ دھونسا گجندر گڑھ اور کنگیری میں لوٹ مار کر کے کپن گڑھ کے نواح میں پہنچ چکا تھا۔ محمد علی گھونسا (کمندان) بھی کرٹک، سرتی اور وڈمل کی راہ سے یلغار کرتے ہوئے اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ جب دھونسا نے مغل افواج کی بربادی، قلعہ بلاری کی فتح، ناظم ادہونی سے نقد روپیہ کی وصولی اور اب خود اس کی سرکوبی کے لیے نواب بہادر کی آمد کی خبر سنی تو بہادری اور زور آزمائی کے سارے دعوے بھول گیا۔ اور ناکام و نامراد الٹے پاؤں حیدرآباد لوٹ گیا لیکن نواب بہادر کے چھاپہ مار قزاقوں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور انھوں نے رائچور تک شکاری کتوں کی طرح اس کا تعاقب کر کے کافی ساز و سامان، دو توپیں، چالیس پچاس اونٹ، تین خیمہ بردار ہاتھی اس کے لشکر سے چھین لیے۔

---

[1] گرگ آشتی۔ ایران میں یہ کہاوت مصلحت آمیز دوستی کے لیے کہی جاتی ہے کہتے ہیں جب برف گرنے لگتی ہے تو بھیڑیوں کو شکار کے لیے جنگل میں ایک چوہا تک نہیں ملتا اور وہ بھوکے پیاسے ایک دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں نقاہت اور بھوک سے جیسے ہی کوئی بھیڑیا لڑکھڑاتا ہے تو باقی سب اس پر ٹوٹ پڑتے اور تکا بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔ ان کے اس طرح مل بیٹھنے کو گرگ آشتی کہا جاتا ہے۔ (بحوالہ شرر۔ سیاحت نامہ ایران)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرار راؤ کی شرارت

جس وقت نواب بہادر نے ایک ہی شبخون میں مغلوں کے لشکر کو بھگا کر بلاری پر قبضہ کر لیا تو مرار راؤ اپنے دارالریاست کو بانی خاں کارپرداز کے حوالہ کر کے دھونسا کے پاس چلا گیا تھا وہاں پہنچ کر وہ اس کو بالا گھاٹ پر حملہ کرنے کی بہت کچھ ترغیب دیتا رہا۔ کڑپہ کے حاکم حلیم خاں اور چیتل درگ کے پالیگار نے بھی اسی فتنہ انگیز کے بہکانے سے نواب بہادر کے خبر نویسوں کو شہر بدر کر دیا۔ اور فوج و سامانِ جنگ لے کر دھونسا سے آن ملے اور سب نے بالا گھاٹ کی تسخیر کے لیے اس کو بہت آمادہ کیا لیکن اس نے ان میں سے کسی کی بات نہیں سنی اور سیدھے اپنے ملک کی طرف بھاگ گیا اس کے بزدلانہ فرار کے بعد یہ تینوں شریر اور مفسد حکام بھی نادم و شرمسار اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔

دھونسا کی فوج کو بھگانے کے بعد نواب وہاں سے بلاری لوٹ آئے اور قلعہ میں کچھ عرصہ کے لیے ٹھیر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲:

فتنہ انگیز مرار راؤ کی گرفتاری

۱۱۸۷ھ - ۱۷۷۳ء ۷۴

ان واقعات کا مطالعہ کرنے والے واقف ہو چکے ہیں کہ مرار راؤ حاکم گتی نواب بہادر کو زک پہنچانے کے لیے سلطنتِ خداداد کے دشمنوں کے ساتھ مل کر بارہا معاندانہ کارروائیاں کرتا رہا۔ لیکن نواب نے اس کے خلاف کبھی کوئی سخت اقدام نہیں کیا بلکہ اس کی تالیفِ قلب کے لیے مفاہمانہ رویہ ہی اختیار کیا اور اسے وہ ہمیشہ چچا کہہ کر ہی مخاطب کرتے رہے۔ لیکن وہ بدبخت برابر اس ٹوہ میں لگا رہا کہ موقع ملے تو حیدر علی خاں کے جاہ و حشمت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکے۔ کیوں نہ ہو ؎

نیشِ عقرب نہ در پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است

(بچھو محض دشمنی کی وجہ سے ڈنک نہیں مارتا بلکہ ڈنک مارنا تو اس کی طبیعت کا فطری تقاضا ہے)

مرار راؤ کی شرارتیں

یہ اس کی فطری شقاوت اور باطنی خباثت ہی تھی کہ وہ اپنی زبان، قلم اور ہتھیاروں سے سلطنتِ خداداد کے خلاف ہمیشہ برسرپیکار رہتا تھا اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ قبل ترنک ماما کی لشکر کشی کے موقع پر عین اس وقت جبکہ نواب بہادر کے نمائندوں نے ترنک ماما سے گفت و شنید کر کے صلح کا معاہدہ تقریباً طے کر لیا تھا اسی بدطینت نے نیش زنی کر کے مرہٹوں کو مصالحت سے روک دیا جس کے نتیجہ میں نواب بہادر کو چرکولی کے معرکہ میں سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس ہلاکت خیز واقعہ کے بعد نواب حیدر علی خاں برابر اس فساد کی جڑ کو نکال پھینکنے کے لیے مستعد و آمادہ رہے لیکن مرار راؤ اور لبالت جنگ ناظم ادھونی کے درمیان گہری دوستی اور موافقت کے رشتے قائم تھے اور وہ دونوں رزم و بزم میں ایک دوسرے کے شریک بنے رہتے تھے اسی لیے نواب بہادر اس کے خلاف کسی کارروائی کے کرنے میں اب تک متامل رہے کیونکہ ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را

(دو دل ایک ہو جائیں تو پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر سکتے ہیں اور بڑی سی بڑی جمعیت کو بھی پراگندہ کر سکتے ہیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اب توازن قوت بدل چکا تھا اور یاور حقیقی کی مدد سے نواب بہادر نے بلاری کے نواح میں مغلوں کے لشکر کو مار بھگایا تھا کوئی امر مانع نہیں تھا کہ وہ راؤ مذکور کو اس کی ناشائستہ حرکتوں کا مزہ چکھانے میں رعایت سے کام لیتے۔ اس وقت اس کی سرکوبی کے لیے ایک بڑی وجہ یہ بھی پیدا ہو چکی تھی کہ اس نے نواب کے خلاف دھونسا کے ساتھ سازباز کی تھی اور یہ ایک امر یقینی تھا کہ جب تک اس فتنہ انگیز کا قرار واقعی سدباب نہیں ہو جاتا اس وقت تک سلطنتِ خداداد کا نظم و نسق صحیح معنوں میں اطمینان بخش طریقہ پر سرانجام نہیں پا سکتا تھا اس لیے نواب بہادر نے چاہا کہ اسی وقت اس کے قضیہ کو پاک کر دیا جائے اور اس کا اگلا پچھلا سارا حساب چکا دیا جائے۔

کوہ گتی پر چڑھائی

چنانچہ انھوں نے کوہ گتی کو فتح کرنے اور اس فسادی کو گرفتار کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اپنے لشکر کو لے کر اس کے علاقہ کی طرف کوچ کر دیا۔ مراد راؤ کو اس وقت دھونسا کے لشکر سے مایوس و ناکام اپنے مقام پر آ چکا تھا اور نہایت متفکر اور پریشان تھا۔ نواب بہادر نے حملہ کرنے سے پہلے مصلحتاً اس کو اپنے پاس ملاقات کے بہانہ سے بلایا۔ لیکن وہ اپنے سابقہ اعمال کی وجہ سے نہایت خوفزدہ ہو رہا تھا اس لیے اس خطرہ سے کہ کہیں یہ ملاقات وبالِ جان نہ بن جائے آنے کے لیے راضی نہ ہوا نواب بہادر نے اتمام حجت کے لیے دوبارہ کہلوایا کہ "ہمارا ارادہ ہے کہ تعلقہ سوندو تمھارے ضروری مصارف کے لیے تمھارے نام ہی بحال رکھا جائے بشرطیکہ تم بلا کسی عذر کے کوہ گتی اور اس کے متعلقات کو جو پہلے شاہی حکام کے قبضہ و اختیار میں تھے، دولتِ خداداد کے نمایندوں کے حوالے کر دو اور یہاں سے نکل کر تعلقہ سوندو کی طرف چلے جاؤ۔ مراد راؤ کے پاس اس وقت چونکہ کافی لاؤ لشکر موجود تھا اس لیے اس نے نواب کی کسی بھی معقول تجویز کو قبول نہیں کیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔

قلعہ گتی کا محاصرہ

اس کو اپنی ہٹ پر قائم دیکھ کر بجز اس کے کوئی صورت نہیں رہی تھی کہ بزورِ قوت اس کو سرنگوں کر دیا جائے چنانچہ نواب کے حکم سے نشانہ باز دستہ کے رسالداروں اور پیادہ فوج نے قلعہ کو اطراف سے گھیر لیا اور توپوں بندوقوں سے آتشباری شروع کر دی اور ہر طرف سے مورچہ بندی اور ناکہ بندی کر کے محصورین کا قافیہ تنگ کر دیا اور چھاپہ مار سواروں نے اس جنگل اور پہاڑ کا اتنا سخت محاصرہ کیا کہ مجال تھی کہ کوئی آدم زاد ان کی نظروں سے بچ کر نکل جاتا۔ مراد راؤ نے ناظم پونہ کو اپنی پریشان حالی اور نواب کے عزائم کے متعلق متعدد خطوط لکھ کر روانہ کیے لیکن نواب کے طلایہ گرد دستوں نے اس کے قاصدوں کو گرفتار کر کے ان خطوط کو چھین لیا اور کسی طرح موقع نہیں دیا کہ پونا کے سردار اس واقعہ سے واقف ہو جائیں۔ چنانچہ تین ماہ تک پونا کے مرہٹے اس کے حال سے باخبر نہیں ہو سکے تین مہینے بعد کہیں جا کر انھیں لبالت جنگ کے تحریری پیغام کے ذریعے معلوم ہوا کہ مراد راؤ پر کیا گزری لیکن اس عرصہ میں محصورین کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برا حال ہو چکا تھا اور اب ان میں مقاومت کی مزید تاب نہیں رہی تھی۔

مرار راؤ کی گرفتاری

لشکرِ حیدری کے سخت محاصرہ اور شدید گولہ باری کے علاوہ محصورین ایک اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے موسم گرما کی وجہ سے قلعہ میں پانی کے تالاب بالکل ہی خشک ہو گئے تھے اور باہر سے پانی لانے کی کوئی سبیل نہیں رہی تھی ستم بالائے ستم یہ کہ گولہ بارود کے ذخائر بھی بالکل جواب دے گئے تھے۔ مرار راؤ نے جب دیکھا کہ مقابلہ اور زور آزمائی کا وقت نکل چکا ہے اور اب قلعہ کے فتح ہو جانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی ہے ایسا نہ ہو کہ میرا مال و متاع اور اہل و عیال فاتح لشکر کی غارت گری کے نذر ہو جائیں تو اس نے بجز زنہار امان لینے کے کوئی راہ نہ پائی اور اپنے کارپرداز پالی خاں کو حضور میں روانہ کر کے اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے پچھلے قصوروں کی معافی چاہی۔ نواب نے اس کی عاجزی اور فریاد پر رحم کھا کر عنایت آمیز خط اور قول نامہ بھجوا دیا اور اس کے نمایندہ کے ذریعہ جان و مال کی امان دے کر اسے لشکر میں حاضر ہو جانے کا حکم دیا۔ حسب الحکم وہ پالکی میں سوار ہو کر اپنے دو تین خدمتگاروں کے ساتھ پہاڑ سے اتر آیا۔ نواب نے اس کے لیے ایک علیحدہ خیمہ خالی کرا دیا اور پہاڑ پر اپنا تھانہ قائم کر دیا اس کے اہل و عیال اور مستورات کو ضروری اسباب پہننے کے کپڑوں اور سونے چاندی کے معمولی زیورات کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دیا۔ باقی تمام زر و جواہر، جڑاؤ زیور، دوسرا امیرانہ ساز و سامان، قیمتی اور نفیس ملبوسات اور جنگی ساز و سامان توشک خانۂ خاص میں داخل کر دیا گیا۔

ناٹک سال

جس وقت قلعہ پر لشکرِ حیدری کا قبضہ ہوا تو مرار راؤ کے محلِ خاص میں بہت ساری تلنگن طوائفیں جمع تھیں۔ معلوم ہوا کہ مرار راؤ کی سرپرستی کی وجہ سے گتی اور اس کے نواح میں ہر جگہ سے گانے والیاں اور طوائفیں بکثرت جمع ہو گئی تھیں اور قدردانی اور بخششوں کے طفیل انھوں نے کافی مال و متاع جمع کر لیا تھا بلکہ بعض طوائفوں نے تو متعدد مواضعات کی جاگیرا اپنے نام کرائی تھیں۔ جب جنگ چھڑی تو یہ سب کی سب پہاڑ پر چلی گئیں اور راؤ کے محل میں پناہ گزین ہو گئیں۔ ان میں سے ماہرِ فن طوائفوں کو ان کے سرپرستوں کی رضامندی سے نواب بہادر نے قیمتاً خرید لیا اور اپنے زنانہ محل کے "ناٹک سال"[1] میں انھیں داخل کرا دیا۔ ان میں سے بعض طوائفوں کو شہر "گنجِ عام"[2] میں بھجوا دیا اور

---

[1] "ناٹک سال" گانے ناچنے والیوں اور مطربوں کی منڈلی کو کہتے تھے جو اکثر امرا و سلاطین کے محلات میں کھیل تماشوں اور رقص و سرود کے کمالات دکھایا کرتی تھیں۔ "سال" اسم ظرف مکان ہے اور ناٹک نوٹنکی کا اختصار ہے جس کے معنی کھیل تماشہ کے ہیں اور آج کل تھیٹر کے لیے عام طور پر بولا جاتا ہے۔

[2] یہ ایک چھوٹا سا تفریحی شہر تھا جسے حیدر علی خاں نے قلعہ پٹن کے جنوب میں دریائے کاویری کے کنارے آباد کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

بقیہ کو بنگلور روانہ کر دیا۔ مرار راؤ نے نواب کی خدمت میں سلام کے لیے باریاب ہونے کی بہت کچھ التجائیں کیں لیکن اسے ہر بار یہی جواب ملا کہ اس وقت ملاقات وگفتگو کی فرصت نہیں ہے۔ انشاء اللہ پٹن واپس ہونے کے بعد تمہاری درخواست کو قبول کیا جائے گا۔ بہرحال مرار راؤ کو ایک محافظ دستہ کے ساتھ وہاں سے پٹن روانہ کر دیا گیا گتی کے قضیہ سے فارغ ہو کر اب لشکر الکہ سوندور کے بندوبست کے لیے روانہ ہوا۔ اسی اثنا میں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ چالیس ہزار مرہٹہ سوار مرار راؤ کی کمک کے لیے پونا سے چل کر کوکاک پیٹھ کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں۔ نواب بہادر جلد از جلد الکہ سوندرد کے انتظام سے فارغ ہو کر مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے بسں پیٹھ پہنچ کر ٹھیر گئے۔ مرہٹوں کو جب گتی اور سوندرد کی فتح، مرار راؤ کی اسیری اور نواب بہادر کی ان کے خلاف فوج کشی کی اطلاع ملی تو وہ الٹے پاؤں پونا کو لوٹ گئے۔

محمد علی کمنداں پر عتاب

اسی زمانہ میں نواب بہادر نے مصلحتاً محمد علی کمندان پر اس حیلہ سے عتاب نازل فرمایا کہ تم نے بلا اجازت دھارواڑ کے مال غنیمت میں سے ہاتھی اور اونٹ سرداران لشکر اور فقرا میں کیوں تقسیم کرا دیے۔ اس کو کچھ عرصہ کے لیے رسالداری سے بھی معزول کر دیا۔ یہ عتاب محض اس لیے تھا کہ کہیں وہ اپنے کارناموں اور اعزاز وتوقیر کی وجہ سے شوخ وبیباک نہ ہو جائے حالانکہ وہ بہادر کمنداں کے لیے اپنے دل میں بڑی محبت وشفقت رکھتے تھے۔ جب کمندان رسالداری سے معزول کر دیا گیا تو اس نے فقیری لباس زیب تن کر کے درویشی اختیار کر لی اور اس دنیا کے این وآں کم وبیش سے بالکل ہی مستغنی ہو گیا۔

اسی زمانہ میں رائے درگ کے پردھان کشنپا کو قلعہ ہرپالی کی سند عطا کی گئی یہ قلعہ بلاری سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے پہلے یہ رائے درگ کے ماتحت تھا۔ لیکن مرار راؤ نے اسے زبردستی تسخیر کر کے اپنا تھانہ قائم کر دیا تھا۔ پردھان مذکور قلعداری کی سند لے کر وہاں پہنچا اور تین ماہ کے محاصرہ کے بعد اس نے قلعہ کو فتح کر لیا۔

ونیکٹ گیری کا تعلقہ جو بنل پلی کے گھاٹ کے راستہ پر ہے یہ پہلے پالیکار چار کل کے ماتحت تھا اسے بھی مرار راؤ نے زبردستی قبضہ کر کے صوبہ گتی میں شامل کر لیا تھا یہ تعلقہ بھی اسی زمانہ میں سلطنت خداداد میں شامل ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۲

چیتل درگ کی فتح

۱۱۸۹ھ - ۱۷۷۵ء

جب نواب بہادر حیدر علی خاں نے مرار راؤ کی اسیری اور گتی و سوندرو کی فتح اور وہاں کے بندوبست سے فراغت پائی تو انھوں نے سب سے بڑے فسادی پالیگار چیتل درگ کی گوشمالی کا ارادہ کیا اور لشکر لے کر اس کے علاقہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

پالیگار درگ کی فتنہ انگیزی

چیتل درگ کا پالیگار اگرچہ بظاہر بڑی خوشامد درآمد کیا کرتا تھا اور اپنی خیرخواہی اور وفاداری جتانے میں کسی سے پیچھے نہیں رہتا تھا لیکن درحقیقت وہ سلطنتِ خداداد کا سخت مخالف اور دشمن تھا۔ در پردہ نواب بہادر کے دشمنوں سے ساز باز کر کے برابر ان کو نقصان پہنچانے کی فکر میں لگا رہتا تھا اور جب کبھی موقع ملتا حدود مملکت میں مداخلت کر کے فتنہ و فساد مچانے اور سرکار کی رعیت کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتا تھا تحفظِ مملکت اور طمانیتِ رعایا کا تقاضا یہ تھا کہ اس مفسد اور بدباطن کا پوری طرح قلع قمع کر دیا جائے۔

رائے درگ کے پردھان کشنپا نے بھی نواب بہادر کو اس مہم پر آمادہ کرنے میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ کشنپا نے پالیگار مذکور کے ہاتھوں بارہا بڑی اذیتیں برداشت کی تھیں اس نے رائے درگ کے علاقہ میں دست درازی کر کے کشنپا کی عملداری کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اپنے اس قدیم دشمن سے بدلہ لینے کے لیے وہ اس قدر مُصر تھا کہ اس نے اس مہم میں صرف ہونے والے گولہ بارود کی پوری قیمت اپنے ذمہ لے لی۔

پالیگار شوم شنکر کی عیاری

غرض حیدری لشکر اس مہم کو سر کرنے کے لیے چیتل درگ کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور پالیگار مذکور کے نسبتی بھائیوں کے مقبوضہ قلعوں کوڑی کوٹہ، اجربلہ اور ملکان مڑو کی تاخت و تاراج میں مصروف تھا۔ اسی دوران میں نواب بہادر نے ہیبت جنگ کو ہرپن پلی کے پالیگار کی خبر لینے کے لیے ایک بھاری لشکر دے کر روانہ کیا۔ اس کے خلاف اس کارروائی کی وجہ یہ تھی کہ جس زمانہ میں نواب مادھو مرہٹہ کے خلاف لشکر کشی میں مصروف تھے۔ ہرپن پلی کا ایک کارپرداز جو وہاں کے پالیگار کا تربیت یافتہ اور اس کی ریاست کے سارے بھیدوں سے آگاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کسی بات پر ناراض ہو کر نواب کے لشکر میں ملازم ہو گیا تھا اور پیادہ فوج کی بھرتی کے کام پر مامور کیا گیا تھا اس نے اپنے قدیم آقاؤں کے بھید کھول کر ان کو نقصان پہنچانے کی ٹھان لی۔

ہرپن پلی کا پالیکار چک شوم شنکر کافی ہوشیار آدمی تھا اس کو جب مذکورہ کارپرداز کے ارادوں کی اطلاع ملی تو وہ بہت ڈرا اور اس نے سیلاب آنے سے پہلے ہی بند باندھ لینے کی فکر کی چنانچہ نواب بہادر کے پاس ایک عرضی روانہ کی کہ اگر کارپرداز مذکور کو یہاں روانہ فرما دیا جائے تو اس کی معرفت پیش کش کی رقم ارسال کر دی جائے گی۔ نواب نے اس کی درخواست قبول کر لی۔ اور اس کارپرداز کو وینکٹ نرسو نامی رنجی والہ کے ہمراہ پالیکار کے پاس روانہ کر دیا تاکہ یہ دونوں سرکار کے نمایندوں کی حیثیت سے ہرپن پلی کے بندوبست کو بحسن و خوبی سرانجام دیں۔

جب وہ وہاں پہنچا تو پالیکار شوم شنکر نے چرب زبانی سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح اسے شیشہ میں اتار لیا اور اسے خاص خلعت، جیغہ اور پدک، مالائے مروارید، سونے کا دست بند عطا کر کے کہا کہ اب ہماری حکمرانی کا دارومدار تمھاری تدبیر و دانائی پر منحصر ہے اگر تمھارے جیسا مدبر و دانا اور قدیم نمک خوار ہماری طرفداری کرتا رہے تو پھر ہم کو کسی کا کیا خوف ہو سکتا ہے ؎

خاطر ناداں فریبد مرد عاقل ہر زماں از طعام و از شراب و از خلاع و از زباں

(عقلمند نادان کو کھلا پلا کر خلعت دے کر زبان آوری سے جس وقت بھی چاہے فریب دے سکتا ہے)

غرض اس نے اس کارپرداز کو اپنے امور ریاست پر مطلق العنان بنا کر بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ پالیکار کی خلوت و جلوت بلکہ اس کے زنانہ محل تک اس کی آمد و رفت ہو گئی لیکن بزرگوں کا قول ہے ؎

از بداں امید نیکی داشتن محض خطا ست پروری در چشم عقرب را اگر نیشے زند !!

(بروں سے نیکی کی امید رکھنا سخت غلطی ہے اگر تو بچھو کو نہایت عیش و آرام کے ساتھ بھی پرورش کرے تو وہ ڈنک مارے بغیر نہیں رہے گا)

کارپرداز کا قتل

مذکورہ کارپرداز نواب بہادر سے تعلق اور پالیکار کی نازبرداری پر ایسا سرکش اور مغرور ہوا کہ اس راج کی ماتحت رعیت پر وہ بے محابا ستم ڈھانے لگا اور طرح طرح سے وہاں کے باشندوں کی دل آزاری کرنے لگا۔ بہر حال جو کچھ اس کے دل میں آتا کر گزرتا کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا۔ غیروں کی حسین عورتوں پر دست شہوت دراز کر کے اس نے کتنی ہی عورتوں کی عصمت برباد کر دی۔ آخر کار رعایا اس کے دست ستم سے بری طرح تنگ آگئی اور پالیکار کے پاس اس کے خلاف انھوں نے فریاد کی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو سزا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتی پالیکار نے رنجیت کے آدمیوں کو کورا جواب دے کر رخصت کر دیا کہ وہ ریاست کی بہتری کے لیے جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے اگر تم میں تحمل و برداشت نہیں ہے۔ تو جہاں تمہیں امن ملے وہاں چلے جاؤ۔ حاکم کے اس رویہ کو دیکھ کر جتنے غیرت مند تھے وہ واقعی حدود ریاست سے نکل گئے۔ پالیکار نے اپنی رعایا کے خواص و عام کی دل شکنی منظور کر لی لیکن اس فتنہ کو ناراضی کا ایک لفظ تک نہیں کہا۔ بلکہ ہر روز اس کو انعامات و نوازشات سے نوازتا ہی رہا۔ لیکن پالیکار کا یہ سارا حسنِ سلوک محض دکھاوے اور مصلحت کا تھا۔ چنانچہ جب سنہرے جال کے سارے حلقے اچھی طرح کس لیے تو ایک دن صبح کے وقت خاص اپنی سواری کا گھوڑا جو سنہرے ساز و سامان سے مرصع تھا اور اس پر سنہری زین کسی ہوئی تھی منگوایا اور کافی اصرار کر کے اس کو اس پر سوار کر کے رخصت کیا۔ پھر اسی دن دس بجے کے قریب اس کو اپنے دیوان خانۂ خاص میں طلب کر کے کہا کہ خلوت میں مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں اور اس کو ایک حجرہ کی طرف جس میں مسلح سپاہی گھات لگائے ہوئے بیٹھے تھے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اجل گرفتہ جیسے ہی اس کمرہ میں پہنچا اس عالم جلوت سے خلوت خانۂ ابدی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہنچا دیا گیا۔

اس کو قتل کرانے کے بعد پالیکار نے فوراً ہی اپنے ہاتھ کو قلمتراش سے زخمی کر لیا اور اس کے ساتھی رنجی والا کو بلا کر کہا کہ عجب حادثہ رونما ہوا ہے کہ باوجود میری اس مہربانی اور نوازش کے وہ کمینہ اپنی حرام زدگی سے باز نہ آیا۔ وہ مجھ پر خنجر چلا کر چاہتا تھا کہ اس ملک و مال کا وارث بن بیٹھے لیکن میرے خیر خواہ ملازموں نے اس کا ہاتھ روک لیا اور جوشِ غضب میں اس کا کام تمام کر دیا اب تم نواب بہادر کی خدمت میں یہ تفصیل مناسب الفاظ میں لکھ بھیجو تا کہ حضور کے دل میں میری طرف سے کسی قسم کی بدگمانی نہ پیدا ہو۔ اس کو تو یہ کہہ کر روانہ کیا اور چوری چھپے مقتول کے گھر کا سارا اثاثہ طلب کر کے اپنے توشک خانہ میں جمع کرا دیا اور احتیاطاً راتوں رات اپنی مستورات اور اہلِ خانہ کو خزانہ اور دوسرے ضروری سامان کے ساتھ تنگ بھدرا کے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا اور خود اپنے سواروں پیادوں کو لے کر نارائن گیرا کے کوہستان میں جا بیٹھا۔

جب رنجی والہ کی عرضی مذکورہ بالا واقعہ کے متعلق حضور میں پہنچی تو نواب تاڑ گئے کہ پالیکار نے یقیناً حیلہ کیا ہے اور محض اپنے رازوں کے انکشاف سے ڈر کر اس نے یہ جرأت کی ہے۔ اس کے اس جرم پر نہایت غضبناک ہو کر ہی نواب بہادر نے فیض اللہ خاں ہیبت جنگ کی سرگردگی میں ہرپن پلی کی طرف یہ لشکر روانہ کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوم شنکر کی اطاعت

ہیبت جنگ نے یلغار کرتے ہوئے قلعہ رو جنی اور گوٹور کا محاصرہ کر لیا اور سواروں کو اس نواح کے دیہات میں تاخت و تاراج کے لیے پھیلا دیا لیکن مزید فوجی کاروائی کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ ہیبت خاں کی باتوں میں آکر پالیکار نے لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا اور ستر ہزار روپیہ نذر جرمانہ اور مقررہ زر پیش کش ادا کر کے اپنے قصوروں کی معافی چاہی۔ خاں موصوف نے اس کے نمائندہ کو پالیکار کی درخواست اور اپنی عرضی کے ساتھ نواب بہادر کے پاس بھیج دیا چونکہ اس وقت چیتل درگ کی مہم نواب کے پیش نظر تھی اس لیے معافی کی خلعت اور تعلقہ کی بحالی کی سند خان موصوف کے ذریعہ بھجوا دی اور مقررہ رقم کے ساتھ اس سے چیتل درگ کی مہم میں فوجی کمک بھی طلب کی۔ پالیکار مذکور نے اپنے مقام پر پہنچ کر دو ہزار پیادے تین سو سوار مذکورہ رقم کے ساتھ خدمت میں روانہ کر دیے۔

چیتل درگ کی مہم

چیتل درگ کے راستہ میں لشکر حیدری نے کوری گوڑہ، گن کپہ، مولکال مرد اور روڈیری کو فتح کر کے وہاں مضبوط تھانے قائم کر دیے۔ اس کے بعد جب ہر طرف سے فراغت ہو گئی سیدھے چیتل درگ کا راستہ لیا اور اس کی سرحد پر پہنچ کر ان پالیکاروں کے ذریعہ جو لشکر کے ہمراہ تھے۔ چیتل درگ کے پالیکار سے کہلوایا کہ اگر وہ اپنے دارالریاست کو چھوڑ کر حضور والا کی نوکری اختیار کر لے تو اس کو پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر عطا کی جائے گی لیکن وہ اس بات پر راضی نہیں ہوا کیونکہ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وہ سلطنت خداداد سے برابر کی ٹکر لے سکیگا اس لیے اس نے قلعہ درگ میں جو اپنی مضبوطی اور استحکام میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا جنگی ساز و سامان اور دوسرے ضروری اسباب وغیرہ کافی مقدار میں ذخیرہ کر لیے اور نہایت تکبر و غرور کے ساتھ مقابلہ کے لیے کمربستہ ہو گیا۔ اس وقت اس کی فوج میں بیس ہزار پیادے اور دو ہزار خونخوار سوار موجود تھے۔ لشکر حیدری کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے قلعہ کے اطراف جتنے گھاٹ تھے سب کی ناکہ بندی کر رکھی تھی اور ہر جگہ اپنی فوج کو متعین کر کے مقابلہ کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ نواب بہادر کی آمد کی خبر سن کر غنیم کے کافر سرداروں نے ایک دل اور ایک زبان ہو کر مجاہدانِ اسلام سے جم کر مقابلہ کرنے کے عہد و پیمان باندھے اور اپنے عزم و ہمت پر ایک دوسرے سے حلف اور قسمیں اٹھوائیں۔

غنیم کی مقاومت

نواب بہادر کا لشکر جب مقابلہ پر پہنچا تو اس نے غنیم کو ہر طرح تیار پایا۔ فریقین کے درمیان ان گھاٹوں پر سخت خونریز مقابلے ہوئے اور لڑائیوں کا یہ سلسلہ تقریباً ایک سال تک جاری رہا آخر کار نواب بہادر کی جرار فوج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور توپ خانہ نے اپنا پورا زور لگا کر ان تمام گھاٹوں پر سے غنیم کو مار بھگایا۔ اگرچہ لشکرِ حیدری کے ہزاروں بہادر بھی ان معرکوں میں پروانہ وار شہید ہو گئے ——— اب قلعہ تک پہنچنے کے راستے کھلے ہوئے تھے، چنانچہ فتحمند لشکر غنیم کا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کی دیواروں کے نیچے پہنچ گیا اور جاں نثار مجاہدوں نے چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

غنیم کے لشکر نے بھی اپنی کارگزاری میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہر روز محصور دستے کیل کانٹے سے لیس قلعہ سے نکل نکل کر لشکر پر حملے کرتے اور مقابلہ و مجادلہ کر کے لوٹ جاتے تھے۔ ادھر غازیانِ لشکر بھی اپنے اپنے بہادروں کے ساتھ آگے بڑھ کر دشمن کے مقابل ہوتے اور تیروں تلواروں سے ہر بار حملہ آوروں کی کافی تعداد کو جہنم رسید کر کے ہی دم لیتے تھے۔

قلعہ کا محاصرہ

نواب بہادر کے حکم سے بیلداروں نے کلہاڑوں اور تبر سے قلعہ کی پہاڑی کے اطراف جنگل کو تراش کر قلعہ کے مقابل مضبوط چوبی مورچے بنا کر کھڑے کر دیے۔ قلعہ کے مغربی جانب پہاڑی کے دامن میں توپچیوں کے لیے اونچے اونچے پشتے بھی بنا دیے۔ توپ خانہ نے ان پشتوں پر سے قلعہ پر مسلسل گولہ باری کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں قلعہ کی دیوار، برج اور دندمے گرا کر زمین کے برابر کر دیے۔ اس طرح کہ قلعہ والوں کے لیے کوئی پناہ اور آڑ باقی نہیں رہی لیکن محصورین نے بھی بڑی جیداری سے کام لیا جیسے ہی کوئی دیوار گرتی ان کے ہزاروں آدمی وہاں لگ جاتے اور دیکھتے ہی دیکھتے مٹی کی دیوار کھڑی کر دیتے اور قلعہ سے باہر آ کر مورچوں کے نگران دستوں پر متواتر حملے کرتے رہتے۔ ان کی زد میں آ کر جو بھی کلمہ گو شہید ہو جاتا وہ اس کا سر اتار کر گلے میں لٹکا کر لوٹ جاتے اور اپنے سرواروں سے ہر شہید کے سر کے بدلہ معقول انعام پاتے۔

کندراں کی طلبی

قلعہ کے محاصرہ میں جب کافی عرصہ لگ گیا اور باوجود پوری سعی و جہد کے قلعہ کی فتح کے کوئی آثار نظر نہیں آئے تو نواب بہادر نے محمد علی کندراں کو جاگیر اور معاوضہ میں اضافہ فرما کر حضور میں یاد فرمایا اس نے جواب میں کہلوایا کہ "یہ درویش جو دنیائے دنی کو ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا ہے آخر آپ کے کیا کام آ سکتا ہے؟"

نواب کو اس گستاخانہ جواب پر سخت طیش آگیا اور علی زماں خاں، بدر الزماں خاں، اور غازی خاں کو اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ یہ لوگ اس کے خیمہ میں گئے اور نرم گرم باتیں کر کے سمجھا بجھا کر اسے حضور میں لے آئے جب وہ آیا تو نواب نے عتاب آمیز باتیں کر کے حاضرین سے کہا "صاحبو! تم ہی بتاؤ کہ اگر ہمارے ادنیٰ ملازم اونٹ اور ہاتھی لوگوں کو بخشش میں دینے لگیں تو پھر ہم کسی کو کیا بخشش دیں گے؟" ندیموں نے عرض کیا "یقیناً یہ بہت بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصور ہے لیکن عنایتِ خداوندی کا تقاضا ہے کہ اس کے قصور معاف فرما دیے جائیں کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے) اس منہ پھٹ نے مصاحبین کے اشارہ وکنایہ کے باوجود صاف صاف عرض کیا ــــــ "قبلہ گاہ! وہ بخشش تو محض اس مملکت کی ترقی کی خاطر ہی کی گئی تھی کیونکہ داناؤں کا قول ہے، مصرع

کہ مزدورِ خوش دل کند کار بیش

(خوش دل مزدور زیادہ کام کرتا ہے)

(اگر ادنیٰ ملازم اونٹ اور ہاتھی بخش دیں تو کیا ہوا) جاگیر، عملداری نوبت نقارہ مناصب میں اضافہ تو حضورِ والا کے لیے خاص ہیں" بہر حال اس گفت وشنید کے بعد نواب بہادر نے کچھ پند آمیز باتیں کیں اور سرداری کی خلعت، پدک، مالائے مروارید عنایت فرمایا لیکن کمندان نے خلعت اور پوشاک کے عوض ان سپاہیوں کی ماہانہ تنخواہوں میں اضافہ کی درخواست کی جو اس کی ماتحتی میں دلیے جارہے تھے تاکہ وہ خوش دلی کی وجہ سے سرکار کے مفوضہ فرائض میں سرمو کوتاہی نہ کریں نواب نے بڑے ردوکد کے بعد فی کس دو روپے کا اضافہ منظور کر لیا اور بہادر کمنداں کو دشمن کی سرکوبی اور قلعہ کی تسخیر کے لیے نامزد فرمایا۔ جب یہ فقیر منش سپہ سالار اپنے لشکریوں میں پہنچا تو اس نے پدک بالا اور قیمتی خلعت فروخت کرادی اور اس کی رقم سے ضیافت کا سامان کرکے لذیذ کھانے تیار کردائے اور اپنے ہمراہی لشکریوں اور فقرا کو کھلا دیے۔

قلعہ پر کمندان کا حملہ

محمد علی کمندان نے اسی رات ہرپن ہلی اور رائے درگ کی پیادہ فوج کو لے کر قلعہ کے بیرونی ناکہ پر کہ اسے پینٹھی قلعہ کہنا چاہیے ان پہاڑیوں پر دشمن کے سارے اہتمام وبند وبست کا دارومدار اسی مقام سے وابستہ تھا شیرانہ حملہ کیا اور اسے نہایت دلیری کے ساتھ دشمن سے چھین لیا۔ غنیم نے دو تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس مقام پر دوبارہ قابض ہونے کے لیے اپنا پورا زور لگایا۔ لیکن بہادر کمندان نے چار نشانہ باز رسالوں، دو ہزار پیادوں، چھ توپوں کے ساتھ ایسی ثابت قدمی دکھائی کہ کافر بری طرح ناکام رہے۔ اسلامی فوج نے ان کے ہر حملہ کے بعد ینصرک اللّٰہ نصراً کا مژدہ سنا۔ اس اہم مقام پر قبضہ کے بعد غنیم کے لشکری ایسے عاجز ہوئے کہ اب ان کو قلعہ سے باہر نکل کر غازیانِ اسلام سے لڑنے کی ہمت

لہ مصنف نے "دہان دریدہ" لکھا ہے۔ لیکن ہر انصاف پسند قاری اس معاملہ میں کمندان کو حق بجانب سمجھے گا اس کی خداترسی بہادری اور فیاضی کے پیش نظر تو اس جگہ دہان دریدہ نہیں بلکہ "حق گو" ہونا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہمت نہیں ہوئی چنانچہ پھر کسی کافر نے قلعہ سے باہر قدم نکالنے کی جرأت نہیں کی اور لشکرِ اسلام ان کے آئے دن کے حملوں سے محفوظ ہو گیا۔ تھوڑے سے ہی عرصہ میں محمد علی کمندان نے محاصرہ کو اتنا سخت کر دیا کہ محصورین کے چھکے چھوٹ گئے اور ان کے ہر گروہ میں سے روزانہ جوق در جوق لوگ لکڑی یا پانی کے بہانے قلعہ سے باہر آ کر نواب کے لشکر میں شامل ہونے لگے یہاں تک کہ قلعہ کے اتنے بڑے لشکر میں سے صرف قوم بیڈر کے پانچ چھ ہزار سپاہی ان پہاڑیوں کی مدافعت کے لیے باقی رہ گئے۔

محاصرہ کا التوا

نواب بہادر نے جب غنیم کے سردار کی پامردی اور بہادری کو ملاحظہ کیا اور قلعہ وفصیل کے محافظوں کو ثابت قدم پایا تو وہ سمجھ گئے کہ قلعہ آسانی سے فتح نہیں ہو گا اور بے کار لشکر کے بہادر سپاہیوں کی جانیں اس مہم میں ضائع جائیں گی۔ یہ سوچ کر انھوں نے قلعہ پر سے محاصرہ اٹھا لیا البتہ پانچ ہزار پیادوں، دو ہزار نشانہ باز جوانوں اور ایک ہزار سواروں کو اطراف کی پہاڑیوں کی آڑ میں کمین گاہوں میں بٹھا دیا اور انھیں حکم دیا کہ جب بھی موقع ملے قلعہ پر اچانک حملہ کر کے اس کو فتح کر لو اور سرکش پالیکار کو قید کر لو اور خود بقیہ لشکر اور سامانِ جنگ لے کر وہاں سے اٹھ کر شمالی جانب چار کوس کے فاصلہ پر ڈیرے لگا دیئے۔ اس کارروائی سے نواب کی مصلحت یہ تھی کہ اگر غنیم ہم کو واپس جاتا ہوا دیکھ کر دلیری سے کام لے اور تعاقب کرے تو اس کو اطراف سے گھیر کر تلواروں کی دھار پر رکھ لیا جائے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو درگ سے متعلقہ پرگنے، قصبے اور قریے ایک ایک باج گزار پالیکار کو تقسیم کر دیئے جائیں تاکہ وہ اپنی ترقی کی خاطر کسی نہ کسی تدبیر و حیلہ سے حاکم قلعہ کو اسیر کر کے لے آئیں۔ جس دن قلعہ کے لشکر نے کوچ کیا ان چوبی مورچوں میں جو کافی رقم خرچ کر کے بنائے گئے تھے آگ لگوا دی گئی۔ اس وقت قلعہ والے قلعہ کے اطراف کنگروں پر جمع ہو کر طبل اور نقارے پیٹنے لگے اور انھوں نے شکاری کتوں کی طرح عوعو کر کے آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔

میر رضا علی خاں نے میر غلام علی خاں عرف کلو صاحب جاگیردار بیگن پلی کے گھرانہ میں رشتہ جوڑ رکھا تھا انھی دنوں میں اس کی شادی ہونے والی تھی چنانچہ اس کو اس تقریب کے لیے مع لشکر کڑپہ جانے کی اجازت عطا کی گئی اس اجازت کا ایک منشا یہ بھی تھا کہ وہ کڑپہ جا کر وہاں کے حاکم حلیم خاں کے عزائم اور اس کے موجودہ رویہ کا بھی اچھی طرح جائزہ لے نیز اس سے سالانہ پیش کش کی رقوم بھی وصول کر لائے۔

کامیابی کی راہ

نواب بہادر اس جگہ ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ اس دوران خوبیٔ قسمت سے ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ مجاہدینِ اسلام کی کامیابی کی راہ خود بخود نکل آئی۔ چیتل درگ کے پالیکار کا خسر حرمیلہ کا حاکم تھا وہ اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے محاصرہ کے دنوں میں قلعہ کے اندر ہی تھے ان لڑکوں نے ایک بت کی پوجا کے لیے جو پہاڑ ہی کے دامن میں ایک کوس کے فاصلہ پر تھا جانے کی اجازت لی اور چند پیادوں اور سواروں کے ساتھ اس مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے مخالفوں نے اس معاملہ کو پالیکار کے سامنے کچھ اور رنگ دے کر پیش کیا اور اس سے کہا "تیرے نسبتی بھائی تو اپنے باپ کے اشارہ پر نواب بہادر کے پاس گئے ہیں تاکہ ان سے گفت و شنید کر کے اپنی جاگیروں کی واگذاشت کے لیے قول و قرار کر لیں۔" وہ نادان ان خود غرضوں کی باتوں میں آگیا اور اپنے خسر اور سالوں سے بدظن ہو کر جلادوں کو اشارہ کر دیا انھوں نے اس کے خسر پر حملہ کر کے بیچارے بے گناہ کا سر اڑا دیا۔ اور اس کے گھر میں آگ لگا دی۔ وہاں اس کے لڑکوں نے ابھی اپنے دیوتا کے سامنے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تھا کہ اپنے باپ کے قتل کیے جانے اور گھر کی بربادی کی خبر سنی سخت حیران اور پریشان ہوئے۔ دونوں بھائیوں کے دل اس حادثہ کی اطلاع پا کر ایسے پھرے کہ انھوں نے آپس میں مشورہ کر کے بجائے واپس ہونے کے نہایت تیزی کے ساتھ اپنے گھوڑوں کے رخ نواب بہادر کے لشکرگاہ کی طرف پھیر دیے اور وہاں پہنچ کر ہرپن پلی کے پالیکار کے ذریعہ کہ اس کے ساتھ بھی ان کی رشتہ داری تھی نواب بہادر کی خدمت میں باریاب ہو کر خدمت گزاری کا ارادہ ظاہر کیا اور شاہانہ انعامات سے نوازے گئے۔ چونکہ ان کے تعلقات کی بحالی کی سند درگ کی تسخیر کے بعد ہی دی جانے والی تھی اس لیے دونوں بھائیوں نے قلعہ درگ کے دوبارہ محاصرہ کے لیے نواب کو آمادہ کیا۔

قلعہ درگ کی فتح

ان بھائیوں کے حسبِ درخواست نواب بہادر نے اپنے سرداروں اور فوجداروں کو قلعہ کی فتح کے لیے نامزد کر کے روانہ کر دیا۔ اب کے لشکر کو زیادہ دن زحمت اٹھانی نہیں پڑی ان دونوں بھائیوں نے جو قلعہ کے ہر راز سے واقف تھے۔ ایک ایسے پوشیدہ راستہ کی طرف لشکر کی راہ نمائی کی کہ اس کی طرف لشکر والوں کا گمان تک نہیں گیا تھا۔ اس راستہ سے لشکر نے پیش قدمی کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر محصورین کی جمعیت کو پراگندہ و منتشر کر دیا اور پہاڑیوں پر رسیوں اور کمندوں کے ذریعہ چڑھ گئے اور فتح کے نقارے طبل اور دف بجانے شروع کیے اور نیزوں اور تلواروں کی نوک پر قلعہ کے محافظوں کے سر اچھال دیے جب پالیکار درگ نے نقارے اور طبل بجنے کی آواز سنی اور اپنے سپاہیوں کے کٹے ہوئے سروں کو چٹانوں پر سے گیند کی طرح لڑھکتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے زوال کا پوری طرح یقین آگیا اور سب کچھ ہارے ہوئے جواریوں کی طرح اپنی جان کی آخری بازی بھی لگا دینے کے لیے چند سپاہیوں کے ساتھ مسلح ہو کر محل سے باہر نکل آیا۔ لیکن جب اس نے محل کے دروازہ پر اپنے نامی گرامی بہادروں اور لشکر کے سرداروں کو خاک و خون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غلطاں پایا تو بے حس و متحیر نقشِ دیوار بن کر جہاں کا تہاں کھڑا رہ گیا۔ اسی وقت بہادر محمد علی کمنداں اپنے دوسرے سرداروں کے ساتھ اس کے سر پہ آ پہنچے اور اس کو گرفتار کر کے نواب بہادر کے سامنے لا کھڑا کیا اس کی گرفتاری ۱۱۹۱ھ میں عمل میں آئی تھی۔

نواب بہادر نے اس کو مع اہل و عیال پٹن روانہ کر دیا اور اپنے ہر دلیر سپاہی کو انعامات اور خلعتوں سے نواز کر بلند عہدوں پر ترقی دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۲

کڑپہ کی فتح

۱۱۹۱ھ ۔ ۱۷۷۷ء

چیتل درگ کی مہم میں نواب بہادر حیدر علی خاں کو تین سال لگ گئے۔ جب قلعہ درگ اور اس کے مقبوضات نواب کے قبضہ میں آگئے تو انھوں نے اپنے متبنٰی لڑکے دولت خاں کو درگ کی قلعداری اور اس سے متعلقہ تعلقات کے نظم ونسق و بندوبست کی مختاری عطا کر کے وہاں متعین کر دیا۔

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے جس وقت سابقہ کارپرداز ریاست میسور نندراج ستی منگل میں بے لبس ولاچار بیٹھا ہوا تھا حیدر علی خاں نے جو اس وقت نائیک تھے نا تماروں کے علاقہ پر فوج کشی کر کے وہاں کے پالیکاروں کو زیر کیا تھا اور ان سے کافی رقم خراج ومحصول کے طور پر وصول کی تھی۔ اس مہم کے دوران میں ایک پالیکار کا نوعمر لڑکا جو نائمار قوم سے تھا گرفتار ہو کر خان بہادر کے سامنے آیا تھا اس وقت انھوں نے اس کی کم عمری کے پیش نظر اسے اپنا متبنٰی بنا لیا تھا چنانچہ وہ ان کے بیٹوں کی طرح نہایت ناز و نعمت میں پرورش پاتا رہا اس لڑکے کا اسلامی نام دولت خاں رکھا گیا تھا۔ یہ وہی لڑکا ہے جسے چیتل درگ کی قلعداری اور مختاری کا منصب عطا کیا گیا۔

چیتل درگ کے انتظام سے فارغ ہو کر نواب کے لشکر نے وہاں سے کوچ کیا اور زیر گھاٹ کو عبور کر کے ایہ منگل چند کے موضع کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔

مصنوعی جنازہ

اس مقام پر پہنچ کر نواب نے چاہا کہ اپنے فوجداروں، لشکر کے افسران، اراکین دولت، ماتحت پالیکاروں اور افغان امراء کی وفاداری اور کارکردگی کا امتحان لیا جائے تاکہ دوست اور دشمن کا فرق واضح ہو جائے۔ چنانچہ وہ کچھ دن کے لیے خلوت نشین ہو گئے اور پھر اپنے انتقال کی خبر مشہور کرادی اور رات کے وقت ایک تابوت عطر پھول اور خوشبوؤں سے بسا ہوا جنازہ کے طور پر مولود پڑھنے والوں کی جماعت کے ساتھ سرنگاپٹن کی طرف روانہ کیا۔ اس جنازہ کو دیکھنے کے بعد انتقال کی خبر کے صحیح ہونے میں کسی کو کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا تھا چنانچہ لشکر میں بلکہ دور دور تک جہاں تک یہ خبر پہنچی ایک کہرام مچ گیا۔ لوگ آہ و فغاں کرنے لگے ہر جگہ عورتوں اور مردوں نے آنسو بہا کر نذرِ عقیدت پیش کی۔ لشکر کے سردارانہ قلعدار یہ خبر سن کر اپنی اپنی جگہ مبہوت رہ گئے۔ اس ہوشربا سانحہ پر فوج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسروں کے دل پھٹ گئے لیکن پراگندگیٔ قلب کے باوجود عہدہ دارانِ لشکر، عمّالِ حکومت اور حکام کے درمیان کسی قسم کا انتشار نہیں پیدا ہوا اور ملک کے نظم ونسق میں کوئی خلل نہیں واقع ہوا۔ البتہ صاحبزادہ ٹیپو سلطان نے نیابت و رہبری کی حدود سے چند جرأت آمیز قدم آگے بڑھا دیے تھے۔

حاکمِ کڑپہ کی مسرت

جب اس دروغِ مصلحت آمیز کی اطلاع علیم خاں حاکم کڑپہ کو پہنچی تو اس نے نواب کی رحلت کو صحیح جان کر شکرانہ ادا کیا اور لوگوں میں شیرینی تقسیم کرائی اور اظہارِ مسرت کے لیے نوبت بجوائی اور نواب بہادر کے خبرنویس[۲] کو نہایت بے وقعتی کے ساتھ شہر بدر کر دیا۔ متعینہ جاسوسوں نے فوراً ہی اس حرکت کی اطلاع حضور میں ارسال کر دی۔ حاکم کڑپہ کے خلاف حیدر علی خاں کے غیظ وغضب کا پارہ چڑھ گیا اور انھوں نے اس کی سرکوبی کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اپنا جنازہ خود اٹھوا کر انھوں نے جو آزمائش کی تھی اس میں ان کے ملازم اور عہدہ دار چونکہ پورے اترے تھے اس لیے نہایت خوش دلی کے ساتھ وہ خلوت سے جلوت میں تشریف لائے اور دربار منعقد کر کے حسنِ کارکردگی اور وفاداری کے صلہ میں انعامات اور قیمتی خلعتیں ہر ایک کو عطا کیں اور افغانوں کے خلاف کارروائی کے لیے کوچ کا حکم دے دیا۔ وہاں سے لشکر ابھی روانہ ہوا ہی تھا کہ میر رضا علی خاں نے کڑپہ سے یہ اطلاع بھیجی کہ کڑپہ کے افغانوں نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اور وہ جنگ کے لیے فوجی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے آتشباری کے آلات نصب کرا دیے ہیں۔

حاکمِ کڑپہ کی پشیمانی

میر علی رضا خاں کی عرضی کے پہنچنے پر نواب بہادر کو اور بھی زیادہ طیش آیا اور لشکر کو کڑپہ کی طرف فوری یلغار کا حکم دے دیا گیا۔ جب کڑپہ کے حاکم کو نواب بہادر کی فوج کشی کی اطلاع ملی تو وہ نہایت خوفزدہ ہو گیا۔ اور اس نے مسمی محمد غیاث کو اپنا نمایندہ بنا کر معافی اور اظہارِ اطاعت کے لیے روانہ کیا۔ اس نمائندہ نے

---

[۱] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نمائشی جنازہ کی حقیقت سے ٹیپو بھی واقف نہیں تھا اور اس نے باپ کے انتقال کو صحیح جان کر ممکن ہے اپنی جانشینی کے لیے کچھ کارروائی کی ہو۔ مصنف اس بات کو نہایت محتاط طریقہ سے واضح کرنا چاہتا ہے اس لیے خط کشیدہ جملہ متن میں نہایت الجھا ہوا اور گول مول الفاظ میں ہے اس کے مفہوم کو بکنایہ ادا کر دیا گیا ہے۔

[۲] خبرنویس یا اخبار نویس کا اصل کام یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے علاقہ میں رونما ہونے والے تمام حالات کی اطلاعات روانہ کرتا رہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خبر رسانی کے علاوہ ان کو کچھ وسیع اختیارات بھی حاصل تھے۔ اور وہ ماتحت حکام کے علاقہ میں ایک طرح سے نائب ریزیڈنٹ کی حیثیت رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ حاکم کڑپہ کی جانب سے اطاعت ووفاداری کا وعدہ کیا اور مصالحت کی درخواست کی۔ نواب بہادر نے اس کو جواب دیا کہ تمہارا سردار لبظاہر تو ہماری دوستی وموافقت کے دعوے کرتا ہے لیکن اندر ہی اندر فتنہ وفساد اور سرکشی کے سامان بھی کرتا رہتا ہے۔ اس کا بغض تو اس سے ظاہر ہوگیا۔ کہ اسی نے ہمارے انتقال کی خبر سن کر شیرینی تقسیم کرائی اور ہمارے ایلچی والہ[1] کو انتہائی ذلت وتحقیر کے ساتھ نکال دیا حیرت ہے کہ اس بدبختی غرور وتکبر اور ان مفسدانہ حرکتوں کے باوجود وہ معافی کا بھی امیدوار ہے حالانکہ اس نے ہماری ان مہربانیوں کو یکسر فراموش کردیا جن کی وجہ سے اس کا اعزاز ومرتبہ اور عمل داری اب تک محفوظ وبحال رہی۔ اب تو تم اس سے جاکر کہہ دو کہ وہ جنگ کے لیے پوری طرح تیار رہے۔ بس ہم اس کے سر پر پہنچا ہی چاہتے ہیں۔

افغانوں سے جنگ

جب ایلچی اپنی سفارت میں ناکام ونامراد لوٹا تو حلیم خان افغان نے اپنے لشکر کو ترتیب دے کر اپنے بھتیجوں حسین میاں اور سعید میاں کی سرکردگی میں دہور کی طرف روانہ کیا۔ اس کے یہ بھتیجے کرما میاں ولد مجید خاں کے لڑکے تھے۔ ویلور میں میر رضا علی خاں ٹھیرا ہوا تھا۔ افغانوں نے اس کی جمعیت پر حملہ کردیا۔ یہ حملہ ایسا شدید تھا کہ میر صاحب کی جمعیت مغلوب ہوگئی۔ جیسے ہی نواب کو اس واقعہ کی اطلاع ملی وہ یلغار کرتے ہوئے پیادہ اور سوار فوج اور توپ خانہ لیے ہوئے آدھی رات کے قریب ویلور پہنچے اور اسی وقت افغانوں کے لشکر پر یکبارگی یلغار کردی۔ بہادر لشکریوں نے تیر وتفنگ، بان اندازی اور گولہ باری کے ذریعہ دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کے شیرازہ کو منتشر کرکے رکھ دیا اور بہت سے شرپسند افغان اس معرکہ میں ہلاک ہوگئے۔ اس عام تباہی کے باوجود ان دو نو عمر اور ناتجربہ کار افغان سرداروں نے ہمت نہیں ہاری اور انھوں نے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر نوبت نقارے بجاتے ہوئے اپنے منتشر آدمیوں کو جمع کیا۔ اور باقاعدگی کے ساتھ کڑپہ کی طرف لپسپا ہونے لگے۔ نواب نے سوار فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ چار کوس راستہ طے کرکے جب وہ موضع بالسن پلی میں پہنچے تو رات گزر چکی تھی اور صبح کی سپیدی میں مفرور افغانوں کا لشکر بالکل ہی سامنے نظر آرہا تھا نواب بہادر کے حسب الحکم سوار فوج نے فوراً ہی ان کے گرد حلقہ باندھ لیا اور پو پھٹنے سے لے کر دوپہر تک اس جگہ سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی۔

---

[1] ایلچی والہ یہ مذکور خبر نویس کی طرف اشارہ ہے۔ ایلچی والہ اس عہدہ دار کو کہا جاتا تھا جو ریزیڈنٹ کی حیثیت رکھتا تھا اور نیابت ونمائندگی کی ذمہ داریوں کو انجام دیتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانوں کی بہادری

اس معرکہ میں بلاشبہ افغانوں نے ایسی بہادری دکھائی کہ یقیناً وہ زمانہ کے صفحات پر یادگار رہے گی۔ دونوں نوجوان سردار بلاخوف وخطر اپنے ہاتھی پر سوار میدان میں جمے رہے اور انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لگاتار اتنے تیر چلائے کہ نواب کے دو ہزار تجربہ کار لشکری اس معرکہ میں کام آگئے اور کافی دیر تک ان کا لشکر جم کر مقابلہ کرتا رہا۔ اس شجاعت و پامردی کے باوجود افغانوں کو آخرکار شکست اٹھانی پڑی اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیے لیکن ان کے دونوں سردار اور ان کی فوج کا ایک بڑا حصہ بالسن پلی کی گڑھی میں داخل ہو گیا اور اس کی پناہ میں وہ وہاں ٹھیر گئے۔ نواب کے لشکر نے گڑھی کا محاصرہ کر لیا۔ توپ خانہ کی گولہ باری سے بہت جلد گڑھی کی فصیل زمین کے برابر ہو گئی۔ حصار کے انہدام کے بعد جب افغان سرداروں نے کوئی راہ مفر نہ پائی تو اپنے بخشی سیدی ہلال اور تین سو افغانوں کے ہمراہ لڑتے ہوئے گرفتار ہو گئے۔ ان کا سارا سامانِ جنگ ہاتھی گھوڑے، ترکش کمان، نیزے بھالے، تلواریں اور خیمے فاتح لشکر کے قبضہ میں آگئے۔

کڑپہ کی فتح

مالِ غنیمت اور اسیرانِ جنگ کو لیے ہوئے اب لشکر کڑپہ کی طرف بڑھا کڑپہ ایک ہی حملہ میں فتح ہو گیا اور شہر میں نواب بہادر کا خیمہ خاص نصب کر دیا گیا۔ ایک دوسرا خیمہ نصب کرا کے اسیر افغان سرداران کو ٹھیرایا گیا۔ اور حاکم کڑپہ کے بھتیجوں کو انہی کی حویلی میں قید کر دیا گیا۔ دوسرے دن حکم نافذ ہوا کہ افغانوں سے ہتھیار چھین لیے جائیں تاکہ ان کی جہالت کی وجہ سے کوئی اور قضیہ نہ اٹھ کھڑا ہو اور لشکر کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے چنانچہ اکثر افغانوں کے ہتھیار رکھوا لیے گئے۔ لیکن جب یسا دل[1] دستہ کا سردار ابو محمد مِردہ[2] جو لشکر حیدری کا قدیم اور معتبر ملازم تھا ان بہادر جوانوں کے پاس گیا اور ان سے بڑی حکمت و مصلحت کے ساتھ درخواست کی کہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی شمشیر بازی کو بہت پسند فرمایا ہے وہ آپ کے ہتھیار دیکھنے کے خواہشمند ہیں تاکہ ان سے بہتر اور زیادہ تیز ہتھیار اپنے اسلحہ خانہ سے آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور آپ میں ہر ایک کو عمدہ خدمات پر مامور فرمائیں۔ اس کو ان دلیر جوانوں نے جواب دیا کہ جب تک ہماری سانس میں سانس باقی ہے ہماری تلواریں تم کو نہیں مل سکتیں ان شوخ افغانوں کا جواب جب بارگاہِ عالی میں پہنچایا گیا تو چند بندوقچی اس کام کے لیے مقرر کیے گئے کہ وہ سنگینوں

---

[1] یسا دل۔ وہ دستہ جو لشکر میں جرائم کی روک تھام کے لیے اور اسیروں کی نگرانی پر مقرر ہوتا ہے۔ دوسرے معنی میں اسے فوجی پولیس کہنا چاہیے

[2] مِردہ۔ میر دہ کا مخفف ہے۔ دس آدمیوں کا سردار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

اور بندوقوں سے سزا دے کر ان سے ہتھیار چھین لائیں۔

قاتلانہ حملہ

بندوقچی جب ان کے پاس پہنچے اور افغانوں نے دیکھا کہ اب معاملہ گفتگو سے سنگینوں کی نوک تک پہنچ گیا ہے تو ان اسیر خانزادوں میں سے چار بھائی جبار خاں، رحمان خاں، ستار خاں اور نادر خاں جو عبدالرزاق خاں دولت زئی کے لڑکے تھے اور اس گروہ کے سردار تھے۔ اپنی جانوں پر کھیل کر اچانک باہر نکلے اور پانچ چھ بندوقچیوں کو قتل کر کے خیمۂ خاص کی طرف دوڑے۔ دروازے پر نیزہ داروں اور محافظوں نے ان میں سے تین کو تو قتل کر دیا۔ لیکن ایک شخص خیمۂ خاص میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ نواب بہادر شور و ہنگامہ سنتے ہی اپنے خیمہ سے سراپردہ کو چاک کر کے اس وقت دیوان عام میں چلے گئے تھے۔ جب اس دلیر افغان نے خیمہ کو خالی پایا تو اپنے آپ پر لاحول پڑھتے ہوئے نواب بہادر کے تکیہ پر ہی تلوار ٹیکنے لگا۔ اسی وقت ایک جلاد نے پیچھے سے آ کر اس کا سر قلم کر دیا۔ نواب بہادر کو اس شعر کے مطابق ؎

چو از قومی یکی بیدانشی کرد ۔۔۔ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

(جب کسی قوم میں کوئی ایک نادانی کرتا ہے تو پھر نہ ان کے چھوٹوں کی عزت رہتی ہے نہ بڑوں کی)

تمام افغانوں کی طرف سے سخت نفرت اور بدظنی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ان کے حسب الحکم جلادوں نے اسیر افغان سرداروں اور امراء کے ہاتھ پیر کاٹ کر ہر ایک کو خونچکاں حالت میں شہر کے کوچہ و بازار میں لٹکا دیا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اس وقت بہت سے افغان ایسے تھے۔ جو اپنے آپ کو شیخ اور سید ظاہر کر کے جان کی امان پا گئے۔

قلعہ سدھوٹ پر فوج کشی

دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد نواب بہادر نے شہر کڑپہ محافظ فوج کے حوالے کر دیا اور چھاپہ مار دستوں کو قلعہ سدھوٹ کی طرف جہاں عبدالحلیم خاں حاکم کڑپہ پناہ گزین تھا روانہ کیا۔ یہ سوار فوج راتوں رات تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کے اطراف میں پھیل گئی۔ صبح جب حاکم مذکور نے جوق در جوق مسلح سپاہیوں کو قلعہ کے اطراف آگ لگانے اور لوٹ مار کرتے ہوئے دیکھا تو کسی کو بھیج کر خبر طلب کی معلوم ہوا کہ نواب بہادر نے اس کے لشکر کو تباہ برباد کر دیا ہے اور شہر کڑپہ پر ایک ہی حملہ میں ان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ افغان سرداروں اور خانزادوں کو ان کی احمقانہ حرکت کی وجہ سے ہاتھ پیر کٹوا کر شہر میں لٹکا دیا گیا اور اب وہ اسی طرف کا رخ کرنے والے ہیں۔ یہ ان کے چھاپہ مار دستے ہیں جو پیش قدمی کے طور پر یہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہ حال سن کر وہ سخت سراساں ہوا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض عاقبت نااندیش خوانین کے مشورہ سے منادی کرادی کہ تمام لشکری اور رعایا اپنی اپنی عورتوں کو مال واسباب کے ساتھ راتوں رات چینئل درگ کے کوہستان کی طرف روانہ کر دیں - یہ ایک انتہائی احمقانہ تجویز تھی کیونکہ جیسے ہی چھاپہ مار فوج کو معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کی ٹولیاں کافی مال واسباب زروجواہرات لے کر قلعہ سے کوہستان کی طرف جارہے ہیں تو انھوں نے اس قافلہ پر اچانک حملہ کر کے افغانوں کے مال وناموس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اوران سب کے ساتھ بڑی مردم آزاری سے کام لیا جس نے بھی مقابلہ کی جرأت کی اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

صلح کی کوشش

دوسرے دن نواب بہادر بھی اپنے لاؤلشکر اور توپ خانہ کو لیے ہوئے سدھوٹ پہنچ گئے اور قلعہ کو اطراف سے گھیر کر وہاں پڑاؤ ڈال دیا - خان مذکور میں چونکہ مقابلہ کی طاقت نہیں تھی اس لیے اس نے دوبارہ محمد غیاث کو حضور میں روانہ کیا اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کر کے اپنے کیے پر ندامت وپشیمانی ظاہر کی اور قصوروں کی معافی چاہی - نواب بہادر کو اس کی بیچارگی پر ترس آگیا اور اس سے جرمانہ میں دس لاکھ روپیہ اور قلعہ گنجی کوٹہ کا مطالبہ کیا - اس کے خزانہ میں ایک لاکھ روپیہ بھی نہیں تھا اس لیے وہ اس مطالبہ پر خاموش رہ گیا اور اس کی خاموشی اتنی طویل ہوگئی کہ نواب بہادر نے غصہ میں آکر میر علی رضا خاں کو گنجی کوٹہ کی تسخیر کے لیے روانہ کر دیا وہ اپنی بہادر فوج کو لے کر وہاں طوفان کی طرح پہنچا اور کوہ گنجی کا محاصرہ کر کے ایک ہفتہ کے اندر اس پر قبضہ کر لیا اور نواب بہادر کے پاس قلعہ کی فتح کی مبارک باد لکھ بھیجی - نواب بہادر نے ایک تجربہ کار عامل اور ایک بہادر قلعہ دار کو وہاں کے نظم ونسق کے لیے روانہ کر کے میر موصوف کو واپس بلا لیا۔

جب گنجی کوٹہ کی فتح کی خبر حلیم خاں کو پہنچی تو وہ پہلے سے زیادہ حواس باختہ ہو گیا اور اپنے دیوان عبدالرسول خاں کو محمد غیاث کے ساتھ حضور میں روانہ کیا ان لوگوں نے نہایت ہی موثر اور مناسب الفاظ میں عرض کیا کہ عبدالحلیم شرم کے مارے زمین میں گڑا جارہا ہے - چنانچہ اس نے اپنے اہل وعیال کو ایک حجرہ میں جمع کر کے اس کے اطراف بارود پھیلادی ہے اور فتیلہ ہاتھ میں لیے آپ کے حکم کا منتظر بیٹھا ہے اگر آپ اس کی جان بخشی فرمائیں تو چونکہ وہ تجربہ کار اور کام کا آدمی ہے تمام معاملات میں وہ جناب والا کی معاونت کرے گا ۔

کرم بر حال کس کردن بزرگی است مراد کس بر آوردن بزرگی است !!

(کسی کے حال پر کرم کرنا ہی بڑائی ہے کسی کی مراد پوری کرنے ہی میں عظمت ہے)

نواب بہادر نے ان کی الحاح وزاری پر توجہ فرما کر زبان مبارک سے فرمایا کہ اس وقت تو ہمارے پیش نظر صرف یہ بات ہے کہ ہمارے بندوقچیوں کے دو دستے فتح کے دو جھنڈے ایک دو گھڑی کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے قلعہ پر لہرا دیں تاکہ رسماً قلعہ کی فتح کی تکمیل ہو جائے اگر یہ منظور ہو تو تمھارے چھوٹے بڑے سارے جرم یک قلم معاف کر دیے جائیں گے۔ اس معمولی سی شرط کو سن کر خان کے نمایندے نہایت خوش خوش اپنے حاکم کے پاس گئے اور نواب کا ارشاد بیان کرکے اس کو تعمیل حکم کا مشورہ دیا۔ وہ وہاں نعل در آتش بیٹھا ہوا تھا اس خوشخبری کو سن کر اس کی جان میں جان آ گئی اور اس نے اپنی پیادہ اور سوار فوج کو جو قلعہ کی حفاظت اور جنگ کے لیے آمادہ تھی اور لڑائی کے لیے صرف اجازت کی منتظر تھی قلعہ سے باہر چلے جانے کا حکم دے دیا۔ اور بعض خوانین کو جو اسے اس تجویز پر عمل کرنے سے روک رہے تھے ترش روئی کے ساتھ برطرف کر دیا اور خود فاتح لشکر کے داخلہ کے انتظار میں بیٹھا رہا۔

قلعہ پر قبضہ

بظاہر صلح کی یہ معمولی شرط حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ کہاں دس لاکھ روپیہ اور کہاں صرف گھڑی دو گھڑی کے لیے یہ پرچم کشائی لیکن درحقیقت اس بے ضرر سادہ سی رسم کے پیچھے حیدر علی خاں کے ذہن رسا نے ایک اور چال سوچ رکھی تھی۔ چنانچہ جب ان کی فوج کے چار ہزار نشانہ باز جوان سرخ و زرد وردیاں پہنے ہوئے فتح کے دو جھنڈے لیے قلعہ میں داخل ہوئے تو ان کے کمانداروں نے نصف جمعیت کو تو قلعہ کے دروازہ پر دروازہ اور فصیل کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود تیر کی طرح حلیم خاں کے دیوان خانہ کی طرف گیا اور آناً فاناً اس کو گرفتار کرکے پالکی میں بٹھا دیا اور اس کی حرم سرا کی عورتوں اور لواحقین کے ساتھ اسی وقت لشکر میں پہنچا دیا اور قلعہ پر پوری طرح قبضہ کر لیا۔

قلعہ کی فتح اور حلیم خاں کی اسیری کے بعد نواب بہادر کڑپہ کے شہر اور قصبوں کو میر علی رضا خاں کو تفویض کرکے دارالسلطنت پٹن لوٹ آئے اور عبدالحلیم خاں کو شہر گنج عام (گنجام) میں قید کر دیا اور اس کے اخراجات کے لیے ایک معقول رقم مقرر کر دی۔ اس واقعہ سے پہلے حلیم خاں کا داماد سید محمد اپنی اہلیہ کے ساتھ راتوں رات بھاگ کر پاکٹور پہنچ گیا تھا اور اس کا دوسرا داماد بہلول خاں البتہ اپنے خسر کے ساتھ ہی تھا۔ یہ دونوں کچھ عرصہ بعد ایک کے بعد ایک انتقال کر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳

سلطنتِ خداداد کا عروج و استحکام

۱۱۹۲ھ - ۱۷۷۸ء

۱۱۹۲ھ تک کڑپہ کے فتح ہونے کے بعد ارکاٹ، حیدر آباد اور پونا کی عملداری کو چھوڑ کر جنوبی ہند کا ایک بڑا حصہ سلطنتِ خداداد کی حدود میں شامل ہو گیا تھا۔ نواب بہادر حیدر علی خاں نے ایک سپاہی کے درجہ سے یہاں تک ترقی کی کہ اب وہ ایک بہت بڑی سلطنت کے بلا شرکت غیرے حالی و مالک تھے۔ یہ ساری ترقی و عروج صرف ان کے زورِ بازو، استقامت اور دور اندیشی کا نتیجہ تھا۔ حدودِ سلطنت میں جتنے پالیگار، قلعدار اور زمیندار تھے جو ہمیشہ مرکزی اقتدار سے باغی اور منحرف ہو جاتے تھے اور مختلف حوصلہ آزماؤں کے ساتھ مل کر ساز باز میں لگے رہتے تھے کلی طور پر مغلوب اور فرمانبردار بن چکے تھے کوئی ایسی طاقت اور گروہ باقی نہیں رہا تھا جو سلطنتِ خداداد کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے کی ہمت کرتا۔ حیدر علی خاں نے ان بڑے بڑے سرکشوں اور نخوت پرستوں کو گھٹنوں کے بل گرا دیا تھا۔ جن کو سابقہ سلاطین و حکام باوجود اپنے کثیر سامان اور وسیع وسائل و ذرائع کے زیر نہ کر سکے تھے۔ لشکرِ حیدری نے تھوڑے ہی دنوں میں ان میں سے کسی کو سلامت نہیں چھوڑا تھا اور ان کے اثر و اقتدار کو اس طرح بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا تھا کہ کسی شہر اور علاقہ میں کوئی مفسد اور فتنہ انگیز باقی نہیں رہا تھا۔ ان مفسدوں میں سے سب سے بڑے دشمن مرار راؤ چینل درگ کا نائیک اور کڑپہ کا افغان حاکم عبدالحلیم خاں تھا۔ لیکن نواب بہادر حیدر علی خاں کی شمشیرِ خارا شگاف کے سامنے ان متمردوں کا جو بھی حشر ہوا وہ اس سے پہلے تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ اب لے دے کر صرف ساؤنور کا عبدالحکیم خاں رہ گیا تھا۔ اس میں شک نہیں ساؤنور کے افغان بھی سابقہ مہمات کی وجہ سے بڑی حد تک مغلوب اور ماتحت بن چکے تھے لیکن ان کے دل کینہ اور دشمنی کے جذبات سے خالی نہیں تھے چنانچہ حاکم مذکور کو جب بھی موقع ملتا حدودِ اطاعت سے تجاوز کر کے مخالفت و مخاصمت پر اتر آتا تھا۔ بس یہی ایک رخنہ رہ گیا تھا جسے پوری طرح بند نہیں کیا جا سکا تھا۔ نواب بہادر نے بر بنائے دور اندیشی یہ مناسب سمجھا کہ اسے بجائے جبر و قوت کے احسان و کرم سے اپنا لیا جائے اس کی بہتر صورت یہی ہو سکتی تھی کہ اس میں اور خانوادہ حیدری میں قریبی تعلق اور مضبوط رشتہ قائم ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم ساؤنور سے رشتہ داری

ارکاٹ میں مہدی بیگ دو سو سواروں کے جمعدار تھے ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے حسینی بیگ اور مراد بیگ ارکاٹ سے منتقل ہو کر اپنی بہن کے ہمراہ پٹن پہنچے اور نواب بہادر کے لشکر میں ملازم ہو گئے تھے۔ نواب بہادر نے ان کی بہن سے شادی کر لی تھی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا کریم صاحب جو ٹیپو سلطان سے چھوٹا تھا اور ایک لڑکی تولد ہوئی۔ اس لڑکی کی ولادت کے بعد ہی نواب کی اس اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان دونوں بہن بھائی کو نواب کی منظور نظر زہرہ نامی رقاصہ نے پرورش کیا تھا۔ نواب بہادر کریم صاحب کو بہت چاہتے تھے۔ اس سال جب کہ وہ کامل اطمینان خاطر کے ساتھ پٹن میں مقیم تھے انھوں نے کریم صاحب کی شادی سے فارغ ہو جانا مناسب جانا۔ کریم صاحب کے رشتہ کے لیے ان کی نظر انتخاب حاکم ساؤنور کے گھرانہ پر پڑی چنانچہ انھوں نے اپنے نمایندوں کو خراج و پیشکش کے معافی نامہ کے ساتھ اس رشتہ کے لیے تہنیت نامے دے کر حاکم ساؤنور کے پاس روانہ کیا اور احتیاط و تنبیہ کے طور پر سامانِ جنگ سے لیس ایک لشکر بھی ان کے پیچھے فوجی گشت کے عنوان سے روانہ کر دیا۔

ان نمائندوں نے حاکم مذکور کی خدمت میں پہنچ کر وہ خطوط اور معافی نامہ پیش کیا اور اس سے کہا کہ اس دنیا کی چند روزہ حکمرانی کی خاطر یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ فریقین میں مخالفت و مخاصمت کا سلسلہ جاری رہے اب اس صورتِ حال کا ختم ہو جانا ہی بہتر ہے اگر دونوں خانوادوں کے مابین قرابت داری اور رشتہ داری قائم ہو جائے تو مخالفت اور بیگانگی کی جگہ محبت اور رفاقت لے لے گی۔ اس طرح ہر دو فریق ایک دوسرے کے ساتھ مل کر دشمنوں اور بدخواہوں کے سدباب کے لیے مؤثر کارروائی کر سکیں گے تاکہ تمام اہلِ اسلام بلکہ ملک کی ساری رعیت کامل امن و امان سے بہرہ مند ہو سکے اور ملک کے خاص و عام نہایت آرام و چین سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ ان نمایندوں کی باتوں نے عبدالحکیم خاں کے دل پر خاص اثر کیا اور اس کے دل سے دشمنی اور کینہ کا غبار بالکل ہی دھل گیا اور اس نے کھلے دل سے نواب بہادر کے پیام کو قبول کر لیا اور اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ مصالحت اور دوستی کے لیے یہ طے پایا کہ وہ اپنی لڑکی کریم صاحب کے عقد میں دے اور کریم صاحب کی بہن سے اس کے لڑکے کی شادی ہو جائے

حاکم ساؤنور نے بھی جواب میں تہنیت نامے لکھوا کر اپنے نمایندوں کے ذریعہ خلعتوں اور تحائف کے ساتھ ارسال کیے اور شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب مقررہ تاریخ قریب آئی تو نواب بہادر نے خان مذکور کو مع زنانہ اور لواحقین کے پٹن میں مدعو کیا اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ جشنِ طرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منعقد کر کے کریم صاحب کا عقد حاکم ساڈ نور کی لڑکی سے پڑھوایا اور اس کی بہن کو عبدالخیر خاں عرف خیرا میاں ولد حکیم خاں کے نکاح میں دے دیا۔ مراسم شادی کی تکمیل کے بعد عبدالحکیم خاں نے اپنے لڑکے کو بہو کے ساتھ پٹن ہی میں رہنے کی اجازت دے دی اور اسے نواب بہادر کے لشکر میں ملازم کرا دیا اور خود مع متعلقین ساڈ نور کو لوٹ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۴

کرناٹک پائیں گھاٹ کی دوسری مہم!

۱۱۹۴ھ - ۱۷۸۰ء

ایک مختصر سی مدت میں نواب بہادر حیدر علی خاں کی سرکردگی میں سلطنتِ خداداد نے جو قابلِ رشک ترقی کی تھی وہ دشمنوں اور حاسدوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی۔ خاص طور سے ناظم دکن نظام علی خاں اور مرہٹے تو انگاروں پر لوٹ رہے تھے۔ لیکن اب ان میں یہ ہمت نہیں تھی کہ وہ علانیہ حیدر علی خاں کے خلاف کوئی کارروائی کرتے کیونکہ اس وقت سلطنتِ خداداد اپنے اندرونی نظم و نسق اور فوجی طاقت کے لحاظ سے ہر طرح منظم اور مستحکم تھی۔ ممالک محروسہ میں جتنے شہر و بہات اور قلعے تھے وہ نہایت امن و امان کی حالت میں رونق و ترقی پا رہے تھے۔ رعایا تجارت، صنعت و حرفت، زراعت میں پوری خوش دلی کے ساتھ مصروف تھی اور نواب بہادر کی فیاضی اور غربا نوازی کی وجہ سے عوام کے دل محبت اور وفاداری کے جذبات سے لبریز تھے۔ ایک بہت بڑی مضبوط اور منظم فوج باقاعدہ سامانِ جنگ سے لیس سلطنتِ خداداد کی سرحدوں اور قلعوں کی حفاظت پر مامور تھی۔ زیر فرمان علاقے میں جتنے باغی اور سرکش تھے ان کی پوری طرح سرکوبی ہو چکی تھی بلکہ کچھ نئے علاقے حدودِ سلطنت میں شامل ہو چکے تھے اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بہت ہی جلد بغیر کسی جنگ و جدال کے تلنگانہ اور مرہٹہ ریاستیں بھی سلطنتِ خداداد سے ملحق ہو جائیں گی۔

انگریزوں کے خلاف مراسلت

ریاست حیدرآباد اور مرہٹوں کے قلمرو کے پہلو میں اس نئی سلطنت کا عروج اور اس کی روز افزوں ترقی ناظم دکن اور مرہٹہ پیشوا کے لیے قدرتی طور پر تشویش و پریشانی کا باعث تھی۔ اپنے پہلو میں وہ اس خنجر کی آبدار نوک کو بڑھتا ہوا دیکھ کر بھلا کس طرح خاموش رہ سکتے تھے چنانچہ وہ اس نئی ابھرتی ہوئی طاقت کو ابتدائی مرحلہ ہی میں نیست و نابود کر دینے کے لیے آمادہ ہو گئے اور دونوں نے مل کر مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ اس معاملہ کو بجائے نوکِ شمشیر کے سوزنِ تدبیر سے سلجھایا جائے۔ چنانچہ ہر دو نے سلطنتِ خداداد کے استحکام پر اظہارِ مسرت کے لیے اپنے اپنے قاصدوں کو تحفے اور قیمتی خلعتیں دے کر نواب بہادر کے پاس روانہ کیا اور دونوں کی طرف سے ایک ہی کام کا پیام پہنچایا گیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خونخوار انگریز ہمارے ملک پر مسلط ہوتے جا رہے ہیں۔ انھوں نے بنگالہ پر پوری طرح اپنا قبضہ جما لیا ہے اور دکن میں کرناٹک پائیں گھاٹ کے علاقہ کو اپنی جاگیر بنا لیا ہے۔ محمد علی خاں کی حیثیت تو بس ان انگریزوں کے ایک متاجر کی ہے کہ وہ اس کی آڑ میں اپنی حکمرانی کے لیے زمین ہموار کرتے جا رہے ہیں۔ انھوں نے کچھ عرصہ قبل ہی فاتل راگھو کو تلنگانہ اور مرہٹہ حکومتوں کو تاخت و تاراج کر دینے کے لیے ابھارا تھا اور اس کی پشت پناہی کی تھی چنانچہ راگھو نے ان علاقوں کی اکثر رعایا کو لوٹ مار کرکے پریشان کر دیا اور ہمارے خاندانی حقوق کو یکسر فراموش کر بیٹھا لیکن خدا کے فضل سے اس نابکار نے اپنے کیے کی سزا پائی اور وہ فتنہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن اب اس بات کا اندیشہ ہے کہ انگریزوں کے قدم اگر جم گئے تو اس ملک میں نت نئے فتنے پیدا ہوتے رہیں گے۔ اب جبکہ ہمارے اور آپ کے درمیان اتفاق و محبت کے رشتے استوار ہو چکے ہیں ہم سب پر لازم بلکہ فرض ہے کہ اس نووارد قوم کو یہاں سے نکال کر کسی کی مداخلت کے بغیر فرائض حکمرانی سر انجام دیتے رہیں اور جب کبھی بھی کسی پر کوئی آڑا وقت آئے تو ایک دوسرے کی اعانت سے اس کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق ہم دونوں (ناظم دکن اور پیشوا مرہٹہ) انگریزوں کے فتنہ و فساد کی جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے کمربستہ ہو گئے ہیں اس معاملہ میں آپ کی معاونت اور مشورے بھی نہایت ضروری ہیں آپ اپنی مرضی اور رائے سے مطلع فرمائیں اور یقین رکھیں کہ اگر ہم تینوں حکمران ایک دل ایک زبان ہو جائیں تو نہ صرف پائین گھاٹ بلکہ تمام دکن و ہندوستان سے اس خونخوار قوم کو دھکے مار کر نکال دیا جا سکتا ہے ؎

بعالم چو گردند یک دل دو شاہ — نماند دگر فتنہ را ہیچ راہ

ہماں بہ کہ صلح روا آوریم — طریق مروت بجا آوریم

(اگر دنیا میں دو بادشاہ متفق ہو جائیں تو پھر فتنہ کی سب راہیں بند ہو جاتی ہیں اس لیے یہی مناسب ہے کہ ہم مصالحت اختیار کرکے محبت و مروت کے طریقہ پر کاربند ہو جائیں)

آپ اس معاملہ میں زیادہ تساہل و تامل سے کام نہ لیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ ابھر آئے اور پھر اس کا سدباب ہمارے جاں نثاروں کے لیے مشکل ہو جائے۔"

حیدر علی خاں کا جواب

نواب بہادر ذہانت اور معاملہ فہمی میں اپنے ہمعصر حکمرانوں سے کچھ کم نہیں تھے وہ ان کی خوش کن باتوں میں نہیں آئے اور جواب میں تحریر فرمایا:-

"تمہاری یہ دوستی اور مصالحت کی باتیں صرف زبانی جمع خرچ ہیں صدق دل کا نتیجہ نہیں۔ خدا اس شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پناہ میں رکھے جو ان ابلہ فریب باتوں پر تکیہ کر کے ملک گیری کی ہوس میں پڑ جاتے اور انجام پر نظر نہ رکھے۔ وجہ ظاہر ہے کہ تمھارے ملک کے نظم ونسق کا دارومدار جن اشخاص پر ہے وہ نہایت آرام طلب، زر پرست اور ناتجربہ کار ہیں، ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ جب بھی کوئی وقت آکر پڑا انھوں نے نہایت شرمناک رویہ اختیار کیا اور سخت غلطیاں ان سے سرزد ہوئیں۔ آیندہ بھی ان کی طرف سے یہی کچھ ہوگا اس صورت میں یہ عہدوپیمان کسی کام نہیں آئے گا۔ لیکن یہ بدگمانی نہ ہو کہ ہم انگریزوں کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتے، ہم نے تو اپنے طور پر اس مہم کو سرانجام دینے کا عزم کر لیا ہے سہ

بستہ ام من کمر جہد ازیں کار چست　　　دارم اسباب عدد مال مہیا یکسر

(میں نے اس معاملہ کے لیے کمر ہمت باندھ لی ہے اور دشمن کو پامال کرنے کے سارے سامان مہیا کر لیے ہیں)

لیکن ہماری عقل کسی صورت بھی اس پر آمادہ نہیں ہے اور نہ دل اس کی تصدیق کر رہا ہے کہ ہم تمھارے آرام طلب امیروں اور خودسر لشکریوں کے بھروسہ پر دشمنوں سے جنگ وجدال کی طرح ڈال دیں۔ وہ قوم (انگریز) جن سے اب تم نفرت کرنے لگے ہو اور اس کے استیصال کا عزم کر رہے ہو اپنے اندر کامل اتفاق واتحاد رکھتی ہے اور ایک دل اور ایک زبان ہے یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت وہ کامیاب ہوتے جا رہے ہیں اور برابر ترقی کر رہے ہیں۔ اگر تم اپنے وعدوں میں سچے ہو تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے اور سامان جنگ تیار کر کے ان کی حدود کی طرف کوچ کرو اس وقت ہم کو بھی تم میدان جنگ میں مستعد وتیار پاؤ گے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر براہِ کرم دوبارہ قاصد ول کو بھیج کر ہم کو زحمت نہ دو۔"

جب ایلچی یہ مفصل اور واضح جواب لے کر گئے تو ان دونوں نے دوبارہ سخت قسمیں کھا کر عہدوپیمان کا اعادہ کیا اور استحکام مملکت کی تدابیر تحریر کر کے لشکر کشی کے لیے اپنے عزم مصمم کا اظہار کیا۔ آخرکار یہ طے پایا کہ مرہٹے تو اپنے سرداروں اور لشکر کو لے کر بمبئی پر حملہ آور ہوں اور ناظم حیدرآباد کا لشکر مچھلی پٹن اور راجبندری کے بندوبست کے لیے کوچ کرے اور نواب بہادر ارکاٹ کے علاقہ پر فوج کشی کریں۔ چنانچہ ان دونوں نے حسب قرارداد اپنے اپنے شہروں سے باہر نکل کر خیمے نصب کرا دیے اور امراء وسرداران فوج کو حاضری کا حکم دے دیا۔ نواب بہادر کو اگرچہ اس بات کا پورا یقین تھا۔ کہ مرہٹے اور مغل مخلص اور صادق القول نہیں ہیں وہ اپنی بات سے ضرور پھر جائیں گے لیکن وہ اس عہدوپیمان کو جس کی شرائط بڑے ردوکد سے مستحکم کی گئی تھیں نباہنا چاہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگوں کے قول کے مطابق خود بندرگاہ چنیاپٹن (مدراس) کے انگریز گورنر نے نواب بہادر کو ارکاٹ پر فوج کشی کی تحریک کی تھی۔ کیونکہ وہ رئیس ارکاٹ محمد علی خان کی چند خلاف مرضی کارروائیوں کی وجہ سے اندر ہی اندر اس کا مخالف ہو گیا تھا غرض یہ کہ نواب نے ناظم دکن اور پیشوا کے پاس تحفے، ہدیے، زر و جواہر اور شاہانہ خلعتیں روانہ کیں اور کرناٹک پائیں گھاٹ پر لشکر کشی کا مصمم ارادہ کر لیا۔

ترچناپلی کا مطالبہ

نواب بہادر نے محمد علی خاں اور گورنر مدراس کو قلعہ شہر نگر یعنی ترچناپلی واگزاشت کر دینے کے لیے ایک خط لکھا اور اس قرار نامہ کا حوالہ دیا جو محمد علی نے میسور کے راجہ کو ترچناپلی کی حوالگی کے متعلق لکھ کر دیا تھا جس کا ذکر اس سے پہلے ہم کر چکے ہیں۔ ان کی طرف سے جب معقول جواب وصول نہیں ہوا تو انھوں نے اپنے امراء اور سرداروں کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اس موقع پر جب نواب بہادر نے اپنے لشکر کی حاضری لی تو لشکر میں بارہ ہزار خاص پائیگاہ کے سوار، دس ہزار چھاپہ مار قزاق، پندرہ ہزار سلحدار، چوبیس ہزار نشانہ باز ساٹھ ہزار پیادہ فوج اور بستر توپیں تھیں ان کے علاوہ پالیگاروں کی فراہم کردہ جمعیت علیحدہ تھی۔ اس پورے لاؤ لشکر کے ساتھ نواب بہادر نے سرنگ پٹن سے کوچ کیا اور نصف ماہ رجب سن مذکور کو چنگم گھاٹ کو عبور کر کے کلسپاک کے قریب لشکرگاہ قائم کر دی۔ (جولائی ۱۷۸۰ء)

قلعۂ ارکاٹ کا محاصرہ

نواب بہادر نے اسی منزل سے اپنے چھوٹے لڑکے کریم صاحب کو تو محمود بندر کی طرف روانہ کیا اور خود آگے بڑھ کر ترنامل کے کوہستان پر قبضہ کر لیا اور چیت پٹ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کا قلعدار گرو بخش نامی ایک سکھ تھا دو تین دن تک اس نے خوب مقابلہ کیا۔ لیکن قلعہ کے دروازہ پر مارا گیا اور قلعہ لشکر حیدری کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے بعد دھوبی گھاٹ کے قلعہ میں بھی تھانہ قائم ہو گیا۔ یہاں سے نواب بہادر نے ٹیپو سلطان کو ایک فوج دے کر آرنی اور نمری کی تسخیر کے لیے متعین کیا اور خود ارکاٹ کی طرف روانہ ہو گئے اور نمک پیٹھ و غالب پورہ میں لشکرگاہ قائم کر کے ارکاٹ اور عالم پناہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور فوج کو مورچہ بندی کا حکم دے دیا۔ قلعہ کے سرداروں یعنی اچنا پنڈت برہمن عرف راجی (جس کا خطاب راجہ بیربر بہادر تھا اور عالم پناہ اسی نے تعمیر کرایا تھا) اور نجیب خاں سالار جنگ بہادر نے پانچ ہزار نشانہ بازوں، دو ہزار سواروں اور چار سو اشراف (جن کے پاس گھوڑے نہیں تھے) کو لے کر حملہ آور فوج کی تیاری کی اور دارالامارت میں اسباب جنگ اور دوسرے ضروری سامان کے ذخیرے کر لیے۔ اس فوج کے علاوہ شہر کے دو تین ہزار خوش باش اشراف کو جو ہر قبیلہ سے اپنی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے جنگ کے لیے تیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے تھے۔ روزانہ خرچ اور اعزازات عطا کر کے عالم پناہ، کے قلعہ اور فصیل کی حفاظت پر محلدار متعین کر دیا۔

شہزادوں کی فتوحات

کریم صاحب نے محمود بندر پہنچ کر راتوں رات حملہ کر کے مذکورہ مقام کا محاصرہ کر لیا اور ایک ہی حملہ میں اسے فتح کر کے تمام سوداگروں، ساہوکاروں اور بیوپاریوں کے مال ومتاع کو لوٹ لیا۔ اس یلغار میں کافی قیمتی پارچہ جات، بکثرت زروجواہر حاصل ہوئے۔ دوسرے دن تاجروں کا وہ سارا مال واسباب جو کروڑوں روپیہ کی مالیت کا تھا اور جسے فروخت کے لیے اطراف واکناف سے منگوا کر وہاں جمع کیا گیا تھا لشکر کے قبضہ میں آگیا۔ محمود بندر کا سب سے بڑا تاجر محمد مکرم نامی بھوزا تھا۔ اس کے پاس دو تین تجارتی جہاز بھی تھے اسی دن اس کے پاس پینتیس چھاوڑے[1] اور ساٹھ ٹانگن ٹنیلا اور پیگو[2]، نادر کپڑے، نفیس ململنیں بنگال، بنارس، چین، کشمیر، برہان پور اور مچھلی پٹن سے پہنچے تھے اس کا یہ سارا مال تجارت بھی لشکر والوں نے ہاتھیوں اونٹوں، بیلوں، بہلیوں پر لدوا لیا اور اس بھوزا کو بھی مع اہل وعیال گرفتار کر کے نواب بہادر کے حضور میں لے آئے۔

ٹیپو سلطان باپ کے پاس سے جب روانہ ہوئے تو آرنی کے علاقہ میں نزول فرمایا اور بدرالزماں خاں بخشی کو قلعہ کی فتح پر متعین کیا۔ بخشی نے قلعہ کے مغربی جانب مورچے اور خندقیں کھدوا کر قلعہ شکن توپوں سے گولہ باری شروع کر دی۔ وہاں کا قلعدار جس نے خواب میں بھی جنگ کا نقشہ نہیں دیکھا تھا چند گولوں کے برستے ہی حواس باختہ ہو کر منہصار باندھے، قلعہ کی کنجی لے کر خان بخشی کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اس کے ذریعہ ٹیپو سلطان کی بارگاہ میں پہنچا اور قلعہ کی چابیاں پیش کر کے عرض کیا کہ قلعہ میں سیدوں کے بہت سے گھرانے ہیں محض سیدانیوں کی عزت وآبرو کے خیال سے کہ کہیں فاتح لشکری ان کی عصمت وعفت پر دست درازی کریں قلعہ اور اس کے متعلقات جناب والا کے سپرد کیے دیتا ہوں اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا تو میں آخری سانس تک آپ کا مقابلہ کرتا۔ ٹیپو کو ان بے تکلف باتوں پر ہنسی آگئی اور قلعدار کو لشکر کے ہمراہ حراست میں رکھنے کا حکم دیا اور قلعہ میں تھانہ قائم کر کے ایک تجربہ کار لشکری سدی امام کو قلعداری پر مقرر کر دیا اور وہاں سے تمری کی طرف کوچ کر دیا۔ تمری کے قلعدار نے بھی اپنی جان ومال کے خوف سے بغیر لڑے ہی قلعہ سپرد کر دیا۔ ٹیپو سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے ترداڑہ

---

[1] چھاوہ۔ ہاتھی کے آٹھ نو سال کے بچہ کو کہتے ہیں۔

[2] ٹانگن، ٹنیلا اور پیگو۔ ہاتھیوں کے بلحاظ اقسام نام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلوہ اور کاویری کے قلعوں کو فتح کر لیا اور وہاں اپنے تھانے قائم کر کے لشکر گاہ کی طرف لوٹ آئے۔

نواب بہادر تو حسب معاہدہ ارکاٹ پر فوج کشی کے لیے آگے بڑھ آئے تھے لیکن ان کے حلیفوں نے جنھوں نے قسمیں کھا کھا کر عہد و پیمان کیے تھے حسب معمول عہد شکنی کی۔ نظام علی خاں ناظم دکن نے بیماری کا بہانہ کر کے اپنے مقام سے ایک منزل بھی آگے قدم نہیں بڑھایا اور مرہٹوں نے انگریزوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ راگھو کو رجو انگریزوں کی پناہ میں تھا، زندہ مرہٹہ سرداروں کے سپرد کر دیں۔ غرض ان دونوں نے کسی بھی معاملہ میں حیدر علی خاں کی تائید نہیں کی اور ان کو غنیم کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ دیا۔ یہی ان کا منشا بھی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۵

انگریز میدان جنگ میں

سنہ ۱۱۹۴ھ ۔ سنہ ۱۷۸۰ء

نواب بہادر کا لشکر پایان گھاٹ کے تمام شہروں میں پھیل چکا تھا۔ ہر جگہ سے بکثرت مال غنیمت لشکر گاہ میں پہنچنے لگا۔ اس وقت تک انگریز کماندار اور نواب محمد علی خاں شہامت جنگ دونوں نے حملہ آوروں کی مدافعت سے اغماض برتا تھا لیکن جب نواب بہادر کی ایک فوج نے براہ راست مدراس کی طرف رخ کیا تو انگریزوں میں کھلبلی سی مچ گئی اور وہ لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے اور بنگال سے بھی کمک طلب کر لی۔ نواب محمد علی خاں ناظم ارکاٹ نے چند بدخواہوں کے مشورہ پر اپنی فوج کی بڑی تعداد کو برطرف کر رکھا تھا صرف تین چار ضروری دستے جو چند بندوقچیوں پر مشتمل تھے باقی رکھ چھوڑے تھے۔ اب کام آ کر پڑا تو وہ سخت پریشان اور عاجز ہو گیا اور مدد کے لیے انگریزوں کی خوشامد کرنے لگا۔ انگریز گورنر نے مدراس میں اس وقت جتنی بھی فوج تھی مقابلہ پر روانہ کر دی چنانچہ جنرل سرو نے چھ ہزار نشانہ بازوں، پندرہ سو سواروں، دو ہزار سولجروں اور سامان جنگ لے کر جنگل پٹ کی راہ سے پیش قدمی کی اور سیودرم کنجی کے کوہستان میں پہنچ کر اپنا کیمپ لگا دیا اور وہاں کرنل بیلی کی فوج کا انتظار کرنے لگا۔ کرنل بیلی اس وقت کوڑ میں متعین تھا۔ اسے بسالت جنگ ناظم ادھونی نے سلطنت خداداد کے خلاف فوجی کارروائیاں کرنے کے لیے تعلقہ کوٹور کے محاصل واگذار کر دیے تھے تاکہ وہ ان سے لشکر کی جمعبندی کا خرچ پورا کرے وہ اسی جگہ متعین تھا کہ اسے کمک کے لیے طلبی کا حکمنامہ پہنچا اور وہ وہاں سے تین ہزار نشانہ بازوں، بیس توپوں اور چار پانچ سو سولجروں کو جو قلعہ بندر سے آئے ہوئے تھے ہمراہ لے کر اور ونگول و ویلور کے راستہ سے ارکاٹ کی طرف روانہ ہوا۔ نواب کو جیسے ہی اس کے آنے کی اطلاع ملی انھوں نے ٹیپو سلطان کو پایگاہ کے خاص سواروں اور سلحداروں اور چار ہلکی توپوں کے ساتھ کرنل بیلی کو روکنے کے لیے روانہ کر دیا اور سیدی ہلال خاں بخشی کی سرکردگی میں جو پہلے کڑپہ کے افغان حاکم کے پاس ملازم تھا اور بالسن پلی کی جنگ میں گرفتار ہو کر آیا تھا اور اپنی دلاوری اور بہادری کی وجہ سے لشکر حیدری میں ملازم ہو گیا تھا تمام چھاپہ مار قزاقوں اور بانداروں کو جنرل کے لشکر پر چھاپے مارنے اس کا راستہ اور رسد روکنے کے لیے متعین کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

کرنل بیلی کی شکست

صاحبزادہ ٹیپو سلطان یلغار کرتے ہوئے ستوپڑ کے قریب کرنل بیلی کے فوج کے مقابل پہنچ گئے اور اس کا راستہ روک کر گولہ باری شروع کر دی۔ کرنل مقابلہ کرتے ہوئے تعلقہ نکولی کے قریب جو کنجی سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچنے تک اس کی فوج نیم جان ہو گئی تھی۔ گھاس، لکڑی اور غذا کا بھی بڑا توڑا پڑ گیا تھا۔ جنرل موصوف کو جب یہ معلوم ہوا کہ کرنل بیلی چھ کوس کے فاصلہ پر آ پہنچا ہے اور اس کی فوج سخت خطرہ میں گھری ہوئی ہے تو اس نے دو سو سولجروں اور ایک ہزار بندوقچی جنہیں وہ گرانڈیر کہتے تھے اپنے لشکر میں سے منتخب کر کے کرنل کی مدد پر روانہ کر دیے یہ گرانڈیر دستہ غذا کا سامان، شراب کی بوتلیں اور گولی بارود لے کر راتوں رات کرنل کی فوج کی طرف روانہ ہوا۔ جنرل منرو اپنے کیمپ میں اس ارادہ سے ٹھیرا رہا کہ کرنل بیلی کی فوج پہنچ جائے گی تو وہ آگے پیش قدمی کرے گا۔ اس کا روانہ کردہ گرانڈیر دستہ بغیر کسی مزاحمت کے کرنل بیلی کی فوج سے جا ملا اگر وہ اسی رات وہاں سے کوچ کر جاتا تو با سانی کنجی پہنچ جاتا لیکن اس کی فوج اتنی تھکی ہاری تھی کہ اس نے راتوں رات اسی جگہ آرام کرنا مناسب جانا اور صبح کوچ کے ارادہ سے ٹھیرا رہا۔

کمندان میدان جنگ میں

جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی تو انھوں نے محمد علی کمندان اور شیخ النصر کو ایک بھاری جمعیت کے ساتھ کرنل بیلی کے مقابلہ کے لیے متعین کیا۔ ان کے ساتھ چٹے کاروں کا سردار موسیٰ جان اور موسیو لالی فرانسیسی کماندار بھی تھا۔ موسیو لالی پہلے بسالت جنگ کے ہاں ملازم تھا لیکن جب اس کی فوج کو بلاری کے مقام پر نواب بہادر نے شکست دے دی تو اسے بسالت جنگ نے برطرف کر دیا وہ وہاں سے نکل کر اپنے دو ہزار نشانہ بازوں پانچ سو کلاہ پوشوں اور ایک سو یورپین سواروں کے ساتھ لشکرِ حیدری میں ملازم ہو گیا تھا۔ محمد علی کمندان اس فوج کو لے کر ٹیپو سلطان کی کمک کے لیے روانہ ہو گیا اور اسی رات پانچ ہزار سواروں کو چتور اور شمالی ارکاٹ کے پالیگاروں کے سمستانوں[1] پر تاخت و تاراج کرنے کے لیے متعین کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو کرنل نے اپنی جائے پناہ سے نکل کر کنجی کی راہ لی۔ ٹیپو نے اس کی روانگی کی اطلاع فوراً ہی نواب بہادر کے پاس روانہ کی اور اپنی فوج کو مختلف سمتوں میں تقسیم کر کے حملہ کا حکم دے دیا۔ نشانہ باز دستوں اور توپ خانہ نے اچانک نمودار ہو کر میدان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک طرف تو محمد علی کمندان اور شیخ النصر اور چٹے کاروں کا رسالہ تھا

---

[1] سمستان۔ ہندو جاگیرداروں کی وہ جاگیریں جن کا اندرونی نظم و نسق خود ان جاگیرداروں کے ہاتھ میں رہتا تھا اور وہ سالانہ خراج مرکزی حکومت کو ادا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف موسیولالی فرانسیسی مسلسل گولہ باری کر رہا تھا۔ کرنل بیلی نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس حصار کو توڑ کر جنرل منرو کے لشکر سے جا ملے لیکن گولہ باری اتنی شدید تھی کہ وہ بری طرح گھر کر رہ گیا اور اس کے بہیر بڑ رسد بردار دستوں کو سخت نقصان پہنچا۔ بمشکل وہ مزید دو کوس بڑھ سکا۔ لیکن اس سے آگے بڑھنا اب اس کی فوج کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ اس لیے اس نے قریب ہی ایک تاڑ[1] کے باغ اور گاؤں کی دیواروں کے پیچھے پناہ لے لی۔

انگریزوں کی شکست

• نواب کو جیسے ہی اس محاذ جنگ کی کیفیت معلوم ہوئی انھوں نے ارکاٹ کے مورچوں اور محاصرہ کو چھوڑ کر اپنی پوری فوج سمیت نہایت تیز رفتاری کے ساتھ راتوں رات کوچ کیا۔ ادھر بعض انگریزوں نے کرنل کو رائے دی کہ رات ہی میں کنجی کی طرف کوچ کر دیا جائے اور جس طرح بھی ممکن ہو جنرل کے لشکر سے جا کر مل جانا چاہیے۔ لیکن کرنل نے اس مشورہ کو نہ مانا کہ کہیں رات میں بد احتیاطی کی وجہ سے لشکر کا نظام درہم برہم ہو جائے اور ہم کسی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ قدرت کا کچھ منشا بھی یہی تھا کہ وہ وہاں سے نکل نہ سکیں چنانچہ جب تک صبح نے اپنے روشن چہرے پر سے رات کا سیاہ پردہ نہیں ہٹایا انگریزوں نے پیش قدمی کرنے کی ہمت نہیں کی۔ دوسرے دن صبح رمضان المبارک کی نویں تاریخ تھی کہ کرنل نے بڑے حزم و احتیاط کے ساتھ اپنی جمعیت کو باہر نکالا لیکن ابھی وہ چند قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکا تھا کہ سامنے سے نواب بہادر کے نشان کا ہاتھی اور ان کے لشکریوں کا گرد و غبار فضا میں اڑتا ہوا نکل آیا اور لشکر حیدری نے آگے بڑھ کر کرنل کا راستہ روک لیا۔ کرنل کی فوج نے بھی اپنے ناموس و نام کی خاطر وہیں قدم جما لیے اور مقابلہ پر آمادہ ہو گئی اور تقریباً چار گھنٹے تک شجاعت و مردانگی کا مظاہرہ کرتی رہی لیکن اس کی فوج چاروں طرف سے بری طرح گھر چکی تھی اور نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا تھا۔ میدان کارزار پوری طرح گرم تھا اور انگریزوں کی جمعیت بڑی پامردی سے مقابلہ پر لڑ رہی تھی کہ موسیولالی فرانسیسی کماندار نے بڑی دور سے نشانہ باندھ کر بارود کے صندوقوں پر جو کرنل کے لشکر میں ایک جگہ جمع کیے گئے تھے توپ کا ایک دندناتا ہوا گولہ چھوڑا۔ گولہ ٹھیک نشانہ پر بیٹھا اور دفعتاً بارود کے وہ

---

[1] تاڑ۔ ناریل کی طرح لانبا درخت ہوتا ہے۔ لیکن اس کے پتے کھجور کی طرح لانبے نہیں بلکہ پنکھے کی طرح مدور بڑے بڑے ہوتے ہیں ان میں ناریل جیسا بڑا ہرا پھل لگتا ہے۔ اس کے خول میں چار پانچ مخروطی چھوٹے پھل ہوتے ہیں جن پر سفید سرخی مائل ہوتا ہے ان پھلوں کا گودا نہایت نرم اور ٹھنڈا اور میٹھے پانی سے بھرا ہوا ہوتا ہے ان پھلوں کو منجل کہتے ہیں اس درخت سے تاڑی کشید کی جاتی ہے جو نشہ آور ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے بندوقی ایک ہیبتناک دھماکے کے ساتھ اڑ کر پورے لشکر میں بکھر گئے اور جو بھی لپیٹ میں آیا اسے ذہن جھلس کر رکھ دیا اس دھماکے سے انگریزوں کا شیرازہ بری طرح بکھر گیا۔ عین اسی موقع پر پایگاہ کے خاص رسالے نے تیروں، تلواروں اور بندوقوں سے غنیم پر حملہ کر دیا اور دوسری طرف سے سلحداروں کا دستہ سیل فنا کی طرح ان کی صفوں میں گھس گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین دشمنوں کے خون سے لالہ زار بن گئی۔ اور ان کی ساری فوج ہمیر نگاہ سرداران لشکر بہادر غازیوں کے گھوڑوں سے پامال ہو کر رہ گئے۔ کرنل اپنے چند سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ یہ مقابلہ اتنا سخت تھا کہ فاتح لشکر کے بھی تقریباً دو تین ہزار سپاہی کام آگئے۔

اس خونریز جنگ سے فارغ ہوتے ہی نواب بہادر نے بلا توقف جنرل منرو کے مقابلہ کے لیے کنجی کی طرف کوچ کر دیا اور دو کوس کا فاصلہ طے کر کے سپاہیوں اور مویشیوں کو آرام لینے کے لیے قیام کا حکم دیا جنرل بھی اپنے کیمپ سے کرنل بیلی کو مدد دینے کے لیے ایک کوس تک بڑھ آیا تھا کہ دور سے اس سوختہ سامان لشکر کا دھواں اٹھتا ہوا دیکھ کر اور گولہ باری کی آواز سن کر وہ سمجھ گیا کہ کرنل کا لشکر کسی نہ کسی آفت کا نشانہ بن گیا چنانچہ اس نے فوراً ہی بڑی بڑی توپیں اور بھاری سامان جنگ کنجی کے مندر کے بڑے حوض میں پھنکوا دیا اور اپنی جمعیت کو لے کر چنگل پیٹ کی طرف بھاگ گیا۔ نواب نے اس کے فرار سے واقف ہوتے ہی رات کی تاریکی میں سیلورم کی حدود تک اس کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا۔ اس کے پیچھے نوامخون نے ایک فوج لگا دی اور اپنے ایک سردار کو بھاری جمعیت دے کر قلعہ گرگٹ پالہ کی تسخیر کے لیے روانہ کر دیا اور وہاں سے لوٹ کر اس دن کنجی میں قیام کیا اور دوسرے دن ارکاٹ کی طرف کوچ کر دیا۔

ارکاٹ کی فتح

قلعہ ارکاٹ پر پہنچنے کے بعد نواب بہادر نے فوج کو چار سمتوں میں تقسیم کر کے مورچے لگوا دیئے اور قلعہ پر گولہ باری شروع کرا دی۔ قلعہ والوں نے بھی اپنی توپوں کے دہانے کھول دیئے اور سارا میدان جنگ توپوں کی گڑگڑاہٹ سے لرزنے لگا۔ روزانہ قلعہ کے اندر آتشیں گولوں کے پھٹنے سے ایک قیامت برپا ہو گئی اور محصورین کے چھوڑے ہوئے ہلکے اور بھاری گولے باہر کے مورچوں پر آفت ڈھانے لگے۔ بارود جلنے کی بدبو، گولوں کے پھٹنے کا دھواں اور دمدموں اور رہکلوں کی چکاچوند سے یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ دبجلی چمکتی اور ان کی بینائی کو چانک لے جاتی) کا منظر پیدا ہو گیا تھا۔ غرض یہ کہ فریقین نے خوب جم کر یہ جان لیوا آتشیں کھیل کھیلا۔ اسی محاصرہ میں نواب کے داماد سید حافظ علی خاں مغربی مورچے پر توپ کا گولہ لگنے سے شہید ہو گئے اور دوسرے اکثر سرداران فوج اور سپاہی بھی اللہ کو پیارے ہوئے اور اس طرف قلعہ میں سید فریدالدین خاں کرڈ طرہ[1] شہر جو ایک

---

[1] روزانہ۔ نوزال جو چنگی وصول کرنے کا بھی ذمہ دار ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب تدبیر اور بہادر آدمی تھا گولہ باری کی نذر ہو گیا۔

فیصلہ کن حملہ

تھوڑے سے ہی عرصہ میں محاصرہ اتنا سخت اور شدید ہو گیا کہ قلعہ میں بھوک اور پریشانی سے لوگوں کی جان پر بن گئی اور محصورین میں سخت اضطراب و ہراسانی پھیل گئی اور ہر طرف سے ہائے ہائے کی صدائیں بلند ہونے لگیں علاوہ ازیں قتل عام کی شہرت نے قلعہ والوں کے دل میں سخت وحشت پیدا کر دی (انگریز کرنل بھی جو اپنی فوج کے ساتھ قلعہ میں تھا انتہائی مایوس اور ناامید ہو چکا تھا) ماہ ذی قعدہ کی دوسری تاریخ کو محاصرہ کرنے والی فوج نے وہ مورچوں کے اندر سے ہی اندر سے قلعہ کی دیوار تک سرنگیں پہنچا دیں۔ سرنگ کی اطلاع ملتے ہی نواب بہادر نے قلعہ پر چڑھائی کا حکم جاری کر دیا۔ اس رات بیس ہزار جرار سپاہی اپنے مورچوں میں صبح ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ جیسے ہی مرغ سحر بانگ دے بیس ہزار کا یہ لشکر عظیم عقابوں کی طرح گولیاں برساتے ہوئے قلعہ کی دیواروں اور برجوں پر ایک ساتھ چڑھ دوڑے۔ خدا خدا کر کے یہ رات گزری اور چہارشنبہ کی صبح طلوع ہوئی کہ باندار... نے بان پھینکنے کی چرخیاں سنبھال لیں۔ قلعہ کے محافظ معمول کے مطابق رات بھر جاگ کر پہرہ دیتے رہے تھے اور صبح ہوتے ہوتے انھوں نے بس ذرا سی دیر کے لیے آنکھ جھپکائی ہی تھی کہ بان چلنے کی شور انگیز آواز نے انھیں چونکا دیا اور وہ بدحواسی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگنے لگے اور مقابل سے ہٹ گئے مورچوں میں چھپے ہوئے بہادر بس اسی مہلت کے منتظر تھے وہ سرنگوں کے ذریعہ بلا کی تیز رفتاری سے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ آئے اور بھاگتے ہوئے محافظوں کے سر پر جا پہنچے اور ایک ہی حملہ میں کتنے ہی بھگوڑے سپاہیوں کا سر تن سے جدا کر دیا۔ نواب بہادر چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ فصیل کی راہ سے قلعہ میں داخل ہوئے اور ان کے نقاروں اور بگلوں کے دھماکے سے يُوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (وہ دن جس دن کہ صور پھونکا جائے گا) کا نقشہ کھنچ گیا۔

اہالیان ارکاٹ پر مہربانی

اچنا پنڈت جو سویا ہوا تھا آنکھیں ملتے اٹھا ہی تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ سواروں کا بخشی ارشد بیگ خاں، پیدل فوج کا سردار بخشی یار خاں، نشانہ بازوں کے رسالدار سید حمید خاں اور تنبو نائیر بھی حراست میں لے لیے گئے اس وقت پرانا دشمن نجیب خاں قلعہ کے بالا حصار[۵] میں جا چھپا اس کے ساتھ انگریز فوج بھی تھی جو قلعہ کی حفاظت کے لیے ویلور سے آئی ہوئی تھی اور چار سو نشانہ بازوں اور دو سو سولجروں پر مشتمل تھی۔ نواب بہادر نے

---

۵ متن میں ارک کا لفظ ہے۔ ارک قلعہ کے اندر بنے ہوئے اس حصار کو کہتے ہیں جس میں شاہی محلات ہوتے ہیں ویسے ارک صرف قلعہ کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ ارک کے لیے اس موقع پر بالا حصار سے بہتر مترادف نہیں ہو سکتا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر کی عام رعیت کی بدحالی کو دیکھ کر امن و امان کی منادی کرا دی کہ کوئی لشکری بھی شہریوں کے مال و ناموس پر دست درازی نہ کرے۔ یہ منادی تمام گلی کوچوں اور بازاروں میں ہوئی۔ اور جو لوگ قتل عام کے اندیشہ سے مرے جا رہے تھے از سر نو جی اٹھے اور فاتحین کے اس فیاضانہ سلوک پر ان کو دعائیں دینے لگے۔ دو تین دن بعد نجیب خاں اور انگریز کرنل کو پیشی میں حاضر کرنے کا حکم صادر ہوا اور پیشکاروں نے سرکاری مہر لگوا کر قول نامہ اس کے پاس بھیجا۔ اور اسے حاضر ہو جانے کا حکم دیا۔ وہ اس قول نامہ کے بھروسہ پر کلاہ پوش انگریزوں اور نشانہ باز جمعیت کے ساتھ نواب بہادر کے سلام کے لیے حاضر ہو گیا تھا اس لیے اسے معافی کی خلعت دے کر چند چھاپہ مار سواروں کے بدرقہ کے ساتھ چنیا پٹن روانہ کر دیا گیا۔ راجہ بیربہ کو وہاں کے تمام امرا پر معزز مرتبہ عطا کر کے ملک کی مستاجری اسی کے تفویض کر دی گئی اور دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں کو ہر ایک کے حوصلہ و سلیقہ کے مطابق مناسب خدمات پر ماہانہ تنخواہیں مقرر کر کے فائز کیا گیا اور ان کو خلعتیں، امدادی رقوم، زر و جواہر بھی انعام میں دیے گئے۔ سید حمید رسالدار کو جو ایک بہادر آدمی تھا۔ چار ہزار بندوقچیوں کی سرداری پر چار سو روپیہ ماہانہ مشاہرہ دے کر مقرر کیا اور اسے پالکی کا اعزاز بھی عطا کیا۔ میر محمد صادق جو صوبہ سرا کے ایک منصبدار میر احمد خاں جاگیردار کا نواسہ تھا اور جو ایک عرصہ سے لشکر کے بازار کی کوتوالی پر متعین تھا اور اپنی دیانت داری کی وجہ سے بڑی جزرسی اور کفایت شعاری کے ساتھ بسر کر رہا تھا۔ شہر کی کروڑ گیری یعنی صوبیداری شہر ارکاٹ کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۶

ارکاٹ کے قلعوں پر فوج کشی

۱۱۹۴ھ ۔ ۱۷۸۰ء

قلعہ ارکاٹ کی فتح اور وہاں کے نظم و نسق سے جب نواب بہادر حیدر علی خاں فارغ ہوئے تو ان کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ نواب محمد علی خاں کے بھائی عبدالوہاب خاں نے قلعہ چتور کو اپنے دیوان رائے بھوجنگ، مولوی عبدالقادر اور مولوی کے بھتیجے محمد کریم الدین کے حوالے کر دیا ہے اور خود گوہ چندر گیری پر سامانِ جنگ اور ذخائر فراہم کر کے قلعہ بند ہو گیا ہے۔ اب اس کا ارادہ یہ ہے کہ لشکر فراہم کر کے چینیا پٹن چلا جائے اور انگریزوں سے مل کر لشکرِ خداداد کے مقابلہ پر آئے۔ اس اطلاع کے ملتے ہی لشکر کو چندر گیری کی طرف کوچ کا حکم دے دیا گیا۔

میر علی رضا خاں نے جس وقت نہر کڑپہ سے واپس ہوتے ہوئے چتور کی حدود میں ایک رات مقام کیا تھا تو عبدالوہاب خاں نے اس کی ضیافت کی تھی۔ اسی حقِ میزبانی کا خیال کر کے اس نے عبدالوہاب خاں کے پاس پیغام بھجوایا کہ اگر آپ نواب بہادر کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس سے پہلے کہ کوئی فوج اس جانب متعین کر دی جائے لشکر والا میں تشریف لے آئیں ورنہ اپنے لیے کوئی دوسرا بہتر راستہ تجویز کر لیں اور اگر آپ کا ارادہ لڑنے کا ہے تو پھر اپنے ملک کی بربادی اور اپنے اہل و عیال کی تباہی کو قطعی اور یقینی سمجھیں لیکن عبدالوہاب خاں نے اس بامروت شخص کی تجویز کو قبول نہیں کیا اور چندر گیری ہی میں قلعہ بند رہنے کو ترجیح دی۔ جس وقت نواب بہادر نے چندر گیری کی طرف کوچ کا فیصلہ کیا تو میر رضا علی خاں نے کھڑے ہو کر محض عبدالوہاب خاں کی اس میزبانی کا خیال کر کے عرض کیا کہ "عبدالوہاب خاں خود اپنے بھائی سے رنجیدہ خاطر ہے اور خدمت والا میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن چند روز سے چونکہ وہ سخت بیمار ہے اس لیے اس وقت حاضری پر نادر نہیں۔ بیچارہ میں بھلا اتنی ہمت اور طاقت کہاں کہ حضور کے خلاف جنگ کا ارادہ کرے جس وقت بھی جناب والا اسے یاد فرمائیں گے بلا توقف آستان بوسی کے لیے حاضر ہو جائے گا۔" اس معروضہ کو نواب نے قبول کر لیا اور کوچ کا حکم واپس لے لیا۔ البتہ میر موصوف کے بھتیجے میر معین الدین سید صاحب کو اس کے حاضر کرنے کے لیے اس جانب روانہ کر دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ چنپور کی فتح

سید صاحب نے اپنی فوج کے ساتھ شمالی ارکاٹ کے بندوبست اور اس علاقہ کے باج گذار زمینداروں کو مطیع کرنے کے لیے کوچ کیا۔ جیسے ہی فوج ان حدود میں داخل ہوئی کالستری اور بمراج کے زمینداروں نے مخالفت کو خلاف مصلحت جان کر اپنے آپ کو حضور میں پہنچا دیا۔ اور اطاعت اختیار کر لی لیکن ونکٹ گیری کا زمیندار اپنے علاقہ میں لوٹ مار مچا کر مع اہل وعیال چند سواروں اور پیادوں کے ہمراہ مدراس چلا گیا جو اس وقت تمام مفروروں کی پناہ گاہ بنا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ٹیپو سلطان کو بھی پانچ ہزار نشانہ بازوں، دو ہزار پیادوں اور ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس صوبہ کے مغربی قلعوں کی تسخیر کے لیے روانہ کیا گیا۔ سید صاحب صاحبزادہ بہادر کے لشکر سے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے آگے بڑھ کر راتوں رات قلعہ چنپور کا محاصرہ کر لیا اور قلعہ حوالے کر دینے کے لیے پیغام بھیجا۔ قلعہ کے نگہبان اپنے آقا کے حکم کا عذر کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے سید صاحب نے دوسرے دن قلعہ کی جنوبی پہاڑی پر توپیں چڑھا دیں اور گولہ باری شروع کر دی دس دن بعد ہی اس کی بہادر فوج قلعہ کے حصار پر چڑھ گئی اور باوجود بلندی و مضبوطی کے قلعہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور قلعدار کو قید کر کے اپنے کارپردازوں کو قلعداری پر متعین کر دیا اور وہاں سے چندرگیری کی طرف کوچ کیا۔

چندرگیری پر حملہ

چندرگیری پہنچنے کے بعد سید صاحب نے آبادی کے سامنے ہی قیام کیا اور عبدالوہاب خاں کو پیغام بھیجا کہ "نواب بہادر نے یاد فرمایا ہے اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو بلا تاخیر چلے آؤ۔" خان موصوف میں نہ لڑنے کی ہمت تھی اور نہ بھاگنے کی طاقت وہ بڑے شش و پنج میں پڑ گیا اور اپنے گھر والوں اور سرداروں سے مشورہ کر لینے کی خاطر جواب دینے میں اس نے کچھ دیر توقف کیا۔ لیکن نوشتۂ تقدیر پورا ہو کر ہی رہتا ہے اسی دوران میں اتفاق سے لشکر حیدری کے کچھ سوار گھاس اور لکڑی فراہم کرنے کے لیے پہاڑ کی جانب کچھ ادھر چلے گئے۔ عاقبت نااندیش قلعدار نے جب ان کو توپوں کی عین زد میں پایا تو اپنے حاکم کو اطلاع دیے بغیر ہی ان پر گولہ باری شروع کر دی حالانکہ ان کے حاکم کے منشا کے مطابق محصورین کو جنگ چھیڑنے میں پہل نہ کرنی چاہیے تھی وہ اس دن چشم پوشی سے کام لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں اور سپہ سالاروں نے اپنے ناتجربہ کار کارپردازوں کی کسی نہ کسی غلطی کی وجہ سے ناکامیوں کا منہ دیکھا اور عصائے شاہی کی جگہ ان کے ہاتھ کاسۂ گدائی سنبھالنے پر مجبور ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ سے گولوں کا چھوٹنا تھا کہ مورچہ بند فوج لڑائی کے لیے کمربستہ ہوگئی اور سید صاحب نے یہ یقین کرلیا کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے اور ہمارے پیام کا جواب توپ کے دہانوں سے دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت اس نے وہاں کی مفصل روداد اور طلب نامہ پر اس کے سکوت کا حال نواب کے پاس لکھ بھیجا اور اس پہاڑ کے دامن میں ایک مقام پر قبضہ کر کے قلعہ شکن توپ حصار کے مقابل نصب کرادی اور پہاڑ کی طرف چند گولے سر کردیے۔ اتفاق سے پہلا گولہ ہی زنانہ محل میں جا کر بیٹھا اور وہاں اس سے سخت نقصان پہنچا محل کی تمام عورتیں واویلا مچانے لگیں۔ عبدالوہاب خاں نے ایک ہی نظر میں غنیم کی توپوں کی ہلاکت خیزی اس کی سوار اور پیادہ فوج کی باقاعدگی اور آراستگی اور دامن کوہ میں مورچہ بندی کو دیکھ لیا اور اسے کامل یقین ہوگیا کہ ایسے منظم اور طاقتور غنیم سے مقابلہ کرنا ہاتھی کے منہ سے گنا لینے سے کم نہیں چنانچہ وہ ایسا حواس باختہ ہوا اور اس کے رگ وپے میں خوف ودہشت اس طرح سرایت کر گئی کہ اسی وقت خفقان کے مرض میں مبتلا ہوگیا اور زنانہ محل میں گھس کر بستر پر جا پڑا۔ ابھی وہ بستر پر لیٹا ہی تھا کہ دوسرا گولہ نیچے سے اوپر دندناتا ہوا پہنچا اور اس کی ضرب سے باورچی خانہ میں خاصہ کی دیگ پارہ پارہ ہوکر بکھر گئی۔ غرض اس طرح مسلسل چند گولے جو سر ہوئے تو خان محصور نے اپنی بیگم کی طرف سے ایک خط لشکر میں بھجوایا کہ "ہمارے آقا بیمار ہیں اپنے توپچیوں کو گولہ باری بند کرنے کا حکم دو اگر تمہارے پیش نظر قلعہ کی فتح ہے اور ہمارے ملک پر تم قبضہ کرنا ہی چاہتے ہو تو یہ قلعہ اور ملک تم کو مبارک ہو۔ ہمارے لیے بجز اطاعت وفرمانبرداری کے کوئی چارہ نہیں ہے۔" اسی طرح بغیر کسی مزید لڑائی کے قلعہ اور اس سے متعلقہ علاقے لشکر والا کے قبضہ میں آ گئے سید صاحب نے اس علاقہ پر ایک تجربہ کار فوجدار کو مقرر کیا۔ اور خان مذکور کو مع زنانہ کے حضور میں لے آیا نواب بہادر نے کچھ عرصہ بعد ہی اپنے ایک بدرقہ کی نگرانی میں عبدالوہاب خاں اور اس کے گھرانہ کو سرنگاپٹن روانہ کردیا اور اس کے لڑکے عبدالصمد خاں کو جس کا خطاب دلیر جنگ تھا تین سو روپیہ ماہانہ پر کچہری کے سلحداروں کی داروغہ پر مقرر کرادیا۔

پائین گھاٹ کے قلعوں پر قبضہ

ٹیپو سلطان نے ایک ماہ کے عرصہ میں منڈل گڑھ، کیلاس گڑھ کے مقامات کو قلعہ راتے دیلور یعنی حسین آباد سے متصل ہیں فتح کرلیا اور وہاں سے ایک بھاری لشکر ساتھ لے کر سانگڑھ کی طرف کوچ کیا سانگڑھ کا قلعہ کرناٹک پائین گھاٹ کے قلعوں میں سب سے زیادہ عظیم الشان اور مستحکم قلعہ تھا۔ ولی محمد خاں قلعدار اور سید مخدوم رسالدار اور محمد مولا دو ہزار نشانہ بازوں کے ساتھ حملہ آوروں کی مدافعت کے لیے تیار بیٹھے تھے اور قلعداری کے سارے اسباب، سامان جنگ کے ذخیرے، بارود وغیرہ سب کچھ مہیا تھی لیکن بزدلوں کے پاس ہزار اسلحہ بھی ہو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا چنانچہ جیسے ہی انھوں نے پہاڑ کے مقابل میدان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو ہاتھی پر سوار نقاروں اور طنبوروں کے دھماکوں کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے ٹیپو اپنے ہاتھی پر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دو تین گھڑی اسی جگہ میدان میں ٹھہرے رہے۔ نشانہ بازدستوں، پیدل فوج اور محافظ دستہ نے میدان میں گردش کر کے سلامی دی۔ سواروں نے کاوے کاٹتے ہوئے سپاہ گری اور شہسواری کے مظاہرے کیے اور صاحبزادہ نے دریا کے دوسری جانب قیام فرمایا۔ قلعہ والوں نے دیکھا کہ ایک نہایت رعب داب والا شخص بڑی آن بان کے ساتھ اپنی آراستہ اور پیراستہ فوجوں کے ساتھ سنہری بیرقیں اور زرکار جھنڈے اڑاتے ہوئے مقابلہ پر آیا ہے کہ فتح و نصرت اس کے ہمرکاب اور کامیابی و کامرانی اس کی حاشیہ بردار نظر آ رہی ہے۔ رباعی:۔

فلک توسنت را تہ پا اسرت گویا نشانہائی میخش ثریاست گویا

علمہائی فتح تو در روز ہیجا الف ہائی انا فتحنا است گویا

(آسمان تیرے گھوڑوں کے سموں تلے پامال دکھائی دیتا ہے۔ اس کی میخوں کے نشان ثریا کی طرح ہیں۔ جنگ کے دن تیری فتح کے جھنڈے اِنَّا فَتَحۡنَا (ہم نے تجھے فتح دی) کے الف بنے ہوتے ہیں۔)

مختصر یہ کہ جب قلعہ کی فوج اور ان کے سرداروں نے فوجوں کی باقاعدگی، توپ خانہ کی چوکسی، سواروں اور پیادوں کی کثرت دیکھی تو ان پر بے حد خوف و دہشت طاری ہو گئی ہمت ہار بیٹھے اور مقابلہ و مقاتلہ کی تاب نہ لا کر قلعہ کی کنجیاں صاحبزادہ کے ملازموں کے حوالہ کر دیں اور امن کے طلب گار ہوئے اور لشکر حیدری کے سلسلۂ ملازمت میں داخل ہو کر سرخروئی حاصل کر لی۔ اس نواح کے تمام قلعوں اور پہاڑوں کی حفاظت و آباد کی ذمہ داری حیدری قلعدار اور پیادہ فوج کے سپرد ہوئی۔

آبنور گڑھ کی فتح

اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد ٹیپو سلطان وہاں سے آبنور گڑھ کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوئے آبنور گڑھ، ساتگڑھ سے تین جریبی کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آبنور گڑھ کا قلعہ ایک اونچے پہاڑ پر ہے۔ اس کے شمال میں ایک اور پہاڑی بالکل ہی اس سے ملی ہوئی ہے۔ حیدری سپاہ نے اسی شمالی پہاڑی پر اپنے مورچے قائم کر دیے اور توپ خانہ نے گولہ باری کر کے قلعہ کے حصار کو توڑ دیا۔ انگریز قلعدار نے دس پندرہ دن تک تو اپنی قلعداری کی لاج رکھ لی لیکن جب حصار بری طرح شکستہ ہو گئی تو عاجز آ گیا اور جنگ سے دست بردار ہو گیا۔ ٹیپو سلطان نے حسب الحکم نواب بہادر آبنور گڑھ کی قلعداری اور قلعہ کی مرمت کے لیے زین العابدین خاں دادنی نائطہ کو جو کشن گیری کے فوجدار اسد خاں مہکری کا داماد تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی جگہ چھوڑ دیا اور خود باپ کی قدم بوسی کے لیے لشکر گاہ میں حاضر ہو گئے۔

قلعہ ساجرہ کی ناکام مہم

میر رضا علی خاں اور محمد علی کمندان ویلور کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ویلور کا قلعہ بھی اپنی سنگینی اور دشوار گزاری کی وجہ سے منفرد تھا لیکن ان دونوں نے بڑی دلیری اور احتیاط کے ساتھ اس قلعہ کو بہت جلد فتح کر لیا۔ ویلور کی فتح کے بعد محمد علی شجیع نشانہ باز دستہ اور توپ خانہ کے ساتھ برق رفتاری سے کوہ ساجرہ کے سقوط کے لیے آگے بڑھا اور اس پہاڑی کا محاصرہ کر لیا۔ کارآزماؤں نے قلعہ شکنی کے سارے ساز و سامان مہیا کر کے پہاڑ کے شکم میں ایک مضبوط مورچہ قائم کر دیا اور بھاری قلعہ شکن توپیں وہاں نصب کرا کے برج پر گولہ باری شروع کر دی لیکن توپیں ٹھیک مقام پر نصب نہیں ہوئی تھیں اس لیے گولے ہر مرتبہ نشانہ سے اچٹ کر محصورین کے سروں پر سے ہوتے ہوئے گزر جاتے تھے۔ البتہ شہر والوں کو ان گولوں سے کافی نقصان پہنچ رہا تھا۔ اس بے نشانہ گولہ باری نے محصورین کو تو کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچایا لیکن انھوں نے ایک رات اپنی کمین گاہوں سے بے باکانہ نکل کر شب خون مارا اور مورچہ فوج میں سے کافی آدمیوں کو قتل کر دیا۔ جب قلعہ کی تسخیر میں کافی عرصہ لگ گیا تو نواب بہادر نے ٹیپو سلطان کو ساجرہ کے سقوط کے لیے متعین کیا۔ اس اثنا میں قلعہ کا برج گولہ باری سے منہدم ہو چکا تھا۔ ٹیپو نے پہنچتے ہی فوج کو شکستہ برج کی طرف یورش کا حکم دیا۔ آدھی رات میں حملہ آور فوج نے اس ٹوٹے ہوئے برج کی طرف چڑھائی شروع کر دی۔ سوار فوج بھی گھوڑے چھوڑ کر اس یورش میں شریک ہو گئی اور پورے اہتمام کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کی بالائی دیوار سے سپاہی لٹک گئے لیکن قلعہ والے بھی پوری طرح چوکنے اور آمادہ تھے انھوں نے پہلے ہی سے منہدم برج کے پاس اپنا توپ خانہ لگا رکھا تھا جیسے ہی حملہ آور قریب آئے انھوں نے اپنی توپوں کے دہانے کھول دیے اور مسلسل گولہ باری اور تفنگ اندازی کر کے آگے بڑھنے کا راستہ مسدود کر دیا اور کچھ اس باقاعدگی کے ساتھ شطرنج کی طرح انھوں نے اپنے جنگی مہرے بڑھائے کہ حریفوں کو اپنا فرزیں بچانا مشکل ہو گیا اور مجبوراً ان کو اس معرکہ میں طرح دینی ہی پڑی کیونکہ جس قدر وہ باہر سے پیش دستی کرتے تھے اندر سے ان کو مات ہی ملتی تھی چنانچہ ان کی یہ دلیرانہ کوشش رائیگاں گئی اور کافی نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

اس وقت ساجرہ کا قلعدار کرنل لانگ انگریز تھا جو ایک بہادر شخص تھا وہ نہایت بے خوفی کے ساتھ حملہ آوروں کی مدافعت پر جما ہوا تھا جب ٹیپو سلطان نے اس مہم کو دشوار پایا اور قلعہ آسانی سے فتح ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو مفصل کیفیت نواب بہادر کو لکھ بھیجی جب نواب کو صحیح طور پر اندازہ ہو گیا کہ راسٹے ویلور کا کرنل جو ساجرہ کی مدافعت پر متعین ہے نہایت دلیر اور تجربہ کار افسر ہے اور جلد ہی اس کا زیر ہو جانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن نہیں تو انھوں نے ایک ہی مقام پر اپنے لشکریوں کی جان کو ضائع کرانا مناسب نہ جانا اور سرداروں کو مع لشکر واپس بلالیا۔ لیکن ایک ہزار پیادوں اور تین سو طلایہ گرد سواروں کو قلعہ کے مختلف راستوں پر محصورین کی ورہبندی کے لیے اس جگہ متعین کر دیا اور بقیہ سارے لشکر کو تجربہ کار بخشیوں کی سرکردگی میں جنوبی ارکاٹ پر لشکرکشی کے لیے روانہ کر دیا۔

جنوبی ارکاٹ پر حملہ

جنوبی ارکاٹ کی لشکرکشی کے سلسلہ میں رستم علی خاں فاروقی کو ایک ہزار سواروں، دو ہزار پیادوں، ایک رسالہ نشانہ بازوں کے ساتھ کوہستان جنجی بان کے قلعوں کی تسخیر کے لیے روانہ کیا گیا اور روشن خاں دستہ وار دس ہزار پیادوں، ایک رسالہ نشانہ بازوں، ایک ہزار سواروں اور تین قلعہ شکن توپوں کے ساتھ کوہ پرموکل کی فتح کے لیے متعین ہوا۔ کوہ پرموکل پر ایک انگریز سردار کیپٹن جوزیف قلعہ دار تھا دو سو جوان اس کی کمان میں وہاں متعین تھے۔ اس نے پہاڑی پر پوری جنگی تیاریاں کر رکھی تھیں اور مقابلہ کے لیے تیار بیٹھا تھا۔

روشن خاں کی ناکامی

روشن خاں نے قلعہ کی مغربی سمت پر اپنا پڑاؤ ڈالا اور سوار فوج نے پہاڑ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ روشن خاں نے قلعدار کو پیغام بھیجا کہ "اگر بغیر جنگ کیے تم پہاڑ کو حوالہ کر دو تو تمہاری سفارش کر کے موسیو لالی کی طرح تم کو بھی فوج کی افسری دلادی جائے گی" قلعہ دار نے اس پیش کش کو قطعاً قبول نہیں کیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ اس کو جنگ پر کمربستہ دیکھ کر دستہ دار نے اپنی پیادہ فوج کو آگے بڑھایا اور اس نے پہاڑ کی شمالی جانب ایک ملحقہ پہاڑی پر یورش کر دی اور ایک ہی حملہ میں وہاں کی آبادی کو مغلوب کر کے آگ لگوا دی اور اس جگہ اپنے مورچے جما لیے جنوبی پہاڑی قلعہ سے بہت ہی قریب اور اس سے ملی ہوئی تھی کسی زمانہ میں تو قلعہ کی فصیل اس پہاڑی تک بڑھی ہوئی تھی اور اس پر ایک حصار اور برج بھی بنا ہوا تھا اس پہاڑی کا نام چمپار ٹیکری تھا اس کے ساتھ ایک تالاب بھی بنا ہوا تھا۔ روشن خاں نے اس تالاب کے بند کو توڑ کر چند توپیں وہاں بھی نصب کرا دیں۔ ان سارے انتظامات کے باوجود قلعہ والے مغلوب نہیں ہو سکے اور انھوں نے بارہا مورچوں پر کامیاب حملے کیے اور حملہ آور فوج کو کافی نقصان پہنچایا روشن خاں کچھ زیادہ مدبر اور ہوشیار آدمی نہ تھا اس لیے اس نے کئی بار قلعہ پر یورش کی اور شکست کھا کر پسپا ہوا۔ جب اس طرح کام نہ بنا تو وہ ظلم و ستم پر اتر آیا اور اس نے آس پاس کے قریوں اور قصبوں سے محصورین کی عورتوں کو جو نواب بہادر کے عمال کے ہاں پناہ گیر تھیں پکڑ وا بلوایا اور ان کو مقید کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ذریعہ ان کے شوہروں اور بھائیوں کے پاس فریاد کروائی کہ "ہماری جان مال اور آبرو خطرہ میں ہے تم مقابلہ سے باز آجاؤ" لیکن محصورین نے اپنی عورتوں کے ناموس کی بربادی کو ایک بڑی قربانی جان کر نمک حرامی اختیار نہیں کی اور برابر مقابلہ پر ڈٹے رہے۔

رستم خاں کی کامیابی

لشکر حیدری کے دوسرے سالار رستم خاں فاروقی نے اپنی مہم میں زیادہ کامیابی حاصل کی۔ وہ چنجی کی طرف مامور کیا گیا تھا۔ اس نے ایک ہی ہفتہ کے اندر تمام پہاڑوں یعنی کشن گڑھ، جنید گڑھ اور راج گڑھ کو فتح کر لیا حالانکہ یہ پہاڑ تمام پہاڑوں میں بلند اور اس کا قلعہ ایک بہت بڑی مدور چٹان پر واقع ہے اس کے علاوہ رستم خاں نے باندر بنڈہ اور دھوبی بنڈہ کو جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور کالا کوٹ یعنی پائین قلعہ کو بھی سر کر کے وہاں کے محافظوں اور قلعہ داروں کو جن میں ایک انگریز کپتان بھی تھا اور مشہور والاجاہی قلعدار سید محی الدین کو بھی اسیر کر کے لشکر کے محافظوں کی تحویل میں دے دیا اور دوسرے ہفتہ ہی وہ ترنامل اور سلفت گڑھ کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرناٹک گڑھ کی فتح

صاحبزادہ ٹیپو سلطان ایک بھاری فوج، توپ خانہ اور کافی سامان جنگ لے کر پولور کے نظم ونسق اور کرناٹک گڑھ، تیاک گڑھ اور راوت نیلور وغیرہ کی فتح کے لیے روانہ ہوئے، دھوبی گڑھ، علی آباد باگ مارکیٹ اور پولور کے راستہ سے کرناٹک گڑھ پہنچ کر انھوں نے اس پہاڑی قلعہ کے دروازہ کے مقابل والے میدان میں قیام کیا۔ کرناٹک گڑھ کا قلعہ بلاشبہ کرناٹک پائین گھاٹ کے تمام قلعوں میں اپنی مضبوطی اور دشواری کی وجہ سے کوئی مثال نہیں رکھتا اور اس قدر بلندی پر واقع ہے کہ نگاہِ تصور بھی نصف راستہ ہی میں تھک کر گر پڑتی تھی اور اس کے دامن تک پہنچ نہیں پاتی تھی ٹیپو سلطان نے دوسرے دن پہاڑ کے دامن میں مورچہ لگوا کر پیادہ بندوقچیوں اور کمانداروں کو پہاڑ کے راستہ پر چڑھا دیا اور چند گولے نیچے سے قلعہ پر سر کرائے لیکن بلندی کی وجہ سے حصار قلعہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ دو تین روز اسی تگ و دو میں نکل گئے۔ چوتھے دن ٹیپو سلطان نے ارکاٹ کے چند اسیروں کو قلعہ والوں کے ہاں بھیجا تاکہ وہ ارکاٹ کی فتح انگریزوں کے لشکر کی تباہی، کمک نہ پہنچنے کے امکانات اور قتل عام کے احکام کے بارے میں ساری تفصیلات محصورین کو بتائیں۔ جب یہ پیام رساں پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور نواب محمد علی خاں کے محصور ہونے، انگریزی لشکر کی بربادی اور ارکاٹ کے سقوط کا حال ایک ایک کر کے بیان کیا اور انھیں ڈرایا کہ تم جلد ہی قلعہ صاحبزادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے نہ کرد و گے تو یاد رکھو مفت میں اپنی جانیں ضائع کرو گے۔ قلعہ والوں میں یہ حال سن کر ایسی سراسیمگی پھیل گئی اور وہ اس بری طرح خوفزدہ ہو گئے کہ قلعدار اور رسالدار جان و مال اور ناموس کی امان پر قلعہ چھوڑ دینے پر رضامند ہو گئے۔ ٹیپو سلطان نے اسی وقت قول نامہ روانہ کر کے ان سب کو اپنی پناہ میں لے لیا اور قلعہ کو قابل اعتماد اور تجربہ کار افسروں کی تحویل میں دے کر آگے کی طرف کوچ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس سارے علاقہ کا بندوبست کر کے کوہ راوت نیلور پر لشکرکشی کی اور جلد ہی اس بلند قلعہ کو فتح کر کے تیاگ گڑھ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔

تیاگ گڑھ کی تسخیر

تیاگ گڑھ کا قلعدار انگریز تھا اس کے ساتھ وہاں دو سو بندوقچی متعین تھے۔ اس نے حملہ آور فوج کی مدافعت کے لیے بڑی بہادری سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ صاحبزادہ نے لشکر کو پہاڑ کے مغربی جانب ایک تالاب پر ٹھیرایا اور رات میں حملہ کر کے وہاں کی آبادی پر قبضہ کر لیا اور مورچے بنوا کر پہاڑ پر چڑھائی کا فرمان جاری کر دیا۔ پیادہ فوج اور نشانہ باز دستوں کے سردار نے گولہ باری کر کے اور منجنیقیں چلا کر اٹھائیس دن میں قلعہ کے حصار کو توڑ دیا اور یورش کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ اتفاق سے پہاڑ پر پانی کا حوض بھی کسی مفلس کے دل کی طرح خشک ہو گیا۔ قلعہ دار نے اگرچہ تمام ضروریات کے لیے کافی ذخائر اور سامان جنگ فراہم کر رکھے تھے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے کہ زندگی کا سارا دارومدار صرف اسی ایک چیز پر ہے وہ بے بس ولاچار ہو گیا اب اس کے سامنے بجز اس کے کوئی راہ نہیں تھی کہ اطاعت اختیار کر لے اور قلعہ ملازمان سلطانی کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اس نے درخواست کی کہ آپ اپنی فوج کو صرف آج کی رات مزید کارروائی سے روک دیں کل صبح قلعہ جناب والا کے کارندوں کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ شیردل صاحبزادہ نے اس کی التماس کو قبول کر لیا اور گولندازوں کو حکم دیا کہ وہ گولہ باری بند کر دیں البتہ مورچوں کی محافظ فوج کو اسی جگہ ٹھیرے رہنے کا حکم دیا گیا۔ اتفاق سے اس رات ایسی بے موسم کی بارش ہوئی اور کچھ اتنی شدت کے ساتھ کہ مذکورہ حوض اور پہاڑ کے دوسرے تالاب کسی عاشق زار کی ڈبڈبائی آنکھوں کی طرح پانی سے بھر کر چھلکنے لگے۔ جب صبح ہوئی تو قلعہ والوں نے اس رحمت خداوندی کو اپنے لیے خاص جان کر گذشتہ رات کے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور بڑی خودسری کے ساتھ قلعہ کی توپوں کا رخ مورچوں کی طرف کر کے گولے برسانے شروع کر دیئے۔ ٹیپو سلطان کو ان کی اس حرکت پر سخت طیش آیا اور اپنی فوج کو قلعہ کی تسخیر کے لیے نہایت سختی کے ساتھ تاکید کی۔ اس بار گولندازوں نے اس طرح تاک تاک کر گولہ باری کی کہ سارا حصار لرز اٹھا اور گولوں کے صدمہ سے دو تین دن کے اندر ہی وہ حوض پھر بے آب ہو گیا۔ اب تو انگریز قلعہ دار کے ہوش اڑ گئے اور اس نے بڑی لجاجت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجزی کے ساتھ اپنی بدعہدی کی معافی چاہی اور صلح کا پیغام روانہ کیا لیکن ٹیپو سلطان نے محصورین کی کسی بات کو مان کر جواب نہیں دیا اور اسی رات پہاڑ پر یورش کا حکم دے دیا بہادر لشکری مرگ ناگہاں کی طرح راتوں رات قلعہ پر چڑھ گئے اور ان تشنگان مرگ کو شمشیر آبدار کی خوں چکانی سے خوب ہی سیراب کیا اور سرداران قلعہ کو زندہ گرفتار کر لیا۔

غرض یہ کہ دو مہینوں کے اندر اندر اس علاقے کے سارے قلعے اور قصبے جیسے ورداچل، ماسلمبر، ڈینگنا پیٹ، بھونگری وغیرہ فتح ہو گئے اور ہر جگہ قابل اور تجربہ کار افسر مقرر کر دیے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۷

بنگال سے انگریزی فوج کی آمد

۱۱۹۵ھ ۔ ۱۷۸۱ء

جب بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ داروں کو کرناٹک پائین گھاٹ کے شہروں پر حیدر علی خاں کی فوج کشی، قلعہ ارکاٹ کے سقوط اور انگریزی فوج کی تباہی و بربادی کی خبریں ملیں تو انھوں نے فوراً ہی اپنی فوج کے سپہ سالار جنرل کوٹ کو ارکاٹ کی مہم کے لیے متعین کیا۔ جنرل کوٹ کمپنی کا قابل اعتماد اور ذمہ دار افسر تھا جنگ آزمائی اور دانائی میں اپنی مثال آپ تھا۔ کرناٹک میں اس نے بارہا پلچری کے فرانسیسیوں سے مقابلہ کر کے اپنی موثر جنگی کارروائیوں اور تدابیر سے کام لے کر ان کو ہر محاذ پر شکست دی تھی۔ فرانسیسیوں کا جب ارکاٹ پر سے عمل دخل ختم ہو گیا تو جنرل کوٹ کچھ عرصہ کے لیے ولایت چلا گیا پھر وہ بنگالہ کے نظم و نسق کے لیے جسے کمپنی نے حال ہی میں فتح کیا تھا۔ ولایت سے لوٹ کر بنگال آیا ہوا تھا۔ جب اسے ارکاٹ کی مہم کے لیے متعین کیا گیا تو وہ بنگالہ کے بندوبست کو ملتوی کر کے چھ سات سو کلاہ پوشوں (سولجر) دو پلٹن بنگالی سپاہیوں کو لے کر تیز رفتار جہازوں کے ذریعہ مدراس پہنچ گیا۔

نواب محمد علی خاں کی سادہ لوحی

نواب محمد علی خاں سراج الدولہ ترچلکپٹی سے منتقل ہو کر چیتال پیٹھ میں مقیم ہو گیا تھا۔ جنرل کوٹ کی جب اس سے ملاقات ہوئی تو جنرل نے اس سے پوچھا ——— "تمھارا لشکر کہاں ہے؟" سراج الدولہ نے جواب دیا ——— "ہم تو تمھارے لشکر پر بھروسہ کر کے اپنا اعتبار کھو بیٹھے۔ اکثر انگلستان کے کمانداروں نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ہمارے ملک کا ایک سپاہی تمھارے بیس سپاہیوں کے برابر ہے یہ بات بارہا مشاہدہ میں آچکی ہے تم آخر کس لیے ایسے نادان لشکریوں پر اپنا روپیہ ضائع کرتے ہو؟ ان کی باتوں میں آکر ہم نے اپنی فوج کو برطرف کر دیا اور ماہانہ سپہبندی کا خرچ تم کو ادا کرتے رہے اور تمھاری جنگی فراست اور کارگزاری سے اپنی امیدیں وابستہ رکھیں" ——— جنرل اس سادہ لوح کی ان باتوں پر مسکرانے لگا اور کہا ——— "یہ بات تم سے کسی مسخرے نے مزاح کے طور پر کہہ دی ہو گی حکمرانوں کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ اپنے حسب مقدور فوج اور لشکر کو مہیا رکھیں ورنہ پھر ان کو بجائے زمام حکومت کے کاسہ گدائی اپنے ہاتھوں میں سنبھالنا پڑتا ہے" جنرل کی باتوں پر سراج الدولہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور جو دو تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار بندوقچی اور پانچ سو سوار اس وقت رکاب میں موجود تھے جنرل موصوف کے حوالے کر دیے اور شہریوں بیوپاریوں سے باربرداری کے بیل کرایہ پر لے کر توپ کش کے لیے دیئے اور خزانہ میں دو لاکھ ہون جوڑ رکھے تھے لشکر کی باربرداری کے خرچ کے لیے وہ بھی اس کے سپرد کر دیے۔ یہ سب کچھ سہہ کر جنرل نے نواب بہادر کے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور فرنگی کوہ کے جنگل میں اپنی فوج کو منظم کیا اور تین ماہ تک کمپنی کے خزانہ سے لاکھوں روپیہ صرف کر کے لشکر کے بندوبست، فوج کی ترتیب، سامان جنگ کی فراہمی میں مصروف رہا۔ بنگال سے اس کے پاس برابر کشتیوں کے ذریعہ غلہ، جنگی ہتھیار، گولی، بارود، توپیں بندوقیں پہنچتی رہیں اور ونکل، نیلور، اور مچھلی پٹن سے کہ یہ علاقہ اب تک نواب کے چھاپہ مار قزاقوں سے محفوظ تھا۔ توپ خانہ کھینچنے، خیمے اور اسباب اٹھانے کے لیے کافی تعداد میں بیل منگوائے گئے۔ جب یہ سارا ساز و سامان مہیا ہو گیا اور لشکر بہ حیثیت مجموعی منظم و مرتب ہو گیا تو جنرل نے وہاں سے پیش قدمی کی اس وقت اس کے لشکر میں نواب حیدر علی خاں کے بلدۂ ارکاٹ سے نکلنے کی خبر گرم تھی لہذا اس نے بھی سیدھے ارکاٹ کا رخ کر کے چنگل پیٹ کی طرف کوچ کر دیا۔

جنرل کوٹ کی یلغار

نواب کے جاسوسوں نے ان کو آکر اطلاع دی کہ انگریزوں کا ایک نووارد سپہ سالار جنرل کوٹ نشانہ باز دستوں اور دوسرے بھاری لشکر کو لے کر وندواسی تک پہنچ چکا ہے۔ اسی اثنا میں طلایہ گرد سواروں نے عرض کیا کہ انگریزوں کا لشکر نہایت اضطرار و بے قراری کی حالت میں پھلچری کے جنگلوں میں سرگرداں ہے اس تازہ خوش خبری پر نواب کو حامی و ناصر خداوند کریم کی طرف سے کامیابی کی بڑی امید بندھ گئی۔ اس کے علاوہ ایک اور اچھی خبر یہ ملی کہ فرانسیسیوں کے جہاز کمک کے لیے بس ساحل پر پہنچنے ہی والے ہیں۔ ان خوشخبریوں اور اطلاعات کے ملتے ہی لبد ہی نواب بہادر نے انگریزوں سے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور بلا تاخیر کوچ پر کوچ کرتے ہوئے انگریزی لشکر کے سر پر جا پہنچے۔ اپنی روانگی سے پہلے ہی انھوں نے سدی ہلال خاں، مہا مرزا خاں، ایثار علی خاں، نور الابصار خاں اور بختیار علی خاں بخشیان فوج کو تمام سواروں اور چھاپہ مار قزاقوں کے ساتھ اس جانب روانہ کر دیا تھا۔ جنرل موصوف اس چھاپہ مار فوج سے قطعاً ہراساں نہیں ہوا اور قلعہ کرکٹ پالا کا کہ وہاں نواب بہادر کا تھانہ قائم تھا راتوں رات محاصرہ کر لیا اور صبح ہونے سے پہلے اس کی فوج رسیوں، کمندوں اور سیڑھیوں کے ذریعہ حصار پر چڑھ گئی اور تیر و تفنگ چلا کر اس جمعیت کو جو برجوں پر سے حملہ آوروں کی مدافعت کر رہی تھی ہلاک کر دیا۔ جب حیدری قلعہ دار نے ایک گھنٹہ تک جانبازی اور دلیری سے مقابلہ کرنے کے بعد جام شہادت نوش کیا تو قلعہ پر جنرل کا قبضہ ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے وہاں کے ذخائر اپنے لشکریوں میں تقسیم کرا دیے اور وہاں سے آگے کوچ کیا اور اس دن مقام چروالم میں اپنا کیمپ لگا کر قیام کیا۔ روشن خاں دستہ دار جو کوہ پرموکل گڑھ کے قلعہ پہ محاصرہ ڈالے پڑا تھا اور رستم علی خاں فاروقی، روشن خاں کی کمک کے لیے بھیجا گیا تھا اور اس نے وہاں اپنی جنگی چالوں سے محصورین کو بڑی حد تک عاجز کر دیا تھا۔ جنرل کی تازہ دم فوج کے پہنچنے کی خبر سن کر ان دونوں نے اچانک مورچے چھوڑ دیے اور اپنے لشکر کو لے کر نواب بہادر کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جنرل نے دوسرے دن اپنا کیمپ اٹھایا اور جنگلوں اور پہاڑوں کی آڑ لیتا ہوا پرموکل گڑھ پہنچ گیا اور وہاں کے بہادر کمانداروں کو بڑے عہدہ پر ترقی دے کر اپنے لشکر کے ہمراہ لے لیا اور دوسرے ایک سردار کو اس پہاڑ کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا۔ دوسرے دن اس نے وہاں سے پھلچری کی طرف کوچ کیا اس سارے راستہ میں اگرچہ لشکر خداداد کے بہادر چھاپہ مار انگریزی فوج کے گرد و پیش ترکتازی کرتے اور اس کا پس ماندہ مال و اسباب چھینتے رہے لیکن انھوں نے کوئی ایسا موزوں میدان نہیں پایا جہاں وہ اس فوج کا جم کر مقابلہ کر سکتے۔ جب جنرل کوٹ پھلچری پہنچا تو اس نے وہاں کے ایک فرانسیسی سوداگر سے جو شہر کا مستاجر تھا لشکر کے لیے غلہ اور سامان رسد قیمتاً خریدا اور وہاں سے آگے بڑھ کر گوڑ لوڑ کے علاقہ میں پہنچ گیا اور اس مقام کو ہر لحاظ سے مناسب جان کر اپنا مستقل کیمپ وہاں قائم کر دیا اور مدراس سے ہر طرح کا ساز و سامان کشتیوں اور دوسرے ذرائع سے مسلسل منگواتا رہا غنیم کی دست برد سے محفوظ اس مہلت کو غنیمت جان کر کچھ دن تک وہاں مناسب موقع کے انتظار میں ٹھیرا رہا۔

نواب بہادر میدانِ جنگ میں

گوڑ لوڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر لشکر حیدری نے آ کر اپنا پڑاؤ ڈالا اور اپنے لشکر کے ہر دو جانب خندقیں اور مورچے بنا کر توپیں نصب کرا دیں اور دشمن کے اقدام کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن جنرل کوٹ نے اپنے کیمپ سے باہر آنے کی ہمت نہیں کی اور وہیں خاموشی سے بیٹھا رہا۔ نواب بہادر نے اس مہلت سے پورا فائدہ اٹھایا اور انھوں نے میر علی رضا خاں کو اس کی جمعیت سمیت سدی ہلال کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ اور غازی خاں بید کو دوسرے سرداروں کے ہمراہ انگریزی فوج کے مقابل چھوڑ کر خود بقیہ سارے لشکر اور توپ خانہ کے ساتھ محمود بندر اور نواح کے دوسرے قلعوں کی فتح کے لیے روانہ ہو گئے اور ٹیپو سلطان کو ایک ہزار سوار اور چار پانچ ہزار نشانہ باز پیادہ فوج اور توپ خانہ دے کر تجاور و تنجر نگر کی طرف روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیپو سلطان کا حملہ

تنجاور نہایت ہی سرسبز اور شاداب خطہ ہے اس پوری سرزمین کو دو بڑے دریا کاویری اور کورام سیراب کرتے ہیں۔ یہ دونوں دریا اپنے اختتام پر سمندر میں جا کر نہیں گرتے بلکہ ایک جھیل پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں ٹیپو سلطان کی فوجوں نے جب اس سرسبز وادی میں قدم رکھا تو فتح اور کامیابی نے بڑھ کر ان کے قدم چومے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ سارا علاقہ بہادر لشکریوں کے گھوڑوں کے سموں سے پامال ہو گیا۔ وہاں کے اکثر بت خانے جو نقش و نگار اور زیب و زینت میں نگار خانہ چین کو بھی مات کرتے تھے ڈھا دیئے گئے اور اکثر عمارتوں، بازاروں اور دکانوں میں آگ لگا دی گئی اور اطراف و اکناف سے ڈھیروں اناج، بکثرت مویشی اور دوسرا کافی ساز و سامان مہیا کر کے حضور والا کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ اس صوبہ سے متعلقہ کارٹے پلی اور شاکوٹر کے قلعوں کی ٹیپو نے مرمت کرائی اور ان کو مستحکم کر کے ایک فوج کو اس علاقہ کے نظم و نسق اور حفاظت کے لیے وہاں متعین کر دیا۔

ترچناپلی کا معرکہ

تنجاور کی مہم سے فارغ ہو کر ٹیپو سلطان نے تمفر نگر (ترچناپلی) کا ارادہ کیا راستہ میں الیانور اور وڈیا پالم کی بستیوں میں اپنے عامل اور قلعدار مقرر کر کے وہ اسی رات سیرنگ اور جھمکیر پہنچ گئے۔ یہ دونوں مقام کاویری اور کورام کے درمیان واقع ہیں اور یہاں ہندوؤں کی نہایت قدیم جاترائیں اور مندر بنے ہوئے ہیں تنجاور کی طرح یہ علاقہ بھی تر و تازگی اور شادابی میں بے نظیر ہے ؎

ویرہا با سنگ صنعت ہم صنم بازین و زیب　　مہوشان شوخ و شنگ و لعبتان دلفریب

(مندر منقش پتھروں سے سنگ بستہ اور بت نہایت ہی آراستہ و پیراستہ ہیں اور وہاں کے حسین شوخ و طرار اور محبوب دلفریب ہیں)

جب اس سرسبز و شاداب خطہ پر فاتح لشکر نے حملہ کیا تو ٹیپو سلطان نے چھاپہ مار فوج کو لوٹ و غارت کی معافی دے دی۔ بس پھر کیا تھا دلیر اور بہادر لشکریوں نے بے خوفی کے ساتھ اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور دوسرے کنارے پہنچ کر بستیوں پر عام یلغار کر دی اور جتنا جو کچھ نفیس ساز و سامان اور زر و جواہر ہاتھ لگے سب لوٹ لیا۔ حسن پرست جوانوں نے برہمن اور لولی قوم کی مہ پارہ دوشیزاؤں اور شکیل و جمیل کنیزوں کو مع زر و زیور کے اپنی آغوش عشرت میں چھپا لیا اور کل مال غنیمت کا چوتھائی سرکار کے خزانہ میں جمع کرا دیا۔

دوسرے دن صاحبزادہ بہادر دونوں دریاؤں کو عبور کر کے کلی کوٹہ کی طرف جو قلعہ ترچناپلی کے مشرق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں چھ کوس کے فاصلہ پر ہے پہنچے ہی تھے کہ نواب بہادر بھی محمود بندر کی طرف سے اپنے لاؤ لشکر سمیت ترچناپلی کے ارادہ سے وہاں آ گئے واضح رہے کہ ترچناپلی کا قلعہ ہی اس ساری جنگ وجدال کا باعث تھا اور اسی پر قبضہ کرنے کے لیے مذکورہ بالا خونریز معرکوں کو سر کرنا پڑا تھا ٹیپو سلطان نے اثنائے راہ میں باپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور سامان غنیمت نذر گزرانا۔

چھکل پالہ کی خونریز لڑائی

دوسرے دن صبح لشکر حیدری نے قلعہ سے متصل آبادی پر حملہ کیا اور وہاں کی رعیت میں سے اکثر عورتوں بچوں اور مردوں کو اسیر کر لیا۔ اس وقت قلعہ کے دروازہ کے باہر انگریز کماندار مسٹر پال نئی بھرتی ہونے والے سپاہیوں کو قواعد کرا رہا تھا۔ اس کو جونہی اس حملہ کی اطلاع ملی چھ سو جوانوں اور دو توپوں کے ساتھ اس نے دشمن کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور گولہ باری کرتے ہوئے چھاپہ مار سواروں کا تعاقب کیا اس کے ساتھ شہر کے ہزاروں آدمی بھی تعاقب میں شامل ہو گئے۔ ہوشیار سوار ان کو اپنے پیچھے لگائے قراولی کرتے ہوئے قدم قدم چھکل پالہ کی طرف بڑھنے لگے یہ مقام قلعہ کے مشرق میں ایک فرسنگ[1] جریبی پر واقع ہے اس جگہ نواب بہادر بندوقچیوں اور توپ خانہ کے ساتھ پہلے پہنچ کر قیام فرما چکے تھے جب مذکورہ سردار نے سواروں کو بھاگتا ہوا دیکھا تو بے تامل ان کے پیچھے بڑھتا چلا گیا اور لشکر گاہ سے ایک توپ پرتاب[2] کے فاصلہ پر رک کر ٹھہر گیا اس کو رکتا ہوا دیکھ کر چالاک قزاقی پھر لوٹے اور اپنی تلواریں اور نیزے تولتے ہوئے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اس کے مقابل ہوئے۔ انگریز کماندار ان کے قریب میں آ گیا۔ اور توپوں کو آگے بڑھا کر گولہ باری کرتے ہوئے بڑے جوش وخروش سے پھر آگے بڑھا اب سوار پھر قدم قدم پسپا ہونے لگے اور مسٹر پال اس انبوہ کثیر کو لیے ہوئے ان کے پیچھے تیزی سے بڑھے غرض اس طرح چھاپہ مار سوار غنیم کو چھکل پالہ کے میدان میں کشاں کشاں لے آئے۔ جونہی انگریزوں کی یہ جمعیت پالہ کے میدان میں داخل ہوئی ایک جانب سے خون آشام بندوقچیوں کے رسالہ نے اچانک ان پر حملہ کر دیا وہ اس طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ دوسری طرف سے ان سواروں نے جو اب تک بزدلی سے بھاگتے نظر آ رہے تھے پلٹ کر شیرانہ وار یلغار کر دی۔ اگرچہ پال نے اپنی جمعیت کو درست قاعدہ سے منظم کر لیا تھا۔ لیکن شہریوں کا جو غول لڑائی کا تماشہ دیکھنے کے لیے ساتھ چلا آ رہا تھا بری طرح شور وغل کرنے لگا

---

[1] فرسنگ۔ سوا میل کے لگ بھگ کا فاصلہ۔

[2] یعنی جس قدر دور تک توپ کا گولہ پہنچتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بے فائدہ جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوج کی صفوں میں اس طرح پھیل گیا کہ پال کو آتشباری کی مہلت ہی نہیں مل سکی اس کے ساتھ جو نئے رنگروٹ چلے آئے تھے خوف کے مارے ان کے ہاتھوں سے بندوقیں چھوٹ گئیں اور وہ کیچڑ پانی میں پھنس کر رہ گئے اور بعض نے اس قریہ کی رعیت کے گھروں میں پناہ لے لی۔ ذرا سی دیر میں سواروں میں اپنے تیروں سے دشمنوں کے سینے چھلنی کر دیے اور بندوقچیوں نے اپنی سنگینیں ایک ایک کر کے پیٹ میں گھونپ دیں اور میدان جنگ خون کی ندیوں سے سرخ ہو گیا انگریز کمانڈر پال جیسے غالباً اس سے پہلے اس قسم کی جنگی بازی گری کا تجربہ نہیں ہوا تھا بدحواس ہو کر قلعہ کی طرف بھاگا اس وقت علی نواز نامی ایک جانباز نے گھوڑا بڑھا کر اس کا پیچھا کیا اور ایک مرتبہ اس کے قریب پہنچ کر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا لیکن ابھی اس کی زندگی باقی تھی تلوار اس کے لانبے لانبے بالوں پر سے اچٹ کر رہ گئی اور وہ قلعہ میں اپنی جان سلامت لے کر داخل ہو گیا۔

قلعہ ترچناپلی کا محاصرہ

نواب بہادر نے پالہ کے میدان میں قتل ہونے والے دشمنوں کے سر چند بڑے بڑے ٹوکروں میں بھروا کر غنیم کی عبرت کے لیے قلعہ میں بھجوا دیے اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ "اگر تم لوگ جلد ہی قلعہ ہمارے کارندوں کے حوالہ کر دو تو بہتر ورنہ جتنے لوگ قلعہ میں محصور ہیں ان کے سر بھی اسی طرح کاٹ لیے جائیں گے" اس شکست سے اور اپنے آدمیوں کے کٹے ہوئے سر دیکھ کر قلعہ والوں پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ برجوں اور دیواروں پر وہ نقش حیرت بنے مبہوت و ششدر رہ گئے۔ قلعہ کے دروازے تک بند کرنے کا کسی کو ہوش نہیں رہا اور وہ اسی طرح کھلے پڑے رہے۔ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ آخر کریں تو کیا کریں؟ باوجود اس کے کہ غنیم جلادت پیشہ فوج قریب ہی پڑاؤ ڈالے پڑی تھی نہ تو وہ لڑائی کی کسی تیاری کی طرف متوجہ تھے اور نہ دشمن کی مدافعت کی فکر کر رہے تھے۔ اگر اس حالت کی اطلاع اسی وقت حملہ آور فوج کو ہو جاتی تو بڑی آسانی سے وہ بلا کسی مزاحمت اور جنگ کے قلعہ میں داخل ہو جاتی لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ نواب بہادر کو اس کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ اسی لیے انھوں نے بجائے قلعہ کی طرف کوچ کرنے کے ٹیپو سلطان کو موسیو لالی فرانسیسی کے ساتھ مورچے بنوانے اور یورش کا سامان یعنی خندقوں کو بھرنے کے لیے پشتارے، گھاس، درخت کی شاخوں کے پشتے اور دیواروں پر چڑھائی کے لیے سیڑھیاں کمندیں اور رسیاں فراہم کرنے کے لیے متعین کیا۔

حملہ آور فوج کو ان تیاریوں میں مصروف دیکھ کر قلعہ والوں کو بھی کچھ اپنا ہوش آیا اور انھوں نے قلعہ کے دروازے بند کر کے مدافعت کی تیاریاں شروع کر دیں اس وقت قلعہ میں مسٹر پال کے علاوہ کرنل لکسن اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی خاں تحصیلدار فوج کے سربراہ اور بندوبست کے ذمہ دار تھے چونکہ اس وقت قلعہ میں باقاعدہ سپاہی پانچ چھ سو سے زیادہ نہیں تھے اس لیے انھوں نے ہندو مسلمان شہریوں کو ماہانہ تنخواہ اور روزینہ پر ملازم رکھا اور لوہاروں، سناروں کو توپ اندازی پر مامور کیا اور ہر برج و دیوار پر اپنی اس بے سری جمعیت کو مدافعت اور نگہبانی کے لیے متعین کر دیا۔

جنرل کوٹ کی آمد

نواب بہادر کے لشکر نے اس اثنا میں یورش کی پوری طرح تیاری کر لی تھی چرکل پالہ کی سمت والے دروازہ کے قریب سارے انبار جمع ہو چکے تھے اور دور پالہ کی جانب سرمست کنعانی کی درگاہ واقع تھڑولی کے پاس بھی یورش کے سامان کے تودے لگا دیے گئے تھے۔ فوج ساری تیاریاں کر کے نواب بہادر کے بس فرمان کی منتظر تھی کہ اچانک میر علی رضا خاں اور دوسرے افسرانِ فوج کی عرضیاں پہنچیں کہ جنرل کوٹ کافی سامان جنگ لے کر محمود بندر کی طرف کوچ کر رہا ہے اگر آپ جلد ہی اس کی طرف توجہ فرمائیں تو دشمن کا بہت جلد قلع قمع ہو جائے گا۔

جس وقت ٹیپو سلطان کی فوج تجاور اور تھرنگر کے نواح میں حملہ کر کے رعیت کا کوئی لحاظ کیے بغیر دشمنوں کو سزا دینے میں مصروف تھی تو اس علاقہ کی تباہی و بربادی کی خبریں دور دور تک پھیل گئی تھیں، جنرل کوٹ کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ اس سارے ساز و سامان اور کثیر فوج کو لے کر جو بنگالہ کے جہازوں کے ذریعہ اس کے پاس پہنچ چکی تھی اپنے کیمپ سے محمود بندر اور سلمبر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

گھمسان کی لڑائی

جنرل کوٹ کی اطلاع پاتے ہی نواب بہادر اسی وقت پورے لشکر اور توپ خانہ کو لے کر یلغار کرتے ہوئے اس طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے پیچھے ٹیپو سلطان نے بھی تمام مورچوں اور یورش کے سامان کو آگ لگوا دی اور محاصرہ چھوڑ کر چلے آئے۔ جنرل موصوف نے جب کوچ کیا تو ان کے لشکر کا ہراول جسے انگریزوں کی اصطلاح میں "پکٹ" کہا جاتا ہے قریہ ناگور کے قریب پہنچا اس وقت سدن ہلال بخشی نے ہراول پر گھوڑے دوڑاتے ہوئے حملہ کیا اور تیر کمان نیزہ و تلوار سے دست بدست لڑائی ہونے لگی طرفین سے کافی آدمی اس لڑائی میں کام آ گئے بخشی مذکور کا بھی وقت آ پہنچا تھا، چنانچہ وہ تیروں، تلواروں، بندوقوں اور نیزوں کے کئی زخم کھانے کے بعد شہید ہو گیا۔ یہ شکست محض ہلالی خاں کا تم خاں کی غداری کی وجہ سے رونما ہوئی۔ کیونکہ وہ نمک حرام اپنے سوار رسالہ کے ساتھ بھاگ کر جنرل کے لشکر میں چلا گیا تھا۔

غرض جنرل وہاں سے آگے بڑھ کر محمود بندر پہنچ گیا اس دن وہاں قیام کرنے کے بعد رات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ سلیمہ پر اس نے یورش کر دی۔ وہاں کے قلعدار یوسف خاں نے جو ایک بہادر آدمی تھا صرف تین سو پیادوں کی مختصر سی جمعیت کے ساتھ قلعداری اور جوانمردی کی لاج رکھ لی اور تیر و تفنگ، بان اور آتشین گولے برسا برسا کر حملہ آوروں کا منہ پھیر دیا چنانچہ اس محاصرہ میں دو تین سو سپاہی ہلاک ہو گئے اور جنرل نے مایوس ہو کر اپنے لشکر کو قلعہ سے ہٹا لیا اور محمود بندر کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ لشکر خداداد فتح ظفر کے جھنڈے اڑاتا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے جنرل کی واپسی کا راستہ روک لیا اور خونخوار انگریزوں کے دائیں بائیں حلقہ بندی سی کر دی اور ان کی گزرگاہ میں جو چند گڑھیاں تھیں ان کو آلات حرب سے مستحکم کر کے فوجی دستے متعین کر دیئے۔ جس وقت یہ لڑائی چھڑی نواب بہادر حیدر علی خاں ریت کے ایک تودے کی پناہ میں اپنی زرکار کرسی ڈالے تنہا بیٹھے ہوئے تھے اور فریقین کی جنگ آزمائی کا نہایت اطمینان کے ساتھ نظارہ کر رہے تھے۔ غنیم کے عقب میں ترکتازی کے لیے میر رضا علی خاں کو مقرر کیا گیا تھا۔

انگریزوں کی فتح

جنرل کوٹ نے جب اپنی فوج کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پایا تو اس نے جہاز کے کپتانوں کو حکم دیا کہ وہ لشکر کے محاذی اپنے اپنے جہاز لا کر کھڑا کر دیں اور کوچ کے وقت فوج کی حفاظت اور مدد کے لیے تیار رہیں۔ اس انتظام کے بعد اس نے سیدھا راستہ چھوڑ کر ساحل کی راہ اختیار کی اور اپنے تمام بھیر بنگاہ اور رسد کو سمندر کی فوجوں کے قریب ہو کر چلنے کا حکم دیا اور مخالفین کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے ان گڑھیوں پر قبضہ کر لیا جن پر حیدری لشکر متعین تھا۔

اس نازک موقع پر جب کہ غنیم ساری رکاوٹوں کو روندتا ہوا بڑھتا چلا جا رہا تھا ٹیپو سلطان اور موسیو لالی نے اپنے لشکر کو آگے لا کر اس کا راستہ روک لیا اور محمد علی کمندان، سید حمید اور شیخ عمر وغیرہ کے رسالوں کو حملہ کے لیے آگے بڑھایا بندوقچیوں اور گولندازوں نے ایسی سخت آتشباری کی کہ جنرل کی فوج زمین پر لیٹ کر کھسکنے لگی۔ دوسری طرف کیوڑہ کے درختوں کے پیچھے جو وہاں بکثرت تھے باندار چھپے بیٹھے تھے انھوں نے انگریزوں کے بھیر پر بان چھوڑ کر ان کو بری طرح زیر و زبر کر دیا۔ غرض دوپہر تک جنگ کی آگ پوری تیزی سے بھڑکتی رہی اور ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ انگریزی فوج بڑی نازک صورت حال سے دوچار تھی کچھ دیر اگر یہی حال رہتا تو جنرل کی فوج میں پراگندگی پیدا ہو جاتی لیکن اس کی خوش نصیبی کہ اسی وقت گوڈلوٹ کی طرف سے دو جہاز آ کر ساحل پر اس کی فوج کے محاذی کھڑے ہو گئے۔ ان جہازوں کے پہنچنے سے انگریزوں کی جان میں جان آئی اور جنرل کوٹ نے ساحل سے پلٹ کر باقاعدگی کے ساتھ اپنی صفیں درست کیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یلغار کردی جس طرف نواب بہادر کی نشست گاہ تھی اس کو روکنے کے لیے سواروں، نشانہ بازوں سالوں نے پورا زور لگایا لیکن وہ اس کے حملہ کی تاب نہ لاکر پسپا ہو گئے انگریزی توپوں کی گولہ باری سے بھی اکثر بہادر سپاہی اور مقتول ہوئے۔ نواب بہادر نے جب غنیم کو جرأت کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھا تو مفت میں غریب لشکریوں کو ہلاکت میں مبتلا کرنا مناسب نہ جانا اور حکم دیا کہ توپوں کو پیچھے کھینچ کر میدان کچھ زیادہ وسیع کر لیں چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔

میر علی رضا خاں کی شہادت

میدان جنگ کا یہ رنگ تھا کہ میر علی رضا خاں نے جو دشمن کے عقب پر متعین تھے سمندر کے ساحل کی طرف سے دشمن کی فوج اور رسد پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس طرف سے وہ ابھی کچھ آگے بڑھے ہی تھے کہ غنیم کے ایک جہاز سے چلا ہوا توپ کا گولہ ان کے بازو پر لگا اور وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور اسی وقت شہادت پائی۔ ان کے ہمراہیوں نے حلقہ میں لے کر ان کی لاش اٹھا کر پالکی میں ڈال دی اور بدقت تمام حضور میں لے آئے۔ نواب پر اس بہادر کارگزار کی موت پر بڑی رقت طاری ہوئی لیکن وہ وقت قلق و اضطرار کا نہیں بلکہ صبر و قرار کا تھا۔ چنانچہ ان کے ابروؤں پر شکن تک نہیں پڑی۔ البتہ پالکی کا پردہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس شہید کے متبسم لاشہ کو ایک نظر دیکھا اور اسی وقت اس کی لاش ایک صندوق میں رکھوا کر سرنگا پٹن روانہ کر دی۔ اس کا سارا لشکر، خزانہ، زر و جواہر، دوسرے اسباب، گھوڑے اور ہاتھیوں کی فہرست تیار کر کے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو جو مرحوم کے حقیقی بھانجے ہوتے تھے یہ سارا سامان عطا کر دیا۔ اس کے لڑکے فخرالدین خاں کو جو سن تمیز پر پہنچ چکا تھا (اگرچہ وہ ان کی ایک حرم کا لڑکا تھا لیکن سرداری کی پوری لیاقت و شان اس میں موجود تھی) حضور میں بلایا اور تسلی و دلدہی کے لیے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے ماتمی خلعت عطا فرمایا اور اس کے باپ کے جلوس کا ساز و سامان ہاتھی، عماری، نوبت و نقارہ کے اعزازات اس کے نام بحال کر دیے اور تربیت کے لیے اس کا ہاتھ ٹیپو سلطان کے ہاتھ میں دے دیا۔

لشکرِ حیدری کی پسپائی

اس دن چونکہ لشکر حیدری میں بڑا انتشار پیدا ہو گیا تھا اس لیے مزید لڑائی کو جاری رکھنا مناسب نہ جان کر نواب بہادر نیگلی پیٹھ کی طرف چلے گئے اور اپنے جانثاروں کی لاشوں کو سپرد خاک کر کے زخمیوں کو ڈولیوں اور پلنگوں پہ اٹھوا کر ارکاٹ کا ارادہ کیا۔ اسی مقام سے سید صاحب کو تنجاور اور نتھر نگر کے متعلقہ قلعوں اور مواضعات کے بندوبست کے لیے روانہ کیا۔

جنرل کوٹ کو جب اس میدان میں کامیابی ہو گئی تو وہ لوٹ کر چلپری چلا گیا، اور پرمو کل گڑھ جنگل پیٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے راستہ فرنگی کوہ میں داخل ہو گیا اور کسی جگہ درمیان میں قیام نہیں کیا کیونکہ راستہ بھر چھاپہ مار دستے اس کے لشکر پر چھاپے مار مار کر بری طرح پریشان کر رہے تھے۔

پدموکل گڑھ کی فتح

نواب بہادر بھی اپنی قیام گاہ سے نکل کر ترادوی اور بیلپور کی راہ سے ٹنڈی دلم پہنچے اور اس بستی کو اپنا مستقر بنا کر ٹھہر گئے۔ اسی اثنا میں اتفاق سے ان کے چند سوار گھاس اور لکڑی لینے کے لیے پدموکل گڑھ کی حدود میں داخل ہو گئے وہ ایک باغ میں جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا اپنے کام میں مشغول تھے کہ پہاڑ کے سرداروں نے ان کو دیکھ لیا اور چند بندوقچیوں کو ایک جمعدار کے ہمراہ کر کے ان پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جمعدار اس قصبہ کے تالاب کے بند کی آڑ لیتے ہوئے باغ میں داخل ہو گیا اور اچانک اس جماعت پر گولیاں برسانے لگا۔ سوار چونکہ بے خبر تھے گولی چلنے کی آواز سے وہ منتشر ہو گئے بعض نے گھوڑے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی اور بعض اسی جگہ دشمن کا نشانہ بن گئے۔ جمعدار ان کے گھوڑے لے کر پہاڑ پر واپس چلا گیا۔ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد نقیبوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس نواح میں ایک پہاڑ اب تک سرکار کے قبضہ میں نہیں آیا اور وہاں کا قلعدار اکثر رعایا اور لشکریوں کو ایذا پہنچاتا رہتا تھا چنانچہ آج بھی اس نے پائگاہ کے چند سواروں کو قتل کر کے ان کے گھوڑے چھین لیے یہ سن کر نواب نے اس پہاڑ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور وہاں سے کوچ کر کے اس میدان میں جس میں روشن خاں نے قیام کیا تھا خیمہ گاہ لگوا دی اور بہادر سرداروں نے دونوں جانب سے ہجوم کر کے پہاڑ کو حلقہ میں لے لیا ٹیپو سلطان اور موسیو لالی نے پہاڑ کی پشت پر خندقیں کھدوا کر اور مورچے باندھ کر گولنداز وں کو قلعہ کا حصار توڑنے پر مامور کر دیا۔ پیادہ فوج نے باوجود گولہ باری کے پتھروں کی آڑ لیتے ہوئے پہاڑ پر چڑھائی کی اور قلعہ کے نیچے اپنے مورچے جما لیے۔

قلعہ میں اگرچہ تین سو جنگ جو سپاہی موجود تھے اور سامان جنگ و رسد کا بھی کافی ذخیرہ تھا لیکن قلعدار مقابلہ سے برابر پہلو تہی کر رہا تھا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ایک کافر فاحشہ عورت کے حسن و جمال کا گرویدہ تھا اور کسی معاملہ میں بھی اس کی دل شکنی روا نہیں رکھتا تھا۔ وہ فاحشہ جنگ کے بجائے صلح کر لینے پر سختی سے اصرار کر رہی تھی چنانچہ محاصرہ کے دوسرے دن اس نے بڑے ناز نخروں اور بے حیائی کے ساتھ قلعدار کا دامن تھام کر روتے ہوئے کہا اگر تم جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو پہلے مجھے قتل کر دو۔ کچھ اور لوگ بھی اس مشورہ میں اس کی تائید کرنے لگے۔ بس اپنی اس معشوقہ کی خاطر قلعدار صلح کر لینا چاہتا تھا۔ لیکن اسی اثنا میں شیخ عبدالقادر نامی صوبہ دار نے قلعداری کی ذمہ داریاں خود سنبھال لیں اور وہ برابر چھ دن تک مقابلہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جما رہا لیکن چھٹے دن مورچہ والوں کی گولی کا نشانہ بن کر وہ ہلاک ہوگیا اور ساتویں دن قلعہ کی دیوار بھی گولہ باری سے منہدم ہوگئی اب محصورین میں تاب مقابلہ نہیں رہی اور حاکم قلعہ نے نواب بہادر کی اطاعت قبول کر کے قلعہ سپرد کر دیا۔ نواب نے قلعہ پر اپنے حاکم مقرر کر کے اس کی مرمت کا حکم دیا اور وہاں سے وندواسی کے قلعہ کی طرف کوچ کر دیا ——— واضح رہے کہ جب جنرل کوٹ نے پرموکل گڑھ کے محاصرہ کی خبر سنی تو اس نے بندوقچیوں کے دو رسالوں کو سامان رسد گولی بارود کے ساتھ قلعدار کی کمک کے لیے روانہ کر دیا تھا یہ فوج اچرواک کی حدود میں پہنچی تھی کہ قلعہ کی فتح کا حال سن کر وندواسی کے قلعہ میں چلی گئی اور قلعہ کو مضبوط کر کے غنیم کا انتظار کرنے لگی۔

موسیو لالی کی ناکام کوشش

جب نواب بہادر وندواسی کی طرف سے گزرے تو وہاں تین چار دن ٹھہر کر قلعہ شکنی کی تدبیریں اختیار کیں اور کئی ایک حملے کیے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اسی اثنا میں ارکاٹ کے چند زیادہ اہم اور ضروری معاملات انھیں پیش آگئے اسی لیے وہ ارکاٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ البتہ وندواسی کے قلعہ پر موسیو لالی، سید حمید اور شیخ النصر کو چھوڑ گئے۔ فرانسیسی کمانداروں اور دوسرے سرداروں نے اطراف سے مورچے قائم کر کے توپیں نصب کرائیں اور قلعہ کا حصار توڑنے کے لیے گولہ باری شروع کر دی چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں قلعہ کی دیوار ٹوٹ گئی اور لشکر نے پے در پے کئی حملے کیے لیکن سردار قلعہ نے پوری بہادری اور پامردی سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے ہر حملہ کو ناکام بنا دیا۔ جب موسیو لالی نے دیکھا کہ محاصرہ طول کھینچتا جا رہا ہے اور کام بنتا نظر نہیں آ رہا ہے اور قلعہ دار بھی کافی تجربہ کار معلوم ہوتا ہے تو اس نے دوسرے سرداروں کے مشورے سے مکر و فریب سے کام نکالنے کی تجویز سوچی اور یہ طے پایا کہ ایک فوج کو انگریزوں کے لشکر کی طرح آراستہ کر کے اپنے لشکر سے جدا کیا جائے اور راتوں رات کرکٹ پالہ اور چنگل پٹ کے راستہ پر ایک منزل کے فاصلہ تک بھیج دیا جائے اور ایک فرانسیسی سردار کو جو انگریزی زبان میں بخوبی نوشت و خواند کر سکتا تھا اس فوج پر متعین کیا جائے تاکہ یہ فوج کمک کا بہانہ کر کے قلعہ میں داخل ہو جائے، اور اس کے دروازے کھول دے اس قرارداد کے مطابق ساری تیاریاں کر کے مذکورہ سردار کے ساتھ انہوں نے ایک جمعیت روانہ کر دی اس نے انگریزی میں اس مضمون کا ایک خط قلعدار کے پاس روانہ کیا کہ میں "مدراس سے ایک بڑے لشکر کو لے کر مع سامان رسد غنیم کے مقابلہ پر متعین کیا گیا ہوں۔ تم ہوشیار رہنا کل صبح ۸ بجے سے پہلے ہی میں قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا تاکہ غنیم کو جلد شکست دی جا سکے" جب یہ خط ہرکاروں نے قلعدار کے پاس پہنچایا تو وہ اس خط کے وصول ہونے پر نہایت خوش ہوا لیکن جب اسے لکھنے والے کا نام بتایا گیا تو سخت متامل و حیران رہ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ جس شخص کا نام لکھا گیا تھا وہ سامان رسد اور توپ کھینچنے والے بیلوں کی فراہمی کے لیے سیتکا کول اور گنجام کی طرف گیا ہوا تھا اور اس کی روانگی کا قلعدار کو بخوبی علم تھا۔ وہ کچھ کھٹک سا گیا کہ ممکن ہے کہ موسیو لالی نے کوئی فتنہ کھڑا کیا ہو۔ وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ دوسرے دن بندوقوں اور توپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ قلعدار نے جب غور سے مشاہدہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ گولیاں دو فوجوں کے درمیان مسلسل چل رہی ہیں، لیکن طرفین سے کوئی ہلاک اور زخمی ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے بلکہ بغیر گولے کے صرف بارود چھوٹنے کی آواز آ رہی ہے جس کا دھواں فضا میں چکر کھا رہا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو اس پر حقیقت کا گمان ہو۔ اب تو اسے یقین آگیا کہ یہ سب فریب ہے چنانچہ اس نے اپنی جمعیت کو گھات میں بٹھا کر چند توپوں کو انگوری گولوں سے پُر کرایا اور ان کا انتظار کرنے لگے۔ کمک پر آنے والی جمعیت کے سردار نے ہرکاروں سے پیام بھیجا کہ خدا کا شکر ہے ہم بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں اب تم قلعہ کے دروازے کھول دو تاکہ وہیں آکر ہم تمہارے ساتھ ہم کلام و ہم طعام ہوں۔ قلعدار نے جواب میں کہلا دیا کہ تم اپنی جمعیت کو قلعہ کے باہر یعنی خندق کے اس طرف ٹھیراؤ۔ دروازہ کے پیچھے ہم لوگوں نے ایک مضبوط دیوار کھڑی کر دی ہے اس کو گرانے میں بہر حال کچھ دیر لگے گی۔

مختصر یہ کہ جس وقت وہ جمعیت مذکورہ مقام پر آکر ٹھیر گئی تو قلعدار نے برج پر آکر بغور ان کا مشاہدہ کیا اور ان کے لب و لہجہ، حرکات و سکنات سے جان گیا کہ یہ سب نقلی انگریز ہیں۔ فوراً ہی اس نے اپنے توپچیوں کو اشارہ کیا اور انھوں نے اچانک اس جمعیت پر گولہ باری کر کے ان میں سے بیشتر کو ہلاک کر دیا اور اس واقعہ سے ایسی سراسیمگی ان کے اندر پھیلی کہ بندوقیں اٹھانے تک کی ان کو فرصت نہیں ملی اور وہ فقط اپنی جان بچا کر لشکر گاہ میں واپس آسکے۔

جب نواب نے اپنے لشکریوں کی ہزیمت اور قلعہ کشائی کی اس بے نتیجہ تدبیر کا حال سنا تو سخت غضبناک ہوئے اور موسیو لالی فرانسیسی کو دوسرے سرداران فوج کے ساتھ اپنے پاس طلب کر لیا البتہ چھاپہ مار سواروں کا محاصرہ قلعہ کے اطراف قائم رہنے دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدراس سے ویلور تک

۱۱۹۶ھ - ۱۷۸۲ء

جس وقت جنرل کوٹ، محمود بندر کی جنگ کے بعد مدراس سے واپس ہوا تو اس کی مدد کے لیے کمپنی نے بنگال سے ایک بڑی جمعیت روانہ کی۔ کمک پر آنے والے اس لشکر میں پانچ ہزار نشانہ باز سپاہی، سولجروں کے دو رسالے پورے ساز و سامان کے ساتھ موجود تھے۔ توپوں کو کھینچنے والے بیل اور کافی رقم یہ لوگ لے کر آئے تھے۔ غلے سے بھری ہوئی ستر کشتیاں بھی پہنچ گئیں۔ جب مال و غنائم سے لدا پھندا یہ لشکر پہنچا تو جنرل کوٹ نے صف آرائی کر کے محمد علی کے لڑکے سیف الملک کو اپنے ہمراہ لیا اور راستے ویلور کے قلعہ میں جہاں انگریزوں کی فوج محصور تھی رسد پہنچانے کے لیے تراوالور طاہر خوانی کے راستے سے روانہ ہوا۔

اس وقت نواب بہادر حیدر علی خاں دلیس آپورا اور دالپنڈل کے علاقے میں مقیم تھے۔ طلایہ دار سواروں نے جنرل کوٹ کے کوچ کی خبر وہاں پہنچائی۔ نواب نے اسی وقت لشکر اور توپ خانہ کے ساتھ کندا پور (کاونتری پاک) سے اس جانب کوچ کیا لیکن اس سے پہلے کہ ان کا لشکر مقابلہ پر پہنچتا جنرل تاوالور سے راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے کرنل بیری کی معرکہ گاہ کے شمال میں پہنچ گیا اور اسی جگہ اس نے قیام کیا۔ دوسرے دن اس نے وہاں سے پیش قدمی کر کے اک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔

اسی وقت نواب بہادر حیدر علی خاں کا لشکر بھی گھوڑے سے دوڑاتے ہوئے دن چڑھے اس میدان میں پہنچا۔ ہر دو غنیم جب مقابل ہوئے تو جیسے جیسے دھوپ تیز ہوتی چلی گئی جنگ کی آگ بھی شدت سے بھڑکتی چلی گئی اور تقریباً سہ پہر تک ہر دو فریق ٹکراتے رہے۔ بندوقوں کی آتش باری اور توپوں کی گھن گرج سے میدانِ جنگ حشر کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

ٹیپو سلطان نے میمنہ کو اپنے ساتھ لے کر انگریزوں کے چنداول (عقبی دستہ) اور پھر رسد بار برداری پر حملہ کیا اور ان کے ہزاروں آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ٹیپو کے ایک ہی حملہ میں دشمن کی چنداول فوج ہر طرف منتشر ہو گئی اور میدان سے بھاگ نکلی۔ چنداول کے تعاقب میں ٹیپو کا میمنہ بھی منظم نہ رہ سکا۔ میمنہ کو بے ترتیب دیکھ کر انگریزوں کے چند کمانداروں نے جرأت سے کام لیا اور گولیاں برسا کر اس کی پیش قدمی روک دی۔ اس وقت شام ہو چکی تھی۔ ٹیپو نے کسی نہ کسی طرح اپنے میمنہ کو منظم کر کے اس خطرے سے باہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال لیا اور لشکر گاہ کی طرف لوٹ گیا۔ انگریز سردار اس عارضی کامیابی کے بعد میدان کے نشیبی حصے پر ٹھہر گئے لیکن ان کو یہ کامیابی بڑی مہنگی پڑی تھی۔ کیونکہ ان کا سارا سامان رسد اور غلہ لشکر حیدری کے ہاتھ لگ گیا تھا اور رسد کی مزید فراہمی کے بغیر وہ غنیم کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا وہ سامان جنگ اور رسد فراہم کرنے کے لیے مدراس واپس ہو جانے پر مجبور ہو گئے۔

ترپاسور کا میدانِ جنگ

جنرل کوٹ نے مدراس میں دوبارہ ساز و سامان ویلور لے جانے کے لیے رسد جمع کی اور پوری تیاری کے ساتھ ویلور کے ارادہ سے لشکر لے کر نکلا اس کی فوجیں جب ترپاسور کے میدان میں پہنچیں تو وہاں انھوں نے سلطنت خداداد کے بہادروں کو مقابلے کے لیے تیار پایا۔

یہ بڑا سخت معرکہ تھا۔ بہادری، فنون جنگ، تجربہ اور ساز و سامان کے لحاظ سے دونوں لشکر مساوی حیثیت رکھتے تھے۔

جنگ شروع ہوئی لوہے سے لوہا ٹکرانے لگا۔ سنسناتے ہوئے تیروں نے موت کا راگ چھیڑ دیا۔ توپوں کے دہانے آگ برسانے لگے بندوقوں کی دھواں دھار سے میدان تاریک ہو گیا۔ جتنی جنگی چالیں تھیں فریقین نے خوب آزمائیں ہر دو غنیم ایک دوسرے سے خوب جم کر لڑے اور کسی نے کوئی کوتاہی نہیں کی یہ مقابلہ اس برابری کا تھا کہ میدانِ جنگ ایک ایسی ترازو معلوم ہو رہا تھا جس کے دونوں پلڑے برابر ہوں۔ فتح و شکست منتظر تھیں کہ کوئی ایک پلڑا جھکے تو وہ اس محاربہ عظیم کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنے اپنے مقام کا تعین کر لیں آخر کار تقدیر نے اپنا وزن سلطنت خداداد کے پلڑے میں ڈال دیا۔

لشکر حیدری کے ایک ہوشیار توپچی نے غنیم کے اک بہادر کرنل اسٹوٹ نامی کو جو بڑی پامردی سے اپنی فوجوں کو لڑا رہا تھا تاک کر نشانہ بنایا خوش قسمتی سے کرنل بچ گیا لیکن جان کے صدقے میں اسے اپنی ایک ٹانگ نذر کرنی پڑی کرنل اسٹوٹ کے زخمی ہوتے ہی اس کے لشکر میں انتشار پھیل گیا۔ اسی توپچی نے عین اسی موقع پر ایک دوسرا گولہ سیف الملک کی سواری کی طرف سر کیا جس کی ضرب سے سیف الملک کا گھوڑا گر پڑا اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ میدان میں ٹھہر نہ سکا قریب تھا کہ غنیم کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑتا لیکن رات کے سیاہ پردے نے ان کی ناکامیوں کو ڈھانک لیا۔

انگریزی فوج کو جنگ کے پہلے ہی دن چشم زخم جو پہنچا تو اس نے انگریز کمانداروں کو بڑی تشویش میں مبتلا کر دیا اور رات بھر وہ غنیم کو زک دینے کی تدبیروں پر مشورے کرتے رہے لیکن وہ اچھی طرح جان چکے تھے کہ اس موقع پر دشمن سے بازی لے جانا کسی طرح ممکن نہیں چنانچہ صبح ہوتے ہی انگریزی فوج بجائے معرکہ آرائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے ترپاسور کے میدان میں کوچ کر گئی اور تروا لور کی سرحدوں پر جا کر اس نے دم لیا۔ آرام طلب سیف الملک جسے زندگی بھر کبھی میدان جنگ کا تجربہ نہیں ہوا تھا توپ کے ایک گولے کے پھٹنے ہی سے ایسا خوفزدہ ہوا کہ اسے بخار اور لرزہ چڑھ آیا۔ چنانچہ انگریزوں نے اسے اس کے باپ محمد علی کے پاس پہنچا دیا۔

نواب بہادر حیدر علی خاں نے جب جنرل کوٹ کی فوجوں کو بھگا کر ترالور پہنچا دیا تو وہاں سے کوچ کر کے وہ شہر ارکاٹ چلے گئے اور وہاں کے نظم و نسق کو درست کرنے میں مصروف رہے۔ اس اثنا میں جاسوسوں نے فرانسیسی جہازوں کی آمد کے متعلق اطلاع دی کہ فرانسیسی سپہ سالار موسیو لیبوسی ایک بڑا لشکر لے کر انگریزوں سے مقابلہ کے لیے پہنچ گیا ہے۔ انگریزی لشکر کے متعلق یہ اطلاع پہنچی کہ وہ ترچناپلی اور تنجاور سے جمع ہو کر قلعہ ناگ پٹن کی تسخیر کے ارادے سے روانہ ہو چکا ہے تاکہ ان ولندیزوں کی سرکوبی کر سکے جو ناگ پٹن کے قلعہ پر اس وقت قابض تھے۔

واضح رہے کہ اس سے پہلے جب نواب بہادر نے تنجاور پر فوج کشی کی تھی تو ناگ پور کے ولندیزوں نے اپنے نمایندے کو ان کے حضور میں روانہ کیا تھا اور صلح و دوستی کی درخواست کر کے اطاعت اختیار کر لی تھی اس معاہدہ صلح کے تحت ولندیزوں نے نواب کو کافی سامان جنگ، متعدد توپیں اور بندوقیں، تلوار اور چینی کے نفیس تحفے بطور نذر پیش کیے اور کمک کے لیے دو ہزار پیادہ فوج ان کے لشکر کے ہمراہ کر دی۔

جس وقت جنرل کوٹ مدراس کی طرف روانہ ہوا تھا نواب نے ترکاٹ پلی، شاہ کوٹہ، کاٹے منیار گڑھی کے قلعوں میں طاقتور فوجی دستے متعین کر کے جنرل کوٹ کا تعاقب کیا تھا اور ناگ پٹن کے علاقے میں پہنچ گئے تھے اس موقع پر بندرگاہ مدراس کے گورنر کے حسب الحکم ترچناپلی اور تنجاور کے سرداروں نے پانچ چھ ہزار کی ایک فوج ترتیب دے کر بھاری فوجوں کے ساتھ ناگ پٹن پر حملہ کیا تھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا پہلے تو انھوں نے بڑی کوشش کی کہ ولندیزی قلعہ دار کو ڈرا دھمکا کر قلعہ پر قبضہ کر لیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جب وہ اس طرح محصورین کو زیر نہ کر سکے تو انھوں نے اپنا محاصرہ سخت کر دیا۔ قلعدار نے جب دیکھا کہ وہ زیادہ عرصہ تک حملہ آوروں کی مدافعت نہیں کر سکتا ہے تو اس نے اپنی جان پر کھیل کر محاصرہ کرنے والی فوج پر بڑے دلیرانہ حملے کیے۔ قلعدار کی بہادری اور مسلسل گولہ باری کی وجہ سے ممکن تھا کہ حملہ آور محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہو جاتے لیکن اسی اثنا میں جنرل میزو جسے کنجی کے میدان جنگ میں نواب بہادر نے شکست دی تھی اور وہاں کرنل بیلی کے لشکر کو بھی منتشر اور پراگندہ کر دیا تھا اس درمیان میں وہ کچھ عرصہ تک کمپنی کی ملازمت چھوڑ کر خانہ نشین ہو گیا تھا اب جنرل کوٹ کے مشورے سے دوبارہ اس نے کمپنی کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ وہ دو سو سولجروں کو لے کر ایک جنگی جہاز کے ذریعہ ناگ پٹن پہنچ گیا۔ ترچناپلی اور تنجاور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لشکر کے ساتھ اس نے دس دن تک بڑی کوششوں کے بعد قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس لڑائی میں دونوں طرف کے ہزاروں آدمی کام آئے۔ ناگ پٹن کے اسیروں کو لے کر جنرل میز سمندر کے راستے سے مدراس واپس چلا گیا۔ اس موقع پر لشکر حیدری کے سپہ سالار سید صاحب نے ولندیزوں کو کمک پہنچانے کی بڑی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی اور انگریزوں نے ناگ پٹن کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

ٹیپو کا انگریزوں پر حملہ

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ناگ پٹن سے کرنل برکنڈ نے چار ہزار نشانہ بازوں، سواروں کے چند دستوں اور سات توپوں کے ساتھ کاری کل اور تلنگ واڑی کی طرف فوج کشی کی تھی اس کے مقابلہ کے لیے نواب نے ٹیپو سلطان کو اس علاقے کی نظامت عطا کر کے روانہ کیا۔ ٹیپو کڑی کمان سے چھوٹے ہوئے تیر کی طرح نہایت تیزی کے ساتھ دشمنوں کے سر پر جا پہنچا۔ فریقین نے ابھی مقابلہ کی تیاریاں بھی نہ کی تھیں کہ کرنل مذکور کو فرانسیسی جہازوں کی آمد کی خبر ملی جو انگریزوں کے خلاف نواب بہادر کو مدد دینے کے لیے وہاں پہنچے تھے اس خبر کے ملتے ہی کرنل کی فوج ٹیپو کے مقابلے سے منہ پھیر کر تنجاور چلی آئی۔ اب کرنل نے قلعہ گوڑلو پر قبضہ کر لینا ضروری سمجھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ فرانسیسی اسی راستے سے اپنا لشکر لے کر جائیں گے چنانچہ اس نے تیزی کے ساتھ گوڈلوٹ کی طرف پیش قدمی کی اور پنا نیلور جو دریائے کورودم کے کنارے سے تعلقہ کم کرن کے مشرق میں واقع ہے پہنچ کر ناریل کے ایک باغ میں اپنا کیمپ لگا دیا۔ طلایہ دار سواروں نے انگریزوں کی اس نقل و حرکت کی اطلاع جب ٹیپو سلطان کو دی تو ٹیپو راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے اس باغ کے قریب پہنچ گیا اور اس کی طلایہ دار فوج نے چاروں طرف سے غنیم کی ناکہ بندی کر دی یہ ساری کارروائی اس خاموشی کے ساتھ ہوئی کہ انگریزوں کو مطلقاً اس کی خبر نہ ہو سکی چنانچہ جب صبح ہوئی تو کرنل برکنڈ نے بڑے اطمینان کے ساتھ اس باغ سے کوچ کیا جیسے ہی اس کے لشکر نے کوچ کا نقارہ بجایا صدائے بازگشت میں ان کو حیدری توپخانے کی گھن گرج سننی پڑی۔ ٹیپو کے گولندازوں نے دونوں جانب سے پوری شدت کے ساتھ گولہ باری شروع کر دی۔ کرنل کی فوج نے اس وقت ناریل کے درختوں کے پیچھے پناہ لے لی۔ ہوشیار توپچی نے چھپی ہوئی فوج پر گولے ضائع کرنے کی بجائے ان ناریل کے درختوں کو ہی اپنا نشانہ بنایا اور جب یہ لانبے لانبے وزنی درخت ٹوٹ ٹوٹ کر ان بدبخت انگریزوں کے سر پر پڑے تو تقریباً ان کا نصف لشکر اس باغ میں آرام کی نیند سو گیا۔ کرنل اپنے بقیہ سپاہیوں کو لے کر بمشکل باغ سے نکل کر میدان میں پہنچ سکا اور اپنی توپیں آگے بڑھا کر ایک دو گھنٹہ تک حملہ آور فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ قریب ہی ایک پرانا مندر تھا کرنل نے جب دیکھا کہ وہ کھلے میدان میں زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہ کر سکے گا تو اس نے آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوئے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعیت کو اس مندر کے احاطے میں پہنچا دیا اور اس کی پناہ میں آئندہ مقابلے کی تیاری کرنے لگا۔ انگریزوں کے ایک سردار ٹامس نامی نے اپنے سواروں کے ساتھ ٹیپو کی فوج پر ایک جانب سے حملہ کر کے سخت نقصان پہنچایا اور بہادری سے لڑتے ہوئے تنجاور کے راستے پر پہنچ گیا۔ پائیگاہ کے دلیروں نے اس کا تعاقب کر کے چند سواروں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں سمیت گرفتار کر لیا لیکن ٹامس اپنی بقیہ جمعیت کے ساتھ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ انگریزوں کا صوبیدار سید غفار بھی اسی دن گرفتار ہوا۔ ٹیپو کی فتح مند فوج نے گولہ باری کر کے مندر کی دیواروں کو ڈھا دیا اور انگریزوں کی محصور فوج کو گھیر کر بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس معرکے سے انگریزوں کا ایک سپاہی بھی اپنی جان بچا کر وہاں سے نکل نہ سکا۔

فرانسیسی فوج کی آمد

ٹیپو سلطان نے شکست خوردہ فوج کا سارا ساز و سامان اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں سے لعل پیٹھ کی راہ سے گوڈلور کے قلعہ پر فوج کشی کی۔ ابھی وہ قلعہ کی مغربی جانب ایک فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچے تھے کہ فرانسیسی فوج کے جہاز لنگرگاہ میں پہنچ کر ٹھیر گئے وہاں پہنچتے ہی فرانسیسی سپہ سالار نے گوڈلور کے انگریز قلعدار کو قلعہ سپرد کر دینے کا پیغام بھیج دیا۔ قلعدار کے لیے تازہ دم فرانسیسی فوج سے لڑنا ناممکن تھا خصوصاً اس صورت میں جبکہ خشکی کی راہ سے ٹیپو کا لشکر بھی دھاوا مارتے ہوئے قریب آچکا تھا۔ چنانچہ اس نے بے چون و چرا قلعہ میں جس قدر ساز و سامان اور جنگی آلات تھے سب کی فہرست مرتب کرائی اور اسے فرانسیسی سپہ سالار کے پاس بھیج دیا اور اس سے حوالگی کی رسید لے لی۔ سپہ سالار نے اسے حکم دیا کہ وہ کشتیوں میں سوار ہو کر قلعہ صدرنگ پٹن میں جو ولندیزیوں کے تجارتی ٹھیکہ میں تھا چلا جائے اس نے ایسا ہی کیا۔ اتفاق سے اسی وقت جب کہ وہ صدرنگ پٹن میں پہنچا ایک انگریز کماندار دو سو نشانہ بازوں، دو توپوں اور کچھ مزید سامان جنگ کے ساتھ صدرنگ پٹن کی تسخیر کے لیے جنگل پیٹ سے وہاں پہنچا۔ مذکورہ انگریز قلعدار اور اس کماندار نے مل کر قلعہ پر دھاوا بول دیا۔ صدرنگ پٹن کا قلعدار چونکہ ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اس لیے جلد ہی ان کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ قلعہ چھوڑ کر حملہ آوروں کی پناہ میں آگیا۔ انگریزوں کو چونکہ اندیشہ تھا کہ ٹیپو یا فرانسیسی بہت جلد اس قلعہ پر قابض ہو جائیں گے اس لیے انھوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا اور قلعہ والوں اور وہاں کے مال و اسباب کو لے کر جنگل پیٹ واپس آگئے۔

فرانسیسیوں سے مشورے

گوڈلور سے انگریزوں کو نکالنے کے بعد فرانسیسی فوج جو چار ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ٹیپو سلطان نے دو روز بعد فرانسیسی سپہ سالار سے ملاقات کی اور باہمی اتحاد و معاونت کے معاہدہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق تبادلہ خیال کیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے خونخوار انگریزوں کی سرکوبی کے لیے لشکر حیدری کی مدد کرے "تاکہ دشمن کا بآسانی قلع قمع ہو جائے اور پھر ہر ایک اپنے اپنے ملک کو جلد واپس ہو جائے" سپہ سالار نے بحری سفر کی تکان اور جنگ کی تیاریوں کا عذر کر کے کچھ عرصہ کی مہلت چاہی۔

نواب حیدر علی خان کو فرانسیسی فوج کی آمد اور ان کے سپہ سالار سے ٹیپو کی ملاقات اور گفتگو کی جب اطلاع ملی تو وہ بھی بیلپور سے کوڈلور کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہ راستہ ہی میں تھے کہ ٹیپو سلطان نے حاضر ہو کر باریابی حاصل کی اور فرانسیسیوں کی مہلت طلبی اور دوسری تمام باتیں تفصیل سے گوش گزار کیں۔ نواب نے توپیں کھینچنے والے بیلوں کی جوڑیاں اور دوسرا ضروری سازوسامان کوڈلور پہنچانے کا انتظام کیا اور وہیں سے ارکاٹ کی طرف کوچ کر دیا۔

ویلور کا پہلا معرکہ

ارکاٹ پہنچنے کے بعد نواب بہادر نے اپنے ان فوجی افسروں کو جو ویلور کے نواح میں طلایہ گردی پر متعین تھے تاکیدی احکام بھیجے کہ وہ ویلور کے تمام راستوں کی سختی سے ناکہ بندی کر کے وہاں کے باشندوں کا جینا دوبھر کر دیں۔ ان احکام کی تعمیل میں قلعہ ویلور کا محاصرہ کرنے والی فوج نے قلعہ کی خندق کے اطراف اور قلعہ کے تمام مضافات پر اپنے طلایہ دار دستوں کو متعین کر کے تمام راستوں کی سخت ناکہ بندی کر دی کہ کوئی رخنہ ایسا نہیں چھوڑا جس کے ذریعہ قلعہ کے اندر غلہ کا ایک دانہ اور رسد کا ایک ذرہ بھی پہنچ پاتا۔ یہ دن ویلور والوں پر بڑے سخت گزرے۔ پورے علاقے میں غلہ کا زبردست قحط پڑ گیا اور اشیائے ضرورت کی نایابی سے روزمرہ کے کام بند ہو گئے۔ ویلور کے اس شہر آشوب کا یہ عالم تھا کہ شہر کے بقال اپنی ترازوؤں پر سر جھکائے بیٹھے تھے تو نانبائی اپنے ٹھنڈے تنوروں کے کنارے تنورِ شکم کی آگ میں اندر ہی اندر جھلسے جا رہے تھے۔ زرگر کٹھالیوں میں بجائے سونے کے اپنی جان تپا رہے تھے۔ لوہاروں کی بھٹی کو زمانہ کی سرد مہری نے ٹھنڈا کر رکھا تھا۔ سبزی فروشوں کے سر ان کی سبز بختی کے ہاتھوں بے مغز کدو کی طرح کھوکھلے ہو گئے تھے۔ قصاب بھیڑ اور بکری کی جگہ خود اپنی کھال اتروانے کے لیے سلخ کے دروازہ پر آمادہ بیٹھے ہوئے تھے اور حجام استرے پھینک مجسم آئینہ حیران بنے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا نظارہ دکھا رہے تھے۔ انگریز زمانہ کی نیرنگی کا رونا روتے ہوئے خونی آنسوؤں سے چہرہ کی زردی چھڑانے کی سعی ناکام میں لگے ہوئے تھے۔ باورچی خالی دیگ میں کفگیر چلا چلا کر اپنی طبع خام کو دم دینے کی فکر میں تھے۔ غرض یہ کہ ویلور میں زندگی کے سارے کاروبار بند ہو گئے اور لوگ بھوکے مرنے لگے۔ بہت سے لوگ نقل مکانی کر کے دور دور چلے گئے اور سارا علاقہ ویران ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی ذی قعدہ کو ویلور کے انگریز کرنل کا قاصد جب اس تباہ حالی کا رونا روتے ہوئے مدراس پہنچا تو مدراس میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور ہر شخص نے جنرل کوٹ کو تنقید و اعتراض کا نشانہ بنا لیا۔ یہ حال دیکھ کر جنرل کوٹ مدراس سے کوچ کرنے پر مجبور ہو گیا اور محصور انگریزی فوج کی مدد کے لیے فوری اس نے اپنے بدرقہ کو ویلور کی طرف روانہ کیا اور اس کے پیچھے ہی پورے لشکر سمیت خود بھی میدانِ جنگ میں نکل آیا اور ناکلاپورا اور سولنگر کے جنگلوں میں چھپتا چھپاتا چتور کی پہاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا قلعہ چتور کے سامنے پہنچ گیا۔ چتور والوں نے پہلے ہی انگریزی فوج کی یلغار کی خبر سن کر قلعہ خالی کر کے کوہستان میں پناہ لے لی تھی اور خالی قلعہ ہر آنے والے کے لیے چوپٹ کھلا پڑا تھا۔ جنرل کوٹ نے چتور پر قبضہ کر کے قلعہ اپنے حکام کے حوالہ کیا ابھی وہ ویلور کے ارادہ سے آگے بڑھا ہی تھا کہ نواب بہادر حیدر علی خاں کا لشکر دھاوا مارتے ہوئے انگریزی فوج کا راستہ روکنے کے لیے آ پہنچا۔ چتور سے ویلور جانے والے راستہ پر متعدد بار فریقین میں سخت مقابلے اور گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ اور جنرل کوٹ بمشکل افتاں و خیزاں ویلور اس حال میں پہنچا کہ اس کا بیشتر سامان رسد چھاپہ مار دستوں کی ترکتازیوں کی بھینٹ چڑھ چکا تھا اور دشمن کے ساتھ مسلسل جھڑپوں کی وجہ سے فوج نہایت خستہ حال ہو رہی تھی تاہم انگریز ویلور پہنچنے میں کامیاب ہو چکے تھے ان کو یہ کامیابی ایک غلط افواہ کے پھیل جانے سے بھی نصیب ہوئی۔ جس وقت جنرل کوٹ ویلور کی طرف بڑھ رہا تھا تو لشکرِ حیدری میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انگریزوں کا ارادہ ارکاٹ کی طرف کوچ کرنے کا ہے یہ بات لوگ اتنے وثوق سے کہہ رہے تھے کہ نواب نے اپنے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو سید حمید، شیخ النصر اور موسیو لالی فرانسیسی کی کمان میں ارکاٹ کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا اور میر صادق کو بھی ایک جمعیت کے ساتھ خاص قلعہ ارکاٹ کی حفاظت کے لیے رخصت کر دیا اور کریم صاحب کو چار ہزار سواروں اور دو ہزار پیادہ فوج کے ہمراہ مدراس کی طرف متعین کر دیا تاکہ وہ دشمن کے لشکر کی رسد اور کمک کے راستوں کو مسدود کر دیں۔ اس طرح حیدری لشکر مختلف سمتوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور جنرل کوٹ کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے جس قدر فوج وہاں رہ گئی تھی وہ کسی صورت کافی نہیں تھی۔

جنرل کوٹ کی مدراس کو واپسی

ویلور پہنچنے کے بعد جب جنرل کوٹ نے کرنل کی مدد کے لیے ضروری انتظامات کر دیے تو پھر وہ اسی راستہ سے مدراس واپس جانے کے ارادہ سے نکلا۔ نواب بہادر کو جب بجائے ارکاٹ کے مدراس کی طرف اس کے کوچ کی اطلاع ملی تو ان کو قدرے اطمینان ہوا اور انہوں نے چھاپہ مار دستوں کو انگریزوں کے لشکر پر چھاپے مارنے کے لیے متعین کر دیا لشکرِ حیدری کی یلغار سے ڈر کر انگریز سیدھا راستہ چھوڑ کر سولنگر کی پہاڑیوں

www.KitaboSunnat.com

پر چڑھ گئے اور کچھ عرصہ تک انہی پہاڑیوں پر ٹھہرے رہے اس عرصہ میں ان کو پہاڑیوں سے نیچے اترنے کی ہمت نہیں ہوئی لیکن جب دیکھا کہ غنیم کسی صورت ٹلنے کا نام ہی نہیں لیتا ہے اور اس کے طلایہ دار دستے برابر قراولی کرتے پھر رہے ہیں اور زیادہ عرصہ تک ان پہاڑیوں کی پناہ میں ٹھہرے رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں تو مجبوراً انھوں نے ہمت کر کے مدراس کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس عرصہ میں نواب بہادر نے دشمن کے راستہ پر اپنا توپ خانہ نصب کروا دیا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی جنرل کوٹ کا لشکر پہاڑیوں سے مدراس کے راستہ پر اترا تو توپچیوں نے اس کو اپنی توپوں کی زد میں لے کر گولہ باری شروع کر دی اور نشانہ باز دستے موقع موقع سے ان پر اپنی بندوقوں سے آتش باری کرنے لگے پیادہ فوج ان کے دائیں بائیں حملہ کر کے قتل و غارت میں مصروف ہو گئی توپوں اور بندوقوں کی آتش باری سے انگریزوں کے بکثرت سپاہی ہلاک ہوئے اور ان کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس کے باوجود انگریزی فوج بڑی پامردی سے مقابلہ کرتی اور حملہ آوروں کو پیچھے ہٹاتی ہوئی اپنے راستہ پر بڑھتی رہی۔ ان کو یہ کامیابی بھی محض اس لیے نصیب ہوئی کہ کالستری اور بمراج کے ہندو زمینداروں نے اس نازک وقت میں جب کہ نواب کا لشکر انگریزوں کو چاروں طرف سے گھیر لینے کے لیے جان توڑ کر کوشش کر رہا تھا نواب سے غداری پر کمر باندھ لی پہلے تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھ بڑی بے دلی کا مظاہرہ کرتے رہے پھر موقع پا کر لشکر حیدری سے کٹ کر جنرل کوٹ کی فوج سے جا کر مل گئے اور انگریزوں کو سامانِ رسد پہنچانے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ان کے اس طرح اچانک کٹ جانے سے انگریزوں کو اپنی پیش قدمی جاری رکھنے کا موقع مل گیا ان کا بغض اس درجہ پر تھا کہ انہیں یہ پروا نہیں رہی کہ اپنوں کے خلاف غیروں کو مدد دینے اور رسد پہنچانے میں خود ان کے سمتان کافی حد تک زیر بار ہو جائیں گے۔

اس اثنا میں جنرل کوٹ نے محسوس کیا کہ دشمن سے اس طرح مقابلہ کرتے ہوئے اس جگہ کھڑے رہنے میں کافی نقصان ہو گا اور مزید خطرات کا امکان پیدا ہو جائے گا اس لیے اس نے بمراج پالہ کے زمیندار کے علاقہ میں اپنے بھیر اور سامان رسد کا ایک حصہ ایک جمعیت کے ساتھ بھیج دیا اور نسبتاً لشکر کو ہلکا کر کے تیز رفتاری کے ساتھ موقع پا کر مدراس کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی فوج کے نکل جانے کی خبر پا کر نواب بہادر نے اس کے تعاقب میں تو اپنی طلایہ فوج اور چھاپہ مار دستوں کو متعین کیا اور خود اپنے لشکر کے ہمراہ راتوں رات کوچ کرتے ہوئے اس جمعیت کے سر پر جا پہنچے جو انگریزوں کے بھیر اور رسد کو لیے ہوئے بمراج پالہ کی طرف جا رہی تھی اور ایک ہی حملہ میں اس کو منتشر کر کے گھوڑے، ہاتھی، اونٹ، خیمہ خرگاہ، چند بھاری توپیں اور بہت ساری بندوقیں غرض سارا سازو سامان چھین لیا اور ساتھ ہی لشکر کو حکم دیا کہ کالستری اور بمراج کے تمام علاقوں کو تاراج کر دیا جائے چنانچہ چند ہی دن کے اندر یہ سارا علاقہ لشکر حیدری کی یلغار سے پامال ہو گیا اور ان دنوں یہاں سے کافی تعداد میں ہاتھی اونٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گجراتی گائیں، پرواری بھینسیں اور دوسرے بے شمار مویشی غنیمت میں ملتے رہے۔ غنیمت میں آنے والے سازوسامان میں سے جو کچھ ردی اور ناکارہ تھا وہ تو شہر کے غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا گیا اور جتنا کچھ بہتر اور کارآمد سامان تھا وہ توشک خانۂ خاص میں داخل کر دیا گیا۔

کالستری اور برراج کے غداروں کو سزا دے کر لشکر نے چتنور کا رخ کیا اور ایک ہی حملہ میں اس قلعہ کو دوبارہ انگریزوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔ ان تمام مقابلوں میں بکثرت انگریز سپاہی اسیر ہو گئے تھے ان سب کو وقفہ وقفہ سے محافظوں کی نگرانی میں بالا گھاٹ پہنچا دیا گیا۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۹

ویلور کا دوسرا معرکہ

۱۱۹۶ھ ـ ۱۷۸۲ء

جنرل کوٹ کی سرکردگی میں انگریزی فوجوں نے اپنی سی کوشش کر لی لیکن وہ کسی طرح بالا گھاٹ پائین گھاٹ سے لشکر حیدری کو بے دخل نہیں کر سکے اور باوجود اس کے کہ کئی ایک معرکوں میں میدان ان کے ہاتھ رہا۔ ارکاٹ دوبارہ ان کے قبضہ میں نہیں آسکا بلکہ سلطنتِ خداداد کی چھاپہ مار فوجوں کے ڈر سے بڑی حد تک جنرل کوٹ اپنے کثیر لشکر سمیت مدراس اور اس کے نواح میں محدود ہو کر رہ گیا۔ پائین گھاٹ کے شہروں سے انگریزوں کو بے دخل کر کے نواب بہادر حیدر علی خاں نے جس بہادری اور تدبر سے اپنی حدودِ سلطنت کو وسیع کر لیا تھا ان دنوں اس کا شہرہ پورے ہندوستان میں تھا اور سلطنتِ خداداد کے جتنے دشمن تھے وہ اس کامیابی پر سرگریباں اور شرمسار ہو رہے تھے۔

اس وقت بجائے پیش قدمی اور یلغار کے انگریزوں کے لیے جو مسئلہ دردِ سر بنا ہوا تھا وہ ویلور میں محصور فوج کو رسد پہنچانے سے متعلق تھا قلعہ ویلور پر بہر حال وہ اپنا قبضہ رکھنا چاہتے تھے لیکن ان کے لیے یہ کسی طرح ممکن نہیں رہا تھا کہ قلعے کی محافظ فوج اور انگریزی رعیت کے پاس مسلسل غذا اور سامانِ جنگ کی رسد پہنچاتے رہیں کیونکہ ویلور کو جانے والے جتنے راستے تھے حیدری لشکر نے ان سب کی ناکہ بندی کر رکھی تھی اور اتنی کڑی نگرانی تھی کہ بجز اس کے کہ کوئی بڑی فوج بھیرا اور رسد کو اپنی حفاظت میں لے کر لڑتے بھڑتے قلعہ تک جائے کسی اور طرح غلہ کا ایک دانہ بھی محصورین تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں بھی جب تک جنرل کوٹ دو مرتبہ رسد لے کر ویلور نہیں گیا قلعہ والے دانہ دانہ کو ترستے رہے۔ دوسری مرتبہ جب کالستری اور بمراج کے زمیندار انگریزوں سے جا ملے تو جنرل کوٹ نے محض اس خیال سے ان کی نگرانی میں سامانِ جنگ اور رسد کا ایک کافی حصہ روانہ کر دیا تھا کہ وہاں سے موقع بہ موقع ویلور والوں کو ضرورت کا سامان پہنچایا جاتا رہے گا۔ لیکن یاد ہو گا کہ حیدر علی خاں نے راتوں رات حملہ کر کے اس سارے سازو سامان کو لوٹ لیا تھا۔

انگریزوں کی پریشانیاں

ان دنوں مدراس میں بڑی تشویش انگیز خبریں پھیلی ہوئی تھیں۔ سب سے زیادہ پریشان کن اطلاع تو کالستری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بمراج کو جانے والی رسد کی بربادی اور ان زمینداروں کے علاقہ کی تباہی کی تھی۔ دوسری تشویشناک خبر تجاور کے نواح میں غنیم کی فوجوں کے اجتماع سے متعلق تھی اور حال یہ تھا کہ نہ صرف مدراس بلکہ جہاں جہاں انگریزوں کے فوجی کیمپ تھے تقریباً ہر جگہ اشیائے ضرورت کی نایابی اور رسد کی کمی کی شکایات بڑھتی جا رہی تھیں اور ان کے لیے کسی طرح ممکن نہیں رہا تھا کہ جس جس جگہ وہ پناہ لیے ہوئے ہیں وہاں سے باہر قدم نکال سکیں۔ کیونکہ اس صورت میں غنیم کے چھاپہ مار دستے لازماً ان کو بری طرح تباہ و تاراج کر دیتے۔ مدراس کے انگریز اس تشویش اور پریشانی کے عالم میں صورتِ حال کو بہتر بنانے کی تدابیر کے لیے مشوروں پر مشورے کر رہے تھے لیکن کوئی موثر تدبیر ان کو سجھائی نہیں دے رہی تھی۔ اسی اثنا میں ویلور سے ایک اور پریشان کن خط پہنچا کہ "وہاں غلہ کے قحط کی وجہ سے فوج اور رعیت کی جان پر بن گئی ہے یہاں تک کہ انگریز کمانداروں کے چولھے بھی دو دو وقت تک ٹھنڈے پڑے رہتے ہیں اور آئے دن لوگ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے ہلاک ہوتے جا رہے ہیں" اس خط نے ان کی پریشانیوں کو اور بڑھا دیا۔ لیکن اب مزید تاخیر بھی نہیں کی جا سکتی تھی اس لیے ایک مرتبہ اور فوج کے ساتھ رسد پہنچانے کا فیصلہ کیا گیا۔

رسد رسانی کی تیسری کوشش

اب کی بار جنرل کوٹ کافی سامانِ رسد فراہم کر کے پوری تیاریوں کے ساتھ اسی راستہ سے ویلور روانہ ہوا لیکن جب وہ ویلور کے قریب پہنچا تو اس کو پھر انہی حوادث سے دوچار ہونا پڑا جن سے وہ پہلے بھی دوچار ہو چکا تھا۔ نواب کی طلایہ فوج راستہ روک روک کر اس کے لشکر پر چھاپے مارنے لگی اور قزاق رسد لوٹنے کے لیے بھیر و بنگاہ کے آس پاس منڈلانے لگے۔ راستہ بھر فریقین میں کئی ایک جھڑپیں ہوئیں اور زمین مقتولین کے خون سے لالہ زار بن گئی۔ ہر دو لشکروں نے ایک دوسرے کے کافی سپاہیوں کو بھی اسیر کر لیا قریب تھا کہ جنرل کوٹ کا لشکر چاروں طرف سے گھر جاتا کہ سولجروں کے ایک دستہ نے ہمت کر کے یکبارگی ایک بھرپور حملہ کیا اور مخالفوں کو ایک طرف سے ہٹا کر ویلور کے بند راستے کو کھول دیا۔ چنانچہ بڑی دقتوں کے بعد انگریزی فوج قلعہ میں پہنچنے پر قادر ہو گئی اور جو کچھ غذا وہ دشمنوں کی دستبرد سے بچا کر لا سکے قلعہ والوں کے حوالہ کر دی کچھ عرصہ تک جنرل کوٹ نے فوج کو قلعہ میں آرام لینے کا موقع دیا پھر ہمت کر کے اس نے قلعہ سے باہر قدم نکالا۔

دھوبی گڑھ کا خونریز معرکہ

جب نواب بہادر کے لشکر میں خبر پہنچی کہ انگریز ویلور سے نکل دھوبی گڑھ اور آرنی کی طرف کوچ کر رہے ہیں تو نواب نے ان کا راستہ روکنے کے لیے ٹیپو سلطان کو ایک بڑی فوج کے ہمراہ اس طرف روانہ کیا۔ ٹیپو نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور آرنی کے مغربی جانب جاکر پڑاؤ ڈال دیا۔ نواب نے بھی دھوبی گڑھ کے نواح کو اپنا مستقر بنا کر وہاں اپنا کیمپ لگا دیا اور دشمن کی آمد کا انتظار کرنے لگے اس وقت سواری خاص کے ساتھ محمد علی کمنداں بھی گھوڑے پر سوار ہمرکاب تھا لیکن یہ ہمرکابی کسی اعزاز کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک سزا کے طور پر تھی کیونکہ نواب بہادر کو اس کے متعلق یہ گمان ہو گیا تھا کہ وہ دشمن کے مقابلہ سے جی چرا رہا ہے اور عین لڑائی کے وقت بے موقع وہ پسپا ہونے لگا تھا اس لیے انھوں نے کمنداں کو سرداری سے معزول کر کے تنہا گھوڑے پر سوار اپنے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا۔

جس وقت لشکر دھوبی گڑھ میں مقیم تھا لشکر کے بنجارے[1] چار پانچ ہزار بیلوں پر غلہ لاد کر آرنی کے راستہ سے ارکاٹ جا رہے تھے۔ انگریزوں کے سپہ سالار کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے ایک فوج کو گم واڑی کا گھاٹ عبور کرا کے ان بنجاروں کے پیچھے روانہ کر دیا چنانچہ اس نے فوج راتوں رات دھاوا مار کر اس قافلہ کو پراگندہ کر دیا اور تمام بیلوں کو غلہ سمیت ہانک لے گئی۔ اس کارروائی کی جب ٹیپو سلطان کو اطلاع ملی تو انھوں نے چند دلیروں کے ساتھ اس فوج کا تعاقب کیا اور دو تین ہزار بیل اس سے چھین لیے اور گھاٹ کے راستہ پر بندوقچیوں کے ایک دستہ کو ایک کماندار کی نگرانی میں متعین کر دیا تاکہ دشمن دوبارہ گھاٹ کو عبور کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ پھر وہاں سے نواب کے حسب الحکم چنبار گڑھ میں اپنا کیمپ لگوا لیا۔

ٹیپو سلطان نے سر رونڈ کیلاس گڑھ کی طرف انگریزوں کے لشکر پر یلغار کر کے ان کی پیش قدمی کو بڑی حد تک روک دیا تھا۔ اسی اثنا میں ایک دن وانمباڑی اور آنبور[2] گڑھ کی طرف سے ٹیپو سلطان کے لشکر کے لیے غلہ کی رسد آ رہی تھی رسد بردار پلی گنڈہ اور بلنچپور پہنچے تھے کہ ایک انگریز سردار چار سو بندوقچیوں کے ہمراہ رسد لوٹ لے جانے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ ابھی اس نے دو تین فرسنگ راستہ طے کیا تھا کہ صاحبزادہ کے طلایہ داروں نے اس کوچ کی اطلاع پہنچائی ٹیپو سلطان نے اسی وقت اپنے بہادروں کے ساتھ اس جماعت پر ہلہ بول دیا اور اس تدبیر سے ان کو گھیر لیا کہ وہ بے دست و پا ہو کر رہ گئے اور وہ پوری جمعیت

---

[1] بنجارہ جنوبی دکن کی نیچ اقوام میں سے وہ خانہ بدوش تھے جو بندرگاہوں سے اندرون ملک رسد اور غلہ کا سامان لے جایا کرتے تھے، سانپ کی پرستش کرتے تھے، چھری چکاری ان کا عام مشغلہ تھا۔

[2] انبور کے اسٹیشن سے تقریباً بارہ میل پر یہ چھوٹا سا شہر آباد ہے۔ موجودہ شہر آنبور ہے اور اس کے درمیان آنبور گڑھ کا وہ مشہور پہاڑی قلعہ پڑتا ہے جو اپنی دشواری اور استحکام میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اس شہر میں زیادہ تر لبے اور نوائطے آباد ہیں جو چرم اور بیڑی کے پتے کا کاروبار کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ اسیر کر لی گئی ٹیپو سلطان نے اسیر انگریز سپاہیوں کے کان ناک کٹوا کر چھوڑ دیا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

دونوں لشکروں کے درمیان اسی آنکھ مچولی میں پورا ایک مہینہ گزر گیا اور جنرل کوٹ کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اپنے کیمپ سے باہر قدم نکالتا۔ مہینہ بھر سستانے کے بعد جنرل کوٹ نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور چیار گڑھ کے راستہ دھوبی گڑھ کی طرف روانہ ہوا۔

لشکرِ حیدری کی پسپائی

اس کوچ کی خبر ملتے ہی نواب بہادر نے اپنے بہیر و بنگاہ کو تو فوج سے علیحدہ کر کے کچھ فاصلہ پر ٹھیرا دیا اور میمنہ میسرہ اور قلب پر حسب دستور افسروں کو متعین کر کے دشمن کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ جس وقت دونوں فوجیں میدانِ مقابلہ میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو نواب کی نشست ایک باغ میں درخت کے نیچے تھی وہ وہاں بیٹھے ہوئے اپنی فوج کو لڑا رہے تھے اور جنگ کا معائنہ کر رہے تھے۔ ان کے قریب ہی محمد علی کمنداں بھی ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا تھا۔ اتفاق سے جنگ کا نقشہ دگرگوں ہو گیا اور انگریزی فوج لشکرِ حیدری کو پسپا کرنے لگی۔ غنیم کا ایک دستہ دائیں بائیں کاٹتے ہوئے مذکورہ باغ تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ نواب کے سرداروں اور بخشیوں نے باغ کے پیچھے سے توپ خانہ آگے نکال کر حملہ آور فوج کے عقب پر گولہ باری شروع کر دی۔ بندوقچی اور کماندار میسرہ اور میمنہ سے گولیاں برسانے لگے۔

حیدر علی خاں کی واپسی

دشمن کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو دیکھ کر نواب بہادر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سواری خاص کا برق رفتار گھوڑا منگا کر خود مقابلہ پر جانے کے ارادہ سے سوار ہونا چاہتے تھے کہ عین اس وقت کمنداں نے جو درخت کے نیچے کھڑے ہوئے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا آواز دی ــــ "مرد آزمائی کا وقت تو یہی ہے" یعنی آپ خود مقابلہ پر کیوں جا رہے ہیں اپنے آدمیوں کو آزما کر تو دیکھئے کہ اس نازک وقت میں کون کام آتا ہے؟ نواب نے مسکرا کر کمنداں کی طرف دیکھا اور سواری کا ارادہ ترک کر کے رکاب کے خاص سواروں اور زرہ پوش دلیروں کو دشمن کے حملوں کو روکنے کے لیے متعین کیا اور تنومند مسلح ہاتھیوں کی ایک دیوار اپنے آگے کھڑی کروادی بہادر سواروں نے دشمن پر دلیرانہ حملہ کر کے ان کے بکثرت سپاہیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا لیکن انگریزوں کے دستے ایک کے پیچھے ایک مسلسل باغ پر ہجوم کر رہے تھے اس لیے وہ اس حملہ سے ہراساں نہیں ہوئے بلکہ مقابلہ پر ثابت قدمی سے جمے رہے انھوں نے لشکرِ حیدری کے اکثر سپاہیوں کو اس جگہ شہید کر دیا۔ یہ ایسا سخت مقابلہ تھا کہ باغ کے سامنے وہ خطہ زمین فریقین کی خونریزی سے سرخ ہو گیا۔

اس موقع پر ٹیپو سلطان اور دوسرے سرداروں نے بہت کچھ عرض کیا کہ حضرت کا اس موقع پر یہاں ٹھہرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب نہیں کیونکہ اکثر ندائی کام آ چکے ہیں اور دشمن برابر بڑھتا چلا آ رہا ہے لیکن نواب نے وہاں سے حرکت نہیں کی اور اپنے آگے بندوقچیوں، کمانداروں کی ایک صف اور کھڑی کر دی۔ جب خیر خواہوں نے نواب کو دیکھا کہ وہ مرنے مارنے پر تل گئے ہیں اور اپنی جگہ سے ہٹنے پر آمادہ نہیں تو وہ کمنداں کے پاس گئے اور اس کو سمجھا بجھا کر اور ڈرا دھمکا کر حضور میں لے آئے۔ کمنداں ہاتھ جوڑ کر نواب کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ "حضرت اب آپ سوار ہو جائیے اور یہ ویران باغ بوم و زاغ کے لیے چھوڑ دیجیے صرف آج ایک دن آرنی کے میدان میں قیام فرمائیں۔ انشاء اللہ کل غنیم کو ایسی شکست دے دی جائے گی کہ قیامت تک کوئی اس کا نشان تک نہ پا سکے گا"۔ کمنداں کے کہنے سے نواب بہادر نے مقابلہ کا ارادہ ترک کیا اور آرنی کی طرف کوچ کر گئے۔

کمنداں کی بہادری

نواب تو ادھر روانہ ہوئے لیکن محمد علی کمنداں نے کچھ کیے بغیر خالی ہاتھ لوٹ جانا مناسب نہ جانا اور وہاں سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہ بجلی کی طرح غنیم کے لشکر میں گھس گیا اور تیروں، تلواروں اور بندوقوں کے ہجوم کے باوجود دشمن کے طنبورہ نواز اور علم بردار کو تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں مار گرایا اور انگریزوں کا جھنڈا چھین کر صفیں چیرتا ہوا نکل گیا۔ علم بردار نے کمنداں پر جو تیر چھوڑا تھا وہ پیشانی پر زخم لگاتا ہوا نکل گیا تھا اور اس کے نیزے کی نوک بازو میں کھب گئی تھی۔ ان زخموں کی وجہ سے خون میں تر بتر انگریزوں کا جھنڈا لیے ہوئے جب وہ مجاہدانہ شان سے لشکر میں لوٹا تو اس کی دلیری و بہادری پر سب عش عش کرنے لگے۔ کمنداں نے علم لے جا کر نواب کے قدموں میں ڈال دیا اور عرض کیا: "ہم جیسے بزدل بس یہی کچھ کر سکتے ہیں"۔ نواب بہادر اس غیر معمولی بہادری سے بڑے متاثر ہوئے۔ اور بے ساختہ اس کی تعریف و تحسین کی اور قیمتی پدک، شاہانہ خلعت، جڑاؤ کر تپہ، مروارید کی مالا اور خاصہ کا دوشالہ عطا کر کے فوج کی سرداری کا منصب دوبارہ بحال کر دیا اور غنیم کی سرکوبی کے لیے اس کو متعین کر دیا۔

جنرل کوٹ کی مدراس کو واپسی

جس وقت نواب دھوبی گڑھ سے نکل کر آرنی کے میدان میں قیام پذیر تھے انگریزوں کے سپہ سالار جنرل کوٹ نے وہ دن تو دھوبی گڑھ میں گزارا تھا دوسرے دن وہ وہاں سے کوچ کر کے بڑی مصیبتوں کے بعد علی آباد پہنچا راستہ بھر غنیم کے چھاپہ مار دستے ہر طرف سے اس کی فوج پر ہجوم کر کے قزاقی اور بان اندازی کے ذریعہ سخت نقصان پہنچاتے رہے۔

جنرل نے چونکہ علی آباد پہنچنے کے بعد کیمپ لگا لیا تھا اس لیے نواب نے سمجھا کہ غالباً وہ گھاٹ چنگم اور بارہ محل کا ارادہ رکھتا ہے یا جنگلوں اور پہاڑوں کے راستے ترچناپلی جانا چاہتا ہے۔ لہٰذا نواب بہادر نے آرنی سے کوچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے باگ مار پیٹھ میں قیام کیا اور قزاقوں، باجداروں کو لوٹ کر معافی عطا کر کے غنیم کے لشکر کے پیچھے لگا دیا ان چھاپہ مار دستوں نے انگریزی فوج پر چھاپے مار مار کر بری طرح تنگ کیا اور بنگال سے آتے ہوئے بہت سارے آدمیوں اور ان کی عورتوں کو اور کرناٹک کے ساہوکاروں کو ان کے مال و اسباب سے لدے ہوئے بیلوں اور اونٹوں کے ساتھ اسیر کر لیا ان مسلسل حملوں سے جنرل کوٹ کا لشکر بری طرح زیر وزبر ہو گیا اور اس نے مجبور ہو کر الومنکلم ندی کے ساحل کی پناہ لے لی۔ شام کو وہاں آرام کر کے رات میں انگریز آگے روانہ ہوئے۔ آرنی کے راستہ پر لشکر حیدری کا ایک دستہ چار توپوں کے ساتھ نگرانی و حفاظت کے لیے متعین تھا۔ انگریزی فوج نے ان کو غافل پا کر شبخون مارا۔ حیدر علی بیگ رسالدار نے آگے بڑھ کر ان حملہ آوروں سے دست بدست مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ اس کے بہت سے آدمی بھی وہاں زخمی اور ہلاک ہوئے اور جو وہاں سے بچ سکے بھاگ نکلے۔

قلعہ آرنی پر انگریزوں کا حملہ

اب انگریزوں کے لیے آرنی کا راستہ کھلا ہوا تھا چنانچہ ان کی فوج نے بلا مزاحمت آرنی کے قلعہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ انگریزی رسالے بڑی بہادری کے ساتھ یکساں پیش قدمی کرتے ہوئے قلعہ کے دروازہ پر پہنچ چکے تھے اور قلعہ کے فتح ہونے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی لیکن قلعدار نے جس کا نام سدی امام تھا ایسی بہادری اور پامردی سے حملہ آوروں کی مدافعت کی کہ توپوں اور بندوقوں سے آتش باری کر کے ان کو پیچھے ہٹا دیا نہ صرف یہ بلکہ جانباز شمشیر بازوں کو لے کر قلعہ کے ایک دریچہ سے باہر آیا اور انگریزی رسالوں پر مرگِ ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑا۔ اس تیزی اور مہارت سے اس نے یہ حملہ کیا تھا کہ اس کی مختصر سی جمعیت نے انگریزوں کی اس کئی گنا بڑی فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ جنرل کوٹ نے اس دلیر قلعدار کی بڑی تعریف و توصیف کی اور آرنی کی فتح سے مایوس ہو کر بلا توقف وندواسی کی طرف کوچ کر گیا۔ اگرچہ نواب نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ اپنی فوج کو وہاں سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ نواب بہادر نے تروانور کے میدان میں اپنا کیمپ لگا دیا اور جنرل کوٹ نے کہیں ٹھہرے بغیر سیدھے مدراس کی راہ لی۔

تمری کے کیمپ میں

جنرل کوٹ کے مدراس سدھارنے کے بعد نواب بہادر حیدر علی خاں نے تمری میں اپنا فوجی مستقر قائم کیا۔ اس دوران میں اطراف و اکناف سے فتنہ و فساد کی خبریں آنے لگیں۔ معلوم ہوا کہ چناپلی اور تجاور کے فوجداروں کی فوج کو یمبتور، وندکل اور پال گھاٹ کے مواضعات و قریوں میں رعایا کا غلہ اور مویشی چھین کر لے جاتی ہے اور ان کو سخت پریشان کر رکھا ہے اور ان کی قتل و غارت گری کی وجہ سے یہ سارا علاقہ تباہ و تاراج ہو گیا ہے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر بعض مشرک اور بت پرست بھی مسلمانوں کی مسجدوں کو جلا کر فتنہ و فساد مچاتے ہوئے ہیں۔ دوسری اطلاع یہ ملی کہ بمبئی اور سورت کی بندرگاہوں میں مقیم انگریزوں نے سمندر کے راستہ سے اپنے جہاز کلیکوٹ اور تلیچری کے ساحلوں پر پہنچا دیے ہیں اور نائمار قوم کے ساتھ مل کر کوٹرک کے تعلقہ تک جو نواب بہادر کے قلمرو میں شامل تھا تباہی مچا رکھی ہے۔ پالگھاٹ کے نائماروں اور موپلاؤں نے بھی موقع کو غنیمت جان کر بغاوت اختیار کر لی ہے اور مدھرا سے انگریزوں کی ایک فوج کو بلا کر قتل و خون کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

ٹیپو نگر کی طرف

نواب بہادر کو جب تمری میں یہ اطلاعات ملیں تو انھوں نے ٹیپو سلطان کی سرکردگی میں ایک بھاری فوج کو اس جانب روانہ کیا! نیز اس علاقہ کا نظم و نسق ٹیپو سلطان کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ جس طرح چاہیں وہاں کے معاملات کو سرانجام دیں۔ چار ہزار سواروں کو لالہ چھبیلا رام کی کمان میں سلطان سنگ سلحدار کے رسالہ کے ساتھ غلہ اور مویشی فراہم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جامیرزا خاں بخشی اور نور الابصار خاں کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ کالستری ونکٹ گری اور بمراج پر قبضہ کرنے اور ان کے علاوہ دوسرے باغی زمینداروں کی سرکوبی کے لیے متعین کیا اور ایک فرمان مخدوم صاحب (جو سرنگا پٹن کے جنوبی علاقے کی سرداری کے لیے روانہ ہو چکا تھا) اور اس علاقہ کے دوسرے حوالدوں کے نام جاری کیا گیا کہ "ہم نے سنا ہے کہ بدبخت نائماروں نے اطاعت و فرمانبرداری سے سرتابی اختیار کر لی ہے اور اس علاقہ میں تباہی مچا رکھی ہے تم لوگ فوری اس جانب توجہ کرو تاکہ اس کے بعد پھر وہاں کی رعایا کو یہ ظالم تنگ نہ کر سکیں"۔۔۔ جب یہ فرمان پہنچا تو مخدوم صاحب نے تمام فوجوں کو جمع کر کے حوالداروں کے ہمراہ اس علاقہ کی طرف کوچ کر دیا۔

ٹیپو سلطان باپ سے رخصت ہو کر تیاگ گڑھ کے راستہ بڑی تیزی کے ساتھ اونٹاتور پہنچ چکے تھے یہاں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ ترچنا پلی اور تنجاور سے نرکاٹ پلی، شاکوٹہ اور کاٹ بنار گودی کے قلعوں پر قبضہ کرنے کے لیے غنیم کی ایک فوج جمع ہو گئی ہے۔ اگرچہ سید صاحب (مخدوم) نے اس فوج کی سرکوبی کے لیے بڑی دلیرانہ کوشش کی لیکن ناتجربہ کار سپاہیوں کی کم ہمتی کی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہو سکے اور ان کی فوج محض اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے تنجاور کے کلروں، تونڈمالوں اور گشتی سواروں کے ہاتھوں شکست کھا کر ہراساں ہو رہی ہے ممکن ہے اب تک مذکورہ قلعے دشمن نے فتح بھی کر لیے ہوں۔ اس اطلاع کے ملتے ہی ٹیپو نے اپنی باگ اس جانب پھیر دی اور قضا کے ناگہاں کی طرح وہ ان کے سر جا پہنچا۔

یہاں ایک غلط فہمی

ٹیپو کے نرکاٹ پلی پہنچنے سے پہلے وہاں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ ایک رات قلعہ نرکاٹ پلی کی تسخیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ارادہ سے انگریزوں کی ایک فوج ترچناپلی سے اور دوسری تجاور سے ایک ہی وقت میں قلعہ پر پہنچی - ان فوجوں نے ایک دوسرے کی اطلاع کے بغیر قلعہ پر دو مخالف سمتوں سے حملہ کیا اور سیڑھیاں لگا کر ایک ہی حملہ میں یہ فوجیں برج اور فصیل پر چڑھ گئیں۔ قلعہ کے محافظوں نے جب اپنے آپ میں حملہ آوروں کی مدافعت کی قوت نہ پائی تو وہ ایک دریچہ سے باہر نکل آئے اور قلعہ سے قریب ایک محفوظ مقام میں پناہ لے لی۔ یہ دونوں حملہ آور فوجیں جب خالی قلعہ میں گولیاں برساتی ہوئی داخل ہوئیں تو دونوں نے ایک دوسرے پر دشمن کا گمان کیا اور یہ ایک دوسرے پر برابر گولیاں برساتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ قلعہ کے محافظ مقابلہ پر جمے ہوئے ہیں اور ہتھیار نہیں ڈالنا چاہتے۔ گھڑی دو گھڑی تک یہ فوجیں اسی طرح لڑتی رہیں اور پورے جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف دلیری اور بہادری کا مظاہرہ کرتی رہیں اس طرح کہ ان کی چار پانچ سو فوج ایک دوسرے سے لڑ کر تلف ہو گئی۔ نہ معلوم یہ سلسلہ کب تک جاری رہتا کہ اتفاق سے ایک طرف کے سردار نے انگریزی میں اپنے آدمیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جب دوسری طرف کے سردار نے یہ سنا تو سخت حیران ہوا اور پھر اس نے چیخ کر کہا کہ "خبردار رکے رہو ہم انگریز ہیں۔ جب اچھی طرح اطمینان ہو گیا کہ یہ اپنے ہی آدمی ہیں تو پھر دونوں سرداروں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور اپنی اس حماقت پر بہ سخت نادم و پشیمان ہوتے اور قلعہ میں جو کچھ ذخیرہ اور ساز و سامان ملا لے کر یہ فوجیں شاکوٹہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ جب ٹیپو سلطان وہاں پہنچے اور انھیں رات کا یہ دلچسپ قصہ معلوم ہوا تو بے اختیار ہنس پڑے انھوں نے وہاں سے اپنا تعاقب برخواست کر کے قلعہ کو خالی چھوڑ دیا۔

شاکوٹہ کا ناکام محاصرہ

انگریزوں کی فوج نے وہاں سے آگے بڑھ کر چند کلروں اور تو ندمانوں کو ہمراہ لیا اور قلعہ شاکوٹہ پر حملہ کر دیا۔ وہاں کا تھانہ دار حمید نامی ایک بہادر صوبیدار تھا اس وقت قلعہ میں اس کے ساتھ صرف دو سو جوان تھے۔ غنیم کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے قلعہ کو مستحکم کر کے نہایت بہادری کیساتھ مدافعت کا عزم کر لیا اور حصار پر سے حملہ آوروں پر ایسی سخت گولہ باری اور آتش باری کی کہ وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ گئے اور ان کی فوج بری طرح درہم برہم ہو گئی۔ شکست خوردہ انگریز سرداروں نے دوسرے دن تازہ دم ہو کر قلعہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور ابھی وہ قلعہ کی طرف بڑھنے ہی والے تھے کہ ٹیپو سلطان کی سواری کے نقاروں اور طنبوروں کی آواز سنائی دی اور جب معلوم ہوا کہ محصورین کی کمک کے لیے غنیم کی فوج آ گئی ہے تو پہاڑوں اور جنگلوں کی آڑ لیتے ہوئے شیوگنگا کی طرف بھاگ گئے۔ ٹیپو سلطان نے اس دن قلعہ کے باہر میدان میں قیام کیا اور اس قلعدار کو رسالداری کے عہدہ پر ترقی دے کر ایک جوڑی زریں دست بند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتیوں کا جڑاؤ پدک اور جو مالہ عنایت فرمایا اور اسے اپنے لشکر کے ساتھ لے لیا۔

عورتوں کی بہادری

اسی اثنا میں کاٹلے بینا گوڑی سے خبر پہنچی کہ گذشتہ رات انگریزوں کی ایک فوج نے بینا گوڑی کے قلعہ پر حملہ کر دیا قلعہ کی محافظ فوج اس وقت مویشی اور رسد کی فراہمی کے لیے شیبوگنگا کے مواضعات میں بکھری ہوئی تھی اور قلعہ کا نائیک صرف بیس سپاہیوں اور چند عورتوں کے ساتھ رہ گیا تھا۔ جب انگریزی فوج نے حملہ کیا تو نائیک نے یہ سمجھا کہ یہ اس قلعہ کے کلہی جو موقع پا کر قلعہ پر چڑھ آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر کے دشمن کو بھگانے کی تیاریاں کر لیں۔ عورتیں بھی قلعہ کی حفاظت کے لیے برج اور فصیل پر آگئیں اور انھوں نے گائے کا گوبر پانی میں ملا کر دیگوں میں خوب گرم کر لیا اور جیسے ہی حملہ آوروں نے سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھنا چاہا ان عورتوں نے بری طرح شور مچاتے ہوئے گوبر کا کھولتا ہوا پانی ان پر گرا دیا اور جو بڑے بڑے پتھر دیواروں پر جمع کر رکھے تھے وہ ان پر بے محابا لڑھکا دیئے۔ سپاہیوں نے تیر کمان اور بندوقیں سنبھال لیں اور اکثر حملہ آوروں کو تیروں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ قلعہ کے دوسرے محافظوں نے جو رسد اور مویشی لانے کے لیے باہر گئے ہوئے تھے جب قلعہ کی طرف سے گولیاں چلنے کی آواز سنی تو یلغار کرتے ہوئے وہ تیزی سے لوٹے اور حملہ آور فوج پر عقب سے حملہ کر دیا۔ اب تو انگریز حملہ آور بہت گھبرائے اور کسی نہ کسی طرح اپنی بقیہ فوج کو وہاں سے نکال کر محروم و مایوس بھاگ نکلے۔ جب ٹیپو سلطان کو قلعہ والوں کی اس بہادری کی اطلاع ملی تو انھوں نے ان میں سے ہر ایک کو اپنے حضور میں طلب کیا اور نہایت مسرت کا اظہار کر کے ہر ایک سپاہی کو چاندی کا ایک ایک دست بند اور نائیک کو سونے کے دست بند کی ایک جوڑی عطا کی اور وہاں سے ترور پالہ کی طرف کوچ کیا۔

ترور پر قبضہ

اثنائے راہ میں اطلاع ملی کہ ترور کا پالیکار اپنی جمعیت کو لے کر دو سو انگریز سولجروں اور تحصیلداروں ترچناپلی اعتبار خاں کے ملازموں کے دستہ کے ساتھ ترچناپلی سے ترور گیا تھا اور اب وہاں سے کافی رسد اور بے شمار مویشی فراہم کر کے واپس جا رہا ہے۔ اس خبر کے ملتے ہی ٹیپو سلطان نے اس طرف کوچ کر دیا اور ان کو ایک ندی کے کنارے جو اس وقت طغیانی پر تھی جا لیا یہ لوگ مویشی اور سامان رسد کو کشتیوں میں پار کر رہے تھے کہ ٹیپو کی فوج نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا اور ایسی تلوار چلائی کہ صرف ان کے سردار بمشکل اپنی جان بچا کر اپنی کشتیوں کو نکال لے گئے لیکن ان کے سارے سپاہی اسی کنارے ساحل نجات پر پہنچ گئے بہت کم ایسے خوش نصیب تھے جو ہاتھ پاؤں مار کر تیرتے ہوئے نکل گئے اکثر تو ندی ہی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرق ہو گئے۔ فاتح لشکر نے ان کا تمام سامان رسد غلہ وغیرہ اٹھوا لیا۔ ٹیپو سلطان نے ترورپالہ کے قلعہ میں مضبوط تھانہ قائم کر کے محی الدین خاں جمن نامی کو وہاں کی قلعداری پر متعین کیا۔ اور تھوڑی سی مدت میں ایک طویل مسافت طے کر کے کلیکوٹ کے مفسدوں کی خبر لینے کے لیے اس نواح میں پہنچ گئے۔

دہشتناک حادثہ

انگریز کماندار نے جو دھارا پور سے اس علاقہ کی تسخیر کے لیے انگریزی فوج لے کر آیا ہوا تھا جیسے ہی ٹیپو سلطان کے فتح مند لشکر کی آمد کی خبر سنی ایسا حواس باختہ ہوا کہ وہ سارا بھاری ساز وسامان جو اس نے وہاں جمع کر رکھا تھا کیمپ میں چھوڑ کر، دن رات کرنلم کے قلعہ میں داخل ہو گیا اور ایک رات دھارا پور میں متعین طلایہ گرد فوج پر شب خون مارنے کے ارادہ سے قلعہ سے باہر نکلا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ کسی سپاہی کی جلتی ہوئی چلم میں سے ایک چنگاری ہوا سے اڑ کر بارود کے ایک صندوق پر جا گری جو ایک بیل پر لدا ہوا تھا اور جلد ہی بارود میں آگ لگ گئی اور وہ صندوق یک بارگی بھڑک کر اڑا اور دوسرے تمام بارود کے صندوق بھی پھٹ پڑے اور پورے لشکر میں آگ ہی آگ پھیل گئی اس زبردست آتشیں دھماکے سے انگریزی فوج کے تقریباً ایک ہزار سپاہی زاغ وزغن کی طرح ہوا میں اڑ کر جل مرے دھماکے کی آواز سے لشکرِ حیدری کے طلایہ دار بھی ہر طرف سے دوڑ کر وہاں جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے گھیر کر انھوں نے بقیہ سارے لشکر کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا صرف چند سردار اور سپاہی نہایت خستہ حالت میں ترچناپلی پہنچ سکے۔

مخدوم صاحب کی شہادت

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ٹیپو سے مخدوم صاحب بھی حسب الحکم ایک بھاری فوج لے کر اس علاقہ میں پہنچ چکا تھا اس نے یہاں پہنچتے ہی اکثر مقامات سے دشمن کو مار بھگایا اور جس مقام پر اس کی فوج گئی اس نے باغیوں کی ساری آبادیوں کو غارت کر دیا اور اطراف واکناف کے سارے علاقے میں اپنی فوج کو دستہ دستہ کر کے پھیلا دیا اور خود ایک مختصر سی جمعیت کو لے کر ایک چھوٹے قلعہ میں ٹھیر گیا۔ اس اثناء میں اس علاقہ کے باغیوں نے ادھر سے آئی ہوئی انگریزی فوج کے ساتھ مل کر اس پر حملہ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مخدوم صاحب نے جس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے دو سو جانبازوں کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل کر غنیم پر حملہ کر دیا۔ غنیم کی فوج نے اس ترتیب سے اپنے دستوں کو آگے بڑھایا کہ مخدوم صاحب دشمنوں کے حلقہ میں آ گیا وہ اس کو زندہ گرفتار کر لینا چاہتے تھے لیکن مخدوم صاحب کی اسلامی غیرت جوش میں آ گئی اور اس نے بے خوف وخطر اپنے جانبازوں کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا اور مخالفوں کے خون کی ندیاں بہا دیں لیکن اس انبوہ کثیر کے مقابلہ میں یہ مختصر سی جمعیت کب تک مقابلہ کرتی دشمنوں نے گھیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس کے بہت سے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور مخدوم صاحب نے بھی اسی معرکہ میں بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔

شہر ارکاٹ کی خانہ ویرانی

اسی سال نواب بہادر حیدر علی خاں نے میر صادق کو شہر ارکاٹ سے تمام باشندوں کے اخراج اور ان کو بالا گھاٹ کی طرف نکال دینے کا حکم دیا۔ میر صادق نے نہایت سختی اور تندی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی۔ سرکاری پیادوں کی دراز دستی نے وہاں ایک قیامت برپا کر دی۔ ہر محلہ میں سرکشوں، شر پسندوں کی خانہ شماری ہونے لگی اور بہت سے مکان اور عمارتیں ڈھادی گئیں اور ارکاٹ کے خوش باشیوں کی باغ و بہار کی محفلوں میں خاک اڑنے لگی۔ بستیاں ویران ہو گئیں اور جانوروں نے اپنا بسیرا بنا لیا۔ اس وقت ایسی وحشت پورے شہر پر چھا گئی تھی کہ شہر کاٹنے کو دوڑ رہا تھا اور باشندے ایسے خوف زدہ اور ہراساں ہوئے جس کے جس طرف کو سینگ سمائے اس طرف نکل گیا۔ لوگ محافظوں کی عاجزی اور منت کر کے اور ان کو چاندی سونا رشوت دے کر راتوں رات شہر سے نکل کر مدراس کی طرف بھاگ گئے۔ بہت ہی کم ایسے سخت جان تھے جو اس ویرانہ میں اپنی جانیں سلامت لے کر بیٹھے رہے یہ رہ جانے والے اس آباد شہر کی آبادی کا بس دسواں حصہ ہو نگے بقیہ ساری آبادی دیکھتے ہی دیکھتے اجڑ کر رہ گئی۔

انہی دنوں مدراس میں جنرل کوٹ نے بیمار ہو کر انتقال کیا اور انگریزوں کے معاملات کافی حد تک درہم برہم ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۰

نواب بہادر حیدر علی خاں کی وفات

۱۱۹۶ھ ۔ ۱۷۸۲ء

جب نواب بہادر حیدر علی خاں آرنی کی جنگ سے لوٹے تو کافی عرصہ تک سامانِ جنگ کی فراہمی، قلعہ مدراس کی مہم کی تیاری، یورپین قوموں کے اخراج کی تدابیر اور باغیوں کی سرکوبی کے منصوبوں میں مشغول رہے اور جگہ جگہ یعنی کبھی تو میدانِ تمری ہیں، کبھی رانی پیٹ ہیں اور کبھی ماہی منڈل گڑھ کے اطراف اپنی لشکر گاہ کو منتقل کرتے رہے۔ اس درمیان میں ان کو برابر گوڈلور کے فرانسیسیوں کی آمد کا انتظار رہا۔

سرطان کا عارضہ

وہ ان گوناگوں مصروفیات میں الجھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے شانہ پر سرطان نمودار ہوا اور روز بروز اس کی اذیت بڑھتی چلی گئی۔ حاذق طبیبوں اور ماہر معالجوں نے معدہ اور خون کی صفائی کے لیے بہت کچھ مسہل دیے اور طرح طرح کے علاج کیے لیکن اس پھوڑے نے منہ نہیں موڑا اور نواب کو بسترِ علالت پر گرا دیا۔ یہاں تک ان کا حلق کسی چیز کو نگلنے کے قابل نہیں رہا اور جسم کی قوت برابر گرتی چلی گئی۔ جب مرض شدید ہو گیا تو مذکورہ علاقہ سے کوچ کر کے وہ پونا کے نواح میں ایک مقام پر جو شمالی ارکاٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے جا کر قیام پذیر ہوئے ہندوستان اور دکن کے اکثر طبیب اس دنبل کے علاج سے جواب جسم کے اندر ہی اندر پھیلتا جا رہا تھا عاجز آ گئے تھے اس لیے ایک فرانسیسی جراح کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس نے اس جان لیوا پھوڑے کو نشتر سے چیر دیا کافی مواد باہر نکل آیا لیکن سرطان نے اندر ہی اندر شہد کے چھتہ کی طرح ہزارہا سوراخ پیدا کر لیے تھے اس لیے وہ پوری طرح صاف نہیں ہو سکا جراح اس زخم پر کافور کا مرہم لگاتا رہا تاکہ پھوڑا اندر ہی اندر جل جائے لیکن

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کا عالم تھا سرطان اتنا بگڑ چکا تھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی اور معاملہ طبیبوں اور معالجوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔

جب مقربینِ بارگاہ ان کی زندگی سے ناامید ہو گئے تو متعدد بار انھوں نے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کو بلانے کی درخواست کی اس صاحبِ ہمت نے جواب دیا: "آخر کس لیے اس کو زحمت دیتے ہو اس کے بلانے سے سرکاری کام درہم برہم ہو جائیں گے اگر خدا کی مرضی ہو گی تو وہ خود ہی بروقت پہنچ جائے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران میں جاسوسوں نے انگریزوں کے سپہ سالار جنرل کوٹ کے فوت ہونے کی اطلاع دی تو نواب نے اس کی خبر سنتے ہی ایک آہ کھینچی اور فرمایا "نہایت ہوشیار آدمی تھا اپنے تجربہ کی وجہ سے وہ ہمارے لشکر کے فریب میں نہ آسکا"

اس مجلس میں منشی کو طلب کر کے صاحبزادہ ٹیپو سلطان کے نام فرمان لکھوایا کہ —— "تم اس علاقہ کا بندوبست بحسن وخوبی جلد از جلد سرانجام دے کر واپس آجاؤ اور کل معاملات کا بخوبی جائزہ لے کر دیکھو کہ مزید فوج کی تم کو ضرورت ہے یا نہیں اگر ضرورت ہو تو اپنی مدد کے لیے اور فوج بلا لو۔ ہم تم کو تمام امورِ سلطنت کا مختار بناتے ہیں لہذا ایک پل کے لیے بھی تم سرکاری کاموں میں تجاہل و تغافل نہ برتو"

دوسرے دن نواب نے بذاتِ خود خزانہ کا دروازہ کھولا اور تمام فوج اور ملازمین و مصاحبین کو ہر ایک کے دفتر کے مطابق ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام کے تقسیم کرائی۔

دمِ آخریں

ماہِ ذی الحج کے آخری دن حاضرین سے پوچھا "آج کیا تاریخ ہے" عرض کیا گیا "ماہ ذی الحج کا آخری دن اور آج کی رات ماہِ محرم کی چاند رات ہے" یہ سن کر غسل کے لیے پانی تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب طبیب نے غسل کرنے سے اتفاق نہیں کیا تو اسے خیمہ سے باہر کر دیا اور غسل کر کے پاک لباس پہنا اور انگلیوں پر گن کر آہستہ آہستہ کچھ پڑھا اور ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے اور اسی وقت دو ہزار سواروں کو شمالی ارکاٹ کے پالیگاروں کے علاقہ پر تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیا اور پانچ ہزار سواروں کو انگریزوں کو مرعوب کرنے کے لیے مدراس کی طرف کوچ کا حکم دیا اور بعض سرداروں کو حضور میں بلا کر مختلف امور کے بندوبست کے لیے سختی سے تاکید کی اور رات کے آخری حصہ میں شوربے کے چند گھونٹ نوش کر کے آرام کرنے بستر پر لیٹ گئے۔ بس اسی وقت سکرات کا عالم طاری ہو گیا اور یکم محرم الحرام سنہ ۱۱۹۷ھ / سنہ ۱۷۸۲ء ۷ دسمبر کی پہلی رات کے گزرتے گزرتے ان کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں اور وہ مردِ جانباز اس دنیائے فانی سے گزر گیا۔

رازدارانہ کارروائی

اس وقت جو سربرآوردہ ارکانِ مملکت وہاں موجود تھے مثلاً محمد علی رسالدار، غازی خاں، مہا میرزا خاں، بدرالزماں خاں، غلام علی خاں اور ابو مردہ خاں نے جو توشک خانہ کے اعلیٰ افسر تھے اور نمک حلالی و وفاداری میں شک و شبہ سے بالاتر تھے انھوں نے اس حادثہ کی شہرت کو خلافِ مصلحت سمجھ کر نواب بہادر کی موت کو سب سے پوشیدہ رکھا اور تمام مراسم و معاملات کو ان کی اصل حالت میں برقرار رکھے رہے اور لشکر کے انتظام میں کوئی خلل پیدا ہونے نہیں دیا۔ جتنے بھی باخبر خدمت گار تھے ان سب کو ایک دوسرے کی لاعلمی میں اس سانحہ کو پوشیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کی خاطر علیحدہ علیحدہ قید کر دیا اور رات کی تاریکی میں نہایت رازداری کے ساتھ مرحوم کی تجہیز و تکفین کرائی اور جنازہ کے تابوت میں عطر عنبر اور روئی بھر کر میت کو لٹا دیا اور راتوں رات قابل اعتماد بدرقہ اور ہوشیار وورد خوانوں کے ساتھ کولار روانہ کر کے معنیہ وقت پر اس جوانمرد کے لاشہ کو دفن کروا دیا اور نواب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ کریم صاحب کو دیوانی کی مسند پر جانشین کر کے امورِ مملکت کو سرانجام دیتے رہے۔

جب محرم کا عشرہ گزر گیا تو اس ماتم کدہ سے کوچ کر کے یہ لوگ لشکر کو آرنی کے قریب لے آئے اور سارے نظم و نسق کو نہایت ہوشیاری سے سرانجام دیتے رہے اور فوج کے آدمیوں کو انعام و اکرام دے کر ان کی تنخواہوں کی مکمل ادائیگی کرائی اور ایک رقم مرحوم کی بخشش کے لیے فقرا و مساکین میں بطور صدقہ تقسیم کرا دی اور ایک ہزار سواروں کو ترنیلور کی طرف اور دو ہزار سواروں کو طلایہ کے طور پر انگریزوں کے لشکر کی طرف روانہ کیا۔

ان انتظامات سے فارغ ہونے کے بعد مہا میرزا خاں کو پورے خلوص و خیر خواہی کے ساتھ اس واقعہ کی ساری تفصیل لکھ کر ٹیپو سلطان کے پاس جو اس وقت کلیکوٹ کی مہم میں مصروف تھے روانہ کیا اور ان سے لشکر گاہ میں جلد سے جلد پہنچنے کے لیے بڑے اصرار کے ساتھ درخواست کی۔

حیدر علی خاں کی شخصیت، کردار و گفتار

مرحوم حیدر علی خاں کے اخلاق و عادات اور ان کی حسن تدابیر کا تذکرہ قلم و زبان سے پیش کرنا اگرچہ ممکن نہیں تاہم مختصراً اس سلسلہ میں کچھ وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے ——— نواب مرحوم دنورِ دانش، اصابتِ رائے اور حسنِ تدبیر میں بلاشبہ اگلے پچھلے تمام سلاطین، امرا اور وزرا سے ممتاز شخصیت کے مالک تھے جاہ و حشمت، رعب داب میں بھی ان کا کوئی ہمسر نہیں ہو سکتا ان کی محفل بھی ایک خاص شان رکھتی تھی محفل میں بجز ان کے کوئی دوسرا بہت کم کچھ کہہ پاتا تھا جو کچھ چاہتے وہ خود ہی بولتے دوسروں کو بجز ہاں کہنے کے کسی اور بات کی مجال نہیں تھی ان کی مجلس میں عام طور سے ملک کے نظم و نسق، واقعاتِ جنگ، تلوار بندوقوں، جواہرات ہاتھیوں اور خوش رنگ گھوڑوں کا تذکرہ رہتا تھا۔

مرحوم غیر معمولی ذہانت و فراست کے مالک تھے سرداروں کا پندار بھی ان کی شخصیت سے جھلکتا تھا ان کے خیالات میں بڑی بلند پروازی تھی۔ امور حکمرانی میں نہایت چوکس اور باخبر رہتے تھے چنانچہ ہر شہر، قصبہ اور مواضعات تک میں خبر نویس کے علاوہ خفیہ نویس اور نسب گرد جاسوسوں کو علیحدہ علیحدہ متعین کر رکھا تھا اور ان کے ذریعہ ہر جگہ کی خبریں منگوا کر حالات سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔

کارکردگی و جفاکشی

نواب مرحوم میں کارکردگی کی بڑی صلاحیت تھی اتنے جفاکش اور محنتی تھے کہ صبح سے شام تک ایک لمحہ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیکار نہیں رہتے تھے اور اپنی حکومت کے مختلف و متعدد شعبوں کے انتظامات میں ہمیشہ لگے رہتے تھے۔ عہدہ داروں اور حوالداروں میں سے جو بھی کسی کام میں سستی اور غفلت برتتا فوراً اس کو طلب کر کے سزا دیتے اور اس سے کہتے کہ "ہم نے سرکاری کام تمہاری دیانت داری پر اعتماد کر کے سپرد کیا تھا تم نے اس کو کیوں بگاڑا؟"

غذا

جس وقت وہ دستر خوان پر بیٹھتے تو جتنے کھانے بھی موجود ہوتے ہر ایک میں سے ضرور کھاتے لیکن نمکین اور ترش چیزوں کی زیادہ رغبت تھی شیرینی کے زیادہ خواہشمند نہیں تھے۔ ان کا کھانا دال اور خشکہ[1] پر ختم ہوتا تھا۔ سفر میں اکثر اوقات بھونے ہوئے چنے، بادام، خشک روٹی، کوٹے ہوئے چاول اور سرخ خشخاش پر جسے اس ملک میں راگی کہا جاتا ہے گزارا کر لیا کرتے تھے۔

لباس

ان کا لباس عموماً سرخ نافرمانی رنگ کا ہوتا تھا برہان پور کی چھینٹ بہت پسند تھی اسے وہ ہر وقت پہنا کرتے تھے سرخ نافرمانی دستار جس میں سینکڑوں پیچ ہوتے تھے سر پر اوڑھا کرتے تھے۔

نشست و برخاست

جب مسند پر بیٹھتے تو ہمیشہ مرصع قبضہ والا براق نیمچہ اپنے آگے رکھ لیا کرتے تھے اور مملکت کے سارے چھوٹے بڑے معاملات کا تصفیہ اپنے سامنے ہی کرتے تھے یہاں تک کہ چمڑا اور بے کار تھیلے اور دھاگہ کے بنڈل تک اپنی آنکھ سے جب تک دیکھ نہ لیتے توشک خانہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دیتے۔

گھوڑوں کا شوق

سوداگروں، بیوپاریوں اور ساہوکاروں کو ہمیشہ شاہانہ نوازشات سے خوش رکھتے تھے اور ان کا مال و اسباب بڑی خواہش اور گراں قیمت پر خریدا کرتے تھے۔ گھوڑے بیچنے والوں کو علاوہ جانوروں کی قیمت کے انعام کا روپیہ مع خلعتوں کے عطا کرتے تھے۔ گھوڑوں کے شوق کا عالم یہ تھا کہ اگر اثنائے راہ میں کسی اسپ فروش کا گھوڑا مر جاتا تو اس کو مردہ گھوڑے کی دم اور ایال اور اس ضلع کے عمال و حوالداروں کے تصدیقی کاغذات پیش کرنے پر گھوڑے کی نصف قیمت لازماً مل جایا کرتی تھی۔

---

[1] خشکہ: پکے ہوئے سادہ چاول کو دکن میں خشکہ کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ بریانی کے مرغن چاولوں میں امتیاز کرنے کے لیے نہ رہ زد ہو گیا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدردانی

ان کی امدادی رقوم ریت کے ذروں کی طرح سارے ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں وہ خصوصیت کے ساتھ تجربہ کار، دلیر اور جری آدمیوں کی خواہ کسی قوم کے ہوں بڑی قدر کیا کرتے تھے اور جو شخص بھی کوئی کارنمایاں سرانجام دیتا اس کی پرورش کے دل سے خواہاں رہتے اور اس کے مدارج میں ترقی و اضافہ سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

نگرانی و باخبری

عامل، فوجداری اور امینی کے عہدوں پر کوشش کرتے اور تجربہ کار جہاں دیدہ اشخاص کا تقرر ہو آرام طلب کاہل اور نفس پرست اشخاص کے سخت دشمن تھے چنانچہ انھوں نے بارہا ایسے ملازموں کو جو رعیت کو تنگ کیا کرتے تھے اور اپنے فرائض سے غفلت برتنے کے عادی تھے قمچیوں سے سزا دی۔ جس شخص کو بھی وہ سرکاری کاموں میں غفلت برتنے، خلق اللہ پر ظلم وستم کرنے یا تغلب و تصرف کے ثابت ہو جانے پر معزول کر دیتے تو پھر اسے کبھی بھی اس خدمت پر مامور نہیں کرتے تھے۔ ملکی و مالی ہر شعبہ میں خبر نویسوں، ہرکاروں اور خفیہ نویسوں کو اس انتظام کے ساتھ کہ ایک دوسرے سے واقف نہ ہو سکے متعین کر کے ہر معاملہ اور واقعہ کے نیک و بد سے آگاہ رہتے تھے۔ اس انتظام پر بھی اکتفا نہ کر کے کبھی کبھی بذاتِ خود رات کے وقت سیاہ کمبل اوڑھ کر پوشیدہ طور پر اور تنہا لشکریوں، غریبوں اور مسافروں کے دریافتِ حال کے لیے شہر اور گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے لشکر میں بھی ان کا یہی معمول رہتا تھا۔

لڑکوں کی تربیت

ان کی زندگی کا بہت بڑا حصہ مختلف مہمات میں صرف ہوا۔ سفر کی حالت میں بھی مملکت کے نظم و نسق کو سرانجام دیتے رہتے تھے۔ آں پڑھ اور نوشت و خواند سے قطعًا واقف نہیں تھے لیکن طبیعت میں قدرتی طور پر وقت پسندی اور نکتہ آفرینی کی ایسی صلاحیت تھی کہ معاملات میں ان کی رائے اتنی ہی صحیح اور صائب ہوتی تھی جتنی کسی صاحبِ علم کی ہو سکتی ہے بلکہ اصابتِ رائے اور صحیح الفکری میں دشوار پسند دانشمندوں پر ان کو ترجیح حاصل تھی۔ ان کو خود تو پڑھنے لکھنے کا موقع نہیں ملا لیکن اپنے لڑکوں کی تعلیم تدریس سے غافل نہیں رہے۔ صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے لیے لائق اور باتمیز اتالیق مقرر کیے گئے تھے اور ان کی خدمت کے لیے قابل اور مہذب خدام مقرر کیے جاتے تھے ان کو بچوں کی تربیت کا اتنا خیال رہتا تھا کہ بلاناغہ ہر روز بچوں کی گفتار و کردار اور جواب و سوال کی کیفیت حضور میں بیان کی جاتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیپو سلطان کی تربیت

صاحبزادہ ٹیپو سلطان عموماً دشمنوں کی سرکوبی اور قلعوں کی فتح کے لیے مختلف سمتوں پر متعین رہتے تھے۔ ان کو اکثر اپنے پاس بلا کر نصیحت کیا کرتے کہ "ہم تم کو تمام معاملات میں لائق اور عقلمند سمجھتے ہیں اس لیے اس کام پر تم کو معمور کر رہے ہیں اور اس قدر سوار اور پیادہ فوج اور توپ خانہ اور خزانہ تمھارے سپرد کر رہے ہیں۔ سرکاری کام میں تم کوئی کوتاہی نہ کرنا اور پوری ہوشیاری کے ساتھ اس مہم کو سرانجام دے کر سرخرو لوٹنا۔" اس کے بعد ان کے غائبانہ ان سرداروں کو جو شہزادہ کے ساتھ متعین کیے جاتے تھے بلا کر کہتے "صاحبزادہ جوان ہے اس کو اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور خیال رکھنا کہ کہیں وہ بہادری کے جوش میں احتیاط و تدبیر کو پس پشت نہ ڈال دے اس کی حفاظت اور نگرانی کو ہر لمحہ اپنی سب سے بڑی کارگزاری اور خدمت گزاری سمجھتے رہو۔" جس وقت ٹیپو سلطان کسی مفوضہ کام کو سرانجام دے کر کامیاب و فتح مند حضور میں واپس آتے تو پھر ان کو کسی اور کام پر اسی طرح متعین کر کے روانہ کر دیتے۔ اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ صاحبانِ اقتدار کی اولاد والدین کی ناز برداری، خود رائی اور ادنیٰ آدمیوں کی صحبت میں شرافت و عزت کے مرتبہ سے گر جاتی ہے لیکن جو لوگ صاحبِ تمیز اور حوصلہ مند ہوتے ہیں ہرگز اپنی اولاد کو بے تمیز، اوباشوں اور رذیلوں کے ساتھ تباہ ہونے کے لیے کھلا نہیں چھوڑ دیتے۔ نواب بہادر بھی اپنے بچوں کی آخر عمر تک کڑی نگرانی کرتے رہے اور ان کو عیش و آرام میں مبتلا رکھنے کے بجائے سخت کوشش اور جدوجہد کا عادی بنانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ صاحبزادوں کو چار دن میں ایک مرتبہ زنانہ محل میں جانے اور استراحت کرنے کی اجازت تھی۔

خوش گوئی

نواب مرحوم نہایت کم گو لیکن خوش گو تھے محفل میں کسی کی شوخی، بدتمیزی اور بسیار گوئی کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن بہادر اور دلیر اشخاص کی شوخی اور گستاخی کو برداشت کر لیتے تھے۔ ایک دن ان کی مجلس میں چرکولی کی جنگ کا ذکر چھڑ گیا نواب مرحوم نے فرمایا۔ "اس دن ہمارے تمام لشکریوں نے نمک حرامی کی اور ہمارے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کسی نے تلوار سونت کر جاں نثاری کا ثبوت نہیں دیا اس لیے سب نے مفت میں اپنی جانیں گنوائیں اور روسیاہی مول لی۔" حاضرین میں لیسین خاں ونٹی کدری بھی موجود تھا جس نے اس معرکہ میں ثابت قدمی اور نمک حلالی کا ثبوت دیا تھا اور اپنے آپ کو دشمن کی تلواروں اور نیزوں کے سامنے سپر بنا دیا تھا اس کی ایک آنکھ بھی اس معرکہ میں ضائع ہو گئی تھی وہ یہ سن کر بھڑک گیا اور کہنے لگا۔ "حضرت درست فرماتے ہیں ہم نے بھی بہت سے بھاگنے والوں کو دیکھا تھا لیکن یہ سب مقدرات ہیں۔ کسی کا اس میں کیا دخل و اختیار لیکن حضور والا یہ بھی تو ارشاد فرمائیں کہ میری یہ آنکھ آخر کس ناحق شناس کی خاطر اپنی بصارت سے محروم ہو گئی ہے؟" نواب مسکرائے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا، "ہمارا اعتراض تم پر تو نہیں ہے۔"

تحمل و بُردباری

ایک دن محمد علی کمنداں کو کسی مہم پر مامور کیا تھا اس نے اس مہم کو سرانجام دینے کے لیے رقم کا مطالبہ کیا۔ نواب کو تاؤ آ گیا اور غصہ سے کہا کہ تم ہر مہینہ بے حساب روپیہ اپنی ماں کا مہر سمجھ کر لیتے ہو اور فضول خرچی میں اڑا دیتے ہو ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ عین کام کے وقت تم پھر روپیہ طلب کرو گے غافل نہ ہو اب تک تم نے جتنا روپیہ خرچ کیا ہے ہم اس کے ایک ایک درم کا حساب تم سے لے کر رہیں گے اور تم کو پا بہ زنجیر واجب القتل حرامیوں کے ساتھ بند کرا دیں گے۔" محمد علی بھی ایک شوخ چشم آدمی تھا بھلا وہ کیسے چپ رہ جاتا اس نے نواب کی طرف سے منہ پھیر کر توشک خانہ کے منشیوں کی طرف رخ کیا اور کہا سرکار کی سمجھ بوجھ کا پتہ لگ گیا۔ بڑھاپے کی یہ عقل ورائے ناز نخروں سے بڑھ کر نہیں۔ کچھ بھی ہو مجھے تو اس کام کے لیے روپیہ چاہیئے ورنہ سرکار ہی کا کام خراب ہو گا۔ اس نے آہستہ لیکن اس طرح کہا تھا کہ نواب اچھی طرح سن لیں چنانچہ نواب نے سن لیا لیکن اس کی وفاداری اور خیر خواہی کے پیش نظر اس گستاخی کو نظر انداز کر دیا اور توشک خانہ کے منشیوں سے کہا۔ "جو کچھ یہ بدمعاش طلب کرے اسے دے دو۔"

قیافہ شناسی

مرحوم کو قیافہ شناسی کا بھی بڑا ملکہ تھا ان جیسا مردم شناس اور قیافہ شناس بہت ہی کم گزرا ہو گا۔ چنانچہ نئے نئے بھرتی ہونے والے ملازموں اور نوخرید گھوڑوں کی خامی خوبی ایک ہی نظر میں بھانپ لیتے۔ ان کی قدر و قیمت کا نہایت جچا تلا اندازہ لگا لیتے۔ قسم قسم کی نفیس اشیا کو بخوبی پہچان لیتے۔ جواہرات کی بھی ان کو بڑی پرکھ تھی۔ بے کھوٹ اور اصلی جواہر بآسانی منتخب کر لیتے تھے۔ سامان جنگ اور ہتھیاروں کو بھی خوب پہچانتے تھے۔ اس طرح ملکی اور مالی عرائض اور خبر نویسوں کی رپورٹوں اور زبانی بیانات میں متضاد باتوں کا مقابلہ کر کے صحیح اور نفسِ معاملہ کو بے تردد جان جاتے تھے۔ غرض یہ کہ ان کا ذہنِ رسا اور حافظہ ایک عطیۂ خداوندی تھا جو شاہان سابق میں اکثر کو باوجود تحصیلِ علم کے میسر نہیں ہوا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل اورا در دلش انداختند

(قدرت جس کو جس کام کے لیے پیدا کرتی ہے اس کا طبعی میلان اس کے دل میں ڈال دیتی ہے)

شیعہ سنی نزاع

ایک دن ایک شیعہ اور سنی عالم میں دینی مباحثہ چھڑ گیا اور بات یہاں تک بڑھی کہ زبان کے ساتھ ساتھ خنجر بھی نکل آئے جاسوسوں نے اس قضیہ کی مفصل رپورٹ حضور میں پہنچا دی۔ نواب نے دونوں کو طلب کیا اور کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم لوگ یہ بے کار بحث کیوں کر رہے ہو اور کتوں کی طرح کس لیے شور و غوغا برپا کر رکھا ہے؟" سنی عالم نے عرض کیا "قبلہ عالم! یہ کینہ توز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے حق میں جسارت کے ساتھ طعنہ و طنز کی زبان دراز کرتا ہے اور اس کی زہریلی باتیں بندہ کے دل میں کانٹے بن کر کھٹکتی ہیں۔" اس کے بعد نواب نے شیعہ سے استفسار کیا اس نے اپنے مذہب کے مطابق عرض کیا کہ "خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ نے مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ ایسا کیا اور خلیفہ ثانی عمرؓ نے ام السادات فاطمہ زہرہؓ کے ساتھ یہ سلوک کیا اور بار ہا ان کو رنج پہنچایا تو پھر سادات حسنین کے مقابلہ میں ان لوگوں کا ہم کس لیے لحاظ کریں؟" نواب نے یہ سن کر اس شیعہ سے پوچھا "تو جن لوگوں کے متعلق یہ سب کچھ کہتا ہے آیا وہ زندہ ہیں؟" اس نے عرض کیا "نہیں" اب تو حیدری عتاب بھڑک اٹھا اور اس سے کہا کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ مردہ ہے جو کسی کے عیب و ہنر خود اس کے سامنے بیان کر دے نہ کہ پیچھے اسی لیے بزرگوں نے غیبت کو حرام کہا ہے شاید تو نسل حرام سے ہے کہ غیبت کرتے سے شرماتا نہیں۔ اس کے بعد اگر کسی نے ایسی بے ادبانہ بحث میں وقت ضائع کیا اور سرکاری کاموں میں مخل ہوا تو پھر وہ اپنی سزا کو تیار پائے گا۔"

ایک لطیفہ

ایک مرتبہ ان کی محفل میں شیعہ اور سنی دونوں فرقہ کے آدمی حاضر تھے ان کے درمیان کوئی دینی بحث چھڑ گئی۔ ایک سنی نے ایک نقل بیان کی کہ ایک مسافر ایک گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا اتفاق سے گھوڑا ایک دلدل میں پھنس گیا سوار اتر پڑا اور اس کی باگ پکڑ کر باہر کھینچتے ہوئے کہنے لگا "جناب صدیق اکبر کے خلوص و صداقت کی مدد سے نکل آ"، گھوڑا نہیں نکلا پھر کہا "حضرت فاروق اعظم کے عدل کے سہارے باہر آجا" گھوڑے نے کوئی حرکت نہیں کی تو کہا "حضرت عثمان کی فراست کے بل پر چلا آ"۔ لیکن گھوڑا ٹس سے مس نہیں ہوا۔ آخر میں کہا حضرت علی کی شجاعت کے زور سے نکل آ" بس یہ کہتے ہی گھوڑا اس جگہ سے اچھل کر باہر آگیا۔ سوار نے تلوار کھینچ کر کہا اے کمبخت! تو رافضی ہو گیا اب تو میرے کس کام کا؟ یہ کہہ کر ایک ہی وار میں اس نے گھوڑے کی گردن اڑا دی۔ نواب نے یہ نقل سن کر تبسم فرمایا اور کہا "وہ سوار سخت نادان اور جاہل شخص تھا اتنا نہیں سمجھا کہ جو بھی زور آور ہوگا وہ گھوڑے کو تو باہر کھینچ لے گا اور تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اس نقل سے تو صریحاً اصحاب پیشین کا عجز ظاہر ہوتا ہے" کہنے والا اس بات پر سخت شرمندہ ہوا۔

ظرافت و مزاح

نواب مرحوم بعض وقت اپنے مصاحبین سے بھی مزاح و ظرافت سے پیش آتے تھے۔ خاص طور سے علی زمان خاں سے مذاق کیا کرتے تھے جب صوبہ سر فتح ہوا تو ایک دن سوار ہو کر شہر کی سیر کے لیے خراماں خراماں چلے جا رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اس شہر کی بعض گلیوں میں گھروں کے سامنے قبریں بنی ہوئی تھیں انھیں دیکھ کر پوچھا "یہ قبریں آبادی میں کس لیے واقع ہیں؟" لوگوں نے عرض کیا غالباً پہلے یہ جگہ ویران ہو گی بعد میں حکام کی رعیت نوازی کی وجہ سے اطراف واکناف کے لوگ اس جگہ آکر بس گئے" فرمایا "باتیں نہ بناؤ تم نہیں جانتے ہو اصل میں یہ مرد و زن اپنے گھروں کے لیے آپس میں لڑکر مرگئے ہیں"

نواب کی زبان پر ایک لفظ "لونڈی کا" یعنی "کنیززادہ" جو اکثر دکینوں میں زبان زد ہے چڑھا ہوا تھا کسی پر غصہ میں آتے تو اس کو "لونڈی کا" کہہ دیتے تھے بلکہ الطاف و نوازش کے وقت بھی یہ لفظ زبان پر آجاتا تھا۔ علی زمان خاں نے ایک دن رمز و کنایہ میں یہ عرض کیا کہ "یہ رکیک لفظ حکمرانوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔" مسکراکر جواب دیا" اے صاحب! ہم اور تم دونوں کنیززادے ہیں بی بی زادہ تو صرف حضرات حسنینؓ ہیں" حاضرین کو یہ جواب بہت پسند آیا کیونکہ حضرات حسنینؓ کی والدہ ماجدہ کا لقب "خاتون دوجہان" ہے ان کے سوا کوئی بھی عورت خاتون نہیں بلکہ کنیز ہی ہو سکتی ہے۔

رعیّت نوازی

اپنے لشکر کی حفاظت، فلاح و بہبود کا ان کو بڑا خیال رہتا تھا جہاں کہیں بھی کسی مہم پر لشکر کو متعین کرتے تو اس کی طرف سے بے فکر نہیں رہتے تھے اس کی تمام ضروریات، سامانِ جنگ، گھاس، رسد اور غلہ کی فراہمی اور اس کی کمک اور مدد ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہتی تھی۔ جس قلعہ کو بھی فتح کر لیتے اس قلعہ کی مرمت اور نئی فصیل و حصار تعمیر کرانے کے لیے لاکھوں روپیہ صرف کرتے تھے چنانچہ پایان گھاٹ اور بالا گھاٹ کے اکثر زمین دوز اور کوہستانی قلعے ان کی اس توجہ اور قلعہ بندی کے شوق پر شاہد ہیں۔

رعیت کے امن و امان کا انھیں بڑا خیال رہتا تھا چنانچہ انھوں نے اپنے عہد میں ساری قلمرو سے اچکوں، گرہ بازوں اور بدمعاشوں کا پوری طرح صفایا کر دیا تھا۔ اس معاملہ میں اتنے سخت تھے کہ اگر کبھی کسی علاقہ میں چوری کی واردات ہو جاتی تو اس علاقہ کے "کاولی گر" یعنی نگہبان کو بلا تامل پھانسی پر چڑھانے کا حکم دے دیا جاتا اور اس جگہ نرم دل، خدا ترس آدمی کو مقرر کر دیا جاتا۔

حیدری سکّے

نواب بہادر نے اپنے پورے عہد میں بجز ہون حیدری کے کوئی اور سکہ ضرب نہیں کرایا۔ اس ہون کے ایک طرف حرف "ح" اور دوسری طرف نقطے مضروب ہیں۔ البتہ تانبے کے پیسے اور کاس رد صیلہ، چھدام) جن پر ہاتھی کی شکل تھی۔ اس ہون کے علاوہ ضرب کرائے تھے اس کو رواج دینے کی بھی وجہ صرف یہ تھی کہ نواب کے پاس ایک ہاتھی "پون گیج" نامی تھا جو اپنی شکل و صورت میں نہایت بھلا، با صرت رفتار اور نواب

www.KitaboSunnat.com

کو بہت پیارا تھا وہ اچانک مرگیا اس کی موت کا ان کو سخت افسوس اور رنج ہوا چنانچہ یادگار کے طور پر اس کی شکل مسی پیسوں پر کندہ کروائی تھی ان کے علاوہ انھوں نے کوئی اور سکہ ضرب نہیں کرایا ——— ایک اور سکہ جس پر گدھے کے آلۂ تناسل کی شکل کندہ تھی کچھ دن کے لیے جاری ہو گیا تھا۔ قصہ یوں ہوا کہ ایک دن نواب اپنے بعض عہدہ داروں اور حوالداروں پر ان کے کسی قصور پر نہایت غضبناک تھے اتفاق سے اسی عالم میں دارالضرب کے داروغہ نے عرض کیا، "نئے پیسوں پر کس ضرب کا حکم ہوتا ہے" غصہ کی حالت میں ان کی زبان سے نکل گیا، "گدھے کے کیر کی شکل ضرب کی جائے" اس سادہ لوح نے حکم کی تعمیل کی اور اسی دن چار یا پانچ ہزار پیسے اسی شکل کے ضرب کرا دیے۔ یہ پیسے کچھ عرصہ تک جاری رہے بعد میں مشیروں نے اجازت لے کر وہ سارے پیسے اکٹھے کروائے اور انھیں گلا دیا۔

کھیل تماشے

نواب کا سفر و حضر میں یہ معمول کہ وہ ہر اتوار کی رات کو خوبصورت رقاصاؤں کا رقص دیکھتے تھے اور دسہرہ کے دنوں میں جو مرہٹوں کا بہت بڑا تہوار ہے باوجود اس کے کہ یہ کافروں کی رسم سے متعلق ہے اور نواب دل سے کافرانہ رسوم سے نفرت کرتے تھے محض راجہ چک کشن راج وڈیر کے گھرانہ اور میسوری کارپردازوں کی تالیفِ قلب کے خیال سے کہ تقلید کفر کفر نباشد دسہرہ کا جشن منعقد کراتے تھے اور کشن راج ونندراج کے لڑکوں کو محل میں بلا کر دو تین گھڑی آتشبازی، ہرنوں کی لڑائی، بھینسوں کی زور آزمائی، ہاتھیوں کی ٹکر، تنومند پہلوانوں کی پنجہ بازی جسے دکن میں "جھٹی" کہا جاتا ہے کا نظارہ کرتے تھے۔ جھٹی محل کے تپتے ہوئے صحن میں ایک شیر کو زنجیر سے باندھ دیا تھا۔ پھر بہت سے گدھوں کو تیز شراب پلا کر اس شیر کی طرف ہانک دیا جاتا تھا اس وقت ان پر شیر کا حملہ اور گدھوں کی دولتیاں جھاڑنے کا تماشہ دیکھنے کے لائق ہوتا تھا۔ یہ تماشہ نواب بڑے شوق سے دیکھتے تھے اور گدھوں کی اس بے معنی بہادری پر خوب ہنستے تھے۔ حبشیوں کو کمبل کی زرہیں پہنا کر صندلی ڈنڈے ان کے ہاتھوں میں دے کر سوروں سے بھڑایا جاتا تھا۔ اور بعض طاقت ور ملازموں کو ان کی اپنی رضامندی سے مردم خور شیر سے مقابلہ کے لیے اس تماشہ گاہ میں چھوڑا جاتا تھا۔ نواب بندوق کے نشانہ میں اتنے ماہر تھے کہ کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ تماشہ گاہ کے وسط میں موز کا ایک درخت نصب کرا دیا جاتا اور شیر زن کو حکم ہوتا کہ وہ اس درخت کے اطراف شیر سے مقابلہ کرے اگر وہ بہادر شیر پر غالب آکر شیر کو جان سے مار ڈالتا تو اس کو روپیہ اور خلعتیں اتنی دی جاتیں کہ وہ بقیہ عمر کے لیے فارغ البال ہو جاتا اور اگر شیر اس کو پچھاڑ دیتا تو نواب اسی وقت بندوق اٹھا کر اس کے سر کا نشانہ لیتے اور ایک ہی گولی میں شیر زمین پر تڑپتا ہوا گر پڑتا اور شیر زن سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغزشیں

اپنے ابتدائی اور آخری عہد میں رعب وداب قائم کرنے کے لیے انھوں نے مرہٹہ اور دوسرے بعض اسیروں کے ناک کان کاٹ دینے کے احکام بھی دیے تھے علاوہ ازیں ارکاٹ کی مہم میں بعض مرحوم آزار عاقبت خراب خواجہ سراؤں کے بہکانے سے ہر قوم کی اکثر حسین دوشیزاؤں کو ان کے سرپرستوں کی رضامندی سے یا جبراً خلوت میں بلا کر آغوشِ عشرت گرم کی اور مہ پارہ کنیزوں کو بھی اسی طرح حاصل کر کے انھیں زنانہ محل کے ناٹک سال (تماشہ گاہ) میں داخل کر لیا۔

قدوقامت

نواب بہادر کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ سیہ فام تھے ان کا جسم نہایت قوی اور تنومند تھا اور قد میانہ داڑھی مونچھ اور ابروؤں اور پلکوں کے بال ترشواتے تھے۔

شاہی مُہر

ان کی مہر بڑی اور مدور تھی اس پر یہ شعر کندہ تھا ؂

بہرِ تسخیرِ جہاں شد فتحِ حیدر آشکار　　لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

(دنیا کی فسخ کے لیے حیدر کی فتح آشکارا ہوئی ہے علی کے سوا کوئی جوانمرد نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں)

عجیبی مہر پر صرف "فتحِ حیدر" کندہ تھا۔ بڑی محنت سے حار کا ایک حرف وہ بھی الٹا دستخط کرنے کے لیے سیکھ لیا تھا جس کی شکل "ی" کی طرح دکھائی دیتی تھی۔

غرض دکن کے اس اولی العزم بہادر فرمانروا نے اپنی عمر نہایت عزم و احتیاط، تجربہ کاری اور دانائی کے ساتھ بسر کی اور ایک مضبوط سلطنت اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

ان کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکلتی ہے:۔

"آہ مردے حیدری دل رفت" دوسری ایک تاریخ ہے "جان بالا گھاٹ رفت"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ دوم

آں شہیدانِ محبّت را امام
آبروئے ہند و چین و روم و شام

ٹیپو سلطان شہیدؒ

رفت سلطاں زیں سرائے ہفت روز
نوبتِ او در دکن باقی ہنوز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

ٹیپو سلطان کی تخت نشینی

سنہ ۱۱۹۷ھ - سنہ ۸۳-۱۷۸۲ء

یاد ہوگا لشکرِ حیدری آرنی میں قیام پذیر تھا اور مرحوم حیدر علی خاں کے اراکینِ سلطنت نے مہا میرزا خاں کو ٹیپو سلطان کے پاس مرحوم کی رحلت کی اطلاع دینے اور ان کو لشکرگاہ میں ساتھ لانے کے لیے روانہ کیا تھا۔ مہا میرزا خاں نے نواحِ کلیکوٹ میں ٹیپو سلطان کی باریابی حاصل کی اور نواب مرحوم کے انتقالِ پُرملال کے سانحہ کی اطلاع خلوت میں گوش گزار کی اور وہ ساری تفصیلات بتائیں جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

ٹیپو سلطان نے امراء کی اس ساری کارروائی کو سننے کے بعد صرف ایک بات پر اپنے تکدر کا اظہار کیا اور وہ ان کے چھوٹے بھائی کریم صاحب کی مسندِ دیوانی پر گدی نشینی کا معاملہ تھا۔ مہا میرزا خاں نے قسمیں کھا کر تمام سردارانِ لشکر کی طرف سے اطمینانِ کلی دلایا کہ نہ صرف تمام امراء و اراکین بلکہ خود کریم صاحب بھی آپ کی آمد اور تخت نشینی کے خلوصِ دل سے متمنی اور منتظر ہیں۔

جلوسِ شاہانہ

غرض یہ کہ ٹیپو سلطان نے امراء سلطنت کی درخواست کو قبول فرما لیا اور سارے معاملات ملتوی کر کے اپنی جمعیت سمیت ان معتمد پیام رسانوں کے پیچھے لشکرگاہ میں پہنچے۔ جیسے ہی ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تمام خیرخواہ سردار اور عہدہ دار کریم صاحب کی قیادت میں استقبال کے لیے آئے اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ٹیپو سلطان کو بروز پنج شنبہ بیس ماہ محرم الحرام ۱۱۹۷ھ (۲۶ر دسمبر ۱۷۸۲ء) تختِ سلطنت پر بٹھایا۔ ٹیپو سلطان نے جشنِ مسرت منعقد کر کے تمام ہوا خواہوں اور جاں نثاروں کو بیش قیمت انعامات اور گراں بہا خلعتیں عنایت فرمائیں۔ اس محفل میں شاعروں اور ادیبوں نے نظم و نثر میں نئے سلطان کی شان میں قصیدے پڑھے اور نوازشِ سلطانی سے بہرہ مند ہوئے۔ جب یہ عیش و طرب کی محفلیں اختتام کو پہنچیں تو سلطان نے امورِ مملکت کی طرف توجہ کی اور تمام ممالکِ محروسہ کے قلعہ داروں، حوالداروں اور تحصیلداروں کے نام فرامین جاری کیے اور اپنے مصالح کے لحاظ سے ملک اور لشکر کے کارپردازوں کا عزل و منصب فرمایا۔ مملکت خداداد کے تمام کارگزاروں نے ان فرامین و احکام پر سرِ اطاعت جھکا لیا اور ان کی تعمیل کے لیے کمربستہ ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیپو سلطان کی تخت نشینی سے کسی نے انحراف نہیں کیا تھا لیکن نگر کے قلعہ دار ایاز نامی نے جب نواب مرحوم کی رحلت اور ٹیپو سلطان کی جانشینی کا حال سنا تو سرکشی اختیار کی اور ان فرامین کی تعمیل نہیں کی جو نئے بادشاہ نے جاری کیے تھے بلکہ وہ اس انگریز سردار سے مل گیا جو نائماروں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے نگر کے شہروں میں فتنہ و فساد برپا کیے ہوئے تھا - ایاز نے انگریزوں کو بندر کوڑیال کے قلعہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور جب انگریزوں نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا تو نگر کا قلعہ بھی اس دغا باز نے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

فرانسیسیوں کی کمک

انہی دنوں میں فرانسیسی سپہ سالار نے دو ہزار فرانسیسی فوج کو کونٹ تپلیس کی کمان میں مع اسباب جنگ ٹیپو سلطان کے پاس کمک کے لیے روانہ کر دیا تھا۔ ٹیپو سلطان نے اس فوج کو اپنے لشکر کے ہمراہ لے کر آرنی سے کوچ کیا اور کاویری پاک کے میدان میں آکر پڑاؤ ڈال دیا۔

انگریزوں کی شکست

کاویری پاک میں سلطان کی آمد کی اطلاع پا کر انگریزی فوج نے جنرل اسٹوٹ اور جنرل لانگ کی کمان میں چنگل پیٹ کے راستہ سے وندواسی کی طرف پیش قدمی کی۔ سلطان نے بھی کاویری پاک سے دوشی مالور کے راستہ اپنی فوجیں غنیم کی طرف بڑھائیں اور وندواسی سے تین کوس کے فاصلہ پر جا کر کیمپ لگا دیا۔

دوسرے دن سلطان نے میمنہ، میسرہ اور قلب لشکر کو منظم کر کے توپ خانہ کو آگے رکھا اور فرانسیسیوں کو ساتھ لے کر انگریزوں پر حملہ کر دیا۔ جب انگریزوں کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ ٹیپو سلطان کے ساتھ فرانسیسی بھی ان کے مقابلہ پر موجود ہیں تو پھر وہ میدان میں ٹھہر نہ سکے اور اس دن مقابلہ سے ہٹ گئے۔ اسی رات گورنر مدراس کا حکم نامہ پہنچا کہ فوج مدراس کو واپس چلی آئے۔ چنانچہ انگریزی فوج دوسرے دن صبح قلعہ وندواسی کو شکستہ کر کے اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ مدراس کو لوٹ گئی۔

انگریزوں کے لوٹ جانے کے بعد سلطان نے بھی وندواسی سے کوچ کیا اور ترواتور کے قریب آکر قیام کیا۔ اس اثنا میں جاسوسوں نے اطلاع دی کہ نگر اور کوڑیال بندر کے شہر ممبئی سے آئی ہوئی انگریزی فوج کے قبضہ میں چلے گئے ہیں اور اس علاقہ کے ہر قریہ اور قصبہ پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا ہے اور بہت سے مفسدوں نے بھی موقع پا کر بغاوت و سرکشی اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ دار السلطنت میں خبر نویسوں کے دفتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سربراہ انچی شامیا زنار دار نے بھی وہاں کے قلعہ دار کو اپنے ساتھ ملا کر نگر پر قابض ہونے والی انگریزی فوج سے پٹن پر حملہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ عبدالحلیم خاں افغان کڑپہ کے داماد سید محمد خاں نے بھی چند پیادے اور سوار جمع کر لیے ہیں اور مچھلی بندر کے انگریزوں سے موافقت و دوستی کی شرائط طے کر کے کڑپہ کی تسخیر کے ارادے سے ان حدود میں فوج کشی کی تیاریاں کر چکا ہے۔

لہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ عبدالحلیم خاں افغان کڑپہ کا حاکم تھا کڑپہ پر فتح ہونے کے بعد اسے گرفتار کر کے پٹن پہنچا دیا گیا یہاں وہ اور اس کا ایک داماد دونوں حالت اسیری میں فوت ہو گیا۔ یہ دوسرا داماد ہے جو کڑپہ کی جنگ کے موقع پر مع اہل و عیال بچ کر نکل گیا تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۷

نگر اور کوڑیال بندر پر فوج کشی

۱۱۹۷ھ - ۸۳-۱۷۸۲ء

متواتر جب فتنہ و فساد کی اطلاعات دربار عالی میں پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے باغی ایاز اور انگریزوں کی تاخت و تاراج کے سدباب کا مصمم ارادہ کر لیا اور بدرالزماں خاں بخشی کو سات ہزار بندوقچیوں، صلابت خاں بخشی کو چھ ہزار سلحداروں میر غلام علی خاں بخشی کو دس ہزار پیادوں کے ساتھ امیر معین الدین عرف سید صاحب کی سرداری اور سپہ سالاری میں پایئن گھاٹ میں متعین کر کے خود بدولت اپنے بقیہ تمام لشکر اور بہادر فرانسیسی فوج کے ساتھ نگر سے انگریزوں کے خس و خاشاک کے دور کرنے کے لیے کوچ فرمایا اور ایاز کے برپا کیے ہوئے فتنہ کے استیصال میں سستی اور تاخیر کو مناسب نہ جان کر نہایت تیزی کے ساتھ یلغار پر یلغار کرتے ہوئے بہت ہی مختصر سی مدت میں بنگلور تک ایک طویل مسافت طے کر لی۔

نواب بہادر کا جنازہ

اس کوچ کے موقع پر سلطان نے نواب مرحوم کے جنازہ کا تابوت ان کے مدفن سے نکالنے کا حکم دے دیا تھا۔ عجیب اتفاق کہ جس وقت سلطان بنگلور پہنچے اسی وقت مرحوم کا تابوت بھی وہاں پہنچا۔ سلطان نے صدقہ اور کفارہ دے کر جنازہ کو سرینگ پٹن لے جانے کا حکم دیا۔

نواب مرحوم نے پایان گھاٹ پر لشکر کشی کے وقت دریائے کاویری کے کنارے شہر گنجام کی جنوبی سمت لال باغ میں ایک مسجد اور مدفن تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ حسب الحکم وہاں کے قلعدار نے یہ تعمیرات نہایت عمدگی کے ساتھ کرا دی تھیں نواب مرحوم کی میت کو پٹن لانے کے بعد اسی مدفن میں سپرد خاک کیا گیا۔

ٹیپو سلطان نے محمد علی کمندان کو اس کی جمعیت کے ساتھ دارالامارۃ پٹن روانہ کیا تاکہ وہ وہاں جا کر جتنے بدخواہ ہیں انھیں معزول کر کے نمک حلال جاں نثاروں کو ان کی جگہ مقرر کر دے۔ قمرالدین خاں کو میر صاحب مرحوم کے لشکر کے ساتھ سید محمد خاں کے فتنہ کو دفع کرنے کے لیے مختار کل بنا کر کڑپہ کی طرف رخصت کیا۔

نگر کی طرف کوچ

ان انتظامات کے بعد سلطان کی سواری بنگلور سے نگر کی طرف روانہ ہوئی اور دیوان پلی، مدگری اور صوبہ سرا کے راستہ چیتل درگ کی حدود میں پہنچ کر لشکر نے قیام کیا۔ وہاں کا فوجدار دولت خاں اپنے ماتحتین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ حضور میں باریاب ہوا۔ اسے از سرِ نو فوجداری کی خلعت بارگاہ سلطانی سے عطا کیا گیا۔ دوسرے دن وہاں سے لشکر نے کوچ کیا اور جنگل کا راستہ طے کر کے نگر کی حدود میں فتح و ظفر کے جھنڈے کھول دیے اس راستہ میں تین منزل تک تو ایسے گھنے جنگل تھے کہ درخت سے درخت ملا ہوا تھا اور ان اونچے اونچے درختوں کی شاخوں کی وجہ سے وہ پورا خطہ ظلمات کا نمونہ پیش کر رہا تھا دھوپ کی ذرا سی جھلک بھی اس گھنے جنگل میں نظر نہیں آتی تھی۔ اسی دشوار گزار راستہ پر جا بجا باغیوں سے مڈبھیڑ ہوتی رہی اور لشکر سلطانی ان کا قلع قمع کرتے ہوئے آگے بڑھتا رہا اور داخلہ کے دو مضبوط دروازوں کو فتح کرنے کے بعد لشکر نے سیورم گھاٹ کے کنارے جا کر قیام کیا۔ ایاز نے جب لشکر سلطانی کی آمد کی خبر سنی تو وہ پہلے ہی رسد رسانی کے بہانے کافی سرمایہ لے کر اس دشوار گزار کوہستان سے نکل گیا تھا اور کوڑیال بندر کے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔

کمندان قلعہ پٹن میں

محمد علی کمندان جب لشکر سے رخصت ہوا تو اس نے منگلور کے راستہ سے یلغار کرتے ہوئے پٹن کے قریب پہنچ کر گری کٹہ کی پہاڑی کے دامن میں ندی کے کنارے قیام کیا اور اس شعر کے مطابق کہ ؎

ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم ۔۔۔ وگر باچو او صد برآئی بجنگ

(اے ہوشمند جو تجھ سے ڈرتا ہے تو بھی اس سے ڈر۔ خواہ تو اس جیسے سینکڑوں کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتا ہو)

گرگ آشتی کے طور پر اس نے دار السلطنت کے باغی قلعدار کو دوستی کا پیغام بھیجا اور کہلوایا کہ اگر اجازت ہو تو میں تنہا ایک رات اپنے گھر میں گزاروں گھر والوں اور بچوں سے مل کر صبح کوڑک کے راستہ نگر کے بندوبست کے لیے رخصت ہو جاؤں گا۔

قلعدار اس کے اس باعزت سلوک سے بڑا خوش ہوا اور قلعہ کے محافظوں کو اس کے داخلہ کی اجازت دے دی۔ جب محمد علی نے موقع کو حسب حال پایا تو رات کے وقت اپنی جمعیت کو تیار رہنے کا حکم دے کر ندی کو عبور کیا اور قلعہ کی دیوار کے پاس اپنے آدمیوں کو گھات میں بٹھا کر تاکید کی کہ جس وقت میں قلعہ میں حملہ کا بگل بجاؤں تم بلا توقف اندر داخل ہو جانا اور فصیل برج اور حصار پر قبضہ کر لینا۔ جب حسب قرارداد وہ پچاس بہادروں کے ساتھ دروازہ میں داخل ہوا اور پہنچتے ہی بگل بجا دی اور فوراً ہی دروازہ کے محافظوں کی مشکیں کسوا کر اپنے ہمراہیوں کو دروازہ پر متعین کر دیا۔ باہر والے بھی بگل کی آواز سنتے ہی تیزی کے ساتھ یکبارگی قلعہ میں داخل ہو گئے اور صف بندی کر لی۔ فوج کو قلعہ میں داخل کر لینے کے بعد خود کمندان نے آگے بڑھ کر قلعدار، اس کے نائب، انچی شامیا اور اس کے ساتھیوں کے گھروں پر حملہ کیا اور ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں سے کھینچتے ہوئے باہر لا کر قید کر لیا اور صبح کے وقت سلطان کی والدہ ماجدہ کی تجویز کے مطابق بعض حرام خوروں کو توپ کے منہ سے باندھ کر اڑا دیا اور شنامیا کے ساتھیوں کو سولی پر چڑھا دیا اور خود شنامیا کو طوق و زنجیر میں جکڑ کر لوہے کے پنجرے میں بند کرا دیا یہی سزا اس کے کرتوتوں کے لحاظ سے مناسب اور بجا بھی تھی۔ اس حسن تدبیر سے ان باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد دارالسلطنت کی قلعداری سلطان کے رفیق سید محمد خاں مہدوی کے تفویض کی اور قلعہ کی حفاظت اسد خاں رسالدار جو قدیم دولت خوار نہایت سمجھدار اور بہادر آدمی تھا کے حوالہ ہوئی۔ جب یہ سلسلے انتظامات ہو گئے تو کمنداں بلا توقف اپنی فوج کو لے کر وہاں سے روانہ ہوا اور طویل مسافت تیزی سے طے کر کے سیورم گھاٹ پہنچا اور بارگاہِ سلطانی میں باریابی حاصل کی اور سلطان کی والدہ کے خطوط حوالہ کیے اور دارالسلطنت کے بندوبست اور اس مہم کی تفصیل بیان کی سلطان نے خوش ہو کر بدک اور خلعت سے سرفراز فرمایا اس کے مدارج میں ترقی کا حکم دیا۔

سیورم گھاٹ کی جنگ

دوسرے دن سلطان والاشان نے اپنے فدائیوں کو گھاٹ عبور کرنے کا حکم دیا۔ کتل کے راستہ پر انگریزوں کا ایک دستہ توپوں اور بندوقوں کے ساتھ راستہ روکے ہوئے تھا۔ اس لیے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسری جانب سے لشکر نے چڑھائی کی اور اس جانب کے محافظوں کے پیچھے پہنچ کر ان پر گولیاں برسانی شروع کیں فرانسیسی فوج نے بھی لشکرِ شاہی کے ایک دستہ کے ہمراہ گھاٹ کے آخری دروازہ پر حملہ کیا اور انگریزوں پر توپ اور بندوق سے آتش باری کرنے لگی۔ ٹیپو سلطان نے اس اثنا میں ایک پوشیدہ راستہ دریافت کر لیا اور اس راہ سے اپنے نشانہ باز اور پیدل دستوں کو لے کر اندر گھس گئے اور پہاڑ کے قریب پہنچ گئے اور وہاں غنیم کی جو فوج متعین تھی اس پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں انگریزوں اور باغیوں کی ایک کثیر جماعت بہادروں کی تلواروں سے کٹ کر مر گئی۔

قلعہ نگر کا محاصرہ

ٹیپو سلطان کے اندر داخل ہو جانے کی وجہ سے گھاٹ کے دروازوں پر غنیم کی جو فوج ناکہ بندی کیے ہوئے تھی سخت خطرہ میں مبتلا ہو گئی چنانچہ اس طرف سے جتنے انگریزوں اور باغیوں کے دستے تھے تیزی کے ساتھ پلٹے اور آبادی اور قلعہ میں جا کر انہوں نے پناہ لے لی۔ فدائیوں اور غازیوں نے ہر طرف سے ان کا راستہ روک کر نجات داماں کا راستہ دشمن پر بند کر دیا اور اس کے ہر راستہ میں قتل و غارت کے لیے گھات لگا کر بیٹھ گئے توپچیوں نے بھی اپنے مورچے قائم کر کے قلعہ کے حصار کو منہدم کرنے کے لیے گولہ باری شروع کر دی یہ محاصرہ اس میں شک نہیں نہایت سخت تھا لیکن اس سے دشمن کے پائے استقلال ڈگمگاتے نہیں اور وہ برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملہ آور فوج کی مدافعت پر بھاری رہا۔لیکن قلعہ بندی کی مشکلات نے محصورین کو بہت جلد پریشان کر دیا ؎

نہ یارائے رمیدن نہ رہائی آرمیدن نہ
سرشک چشم حیرانم نہ میدانم چکیدن نہ

(نہ تو بھاگ نکلنے کی طاقت ہے اور نہ ٹھیرے رہنے کی سکت میں تو چشم حیران کا ٹھٹکا ہوا آنسو ہوں ٹپکنا جانتا ہی نہیں)

اس بے لبسی کے عالم میں قلعہ والے حیران وحواس باختہ تھے کہ ایک اور مصیبت ان کے لیے پیدا ہو گئی۔قلعہ میں صرف ایک کنواں تھا جس سے محصورین پانی لیا کرتے تھے یہ کنواں ایک برج کی دیوار کے نیچے واقع تھا۔ٹیپو نے تاک کر اس دیوار کا نشانہ بنانا شروع کیا اور گولہ باری کی ضرب سے دیوار پایہ سے اکھڑ کر اسی کنوئیں میں گر پڑی اس طرح قلعہ والے پانی کی نایابی کی وجہ سے پیاسے مرنے لگے ساتھ ہی غلہ کے ذخیرے بھی ختم ہو گئے اور غذا کا ایسا کال پڑا کہ لوگ چاول کے ایک ایک دانہ کے لیے ترسنے لگے۔آخر مجبور ہو کر قلعہ والوں نے ایک دلیرانہ اقدام کیا۔رات میں تقریباً ایک ہزار بندوقچیوں کی حفاظت میں دو تین ہزار مزدور اور باشندے تانبے اور مٹی کے برتن لے کر قلعہ سے باہر نکلے اور قلعہ سے متصل جو تالاب تھا اس سے پانی بھر کر لے گئے۔سلطان کو جب اس کی اطلاع ملی تو دوسرے دن انھوں نے توپوں اور بندوقوں سے لیس ہو کر تالاب کے بند پر پہرہ لگا۔اب قلعہ والوں کو دوبارہ اس تالاب سے پانی لے جانے کی ہمت نہیں پڑی۔قلعہ میں جب حالات بہت نازک ہو گئے تو بہت سارے لوگ قلعہ کی پناہ سے نکل کر جدھر راستہ ملا بھاگ نکلے۔

نگر کی فتح

اب قلعہ والوں کے لیے بجز ہتھیار ڈالنے کے کوئی چارہ نہیں رہا چنانچہ قلعہ کے سردار اور اس کے نائب نے محمد علی شجیع کو واسطہ بنا کر شہر اور قلعہ شاہی نمایندوں کے سپرد کر دیا۔اس طرح نگر کا قلعہ اٹھارہ دن میں فتح ہو گیا۔کسی شخص نے فی البدیہہ اس فتح کی تاریخ کہی:۔

حیدر نگر گرفتہ

۱۱۹۶ھ۔ ۸۳-۱۷۸۲ء

قلعہ فتح ہونے کے بعد ٹیپو سلطان نے غنیم کے تمام آدمیوں کو اسیر کر لیا اور انگریزوں کو بھی پا بجولاں ممالک محروسہ کے مختلف مقامات پر علیحدہ علیحدہ محبوس کرا دیا۔باغی قلعدار ایاز پہلے ہی سلطنت خداداد کے خزانہ کا کافی روپیہ اور اموال سمیٹ کر کوڑیال بندر میں جا بیٹھا تھا جب نگر کی فتح کا حال اسے معلوم ہوا تو وہ یہ سارا خزانہ لے کر انگریزوں کے ایک جہاز میں سوار ہو گیا اور بندرگاہ سورت اور بمبئی کے قول کے مطابق بندرگاہ بمبئی چلا گیا۔اور وہاں کے فرنگیوں کو کافی رقم دے کر ان کی پناہ حاصل کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنل کیمبل کی شکست

اس مرحلہ پر جاسوسوں نے لشکرِ سلطانی میں خبر پہنچائی کہ انگریز کرنل کیمبل کی سرکردگی میں ایک فوج قلعہ کی کمک کے لیے بھاری رسد لے کر آ رہی ہے۔ سلطان نے فوراً ہی اس جانب حملہ کا حکم دیا اور پائگاہ کے سواروں کو مالِ غنیمت کی معافی دے کر اس فوج پر یلغار کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور قزاقوں سلحداروں کو غنیم کے ایک گھوڑے کو گرانے پر سو روپیہ انعام دینے کا اعلان کر کے آگے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد لشکر نے پیش قدمی کی اور ایک میدان میں جہاں پانی سے لبریز دو تالاب بفصف فرسنگ کے فاصلے پر تھے پڑاؤ ڈال دیا۔ بندوقچیوں، پیادہ رسالوں اور بانداروں نے تالاب کے بند پر توپ خانہ قائم کر کے آتش باری شروع کر دی چپوڈکا[1] قوم کے سواروں نے بھی غنیم کے بھیرو بنگاہ کو پریشان کرنے کے لیے بغلی حملے شروع کر دیے کرنل مذکور جب اس طرح بحرِ ہلاکت میں گھر گیا تو اس نے پانی پر قبضہ کرنے کی پروا نہیں کی اور دلیری کے ساتھ میدان میں صف آرائی کر کے مقابلہ پر تل گیا۔ آخر گولہ بارود کی کمی اور بے آبی سے مجبور ہو کر اس نے ہتھیار ڈال دیے اور اپنے دو تین ہزار نشانہ بازوں، ایک ہزار سو لجروں اور سات توپوں سمیت اسیر ہو گیا۔

حسین علی خاں بخشی پائیگاہ جو بیگن پلی کے اسد علی خاں کا بھائی تھا اس جنگ کے آغاز میں دو توپیں مخالفوں کے حوالہ کر کے اپنے بہت سے سپاہیوں کو تلف کرانے کے بعد معرکہ گاہ سے پسپا ہو گیا تھا اور اس پسپائی کی وجہ سے سلطان اس سے نہایت ناخوش اور برہم ہو گئے تھے اس کو کرنل کیمبل کی فوج پر حملہ کے وقت اپنے ناموس و شرافت کی لاج رکھنے کا موقع مل گیا چنانچہ اس نے سات سو سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ جان پر کھیل کر اس لشکر پر بڑھ کر حملہ کیا۔ نیزوں، تلواروں اور بندوقوں کے گیارہ زخم اس کو آئے لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹا برابر تہورانہ وار دشمن پر حملے کرتا رہا آخرکار نمایاں کامیابی حاصل کر کے لوٹا اور سلطان کی خوشنودی دوبارہ حاصل کر لی۔

کوڑیال بندر پر حملہ

ایاز کی نمک حرامی پر سلطان کا غصہ اس درجہ پر تھا کہ انھوں نے بلا تاخیر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور صاعقۂ شرربار کی طرح اچانک کوڑیال بندر کے قلعہ پر جا پہنچے اور قلعہ کا محاصرہ کر کے غنیم پر مسلسل حملے کرنے کا حکم دیا اس اثناء برشگال (برسات) کا موسم آ گیا اور چند دن کے اندر اس قدر شدید بارش ہوئی کہ وہ سارا علاقہ جل تھل ہو گیا ندی نالے پورے جوش و خروش کے ساتھ بہہ نکلے اور سردی کے مارے لوگ یخ بستہ ہو گئے۔ بارش اور سردی کی

---

[1] یہ قوم بھی پنڈاریوں کی ایک شاخ ہے جو دوسرے تمام پنڈاریوں سے زیادہ وحشی اور قزاقی میں بہت آگے ہے۔ مردم آزاری میں ان کی طرح ظالم اور کوئی نہیں ایک گنے کی چوڑ کے لیے جان لینے دینے پر تل جاتے ہیں نہایت سخت کوش، سفاک اور ضدی ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدت سے لشکر کے بہت سے آدمیوں کی جان تلف ہوگئی اور بڑی تباہی مچی۔ ان آفات سماوی کے باوجود لشکر کے مجاہد نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ مورچوں پر جمے رہے اور قلعہ کے حصار کو گرانے کی تدبیروں میں لگے رہے۔ سلطان نے چند کشتیوں کو فراہم کر کے اسبابِ جنگ سے ان کو لیس کر کے سمندر میں چھوڑ دیا کشتی والوں نے ساحل پر آنے والے بحری راستوں کی ناکہ بندی کر کے قلعہ کی کمک اور رسد کو مسدود کر دیا۔ اب محصورین جو جنگ و جدل کی صعوبتیں برداشت کرنے میں کافی شہرت رکھتے تھے اب ہر طرف سے پا بستہ ہو گئے تاہم وہ برجوں اور فصیل پر پہرہ بندی کر کے بڑی بہادری اور مردانگی کے ساتھ چند مہینوں تک برابر لڑتے رہے آخر کار اس طویل محاصرہ اور غذا کی کمی کی وجہ سے تنگ آ کر انھوں نے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور قلعہ سپرد کر دینے کے لیے کچھ مہلت چاہی چنانچہ عارضی طور پر جنگ ملتوی کر دی گئی جب یہ مدت گزر گئی تو قلعہ پر سلطانی جھنڈا لہرا دیا گیا اور قلعہ کی ساری فوج نے جس میں وہاں کے مقامی لوگ بھی تھے اور اہلِ فرنگ بھی سلطان کے دامن رحمت میں پناہ لے لی اور ہر ایک کو اس کے حسبِ استعداد لشکر سلیمانی میں خدمات سپرد کر دی گئیں۔ کوڑیال بندر کی فتح کے بعد مختصر سی مدت میں منگلور، نہادر وغیرہ بھی باسانی فتح ہو گئے ان سارے مقامات کے نظم و نسق کو بحال کر کے لشکرِ سلطانی کورک اور بل کے شہروں کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد علی کمندان کی وفات

لشکر سلطانی کے اس کوچ کے موقع پر محمد علی شجیع کمنداں کی رحلت کا افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ کی تفصیل نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز ہے۔ نواب مرحوم کے وقت سے قلعہ نگر کی پاسبانی پر قاسم علی نامی ایک شخص متعین تھا جس زمانہ میں وہاں کے قلعدار ایاز نے نمک حرامی اور سرکشی اختیار کی تو یہ بھی اس کا رفیق بن گیا جب بمبئی سے انگریزوں کی فوج نگر پہنچی تو بغیر جنگ کیے قلعہ انگریزوں کے حوالہ کر دیا اور خود انگریزی فوج کا نائب بن گیا۔ جب لشکرِ سلطانی نے قلعہ کو فتح کر لیا تو سلامتی کی کوئی راہ نہ پا کر وہ محمد علی کمندان کی پناہ میں آگیا اور اپنے جان و مال کی امان کی امید میں اسی کے خیمہ میں ٹھیرا رہا۔ ایک دن سلطان نے اس کو حضور میں بلا کر پوچھا ــــ "تو نے قلعہ نگر کو باوجود ذخائرِ غذا، سامان جنگ، منظم فوج اور سارے بندوبست کے ہوتے ہوئے دشمنوں کے حوالے کیوں کر دیا؟ اگرچہ اس غلام زادہ (ایاز) نے اپنی کم ظرفی کی وجہ سے کفران نعمت و بغاوت کی راہ اختیار کر لی تھی لیکن تو نے باوجود شریف زادہ ہونے کے جب کہ تجھے ایسے مضبوط قلعہ کی نگہبانی پر مامور کیا گیا تھا آخر کس لیے کوتاہی کی اور قلعداری کے ناموس پر بٹہ لگایا...؟ اس نے جواب میں عرض کیا کہ بلا شبہ قلعہ میں آلاتِ حرب، سامان جنگ اور ذخائر بے شمار تھے لیکن مفسد ایاز کے اشارہ سے نائیکوں اور فوج کے ہزاریوں نے فدوی کے خلاف محض نافرمانی اختیار کر لی اور فدوی کی اطلاع کے بغیر ہی مخالفوں سے خفیہ خفیہ سازش کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو قلعہ میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ اس لیے میں مجبور ہو گیا۔ میں کسی طرح قلعہ سے نکل کر حضور والا کی خدمت میں پہنچنا چاہتا تھا لیکن مخالفوں نے مجھے باہر نکلنے نہ دیا"۔ اس سے دوسرا سوال کیا گیا کہ ——— "اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو یہ بتا کہ تو آخر کس طرح اپنے ماتحت نائیکوں کی کارروائی سے بے خبر رہا اور ان کی طرف سے کس لیے غفلت برتی اور اس سے پہلے کسی وقت بھی تو نے ان سارے حالات کی اطلاع حضور میں کس لیے روانہ نہیں کی؟ صریحًا تو نے نمک حرامی کی ہے اور اب اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے"۔ مختصرًا یہ کہ اراکین سلطنت کے مشورہ سے اس کو پھانسی پر چڑھا دینے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ دوسرے ہی دن اسد خاں جمکری فوجدار کشن گیری کے کچہری کے بخشی زین العابدین خاں کو مجرم کو پھانسی پر چڑھا دینے کا حکم ملا۔ سوار اور پیادہ فوج کے دوسرے چند سردار بھی اس کام کے لیے مقرر کیے گئے۔ جب ان لوگوں نے مقررہ جگہ پر دار و رسن تیار کر کے مجرم کو جو کمندان کے پہرہ میں تھا طلب کیا تو خود کمندان مجرم کو اپنے ساتھ لے کر آیا اور کہا۔ "یہ شخص میری پناہ میں ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے ورنہ پہلے مجھے پھانسی پر چڑھاؤ بعد میں اس کو"۔ متعینہ بخشی اور دوسرے سرداروں نے سلطان کے پاس جا کر اس کی اطلاع دی۔ ارشاد ہوا کہ آج کمندان کی خاطر مجرم کی سزا کو ملتوی کر دیا جائے اور اسے حضور کے پہرہ داروں کے سپرد کر دیا جائے"۔ انھوں نے حسب الحکم ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد سلطان نے محمد علی کو خلوت میں بلا کر اس کے قتل پر بڑا اصرار کیا کہ اب اس کو چھوڑ دینے سے ریاست کے نظم و نسق میں بہت بڑا رخنہ پیدا ہو جائے گا۔ ہم بجا طور پر شرع شریف کے حکم کے مطابق اس کے کیے کی سزا دے رہے ہیں تاکہ ممالکِ محروسہ کے دوسرے فوجداروں اور قلعداروں کو ایسی نمک حرامی کی جرأت نہ ہو۔ اس سے قطع نظر سزا ملک داری اور ریاست کا لازمی خاصہ ہے اور ملک و لشکر کے نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے تلوار کو نیام سے باہر نکالنا اور ہر عمل کی مکافات کا بندوبست کرنا لازم بلکہ واجب ہے۔ غرض سلطان نے دو گھنٹے تک کمندان کو پند و نصیحت کی اور مجرم کی سزا میں مزاحمت نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ کمندان کی جبلت ہی میں جہالت کا مادہ تھا اسی جہالتِ قدیمی کی وجہ سے اس نے ان ارشادات کو تسلیم نہیں کیا اور بلا اجازت سلطان کے پاس سے اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا۔ صحیح ہے ؎

نصیحت را بہ کج طبعاں اثر ہرگز نمی باشد کہ ممکن نیست باراں سبز سازد شاخِ آہو را

(کج مزاجوں پر نصیحت کا ہرگز اثر نہیں ہوتا ممکن نہیں کہ بارش شاخ و سینگ آہو کو سبز کر دے)

سلطان کو اس کی یہ گستاخی ناگوار گزری لیکن اس کی قدیم کارگزاری کا لحاظ کر کے اس سے چشم پوشی اختیار کر لی اور خاموش رہ گئے۔ دوسرے دن بخشیوں کو سابقہ حکم کے نفاذ کے لیے ہدایت دی گئی۔ یہ لوگ حسب الحکم جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرم کو قتل گاہ میں لے گئے تو جاہلِ مذکور (کمنداں) اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے بھول گیا کہ ؎

خلافِ رائے سلطاں رائے جستن   بخونِ خویش باید دست شستن

(بادشاہ کی رائے کے خلاف اپنی رائے چلانا اپنے خون سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے)

اور ہاتھی پر سوار ہو کر میدان میں پہنچا اور مجرم کو پہرہ داروں سے چھین کر ہاتھی پر بٹھا لیا اور آواز دی کہ جو کوئی بھی اس وقت میری رفاقت پسند کرتا اور میرا شریکِ حال ہونا چاہتا ہے میرے ساتھ چلا آئے۔ اس کے رسالہ کے دو تین سو بندوقچی اس کے ساتھ ہو گئے اور وہ ان کے ہمراہ اسی وقت سرینگ پٹن کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی اس حرکت کو اس کے دشمنوں نے جو ہمیشہ اس کی قدر و منزلت کے درپے رہتے تھے کچھ اور رنگ دے کر سلطان کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ محمد علی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے مجرم کو چھڑا کر کچی بندر کی طرف روانہ ہو گیا ہے یقیناً وہ وہاں سے بمبئی چلا جائے گا اس صورت میں اس کو زندہ چھوڑ دینا سارے ملک کو ہاتھ سے دے دینا ہے۔ یہ سن کر سلطان نے سوار اور پیادوں کو اس کے سراغ میں روانہ کیا اور خود بھی مضطربانہ سوار ہو کر اس کی گرفتاری کے لیے روانہ ہوئے اور سید حمید سپہدار کاٹی کو جو نہایت قوی ہیکل اور مدبر شخص تھا غازی خاں کے ساتھ اس کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ایک بڑی فوج لے کر دھاوا مارا اور کتلی پر جو لشکر گاہ سے چار کوس کے فاصلہ پر تھی اس کو جا لیا اور نرم گرم باتیں کر کے اس کو راہِ راست پر لے آئے۔ کمنداں ان کی باتوں سے نادم ہو کر ہاتھی سے نیچے اتر آیا۔ بس اسی وقت اس کا ہاتھ پکڑ کر واجب القتل مجرم کے ہمراہ اسے لائے اور حضور میں پیش کر دیا۔ سلطان نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر مجرم کو تو دار پر کھنچوا دیا اور مغرور کمنداں کو پابجولاں ایک پالکی میں پردے لگوا کر بٹھا دیا اور اسی وقت سرینگ پٹن روانہ کر دیا اور وہاں سے خیمۂ خاص میں واپس آ گئے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہو گئے تھے ان کی سرکشی ثابت ہو جانے کے بعد قتل کروا دیا اور بعض کے ہاتھ اور ناک کٹوا کر لشکر سے نکال دیا۔ یہ لوگ چونکہ کمنداں کی رفاقت کے مارے اس حال پر پہنچے تھے اس لیے دو منزل تک وہ اس کی پالکی کے تعاقب میں آوازے کستے رہے "اے خانہ خراب تیری سازش کی وجہ سے ہم تباہ و برباد ہوئے اور تیری ہواخواہی میں ہم نے بیکار اپنے ہاتھ اور ناکیں کٹوا لیں"۔ جب ان کا یہ شور و غوغا کمنداں نے سنا تو اس کی غیرت و حمیت نے جوش مارا اور اس نے رات میں طہارت کے بہانے اندر کر اپنی زبان کھینچ کر کاٹ لی اور جان دے دی بعض کا کہنا ہے کہ اس کی انگلی میں سونے کی انگشتری کے اندر الماس جڑا ہوا تھا۔ وہ الماس نکال کر اس نے ایک پتھر پر کوٹا اور اسے نگل گیا اور فوراً ہی مر گیا۔ کسی نے اس کی وفات پر فی البدیہہ یہ تاریخ نکالی ——— "رکنِ دولت بیافتاد" ——— ۱۱۹۸ھ بدر قمر نے جب صبح اسے پالکی میں مردہ پایا تو اسے اٹھا کر اس کے اسباب سمیت حضور میں حاضر کر دیا اور واقعہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل بیان کی۔ اس کا سارا سامان بھی معائنہ سلطانی کے لیے پیش کیا گیا۔ اس میں ایک مقفل صندوقچہ بھی تھا جس میں سے انگریز سرداروں کے چند خطوط برآمد ہوئے جو انھوں نے پایان گھاٹ کی مہم کے وقت اسے اپنے ساتھ ملا لینے کے لیے عمدہ جاگیروں کی پیش کش کے ساتھ لکھے تھے یہ خطوط ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے ملے۔ اگرچہ خیر خواہ کمندان نے ان خطوط کے جواب میں اپنی نفرت و ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا تھا اور نمک حرامی اختیار نہیں کی تھی لیکن محض نادانی کی وجہ سے اس نے ان خطوط کو چاک نہیں کیا تھا۔ اب جو یہ خطوط غضبناک سلطان کی نظر سے گزرے اور وہ ان کے مضمون سے آگاہ ہوئے تو اس کی بغاوت کا جو گمان تھا یقین سے بدل گیا اور اس پر لگائی ہوئی تہمت صحیح نظر آئی بس وہ مرحوم نشانہ ملامت بن گیا۔ حکم دیا گیا اس کی لاش کو گھسیٹتے ہوئے لشکر کے باہر پھینک دیا جائے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس بہادر غیور کو زندگی بھر کی وفاداریوں اور حسنِ خدمات کا مرنے کے بعد یہ صلہ نصیب ہوا۔ سلطان نے اس کے لڑکوں کو خدمتگاروں میں شامل کر دیا اور اس کی بیوی کو ایک خادم کی زوجیت میں دے دیا لیکن وہ ایسا پاک دل اور نیک خصلت تھا کہ اس نے اس بیچاری کو زندگی بھر ہاں کہہ کر پکارا اور اس کی خدمتگذاری بیٹیوں کی طرح کرتا رہا جب سلطان کی والدہ کو اس سانحہ کی اطلاع ملی تو ان کو بڑا افسوس اور رنج ہوا اور سلطان کو ان کی زود رنجی پر برا بھلا کہا اور مرحوم کی بیوی کو جو دارالسلطنت میں تھی اپنے پاس حرم سرا میں بلا کر رکھ لیا۔

کمندان مرحوم اگرچہ سفاک و بے باک آدمی تھا لیکن وہ سخاوت اور فقرا نوازی میں کافی مشہور تھا ہمیشہ چالیس پچاس درویش اس کے خیمہ میں ٹھیرے رہتے تھے بارہا اس نے گھوڑا، ہاتھی اور پالکی فقراء کے خرچ میں دے دیا۔ چنانچہ نواب مرحوم اکثر اوقات اس کی بخششوں کو ان فقراء سے قیمتاً لے کر دوبارہ اسے عنایت کر دیتے تھے۔ اس کی داد و دہش کا شہرہ اس حد تک تھا کہ اگر کبھی نواب بہادر کی ڈیوڑھی خاص پر درویش جمع ہو جاتے اور آواز لگاتے تو حکم ہوتا "ان درویشوں سے کہہ دو کہ وہ اس اوباش کے پاس چلے جائیں"۔ اس بات سے وہ خوش ہو کر نقد، جنس، برتن، کپڑے جو بھی موجود ہوتا سب کچھ ان کے سپرد کر دیتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد جب تلاشی لی گئی تو باوجود ماہانہ ہزار روپیہ مشاہرہ اور جاگیر کی دو ہزار روپیہ کی آمدنی کے صرف چند استعمال کے کپڑے، اور ایک فقیرانہ کلاہ اور گدڑی جو اس کے مرشد امین شاہ کی بخشی ہوئی تھی اور چالیس کاس[1] فیلی کے علاوہ کچھ اور نہیں ملا۔

دارالسلطنت کی طرف روانگی

جس وقت اس علاقہ کے سارے قلعے فتح ہو گئے تو سلطان نے ہر جگہ اپنے معتمد دیانتدار ملازمین کو متعین

---

[1] کاس فیلی حیدر علی کا سکہ جس پر ان کے ہاتھی پون گنج نامی کی شکل کندہ تھی۔ کاس دھیلہ یا ادھنے کے مساوی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور بدر الزماں خاں کو جو سید صاحب کے لشکر سے گوڑ لور بندر کی جنگ کے بعد حسب الحکم حاضر ہو گیا تھا حیدر نگر کی سرداری اور فوجداری پر مامور کیا گیا اس انتظام کے بعد لشکر قلمرو کوڑک کی طرف روانہ ہوا جہاں کے نا ہنجاروں نے بد بخت کوڑکیا کی سرکردگی میں فتنہ برپا کر رکھا تھا اور اس سارے علاقہ کو تباہ و تاراج کر دیا تھا لشکر سلطانی بلائے ناگہانی کی طرح بل کے جنگل کی سرحد اور کوڑک کے علاقہ میں نازل ہوا اور ان باغیوں پر جو دشوار گزار پہاڑوں میں چھپے بیٹھے تھے حملہ کر دیا اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں ان سرکشوں کو کیفر کردار پر پہنچا دیا گیا اور وہ سارا کوہستان ان فسادیوں سے پاک ہو گیا۔ قلعہ بل کو سلطان نے منظر آباد کا نام دیا اور وہاں ایک دلیر قلعدار کو متعین کر دیا۔ کوڑک کے شہروں کا نظم و نسق اور سرداری زین العابدین خاں مہدوی کو جو قدیم دولت خواہ تھا تفویض کی گئی اور اسے اس نواح کے باغیوں کی سرکوبی کے لیے تاکیدی حکم دیا گیا اور صوبہ دار کے مستقر کو جس کا نام مرکرہ تھا ظفر آباد سے موسوم کیا گیا۔ نگر کی اس مہم سے فارغ ہو کر ٹیپو سلطان اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ سرینگ روانہ ہو گئے۔

جب پٹن میں سلطنت خداداد کے اس فتح مند وارث کی آمد کی خبر پہنچی تو شہر کے شرفا' سادات اور عوام استقبال کے لیے باہر آئے اور رکابی کا شرف حاصل کیا اور بادشاہ کی عنایتوں اور عطیات سے سرفراز ہوئے۔

خوش انتظامی اور کارکردگی

ٹیپو سلطان اپنے باپ کی وفات پر جب تخت نشین ہوئے تھے تو ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی سلطنت خداداد کے دونوں پہلوؤں پر انگریز اپنی ترکتازیوں میں لگے ہوئے تھے اور اندرون ملک جگہ جگہ باغیوں نے اودھم مچا رکھا تھا یہاں تک کہ خود دارالسلطنت پٹن کے قلعہ پر جہاں خانوادہ شاہی کی سکونت تھی باغیوں نے اپنا قبضہ کر رکھا تھا ٹیپو سلطان نوعمری کے باوجود ان پیچیدہ حالات سے نہیں گھبرائے اور انھوں نے اپنی بہادری اور تدبر سے کام لے کر ایک مختصر سے عرصہ میں تمام باغیوں اور سرکشوں کا قلع قمع کر دیا۔ بل اور کوڑک کے بہت سے نا ہنجار جو نصرانی ہو چکے تھے۔ سلطان موصوف کی فتوحات کے بعد اسلام لے آئے اور یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کا منظر سامنے آگیا۔ سلطان کی مستعدی اور سخت کوشی کا نتیجہ تھا کہ سلطنت کا یہ انتشار جلد ہی ختم ہو گیا اور ملک کا نظم و نسق از سر نو بحال ہو گیا۔ نگر اور کلیکوٹ کے علاقہ سے انگریزوں کو بھگا یا جا چکا تھا اور اس کے انگریزوں کے ہوش بھی ٹھکانے آ چکے تھے۔ فرانسیسیوں کی فوج کے بندرگاہ مدرس پر آ جانے کے بعد ان کی دست درازیاں ختم ہو چکی تھیں چنانچہ بجائے فتنہ و فساد کے انھوں نے صلح و آشتی اختیار کرنے ہی میں اپنی خیر دیکھی اور ان کا ایک حا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر ٹیلر کرنل ڈالسن کے ساتھ کمپنی کی طرف سے ایلچی بن کر بیش بہا تحفوں اور ہدیوں سمیت طویل مسافت طے کر کے بدشواری تمام پٹن پہنچا اور سلطان کے حضور میں نذرانے پیش کر کے مصالحانہ گفت وشنید کے ذریعہ سلطان کے دل سے نزاع و دشمنی کے خیال کو دور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور سلطان سے انگریز اسیروں کی رہائی اور طرفین کے مقبوضات کی ایک دوسرے کو بحالی کی درخواست کی۔ دوستی اور رفاقت کا یقین دلا کر اس نے بہرحال سلطان کو اس درخواست کو قبول کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ جب سلطان نے اس کی درخواستیں قبول کر لی تو پایان گھاٹ کے سرخیل لشکر میر معین الدین کو وہاں کے مقبوضات سے بندوبست اٹھا لینے کے احکام جاری کر دیے اور انگریزوں نے بھی بالا گھاٹ کے مقبوضہ قلعے سلطان کے کارندوں کے حوالے کر دیے۔ سلطان کی قید میں پایان گھاٹ کے جو قیدی تھے مع عبدالوہاب خاں کے سب کو رہا کر دیا گیا۔ انگریزوں کے ساتھ اس مصالحت اور عہد و پیمان کے بعد سلطنت خداداد...... بڑی حد تک بیرونی خطروں سے محفوظ ہو گئی۔

فوجی اصلاحات

ٹیپو سلطان نے اس فرصت میں نظم ونسق کی درستی کی طرف پوری توجہ فرمائی اور ممالک محروسہ کے تمام عمال وحکام کے نام دستور العمل اور فرامین جاری کیے۔ پھر لشکر کی تنظیم نو کی طرف متوجہ ہوئے۔ نواب مرحوم کی زندگی میں جنگ کے قاعدے اور نشانہ باز دستوں کی ترتیب فرانسیسی طرز و اصول پر رکھی گئی تھی۔ سلطان نے فوج کی اس تنظیم کو منسوخ کر دیا اور میر ابوالقاسم خاں حیدر آبادی المخاطب میر عالم شستری کے حقیقی چھوٹے بھائی میر زین العابدین شستری کی تجویز کے مطابق ایک کتاب موسومہ "فتح المجاہدین" سلطان نے لکھی۔ اس کتاب میں مذکورہ قوانینِ جنگ اور عسکری تنظیم کی مروجہ اصطلاحات کو فارسی اور ترکی اصطلاحات سے بدل دیا گیا۔ ٹیپو سلطان کی فوجی تنظیم میں "سپہدار" کا خطاب لشکر کے سردار کے لیے تھا اور ایک "قشون" کے تحت چار رسالہ پیادہ اور ایک رسالہ سواروں کا رکھا گیا تھا۔ سو سپاہیوں کی جماعت کو "جوق" کہتے تھے۔ رسالہ کے سردار کو "رسالدار" جوق کے سردار کو "جوقدار" کا نام دیا گیا۔ ایک "جوق" میں دو "سرخیل" دس "جمعدار" اور دس "وفعدار" مقرر کیے گئے اور حسب دستور سابق سواروں کے ایک دستہ کے انگریزوں کے طریقہ پہ مرتب کر کے اس کا نام "عسکر" رکھا گیا۔ عسکر میں سے تین سو کی جمعیت کو علیحدہ کر کے اس کو "ٹیپ" کا نام دیا گیا ہر ٹیپ میں سے نو سواروں کو "یوز" ٹیپ کا سردار "ٹیپ دار" اور یوز کا "یوز دار" کہلایا۔ عسکر کے نقیب کو جسے انگریز "ڈاجیٹن" کہتے تھے "شہر باشرن" اور قشون ورسالہ کے نقیب کو "یساقچی" کی اصطلاح سے موسوم کیا گیا۔ چار ٹیپ کے حاکم کو "موکب دار" کا لقب ملا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض سلطان نے اس طرح اپنے تمام محکموں کی نئی تنظیم کی اور شستری مذکور کو محمد علی کمندان مرحوم کے قشون کا سپہ دار مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں بار کچہری، جیش کچہری، سوار کچہری، عسکر کچہری، بندہ کچہری، "اسد اللہی کچہری" سے موسوم کی گئی۔ اسی سال سلطان نے اپنی قلمرو کے انتہائی سرحدی راستوں کو ہر سمت سے بند کرا دیا کہ سلطنتِ خداداد کی حدود میں بلا اجازت کسی کا داخلہ ممکن نہیں رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳۲

پاپان گھاٹ میں انگریزوں سے لڑائیاں

۱۱۹۸ھ ۔ ۱۷۸۴ء

جس وقت ٹیپو سلطان نگر کی مہم میں مصروف تھے سید صاحب میر معین الدین سپہ سالار افواج مملکت خداداد انگریزوں کی ناکہ بندی کے لیے جوی دال کی ندی کے کنارے اپنا لشکر لیے ہوئے پڑا تھا۔ اسی دوران میں جاسوسوں نے ترچناپلی کی طرف کرنل لانگ کی فوج کشی کی اطلاع دی کہ وہ کرور اور ونڈکل کے قلعوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہو چکا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے پر سید صاحب نے فوراً ہی بدرالزماں خاں کو بندوقچیوں کے تمام رسالوں اور توپوں کے ساتھ دشمن کا راستہ روکنے کے لیے روانہ کر دیا اور خود بھی اس کے پیچھے بقیہ لشکر کے ساتھ کوچ کر دیا۔ بدرالزماں خاں یلغار کرتے ہوئے تروپالہ جا کر ٹھیر گیا۔ یہاں اسے خبر ملی کہ کرور کے قلعدار عثمان خاں ترین نے فوج کی کثرت، ذخائر اور جنگی ساز و سامان کے باوجود پست ہمتی دکھائی اور انگریزوں سے صلح کر کے قلعہ ان کے حوالے کر دیا اور خود روشن خاں اور سرپرست راؤ دستہ داروں کے پاس جو نائماروں اور باغیوں کی سرکوبی کے لیے پالگھاٹ میں متعین تھے چلا گیا ہے اور کرنل لانگ قلعہ میں انگریزی تھانہ قائم کر کے آگے روانہ ہو چکا ہے اور اب وہ قلعہ اروا کرچی کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کرنے کی تدابیر میں مشغول ہے

اروا کرچی پر حملہ

ان تشویشناک اطلاعات کے ملنے پر بدرالزماں خاں نے وہاں سے راتوں رات دھاوا مارتے ہوئے اروا کرچی کا رخ کیا اور ندی کے اس کنارے اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ کرنل مذکور کو جب اس فوج کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو اس نے قلعہ پر سے اپنے مورچے اٹھا لیے اور اسی دن ندی کے دوسرے کنارے پر اپنا کیمپ لگا دیا۔ دوسرے دن جب اس نے غنیم کا جائزہ لیا تو اس کی نظر میں مقابل کی فوج بہت مختصر اور حقیر معلوم ہوئی اس لیے اس نے ان کو کوئی اہمیت نہیں دی اور وہاں سے لوٹ کر قلعہ کے محاصرہ کے لیے دوبارہ چلا گیا اور خندقیں کھدوا کر توپ اندازی شروع کر دی۔

بدرالزماں خاں نے اپنے رسالداروں سے مشورہ کے بعد قمرالدین جوتدار کو بہترین اور عمدہ سامانِ جنگ دیا اور اسے ہمت خاں بختری (جو پایندہ خاں کا بھانجہ تھا) کے بدرقہ اور ببر علی بیگ کے رسالہ کے ساتھ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے رات کے وقت روانہ کر دیا اور انگریزوں کی توجہ پھیرنے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جمعیت کو انگریزی پیش دستوں پر حملہ کے لیے آگے بڑھا دیا۔ انگریزوں کا منقلا (پیش دستہ) جتنے عرصہ میں اس جمعیت کے ساتھ الجھا رہا اتنے میں مذکورہ بالا دونوں رسالدار اپنے جوق کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کمک کا سامان اور فوج چھوڑ کر اور قلعہ دار کو مقابلہ پر جمے رہنے کی تاکید کر کے لوٹ آئے البتہ قمر الدین جمعدار قلعہ میں ٹھیر گیا۔

جب کرنل مذکور کو قلعہ میں کمک کے پہنچ جانے کی خبر ملی تو وہ غصہ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگا دوسرے دن اس کے توپ خانہ اور بندوقچیوں نے دوپہر تک اتنی شدید گولہ باری کی کہ قلعہ کی دیوار ایک جانب سے منہدم ہو گئی محصورین نے حملہ آوروں کی مدافعت بڑی پامردی سے کی لیکن ان کی قسمت میں چونکہ شکست لکھی تھی اس لیے دو تین گھنٹے کے سخت مقابلہ کے بعد انگریزی فوج قلعہ میں داخل ہو گئی اور محصورین میں سے اکثر قتل اور اسیر ہو گئے۔

کرنل لانگ نے قلعہ پر قبضہ کے بعد بدر الزمان خاں کی فوج کی طرف رخ کیا جس وقت انگریز قلعہ پر قبضہ کر رہے تھے قمر الدین جمعدار کافی زخمی ہو گیا تھا لیکن وہ کسی نہ کسی طرح حملہ آوروں کے ہجوم .... سے نکل کر قلعہ کے نالے میں اتر گیا اور اسی کے راستہ باہر نکل آیا اور زخموں سے چور گرتا پڑتا لشکر گاہ میں پہنچ گیا اور قلعہ پر انگریزوں کے قبضہ کر لینے کی اطلاع دی۔ بدر الزمان خاں کی فوجی قوت انگریزی فوج کے مقابلہ میں ناکافی تھی اسی لیے وہ اسی رات دھاراپور کی طرف ہٹ گیا البتہ روشن خاں اور سرپرست راؤ کے چھاپہ مار دستے غنیم کے لشکر کے اطراف قزاقی اور قزاقی کے لیے لگے رہے۔

جنگ گوڑلور

سید برہان الدین سپہ سالار جب چار پانچ دن بعد اس جگہ پہنچا تو اس نے سب سے پہلے عثمان خاں ترین قلعدار کے مقدمہ کی طرف توجہ کی اور جب ثابت ہو گیا کہ اس نے جان بوجھ کر جنگ سے جی چرایا تھا اور نمک حرامی کی تھی تو اسے سولی پر چڑھا دیا۔ عثمان خاں کے معاملہ سے فارغ ہو کر اس نے دشمن کے مقابلہ کے لیے اپنے لشکر کی صف آرائی کی اسی اثنا میں فرانسیسی سپہ سالار موسیو بوسی کا خط پہنچا کہ انگریز اپنے سارے لشکر کے ساتھ گوڑلور پر جنگ کرنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں تم اپنی جمعیت لے کر جلد اس طرف روانہ ہو جاؤ تاکہ ہم مشترکہ طور پر دشمن کو نیچا دکھا کر اس علاقہ کے نظم و نسق کو سنبھال لیں گے اور جتنے فتنہ باز ہیں سب کا بخوبی قلع قمع کر دیں گے۔ سپہ سالار سید صاحب نے اس خط کے ملتے ہی دو دستہ داروں کو تو اسی جگہ چھوڑا تاکہ کرنل لانگ کی فوج اس ضلع کی رعیت کو پریشان نہ کر سکے اور خود وہاں سے جتنی جلدی ممکن ہوا کوچ پہ کوچ کرتے ہوئے تانگا رپٹی کے راستہ تو ٹم ملی پہنچ کر دن بھر قیام کیا اسی جگہ جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ انگریزوں نے سامان رسد اور غذائی اجناس کا قلعہ کرٹم میں ذخیرہ کیا ہے اور ایک مختصر سی محافظ فوج وہاں ٹھیری ہوئی ہے۔ سید صاحب نے چند رسالوں کو صرف بندوقوں اور سنگینوں کے ساتھ قلعہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ یہ قلعہ ندی سے نکلنے والی نہروں کے درمیان تھا اور اس وقت یہ نہریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی سے لبریز تھیں اور قلعہ کے اطراف بہت زیادہ کائی چڑھی ہوئی تھی اس لیے حملہ آوروں کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکی اور محصورین نے جو چالیس پچاس سے زیادہ نہ تھے حملہ آوروں پر آتش باری کر کے پیچھے ہٹا دیا۔ سپہ سالار نے دن بھر قلعہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور رات میں لشکر گاہ کو لوٹ گیا۔ رید صاحب نے چھاپہ مار دستوں کو متعین کیا کہ وہ دوسرے دن توپوں اور سیڑھیوں کے ساتھ دوبارہ قلعہ پر حملہ کر دیں اور اروا کرچی کے تھانہ داروں کے خون کے بدلہ میں قلعہ میں مقیم انگریزوں کو قتل کر دیں لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی کیونکہ محصورین نے خطرہ کو بخوبی بھانپ لیا تھا اسی لیے وہ راتوں رات جس قدر بھی سامان رسد اٹھا سکے لے کر اور بقیہ کو آگ لگا کر چناپلی کی طرف جو وہاں سے پانچ فرسنگ پر تھا چلے گئے۔ رید صاحب کو جب دوسرے دن شکار کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی وہاں کوچ کر کے وردا چل کے راستہ سے گوڑلور چلا گیا وہاں پہنچنے کے بعد اس نے بدر الزمان خاں کو بندوقچیوں کے رسالوں اور موسیو بیوسی کی کمک کے لیے دی ہوئی توپوں کے ساتھ قلعہ کی طرف روانہ کیا اور خود سواروں اور پیادوں کے ساتھ سلمبر کی طرف چلا گیا۔

فرانسیسیوں اور انگریزوں کی خونریز لڑائی

انگریزوں کا لشکر جنرل اسٹوٹ کی کمان میں یلغار کرتا ہوا پھلچیری اور ناگور کے راستہ سے قلعہ گوڑلور کے مغرب میں پہنچا اور گورٹ ندی کے کنارے پر ٹھیر گیا۔ لشکرِ خداداد کے رسالے فرانسیسیوں کے دائیں جانب مورچے بنا کر ٹھیرے ہوئے تھے دو تین دن تک فریقین میں دور دور سے گولیاں چلتی رہیں۔ چوتھے دن انگریزوں نے پیش قدمی کر کے رات کے وقت اس پہاڑی پر جو فرانسیسیوں اور لشکرِ حیدری کے مقابل واقع تھی اپنی توپیں نصب کرا دیں۔ صبح اول وقت ان کا ایک جہاز بھی مدراس کی طرف سے ساحل پر پہنچ گیا اور اپنی آمد کی اطلاع کے طور پر اس نے تین گولے قلعہ کی طرف چھوڑے۔ مورچہ بند فوج ابھی اس جہاز کا تماشہ دیکھنے ہی میں متوجہ تھی کہ اچانک مذکورہ پہاڑی پر سے انگریزوں کی توپیں دمادم سر ہونے لگیں اور میدان کی طرف سے انگریزی رجمنٹ، فرانسیسی پلٹنوں اور حیدری رسالوں پر گولیاں برساتی ہوئی حملہ آور ہوئی، چاروں طرف سے دشمن کی بڑھتی ہوئی یلغار کو دیکھ کر فرانسیسی بدحواسی کے ساتھ قلعے کی طرف بھاگے اور اپنی توپیں بھی میدان میں چھوڑ گئے۔ ان کے رسالے توپیں کھینچنے کی مہلت نہ پا سکے اور اپنے سردار کے حکم کا انتظار کیے بغیر ساحلِ سمندر پر منتشر ہو گئے۔ لشکرِ حیدری کے رسالدار بہادر خاں اور ببر علی بیگ نے فرانسیسیوں کی نسبت کچھ زیادہ بہادری اور دلیری دکھائی اور غنیم کے حملوں کو روکتے ہوئے اپنی ساری توپوں کو لے کر منظم طریقے پر پسپا ہوتے ہوئے قلعہ کی خندق پر دوبارہ مورچے جما لیے۔ انگریزوں نے آگے بڑھ کر غنیم کے چھوڑے ہوتے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسی سپہ سالار نے ہاری ہوئی جنگ جیتنے کے لیے موسیو گون نیلیس اور موسیو کرنل لنگو کی کمان میں پندرہ سو فرانسیسی جوانوں کو توپوں کے بغیر ہی انگریزوں پر حملہ کرنے کے لیے متعین کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسی فوج نے اس مرتبہ نہایت منظم طریقے پر اپنی صفیں آراستہ کیں اور بندوقیں تان کر بڑی جرأت کے ساتھ میدانِ مقابلہ میں قدم رکھا۔ انگریزوں کی فوج جو مجموعی طور پر تین چار ہزار تھی صف باندھ کر آگے بڑھی اور ان کے توپ خانے نے گولہ باری کر کے بہت سے فرانسیسیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس ہلاکت کے باوجود فرانسیسی سردار اپنی فوج کو لے کر نہایت دلیری کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور انگریزوں کی صفوں کے قریب پہنچ کر گولیاں برسانے لگا۔ اس موقع پر بڑا خونریز معرکہ واقع ہوا مسلسل دو گھنٹے تک فریقین پورے جوش و خروش کے ساتھ لڑتے رہے۔

ہر دو کی فوج ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہو گئی کہ سپاہیوں کو بندوقیں پھینک کر نیزہ بازی اور خنجر آزمائی کرنی پڑی۔ بڑی ہی قیامت کی لڑائی تھی۔ نیزے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ تلوار سے تلوار ٹکرا رہی تھی۔ سپاہی ہتھیار چھوڑ کر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے تھے تھوڑی ہی دیر میں خطۂ زمین فریقین کے خون سے لالہ زار بن گیا۔ اور فضا گرد و غبار اور بارود کے دھوئیں سے تاریک ہو گئی۔ بندوقوں کے چلنے اور گولوں کے چھوٹنے سے ایسا دھماکہ ہوا کہ آسمان اور زمین لرز اٹھے۔ اس دست بدست لڑائی میں آخر کار فرانسیسی غالب آئے اور انھوں نے باوجود قلتِ سپاہ کے انگریزوں کو ساحل کی طرف پسپا کر دیا۔ کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی کہ انگریز بھاگ کر اپنے جہاز پر سوار ہو جاتے لیکن اچانک قسمت ان پر مہربان ہو گئی اور ان کی پیدل کرناٹکی پلٹنوں نے جو انگریزوں کے میمنہ اور میسرہ پر متعین تھیں پیش قدمی کی۔ اس بروقت مدد سے انگریزی فوج نے دوبارہ اپنے پیر جما لیے اور فرانسیسیوں کی طرف بڑھنے لگی۔ اس وقت پندرہ سو فرانسیسی سپاہیوں میں سے صرف چار یا پانچ سو باقی رہ گئے تھے جو ظاہر ہے انگریزوں کے اس وسیع اقدام کو روک نہیں سکتے تھے۔ اس لیے وہ لوٹ کر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ فرانسیسی سپہ سالار نے ایک ہزار جنگ جو سپاہیوں کا دوسرا دستہ منظم کیا اور وہ دشمن کی مدافعت کے لیے قلعے سے نکلا بھی۔ لیکن اس دوران میں انگریزی فوج میدان سے لوٹ کر اپنی لشکر گاہ میں جا چکی تھی اور جنگ کو دوسرے دن کے لیے ٹال دیا تھا چنانچہ فرانسیسی فوج قلعے سے ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر ٹھیر گئی۔

صلح اور جنگ بندی

فریقین دو تین دن تک اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کے مقابلے کی تیاری میں لگے رہے۔ ان تیاریوں کے بعد اندیشہ تھا کہ ایک بڑا سخت معرکہ ہر دو فوجوں کے درمیان واقع ہوتا لیکن اسی اثنا میں دار السلطنت پٹن میں انگریزوں اور سلطان ٹیپو کے درمیان ایک صلح نامہ طے پا گیا جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ ایلچی یہ صلح نامہ اور شاہِ فرانس کا ایک فرمان جس میں انگریزوں سے جنگ بند کر دینے کا اور موسیو بوسی کو فرانس واپس آ جانے کا حکم دیا گیا تھا لے کر میدانِ جنگ میں پہنچے اس اعلانِ صلح کے بعد انگریز اور فرانسیسی سپہ سالاروں نے دوستی کا مصافحہ کیا اور ہر دو کی فوج ایک ہی میز پر کھانے پینے کے لیے بیٹھ گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد مراد کی بغاوت

اس صلح کے بعد بدر الزماں خاں کی فوج سید صاحب سپہ سالار کے لشکر سے آملی اور سید صاحب نے تعلقہ تزداری میں قیام کیا۔ تین چار دن بعد سید صاحب فرانسیسی سپہ سالار سے رخصت ہو کر آگے بڑھے اور بیل اپور کی حدود میں انھوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ ایک مہینہ بعد وہاں سے کوچ کر کے دال ہندل کے کنارے پر جہاں لشکر کے لیے پانی اور چارہ وافر مقدار میں مل سکتا تھا ٹھیر گئے لیکن نوشتۂ تقدیر میں ایک پریشانی اور لکھی ہوئی تھی۔ ایک دن اچانک تیز ہوائیں چلنے لگیں اور بے موسم بارش اتنی شدت سے ہوئی کہ لشکر اس طوفانِ بلا میں مبتلا ہو گیا۔ دال ہندل کی ندی بھی چڑھ آئی اور اس سیلاب میں لشکریوں اور بیوپاریوں کا کافی مال ومتاع بہہ گیا۔ کچھ عورتیں اور مرد بھی دریا برد ہو گئے۔ اس آفتِ سماوی کے رونما ہونے پر لشکر نے اسی وقت وہاں سے کوچ کیا اور قلعہ کے شمال میں جا کر اپنی چھاؤنی قائم کر دی۔ اس مقام پر ہری سنگھ نامی رسالدار کو اس کی جمعیت والوں نے بروقت تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے جھگڑا کر کے قتل کر دیا۔ بدر الزماں خاں کو سلطان نے پٹن بلا لیا۔ انہی دنوں میں رائے بیلور کے گورنر محمد مراد نے ساڑھے سات ہزار سواروں اور دو تین سو پیادوں کو جمع کر کے چھ سات کوس کے علاقے میں شورش برپا کر دی اور وہاں کی رعیت کو لوٹ مار کر کے تنگ کرنے لگا۔ ممالکِ محروسہ کے تعلقات میں بہت سی سرکاری عمارتوں کو ڈھا دیا۔ کھیتوں کو برباد کر دیا اور مویشی چھین لے گیا۔ ایک دن وہ کوہستان گوڑ بالم کے راستے سے سات گڑھ پر حملہ کرنے روانہ ہوا اور رات کے وقت جب کہ قلعہ والے خوابِ غفلت میں مدہوش تھے قلعہ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس وقت پیدل فوج کے ایک سپاہی کی بیوی کھانا پکانے کے لیے چاولوں کو دھونے دروازے کی فصیل پر آئی اور دھویا ہوا پانی حصار سے بہانے لگی۔ اس وقت اس کی نظر اچانک حملہ آوروں کی صف پر پڑی اور وہ وہاں سے "آ گئے، آ گئے" کا شور کرتی ہوئی بھاگی اور چاولوں کا برتن حملہ آور فوج کے سر پر پھینک دیا۔ اس عورت کے چلانے سے سپاہی چونک کر اٹھے اپنے ہتھیار سنبھالتے ہوئے برجوں اور فصیل پر پہنچ گئے اور دشمنوں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ حملہ آور تابِ مقاومت نہ لا کر بھاگے اور بلیج پور کی آبادی میں جا کر انھوں نے دم لیا۔ اس بستی پر چند طلایہ دار سپاہی اور ایک رسالدار متعین تھا۔ انھوں نے حملہ آوروں کا جم کر مقابلہ کیا اور بستی پر قبضہ کرنے نہیں دیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے بھی لوٹ گئے لیکن اس درمیان میں وہ بستی کو لوٹ کر کافی مال ومتاع ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ابھی وہ بلیج پور سے نکل کر ندی کے کنارے قیام کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مذکورہ رسالدار آمبور گڑھ کی سمت سے اپنے سواروں کو لیے ان کے سر پہ جا پہنچا اور ندی کے کنارے انھیں گھیر کر ایسا سخت حملہ کیا کہ باغی فوج درہم برہم ہو گئی اور اس کے اکثر آدمی تلوار کے گھاٹ اتر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ سامان انھوں نے لوٹ لیا تھا وہ فاتح رسالدار کے ہاتھ آ گیا۔ محمد مراد شکست کھا کر پندرہ بیس سواروں کے ساتھ بھاگا اور اپنے قلعہ میں داخل ہو کر بیٹھ گیا۔ سلطنتِ خداداد کے کارپرداز قلعے پر حملے کی تیاریاں کر ہی رہے تھے کہ مذکورہ صلح نامے کی رو سے انگریزوں کو پایان گھاٹ کا علاقہ سپرد کر دینے کے لیے پٹن سے حکم نامہ پہنچ گیا۔

اس حکم نامے کے بموجب سید صاحب نے اس علاقے کے تمام قلعداروں، ہزاریوں اور عمال کو ان کے مقبوضات سے لشکر میں واپس بلا لیا اور اس علاقے کے بعض پہاڑی اور میدانی قلعوں کو گرا کر ناکارہ بنا دیا۔ اور پایان گھاٹ میں جتنا لشکر موجود تھا اس کو اکٹھا کر کے گھاٹ چنگم کو عبور کر کے ترپاتور میں جا کر کچھ عرصہ تک قیام کیا۔ اس کے بعد وہ ہولی درگ کے گھاٹ سے ہوتے ہوئے بنگلور پہنچا اور وہاں سے پٹن واپس آ گیا۔

اسی سال سلطان نے میر صادق کو جس نے ارکاٹ کی کوتوالی کے زمانے میں نہایت کفایت شعاری کے ساتھ اس علاقے کا بندوبست کیا تھا اپنا صاحب دیوان یعنی وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

پونا اور حیدر آباد کے سفیر

انھی دنوں میں پونا کے کارپرداز اور ناظم حیدر آباد کے ایلچی پٹن آئے۔ ان کے ساتھ تخت نشینی کی مبارک بادی کے خطوط، خلعتیں اور قیمتی جواہرات تھے۔ ایلچیوں نے یہ ساری چیزیں حضور والا میں پیش کیں اور مفصل معروضات کے بعد دو سال کے زرِ نعل بہا[1] اور چوتھ[2] ادا کرنے کی درخواست کی۔ اس سفارت پر ٹیپو سلطان کو طیش آ گیا اور انھوں نے غضبناک ہو کر ایلچیوں کو کہا "کیا تم واقف نہیں ہو کہ حضرت مرحوم (حیدر علی خاں) نے محض تمھارے اکسانے پر اپنا سارا خزانہ اور ممالکِ محروسہ کے تین سالہ محصول کی رقم پایان گھاٹ کی مہم میں صرف کر دی اور کافی عرصے تک اس مہم میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ اپنی منزل کو سدھار گئے۔ تم نے اس مہم میں اپنے منصوبے کے مطابق ان کی کوئی مدد نہیں کی تھی خدا کا شکر ہے کہ ہم نے صرف خدا کی مدد اور مہربانی سے ہر معرکہ میں فتح پائی اور اس وقت تک کسی دوسرے کا احسان نہیں اٹھایا۔ علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت مرحوم کی وفات کے بعد نگر کے صوبیدار ایاز نے نمک حرامی اختیار کی تھی اور اس نے بلادِ حیدر نگر کے تمام قلعوں، قریوں اور قصبوں کو انگریزوں کے سپرد کر دیا تھا اور سلطنتِ خداداد کا کافی مال و متاع، بکثرت زر و جواہر اپنے ساتھ لے کر بھاگ گیا۔ اگرچہ ہم نے نگر پر حملہ کر کے دوبارہ اس آباد سرزمین کو تسخیر کیا اور غنیم کی فوجوں کو وہاں سے مار بھگایا لیکن خزانہ بہرحال نہ مل سکا۔

---

[1] وہ رقم جو بالاتر حکمران ماتحت حاکموں سے گھوڑوں کی نعل بندی کے عنوان سے لیا کرتے تھے۔

[2] وہ رقم جو مرہٹے فوج کشی نہ کرنے کے عوض وصول کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص بخوبی واقف ہے کہ ہم جب وقت تخت نشین ہوئے تو حضرت مرحوم کی وراثت میں ہم کو بجز چند توپوں، بندوقوں تلواروں اور ڈھالوں کے کچھ اور میراث نہیں ملی اس وقت ہمارا خزانہ بالکل ہی خالی ہے۔ تمھارا زر نعل بہا کسی طرح ادا کرنا ممکن نہیں آیندہ اگر خدا چاہے گا ممالک محروسہ کی آبادی اور بندوبست کے بعد تمھاری رقم کی ادائیگی کے لیے خازنوں کو حکم دے دیا جائے گا۔" ایلچیوں کے ذریعے یہ جواب بھجوا دینے کے بعد سلطان نے محمد عثمان کو جو نواب مرحوم کا قدیم خدمت گزار اور ایک نیک اور باتمیز آدمی تھا اور جسے علم مجلس اور گفتگو کی خاصی مہارت حاصل تھی کچھ نقد، قیمتی تحفے اور یورپ کے نوادرات جو کرناٹک کے مالِ غنیمت میں حاصل ہوئے تھے دے کر پونا کے ایلچی کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ اس مرحلہ پر کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۷

پالیکاروں کی بغاوت

۱۱۹۸ھ - ۱۷۸۴ء

سلطان ٹیپو نے دارالسلطنت پہنچنے کے بعد ملک کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی۔ اور اس فرصت میں جب کہ سلطنتِ خداداد میں ہر طرف امن و امان کا دور دورہ تھا انگریزوں سے صلح ہو جانے کی وجہ سے کوئی معرکہ بھی درپیش نہیں تھا انھوں نے لالہ میاں شہید چرکولی کے فرزند برہان الدین کی شادی کر دینی چاہی۔ ارکینِ دولت اور اپنی اہلیہ کے مشورہ سے بدر الزماں خاں ناظمہ صوبیدار نگر کی لڑکی سے اس کا رشتہ طے پایا۔ سلطان نے خان موصوف کو نگر سے بلا کر شاہی اعزازات سے نوازا اور خلعت میں اپنے اس ارادہ کو ظاہر کیا۔ خان موصوف کو حکم عدولی کی مجال نہیں تھی۔ اس لیے باوجود اپنی بیوی اور لڑکوں کی مخالفت کے اس نے اس پیام کو بسروچشم قبول کر لیا۔ چنانچہ چند ہی دن میں دونوں طرف سے جشنِ شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئیں اور برہان الدین کا نکاح بدر الزماں خاں کی لڑکی سے پڑھا دیا گیا۔

بغاوت کی خبریں

جشنِ شادی کے کچھ دن بعد ہی جاسوسوں اور ساحلِ تنگبھدرا کے سوانح نگاروں نے اطلاع دی کہ ان کے علاقہ میں اکثر جاگذاروں نے سرکشی اور بغاوت اختیار کر لی ہے اور وہ ہر طرف فتنہ و فساد مچاتے پھر رہے ہیں اللہ کی مخلوق ان کی دست درازیوں سے تنگ آ چکی ہے خاص طور سے بلادنرکوندہ کا سردار کالپاولیسیائین رعیتِ سرکار پر بے حد ستم ڈھا رہا ہے اور حد سے تجاوز کر گیا ہے اس کے علاوہ پنکنور کے پالیکار نے بھی حسبِ عادت دو سال کا زرِ خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور سرکار کرم کنڈہ سے متعلقہ قلعہ سدم پر حملہ کر کے اس کے مضافات و دیہات کو لوٹ لیا ہے۔ قلعہ پر اس کے متعدد حملوں میں اکثر ملازمینِ سرکار کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا اس کے ساتھ مدن پلی کا پالیکار موافقت کر رہا ہے اور دونوں مل کر سارے علاقہ میں تباہی مچائے ہوئے ہیں۔

ان خبروں کو سن کر غیظ سلطانی جوش میں آ گیا اور اسی وقت سید غفار سپہدار کو اس کے فتنوں کے ساتھ کالپاولیسیائین کی بغاوت کی تحقیقات کے لیے متعین کر دیا گیا۔ جب سپہدار مراحل طے کر کے ان حدود میں پہنچا تو مخبروں کی اطلاعات کی پوری طرح تصدیق ہو گئی اور معلوم ہوا کہ ناظم مرحوم پر سرام نے اپنے لڑکے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی لڑکی کے عقد کا پیام دیا ہے اور اس رشتہ کی وجہ سے وہ کالپا و لیپا ئین کی حمایت کر رہا ہے اور اسے بہکا کر سلطنت خداداد کے خلاف سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے اور اب اس کی ہمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ دریائے کرشنا اور تنگبھدرا کے درمیانی تعلقات میں اپنی ریاست قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ جب لشکر سلطانی کی آمد کی اطلاع ملی تو بجائے اطاعت کے وہ باقاعدہ جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ سپہدار نے یہ سارے حالات لکھ کر بھیج دیے اور ایک مناسب مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

کوہستان کیوار

اس کی رپورٹ پر سلطان نے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ سپہ سالار برہان الدین کو کوہ نرکونڈہ کی تسخیر اور وہاں کے شریر حاکم کو تنبیہ کر دینے کا فرمان دے کر روانہ کیا اور اس کے ساتھ سید حمید، شیخ انصر اور احمد بیگ سپہداران قشون کو بھی روانہ کر دیا اور شیخ عمر سپہدار کو دو ہزار پیادوں کے ایک قشون اور چھ قلعہ شکن توپوں کے ساتھ چنکورا اور دیون پلی کے پالیکاروں کی سرکوبی کے لیے متعین کیا۔ جب شیخ عمر چنگلورا اور دیون پلی کے راستہ سے نندی درگ کے مشرق میں کوہستان کیوار کے قریب پہنچا تو وہاں سرکار کے بعض عمال اور زمینداروں سے اسے معلوم ہوا کہ اس کوہستان میں ایک کافی اونچا پہاڑ ہے جس کے اوپر ایک وسیع میدان میں پانی کا نہایت گہرا چشمہ ہے اور وہاں پتھر سے بنی ہوئی دیواروں کے آثار بھی موجود ہیں۔ یقیناً یہاں کسی زمانہ میں کوئی قلعہ رہا ہوگا۔ جو زمانہ کے ہاتھوں ویران ہو گیا۔ اگر اس جگہ ایک نیا قلعہ تعمیر کرا یا جائے تو وہ ایک بہترین پناہ گاہ ثابت ہوگا اور اطراف و اکناف کے علاقوں کا بندوبست بحسن و خوبی سرانجام پا سکے گا۔ سپہدار شیخ عمر چند ہمراہیوں کے ساتھ اس پہاڑ پر گیا اور اس نے دیکھا کہ واقعی یہ جگہ ایک مضبوط و مستحکم قلعہ کے لیے نہایت موزوں ہو سکتی ہے چنانچہ اس نے اس پہاڑ کی تفتیش اور قلعہ کی تعمیر کے لیے اس نواح کے خیر خواہوں کی تجویزیں بارگاہ سلطانی میں لکھ کر روانہ کیں اور وہاں سے آگے روانہ ہو گیا۔

شیخ عمر کی فوج کشی

کوہستان کیوار سے سپہدار شیخ عمر نے سیدھے چکنور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچنے کے بعد اس نے بڑی کوشش کی کہ چکنور کا باغی پالیکار راہ راست پر آ جائے لیکن اس نے کوئی بات نہ مانی اور مخالفت و جنگ کے لیے آمادہ ہو گیا اور بارہ ہزار پیدل فوج کو آگے بڑھا کر سلطانی لشکر کا راستہ روک دیا۔ شیخ عمر نے لشکر کو اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور سندیم کے علاقہ میں جو اس کی سرحد پر تھا دو تین دن تک سخت لڑائی ہوتی رہی اور ہر روز بہادر لشکری تیر و تفنگ، نیزہ و تلوار سے باغیوں کے بکثرت آدمیوں کو خاک و خون میں لٹاتے رہے۔ آخر کار بہادر سپہدار نے ایک فیصلہ کن حملہ کیا اور مخالف لشکر کے سردار کو تلوار کے ایک ہی وار میں نیچے گرا دیا اور اسی ذلت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا سر تن سے جدا کر کے نیزہ پر بلند کر دیا۔ جب اس کے جتھے نے اپنے سردار کا یہ عبرتناک حشر دیکھا تو ہمت ہار بیٹھا اور تمام باغی بدحواسی کے عالم میں بھوئی کنڈہ کے کوہستان کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ کوہستان ایک وسیع بیابان کے درمیان نہایت پرخطر اور دشوار گزار تھا۔ فاتح فوج نے آگے بڑھ کر ایک ہی حملہ میں رام سندرم پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے انتظام سے فارغ ہو کر مفرور باغیوں کے پیچھے بھوئی کنڈہ کا رخ کیا اور پانچ دن میں اس پہاڑ کو فتح کر کے تمام باغیوں کا قلع قمع کر دیا۔ اس علاقہ کے پالیکار نے جس کا نام سنکسلایل تھا۔ جب اپنی فوج کی شکست کا یہ حال سنا تو وہ نہایت خوف زدہ ہو گیا اور پنکنڈر کے قلعہ میں اپنی فوج چھوڑ کر ادل پلی کے پہاڑ پر چلا گیا جو ایک وحشتناک جنگل میں تھا۔ وہاں اس نے تین چار ہزار پیادے جمع کر لیے اور جنگ کی تیاری کر کے حملہ آور فوج کا انتظار کرنے لگا۔ سپہدار شیخ عمر نے بھوئی کنڈہ کی کامیابی کے بعد بھاگتے ہوئے باغیوں کا پیچھا کیا اور پنکنڈر کے قلعہ پر جا کر پڑاؤ ڈال دیا اور جلد ہی قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ خندقیں اور مورچے بنا کر اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں قلعہ شکن توپوں کی گولہ باری سے قلعہ کے حصار کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا اور ایک ہی حملہ میں قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جب قلعہ کے ضروری بندوبست سے فراغت ہوئی تو سپہدار نے ادل پلی کے پہاڑ کی طرف فوجیں بڑھائیں۔ لیکن یہ مہم اتنی آسان نہیں تھی۔ جنگل نہایت گھنا اور تاریک تھا۔ چپہ چپہ پر سینکڑوں دشواریاں اور خطرات تھے۔ غنیم کی فوج نے جنگل پر راستہ کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ جگہ جگہ اس نے برج بنا کر محافظ دستوں کو متعین کر دیا تھا اور ہر درخت سے بندوقیں سر ہونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اس حالت میں برابر ایک ماہ تک سپہدار نے دشمن کو نیچا دکھانے کی کوشش کی لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ مجبوراً اس نے دربار کو اپنی مشکلات کے بارے میں لکھا اور کمک کی درخواست کی۔ سلطان نے فوراً ہی امام خاں نامی سپہدار کو اپنے قشون کے ساتھ اس کو کمک پر جانے کا حکم دیا۔ جب امام خاں محاذ پر پہنچ گیا تو دونوں سپہداروں نے سارے حالات کا جائزہ لے کر مشورہ کیا اور حملہ کا ایک نقشہ بنا کر وہاں کے مقامی باشندوں کی رہنمائی میں درختوں سے لڑتے ہوئے وہ جنگل میں گھس گئے اور غنیم کے جتھوں پر ایک سخت حملہ کیا کہ باغیوں کے پیر اکھڑ گئے اور وہ جنگل چھوڑ کر پہاڑ کی طرف بھاگنے لگے۔ لشکر شاہی نے بھاگتے ہوئے باغیوں کو گھیر گھیر کر خون کی ندیاں بہا دیں۔ پھر وہاں سے آگے بڑھ کر پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ پہاڑ اپنی بلندی اور ڈھلانوں کی وجہ سے نہایت دشوار گزار تھا۔ چنانچہ اس کو فتح کرنے میں لشکر کو ستر دن لگ گئے اور کافی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد کامیابی نصیب ہوئی۔ پالیکار مذکور شاہی لشکر کے اوپر پہنچنے سے پہلے ہی اپنے چند آدمیوں کے ساتھ تعلقہ چتولڑ کے پالیکار کے علاقہ میں چلا گیا تھا اور اس نے وہاں پناہ لے لی تھی۔ یہ دونوں مستحکم قلعے یعنی پنکنڈر اور ادل درگ مع مکانات و متعلقہ تعلقات سلطنت خداداد کے براہ راست قبضہ میں آ گئے۔ دونوں سپہدار وہاں کا آزما بہادروں کو متعین کر کے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے پٹن کو لوٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور تمام مالِ غنیمت جس میں ہاتھی اور اونٹ شامل تھے خدمت والا میں پیش کر دیے ٹیپو سلطان نے ان دونوں کو شاہی نوازشات سے مالا مال کر دیا۔

قلعہ رحمان گڑھ کی تعمیر

اس سے پہلے سپہدار شیخ عمر نے کوہ کیوار کے مذکورہ پہاڑ اور اس قلعہ کی تعمیر کی جو عرضداشت روانہ کی تھی جب سلطان کے ملاحظہ سے گزری تو اسی وقت انھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس پہاڑ کا خود معائنہ کر کے صحیح فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ ان سپہداروں کے کامیاب و مظفر لوٹ آنے کے بعد سلطان اپنے چند رفیقوں کے ہمراہ بنگلور پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ قیام کر کے کوہ کیوار کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب اس پہاڑ اور اس کے محل وقوع کا معائنہ کیا تو انھوں نے بھی اس مقام کو قلعہ کی تعمیر کے لیے نہایت موزوں پایا چنانچہ وہاں قلعہ کی تعمیر کے لیے معماروں سنگتراشوں اور بیلداروں کو متعین کر دیا گیا۔ سلطان نے اس مقام کا نام "رحمان گڑھ" تجویز کیا۔ قلعہ کی تعمیر شروع کرا کے سواری خاص نے وہاں سے کوچ کیا اور نندی گڑھ پہنچ کر چند بے آرام کیا۔ سلطان نے نندی گڑھ کا نام بھی بدل کر "کوہ گردوں شکوہ" رکھ دیا۔ وہاں سے وہ اپنے مقام پیدائش یعنی قلعہ دیون پلی پہنچے۔ کیوں نہ ہو ؎

حب الوطن از ملکِ سلیماں خوشتر ‌ ‌ ‌ ‌ خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

(وطن کی محبت سلیمان کے ملک سے زیادہ اچھی ہے۔ وطن کے کانٹے زردیارِ غیر کے سنبل و ریحان سے اچھے ہیں)

دیون پلی کا نام سلطان نے "یوسف آباد" رکھا اور ایک وفادار قلعدار کو اس کی حفاظت کے لیے مامور کر کے اس حصار کو پتھر اور گچ سے مرمت کرانے اور دوسری ضروری عمارتیں بنوانے کا حکم دیا۔ سلطان کا یہ تفریحی سفر ایک ماہ پندرہ دن میں ختم ہوا اور سلطان کی سواری پٹن میں داخل ہوئی۔

واضح رہے کہ پنگنور کے پالیکار نے فاتح فوج کے ہاتھوں اپنی بغاوت کا اچھی طرح مزہ چکھ لیا اور وہ رسوائی و بربادی کا شکار ہو گیا ؎

با ولی نعمت از بروں آئی ‌ ‌ ‌ ‌ گر سپہری تو سرنگوں آئی

(اپنے آقا کی اطاعت سے تو اگر باہر نکل آئے تو چاہے آسمان کی طرح سربلند کیوں نہ ہو تجھے آخر سرنگوں ہونا پڑے گا۔)

مدن پلی کے پالیکار کا بھی یہی کچھ حشر ہوا اور وہ بھی لشکرِ شاہی کی یلغار سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا اور اس کے بھی تمام تعلقے ممالکِ محروسہ سلطنتِ خداداد میں ضم ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوہ نرکونڈہ پر حملہ

سپہ سالار برہان الدین دار السلطنت سے رخصت ہو کر چیتل درگ اور ساؤنور کے راستہ سے روانہ ہوا تھا۔ دھارواڑ کے نواح میں سپہدار سید غفار کا قشون اس کے لشکر سے آملا۔ یہاں سے برہان الدین نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو آراستہ کر کے کوہ نرکوندہ کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ کے سامنے خیمہ گاہ قائم کر کے قلعہ کے سردار کو پیغام بھیجا کہ "اگر اپنے ملک و مال کی حفاظت چاہتے ہو تو جلد پہاڑ کو خالی کر کے شاہی قلعدار کے حوالے کر دو اگر اطاعت اختیار کر لو گے تو ہم تمہاری خیر خواہی کی وجہ سے بارگاہِ سلطانی میں تمہاری سفارش کر کے از سر نو اس علاقہ کو تمہارے نام ہی واگزار کرا دیں گے ورنہ تم بے کار اپنی جان سے جاؤ گے" قلعہ کے سردار نے اس کا تند و تلخ جواب دیا تھا اس لیے لشکر سلطانی نے آگے بڑھ کر نہر پر جو پہاڑ کے جنوب مغرب میں دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے قبضہ کر لیا۔ سپہدار سید حمید اور سید غفار نے نہایت دلیری کے ساتھ اپنی فوجوں کو آگے بڑھا کر پہاڑ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔

فریقین نے ایک دوسرے پر گولہ باری شروع کر دی، حاکم نرکونڈہ نے بھی بڑی ثابت قدمی دکھائی اس کے سواروں نے بارہا حملہ آوروں کے مورچوں پر حملہ کر کے اکثر سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔ ایک رات غنیم کی پیادہ فوج نے پہاڑ سے اتر کر برہان الدین کے طلایہ دار دستہ پر جو پہاڑ کے دامن میں تھا شبخون مارا اور دو سو سواروں کو تہہ تیغ کر دیا۔ اس حملہ میں صلابت خاں بخشی بھی مارا گیا۔ شاہی سپہداروں نے پہاڑ کو تسخیر کرنے کی بہت کوشش کی اور کئی مرتبہ بھرپور حملے بھی کیے لیکن انھیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اس اثناء میں گرمی تیز ہو گئی اور مورچوں میں پانی کی قلت کی وجہ سے سپاہیوں کو بڑی تکلیف ہونے لگی سپہ سالار نے سقوں کو متعین کر دیا کہ وہ نہر سے بیلوں اور اونٹوں پر مورچوں تک پانی پہنچاتے رہیں۔ لشکر گاہ اور مورچوں میں اتنا طویل فاصلہ تھا کہ وقت ضرورت مورچہ بند فوج تک مدد پہنچانے میں بھی بڑی دقت ہو رہی تھی۔

مرہٹوں کی آمد

ان دقتوں کے باوجود سپہداروں نے بتدریج بڑھتے بڑھتے اپنے مورچے قلعہ کے نیچے تک پہنچا دیئے حملہ آور فوج کو اس قدر قریب دیکھ کر حاکم نرکونڈہ بہت گھبرایا اور اس نے ناظم مرچ اور کارپرداز پونا کو اپنی مصیبت کا حال لکھ کر روانہ کیا اور ان سے مدد چاہی، چنانچہ ناظم مرچ نے اس کی مدد کے لیے پانچ ہزار سوار روانہ کر دیئے یہ سوار ایک نہر پر جو طغیانی کی حالت میں تھی پہنچ کر ٹھیر گئے اور ان دس ہزار سواروں کا انتظار کرنے لگے جو نرکنڈہ کی کمک کے لیے پونا سے روانہ ہو چکے تھے۔

سپہ سالار برہان الدین کو جب ان فوجوں کے اجتماع کی خبر ملی تو اس نے مفصل کیفیت بارگاہ سلطانی میں لکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر روانہ کی ادھر پونا سے بھی شاہی کارپردازوں نے مرہٹہ سواروں کی روانگی کی رپورٹ روانہ کی سلطان نے قمرالدین خاں کے نام سپہ سالار کی کمک پر جانے کے لیے احکام روانہ کیے اس وقت قمرالدین خاں قلعہ بدویلی اور کھم میں اپنی فوج کے ساتھ ٹھیرا ہوا تھا۔

قمرالدین خاں کا کارنامہ

واضح رہے کہ عبدالحلیم خاں حاکم کڑپہ کا داماد سید محمد پیرزادہ جو اس سے قبل سلطانی فوجوں کے مقابلہ میں شکست کھا کر انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا تھا کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے قیمتی زیورات فروخت کر کے کافی رقم جمع کر لی اور اس رقم سے پانچ سو سواروں اور دو ہزار پیادوں کی ایک فوج منظم کی اور مچھلی بندر کے انگریزوں کے ساتھ موافقت کر کے گوڑلور سے ان کی ایک پلٹن اور دو توپیں مدد کے لیے ساتھ لیں اور کڑپہ کو واپس لینے اور اس نواح کے قلعوں کو فتح کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا اور کھم کے قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کر کے چاروں طرف لوٹ مار کرنے لگا چنانچہ اس نے سرکارِ خداداد کے بدویلی کے محافظوں کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور بدویلی میں ایک جوق فوج کو متعین کر کے کڑپہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کی سرکوبی کے لیے پٹن سے قمرالدین خاں کو مامور کیا گیا تھا۔ خاں مذکور اپنی فوج کو لے کر اس کا راستہ روکنے کے لیے آگے بڑھا۔ بدویلی سے دو کوس کے فاصلہ پر مچھل ماٹڑا کے نواح میں دونوں فوجیں مقابل ہوئیں اور وہاں صبح سے دوپہر تک فریقین میں بڑا سخت معرکہ برپا ہوا۔ دونوں طرف کے بہادروں نے پوری دلیری اور بہادری سے یہ جنگ لڑی۔ آخرکار پیرزادہ کی فوج کو پسپا ہونا پڑا اور وہ جنگل کے اندر اپنی فوج کو ہٹا لے گیا اور وہاں ایک پہاڑی پر جس کے چاروں طرف جھیل تھی پناہ گاہ بنا کر ٹھیر گیا۔ اور شاہی لشکر پر حملہ کے لیے مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ سید قمرالدین خاں نے اس فتح کے بعد اس جگہ اپنی لشکرگاہ قائم کر لی اور غنیم پر دوسرے حملہ کی تیاریوں میں مصروف رہا۔

انگریز کمانڈر کو شاہی لشکر کے اس جگہ ٹھیر جانے سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ غالباً وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیش قدمی سے رک گیا ہے اور یہاں سے فرار ہونے کی فکر میں ہے اس غلط فہمی کی وجہ سے انگریزوں کی پلٹن نے لشکرگاہ کے عقب ہی میں کچھ فاصلہ پر اپنا کیمپ لگا رکھا تھا۔ پیرزادہ کی فوج کو ہٹنے کے دو تین گھنٹہ بعد لشکر کے کچھ سوار گھوڑوں کو پانی پلانے کے لیے اس جھیل پر آئے وہ وہاں پانی پلانے اور غسل کرنے میں مشغول تھے کہ اچانک پیرزادہ کے قزاقوں نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جماعت پر حملہ کر دیا اور تیر آنما اور نیزوں سے غیر مسلح سپاہیوں کو شہید کر دیا۔ جو لوگ جان بچا کر بھاگ سکے وہ "دشمن آگیا" "دشمن آگیا" کی آوازیں لگاتے ہوئے لشکرگاہ کی طرف بھاگے۔ ان کی آواز سن کر لشکر کے چھاپہ مار سوار باگیں اٹھائے تالاب کی طرف دوڑ پڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت پیرزادہ اور انگریز کماندار بھی اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ وہاں پہنچ چکے تھے۔ جھیل کے کنارے فریقین میں ایک سخت معرکہ گرم ہوا اور تھوڑی ہی دیر میں لشکر سلطانی نے غنیم کی ساری فوج کو اپنے گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالا اور اس کا ایک بھی آدمی اس معرکہ سے جان بچا کر نہ بھاگ سکا صرف پیرزادہ اور انگریز کماندار بڑی دقتوں کے بعد اس ہلاکت گاہ سے بچ کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ قمر الدین خاں نے قلعہ بدویل اور کھم پر قبضہ کر کے وہاں کا مناسب بندوبست کیا اور سامانِ جنگ فراہم کر کے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے اسی جگہ ٹھیر گیا۔ اس اثنا میں اسے پٹن سے سپہ سالار برہان الدین کی کمک پر جانے کے لیے احکام موصول ہوئے۔

مرہٹوں کی شکست

قمر الدین خاں نے روانگی کے احکام ملتے ہی چار ہزار سواروں کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے دریائے کرشنا کو عبور کیا۔ ساحل کی دوسری طرف مرہٹوں کا لشکر دریا عبور کرنے کے لیے بالکل تیار کھڑا تھا کہ قمر الدین خاں نے اس پر ایک کامیاب شبخون مارا اور اس کو گھیر گھیر کر مرہٹوں کو خاک و خون میں لٹا دیا اور ان کے بہت سے سپاہیوں کو قید کر کے کوہ نرکونڈہ کی طرف پیش قدمی کی اور برہان الدین کی لشکر گاہ اور پہاڑ کے درمیانی میدان میں لشکر کو ٹھیرا کر اپنے سپہ دار شیخ امام کو شاہی لشکر کی کمک کے لیے روانہ کیا۔

نرکونڈہ کی فتح

نرکونڈہ کے محصور سردار کو جب مرہٹوں کی شکست اور غنیم کے پاس کمک پہنچ جانے کی خبر ملی تو اس کی ہمت جواب دے گئی اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر آخر کار اس نے ایک ہفتہ بعد قمر الدین خاں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور قلعہ سپرد کر دینے پر رضا مند ہو گیا۔ خان مذکور نے سپہ سالار برہان الدین کو صلح کے لیے آمادہ کر لیا۔ چنانچہ دوسرے دن ان دونوں نے سید حمید سپہدار اور مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کے ہمراہ حاکم نرکونڈہ کے پاس قول نامہ روانہ کر دیا اور اسے پہاڑ سے نیچے لا کر مع اہل و عیال گرفتار کر لیا اور احمد بیگ و مرزا حیدر علی بیگ، کے قشون کے بدرقہ میں اسے دارالسلطنت پٹن روانہ کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ حاکم نرکونڈہ کی لڑکی جو نہایت حسین و جمیل تھی قبول اسلام کے بعد سلطان ٹیپو کے عقدِ مناکحت میں آ گئی تھی۔

برہان الدین کی منافقت

سپہ سالار برہان الدین اور قمر الدین خاں نے قلعہ نرکونڈہ پر قبضہ کر کے وہاں دیانتدار حکام کو متعین کر دیا۔ برہان الدین بظاہر تو قمر الدین خاں کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھے ہوئے تھا لیکن قمر الدین خاں کی یہ کامیابی کہ اس نے ایک مختصر جمعیت کے ساتھ مرہٹوں کے ایک بہت بڑے لشکر کو مار بھگایا تھا اور قلعہ نرکونڈہ بھی جس پر وہ چھ سات ماہ کی کوششوں کے بعد بھی قبضہ نہیں کر سکا تھا زیادہ تر اس کی سعی و جہد سے بہت جلد فتح ہوا تھا اس کے دل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نشانہ بن کر کھٹک رہی تھی ۔چنانچہ اس نے سلطان کے پاس اپنی خیر خواہی جتانے کے لیے قمرالدین خاں کے خلاف ایک بے بنیاد عرضی لکھی کہ قمرالدین خاں کے ارادے کچھ نیک معلوم نہیں ہوتے ۔معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے مشیر اور دیوان ملک عیسٰی خاں عرف عیسٰی میاں مہدوی کی معرفت ناظم حیدر آباد اور مشیر الملک سہراب جنگ سے مراسلت کر رہا ہے علاوہ ازیں حیدر آباد کے محلہ چادر گھاٹ میں ایک عالی شان ڈیوڑھی بھی تعمیر کرا رہا ہے ۔ممکن ہے وہ بہت جلد حضور سے منحرف ہو جائے ۔"

قمرالدین خاں کی گرفتاری

ٹیپو سلطان نے معاملہ کی تحقیق کیے بغیر ہی محض اس عرضی کے وصول ہونے پر قمرالدین کو مع دیوان و لشکر کے حاضر ہو جانے کا حکم دیا ۔اس نے اپنے دیوان کو حضور میں پیش کرنا مناسب نہ جانا کیونکہ اس نے اپنی دیوانی کے دنوں میں بہت سے نامناسب کام کیے تھے اور وہ اکثر غریبوں اور عیت کو ستا رہتا تھا چنانچہ رعایا اس کے جور و ستم سے نالاں ہو کر دوسرے علاقے میں جا بسی تھی ۔ملکی و مالی معاملات میں بھی اس نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ہی کئی ایک نامناسب فیصلے کیے تھے ۔اس کی ان حرکتوں سے سلطان بھی واقف تھے ۔قمرالدین خاں کو ڈر ہوا کہ کہیں اس کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں اس پر کوئی وبال پڑے اس لیے اس نے دیوان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ انعام دے کر کسی کی اطلاع کے بغیر راتوں رات حیدر آباد روانہ کر دیا اور خود مع لشکر گونڈہ سے کوچ کر کے پٹن میں حاضر ہو گیا ۔جب سلطان نے دیوان کو حاضر کرنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا کہ وہ رخصت لے کر اپنے عزیز و اقارب کو لانے کے لیے حیدر آباد گیا ہوا ہے ۔یہ سن کر سلطان کا گمان یقین سے بدل گیا اور انھوں نے قمرالدین خاں کو قید کر کے اس کی جمعیت کو لشکر شاہی میں ضم کر لیا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۵

کوڑک کے باشندوں کی بغاوت

۱۱۹۸ھ ۔ ۱۷۸۴ء

زین العابدین خاں مہدوی بلادِ کوڑک پر فوجدار تھا۔ مصاحبت و تقدیم تعلقات کی وجہ سے اسے سلطان نے وہاں کا مختار کل بنا دیا تھا۔ یہ شخص نہایت بدسیرت اور عیاش تھا۔ چنانچہ اس کی فوجداری میں بڑی بدنظمی اور انتشار پھیل گیا ملک کے نظم و نسق کے بجائے وہ ہمیشہ عیش پرستی میں ڈوبا رہتا تھا اور اکثر رعیت کی حسین عورتوں کو جبراً اٹھوا لیتا۔ اس کی ان بداعمالیوں اور ظلم و ستم کی وجہ سے کوڑک کے لوگ تنگ آ گئے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق بغاوت اور سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔ وہاں کے پالیگار کے کارپرداز ممونی نائیٹر اور انکا نا نائیٹر نے تمام رعایا کو بغاوت پر اکسا کر اپنے ہمراہ کر لیا اور یکبارگی ظفر آباد کے قلعہ کو گھیر کر اس کے نواح میں غارتگری شروع کر دی۔ محصورین چند ہی دن میں ایسے تنگ ہوئے کہ قلعہ سے باہر نکلنے کی مجال نہیں رہی چونکہ قلعہ میں ذخائر اور اسبابِ جنگ بھی مہیا نہ تھے اس لیے وہ سخت ہراساں ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس بانیٔ فساد نے جو اپنے کیے پر پشیمان قلعہ بند ہو گیا تھا ایک جاسوس کو بھیس بدلوا کر دارالسلطنت روانہ کیا اور اس علاقہ کے مفسدوں کی شرارت و سرکشی کا حال تفصیل سے لکھ بھیجا۔ جب وہ جاسوس پٹن میں پہنچا اور اس نے ساری تفصیل سنائی تو سلطان نے اہلِ کوڑک کو معقول سزا دینے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ یہ لوگ باربار سرکاری فوجوں کو زحمت میں مبتلا کر دیتے تھے اور ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔

کوڑک پر لشکر کشی

سلطان کی خیمہ گاہ اس جانب کوچ کے لیے سلطان پیٹھ میں لگا دی گئی اور زین العابدین خاں شستری سپہدار اپنا قشون لے کر کافی سامانِ رسد اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ آگے روانہ ہوا۔ اس کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ یلغار کرتے ہوئے ظفر آباد میں داخل ہو جائے اور وہاں کے ناتجربہ کار فوجدار کو لشکر شاہی کی آمد کی خوشخبری دے کر شرپسندوں کی معقول سرکوبی کرے تاکہ سواریٔ خاص کے پہنچنے تک حالات اعتدال پر آ جائیں۔ شستری حسب الحکم تیزی سے روانہ ہوا ابھی وہ گھاٹ کے دروازہ پر پہنچا تھا کہ باغی اس کی آمد سے باخبر ہو گئے اور اچانک اس کے قشون پر حملہ کر کے اسے گھیر لیا۔ شستری نے کبھی میدانِ جنگ دیکھا نہیں تھا اس کی ساری عمر ملاگیری میں گزری تھی دشمن کے ایک ہی حملہ سے وہ بدحواس ہو گیا اور بجائے آگے بڑھ کر دشمن پر یلغار کرنے کے کتل سدا پور کے قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ گزین ہو گیا۔ رسالداروں اور سپاہیوں نے جو محمد علی کمندان جیسے بہادر کے تربیت یافتہ تھے اسے آگے بڑھنے اور دشمن پر حملہ کرنے کی بہت کچھ ترغیب دی لیکن وہ ایسا خوفزدہ تھا کہ بخار، لرزہ اور پیچش کے عارضہ کو بہانہ بنا کر ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا یا۔ ظاہر ہے سپاہ گری آرام طلب، نفس پرستوں کے بس کی بات نہیں۔

جب اس سانحہ کی اطلاع حضور میں پہنچائی گئی تو سلطان نے اس بے حوصلہ بزدل پر لعنت بھیجی اور دو ہفتہ بعد لشکر آراستہ کر کے اور ان کی ماہانہ تنخواہیں ادا کر کے بیس ہزار نشانہ باز سپاہیوں، بارہ ہزار پیادوں، دس ہزار سواروں اور دو توپوں کے ساتھ پندرہ ذی الحجہ کو کوڑک کی طرف کوچ کر دیا۔ جب سلطانی لشکر نے کوڑک کی سرحدوں پر جا کر پڑاؤ ڈالا تو تمام سوار فوج پریا پٹن، سدا پور اور منظر آباد میں ٹھہر گئی صرف پیادہ فوج سامانِ جنگ کے ہمراہ کوڑک کے جنگل میں پیش قدمی کرنے لگی۔

کوڑک کا جنگل اور باشندے

کوڑک کا جنگل نہایت گھنا اور خطرناک تھا خطرناک نشیب و فراز کی وجہ سے راستہ طے کرنا ناممکن تھا ساری سرزمین لانبی لانبی گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی جگہ جگہ دلدل اور کیچڑ تھی۔ اس جنگل میں ساگوان، صندل لال سفید اور عود کے بکثرت، درخت ہیں۔ ان درختوں پر سیاہ مرچ کی بیلیں چڑھی رہتی ہیں۔ الائچی کی بھی فصل بہت اٹھتی ہے دار چینی کے گھنے درخت جا بجا نظر آتے ہیں۔ پھلوں میں فالسہ، موز، اناناس، جام، سفرجل، کٹھل، ہلدی، جامن وغیرہ بہتات سے ہوتے ہیں۔ پورے علاقہ میں قدرتی نہریں، چشمے، آبشار، حوض اور تالاب ہمیشہ جاری و لبریز رہتے ہیں اور نہروں اور چشموں کے کنارے مہندی، املی، صد برگ، نسرین، سوسن، چنپا کھلے ہوئے ملتے ہیں۔ کوڑک کا جنگل ہاتھیوں کی کثرت کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ نر و مادہ ہاتھیوں کے غول کے غول پھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس جنگل میں آبادیاں عموماً پہاڑوں کے دامن میں درختوں کے گھنے جھنڈ میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ ہر آبادی کے اطراف حصار مع فصیل اور برج کے کھینچا ہوا ہوتا ہے گھروں کے اطراف بھی لوگ گہری خندق کھود لیتے ہیں کیونکہ اکثر راتوں کو ہاتھی آبادیوں میں گھس کر مواضعات کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اس علاقہ کے مرد عام طور سے گندم گوں ہوتے ہیں بعض بعض کا رنگ سیاہ بھی ہوتا ہے۔ ان کا قد کافی اونچا ہوتا ہے۔ لباس میں صرف ایک لانبی لنگی باندھے رہتے ہیں اور جب وہ پھٹ کر پارہ پارہ نہ ہو جائے۔ دوسری نہیں پہنتے۔ گھروں اور حصار سے باہر ہمیشہ ایک فتیلہ دار بندوق اور چوڑے پھل کا خنجر جسے وہ "کڑ کتی" کہتے ہیں لے کر نکلتے ہیں اور اپنے آپ کو جیم دارجن، رام دلچھمن سے کم بہادر نہیں سمجھتے۔ سر پہ چمڑے کی ایک ٹوپی اوڑھ کر سیاہ یا سفید رومال اوپر سے باندھ لیتے ہیں۔ ان کی عورتیں نہایت حسین اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ راست قامتی، نسیم تنی، نازکت، لب و لہجہ اور صحت مندی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کا لباس بھی بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر ہوتا ہے صرف پانچ چھ ہاتھ کا ایک کپڑا ناف سے زانو تک باندھ لیتی ہیں اور دو ہاتھ کا ایک سفید رومال سینہ پر باقی تمام اعضاء ننگے رہتے ہیں ان جنگلوں میں یہ خوبصورت اور نیم برہنہ عورتیں ہرنوں کی طرح پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مورخوں نے عنقریب ناڑ کے علاقہ کی ایک قدیم رسم کا بھی ذکر کیا ہے جو مذہباً جائز بلکہ ان کے نزدیک عین ثواب سمجھی جاتی تھی۔ اس رسم کے مطابق ایک گھر کے بھائیوں میں صرف ایک عورت بیاہی جاتی تھی اگر گھر میں چار حقیقی بھائی ہیں تو ان کی بیوی مشترک ہوگی اور ایک ایک رات ایک ایک بھائی کے ساتھ وہ سوئے گی۔ بعض کا کہنا ہے کہ ایک ہی رات میں اس کے متعدد شوہر ایک کے بعد ایک ہم بستر ہوتے ہیں اور ان کی اولاد آپس میں تقسیم کر لی جاتی ہے۔ اس رسم کی قدرتی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس علاقہ کے مرد نہایت سرد مزاج اور ٹھنڈے ہوتے ہیں اور عورتوں میں ان کی نسبت حرارت غریزی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے ایک عورت ایک مرد سے تسکین نہیں پاتی۔ یہ رسم نواب مرحوم حیدر علی خاں کے زمانہ تک چلی آ رہی تھی نواب مرحوم نے جب اس علاقہ کو فتح کیا تو انھوں نے اس فحش رسم کو حکماً و جبراً موقوف کرا دیا اور اس قوم کی اکثر عورتوں کو اپنے لشکریوں کے حوالے کر دیا۔ کورگ کا سارا علاقہ نہایت سرد واقع ہوا ہے۔ موسم گرما میں اتنی سردی ہوتی ہے کہ جب تک لحاف کے چار پرت نہ اوڑھیں سردی نہیں رکتی جاڑوں میں جو حال ہوتا ہے وہ ظاہر ہے سردی کے مارے یہاں کے باشندے تنگ حجروں میں کئی ایک مل مل کر سوتے ہیں سردیوں کے چھ مہینے یہ لوگ موٹا لبادہ یا کمبل اوڑھ کر سورج نکلنے سے سہ پہر تک کام کاج کے لیے باہر نکلتے ہیں باقی اوقات تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں گھسے رہتے ہیں ان جنگلوں میں علاوہ صدہا خطرات و مشکلات کے ایک سب سے بڑی مصیبت "اڑنے والی جونک" ہے بارش کی کثرت اور زمین کی نمی کی وجہ سے یہ جونک درخت کی جڑوں میں پیدا ہو جاتی ہے اور پتوں میں چھپی رہتی ہے۔ جیسے ہی کوئی جانور یا آدمی قریب سے گزرتا ہے تو یہ ٹڈے کی طرح اچھل کر جسم سے چمٹ جاتی ہے اور جب تک ان کا پیٹ نہیں بھرتا برابر خون چوستی رہتی ہے اور کسی تدبیر سے بھی جسم کو نہیں چھوڑتی۔ ایک ایک وقت میں کئی کئی جونکیں جسم پر چمٹ جاتی ہیں۔ ان کی خون آشامی سے اکثر لوگ اور مویشی بے دم ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں، اژدھے سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑے بھی یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سلطانی حملہ

غرض یہ کہ ٹیپو سلطان نے اس خطرناک جنگل کو شکل کے راستہ سے طے کیا اور رن منڈل نامی خاربند دروازہ پر اپنا کیمپ لگا دیا اور دوسرے دن دو سپہداروں کو مع قشون اس دروازہ پر جس کے سامنے مشرکوں نے گہری خندق کھود کر دیوار کھڑی کر دی تھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ دونوں سپہدار اپنے اپنے قشون لے کر آگے بڑھے اور جنگ شروع کر دی اس دن مشرک غنیم نے غیر معمولی دلاوری اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا اور اس حملہ کو روک لیا اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں قشونوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ اس لڑائی میں لشکر کے اکثر بہادر جوان کام آگئے ان کو پسپا ہوتا دیکھ کر سلطان خود ایک نہایت ہی دشوار راستہ سے برق رفتاری کے ساتھ اس دارالکفر میں داخل ہو گئے اور کافروں کی جمعیت پر دلیرانہ حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا۔ اور بکثرت مشرکوں کو جہنم رسید کر دیا۔ دوسری طرف سے موسیولالی کے فرانسیسی سپاہیوں اور" اسداللہی" رسالوں یعنی ان نوجوانوں نے جو نواب مرحوم کے پرورش یافتہ تھے، ان گمراہوں پر سخت حملہ کیا اور بندوقوں اور نیزوں سے ان کے سینے چھلنی کر دیے ایک اور جانب سے پیدل فوج نے بھرپور حملہ کیا اور جو بھی سامنے آیا تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور اکثر کافروں کو قید کر لیا مختلف سمتوں سے ان سخت حملوں کے باوجود ان کافروں نے بڑی ثابت قدمی دکھائی اور بار ہا فاتح لشکر پر حملے کر کر کے اسے منتشر کرتے رہے۔ جب سواری خاص کے کوتل سواروں اور بعض بہادر سپہداروں نے کافروں کی اس جانفشانی اور ثابت قدمی کو دیکھا تو ان کی رگ جمعیت پھڑک اٹھی اور یکبارگی انھوں نے پے در پے حملے کیے اور دشمن کو نیست و نابود کرنے کا ثواب حاصل کرنے کے لیے بے خود ہو کر مخالف جمعیت پر ٹوٹ پڑے یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ غنیم اس کو سہار نہ سکا اور اس کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہی سواروں نے فوراً ہی بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اور بے دریغ بکثرت سپاہیوں کو تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیا۔

اس فتح کے بعد لشکر سلطانی نے آگے کوچ کیا اور ملگل نار کے مقام پر جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ جس سمت میں شسنتری اپنے رسالوں کو لیے ہوئے مقیم تھا۔ وہاں سے دشمن کی فوج ہٹ کر شاہی لشکر کی مدافعت کے لیے دوسری طرف چلی گئی تھی۔ شسنتری نے جب میدان کو خالی پایا تو اپنی کوتاہی کی تلافی کے لیے اس نے موضع خوشحال پور پر حملہ کر کے بستی میں آگ لگا دی اور بکثرت مشرک مردوں اور عورتوں کو اسیر کر کے حضورِ سلطانی میں لے آیا۔

ملگل نار سے سلطان نے چار نشانہ باز رسالوں کو کافی سامانِ رسد اور اسبابِ جنگ دے کر قلعہ ظفرآباد کے محصورین کی کمک کے لیے روانہ کیا اور خود مع لشکر تیرہ محرم الحرام تک اسی جگہ ٹھیرے رہے اور پندرہ محرم ۱۱۹۹ھ کو اس راستہ سے جسے فوج کے سرداروں نے ہر روز دو کوس کی مسافت تک جنگل کاٹ کاٹ کر اور غنیم کے دو تین ہزار پیادوں کو قتل کر کے تیار کیا تھا کوچ کیا اور منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے غنیم کے مستقر کے شرقی جانب جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔

باغیوں کا فرار

کارپردازانِ کوڑک یعنی موٹی ناڑ اور درنکار ناڑ میں لشکر شاہی کے مقابلہ کی ہمت نہیں تھی اس لیے وہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی گھنے جنگل اور کوہستان میں بھاگ کر پناہ گزین ہو گئے تھے۔ ٹیپو سلطان نے اپنے امراء کو بھاری جمعیتوں کے ساتھ تمام شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے مختلف سمتوں میں روانہ کر دیا۔ میر محمود اور امام خاں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھل کا دیری اور خوشحال پور کی طرف رخصت کیا اور خود اسی جگہ دو تین مہینے مقیم رہے۔

مذکورہ بخشیوں نے تھوڑے سے ہی عرصہ میں کئی ایک مواضعات کو تباہ و تاراج کر دیا اور آٹھ ہزار عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ موسیولالی نے بھی مذکورہ پہاڑ کے اطراف حملہ کر کے ان وحشیوں کو گائے بکری کی طرح ہانکتے ہوئے حضور میں لا کر پیش کر دیا۔ اب لشکر سلطانی نے پھر کوچ کیا اور کوہ تھل کا دیری کے جنوب میں جہاں دریائے کا دیری کا منبع ہے خیمہ گاہ لگوائی اور اپنے لشکر کو باغیوں کی سرکوبی اور مذکورہ کارپردازوں کی گرفتاری کے لیے آگے روانہ کیا۔ لشکر نے اطراف وجوانب میں وسیع حملہ کر کے کافروں کی ایک کثیر تعداد کو گرفتار کر کے جوق در جوق لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔ غرض اس سات ماہ کے عرصہ میں آٹھ ہزار مرد عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے ان دونوں بانیٔ فساد باغی کارپردازوں کو موسیولالی نے کوہ الاتچی پر گھیر کر گرفتار کر لیا۔ ان کے گرفتار ہوتے ہی یہ طویل جنگ اختتام کو پہنچ گئی اور اس علاقہ کے دوسرے سرکشوں نے بھی اطاعت اختیار کر لی۔ اس فتح کے بعد سلطان نے چند لکڑی کے قلعے جسے وہاں لکڑ کوٹھ کہتے ہیں تعمیر کرائے اور پورے علاقہ کا خاطر خواہ بندوبست کرنے کے بعد دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا۔

ممو ٹی نائیٹر کارپرداز تو حالتِ اسیری میں جلد مر گیا اس کے ساتھ رنگا نائیٹر نے البتہ سلطان کے ہاتھ پر برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا اور شیخ احمد کے نام سے موسوم ہوا۔ سلطان نے اسے رسالداری کا عہدہ عنایت کر کے فرزندوں کی طرح اس کی پرورش کا اہتمام کیا۔

نواحِ کنیا نور کی رانی بیبا بانو جو ماپلہ قوم کی تھی[1] تھل کا دیری کے علاقہ میں سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور دو سال کا خراج اور ہاتھیوں، گھوڑوں اور دوسرے نفیس تحائف کا نذرانہ پیش کیا۔ سلطان نے اس کا نذرانہ قبول کر لیا اور اسے شاہانہ اعزازات اور خلعتیں عطا کر کے رخصت کیا۔

نئی فوجی تنظیم

دارالسلطنت کے پہنچنے کے بعد سلطان نے کورگ کے اسیروں پر مشتمل آٹھ فوجی رسالے منظم کیے واضح رہے یہ سارے اسیر مشرف باسلام ہو چکے تھے اور ان کا لقب " احمدی " رکھا گیا تھا۔ ان رسالوں کو قدیم سرداروں کی تربیت میں دے دیا گیا۔ تھوڑے سے ہی عرصہ میں تجربہ کار سرداروں نے ان وحشیوں کو تربیت دے کے جنگی اصول و قواعد کے مطابق منظم اور آراستہ کر دیا۔

انہی دنوں سلطان نے چاندی سونے اور جڑاویں پدک رنگنے تیار کرا کے جیش عسکر اور اسد اللہی رسالہ کے سرداروں کو بلحاظ مناصب و مراتب عطا فرمائے اور ایک نئے تیار کرائے ہوئے کپڑے کی جس کا نام " ببری " رکھا تھا

---

[1] واضح رہے کہ ماپلہ قوم میں شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی بیوی ہی حکومت و ریاست کی وارث ہوتی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وردیاں سلوا کر فوج کے آدمیوں کو مرحمت فرائیں

ناموں کی تبدیلی

اسی سال بارہ مہینوں اور ساٹھ سالوں کے نام عربی اسمار کے بجائے حروف تہجی کی تعداد پر رکھے۔ انشاءاللہ اس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔ چند قلعوں کے نام بھی اسی سال بدل کر رکھے گئے۔ چنانچہ چتیں ورگ کا نام فرخ یاب حصار[1] گتی کا نام "فیض حصار" بلاری، تمر پٹن "پنوکنڈہ" "فخر آباد" پاو گڑھ "ختمی صوبہ سرا" رستم آباد کا نام پرانا تھا۔ لیکن اسی نام کو پسند کر کے باقی رہنے دیا۔ نندی گڑھ کا "گردوں شکوہ" ڈلیون پلی "ابوسف آباد" بنگلور، دارالسرور" باکڑی درگ" "ستاون گڑھ" تلہ بل "منظر آباد" کوڑک "ظفر آباد" کلیکوٹ "اسلام آباد" کومیتور" سلام آباد" ونڈ کل" خالق آباد" "سنگل درگ" مظفر آباد"، کشنگیری "فلک الاعظم" بیسور" دارالسرور نظر آباد "وغیرہ رکھے گئے۔

اسی سال اپنے شیخ اور سید ملازمین میں سے چھ سات ہزار آدمیوں کو منتخب کر کے کوڑک میں ایک نوآبادی بسانے کے لیے روانہ کیا۔ ان میں سے اکثر وہاں کی ناموافق آب وہوا کی وجہ سے بخار اور لرزہ میں گرفتار ہو گئے اور اجازت لے لے کر اپنے اپنے مقام کو واپس آ گئے۔ بعض جن کو وہاں کی آب وہوا موافق آگئی وہ یہیں بس گئے۔

---

[1] یہ نام ٹیپو سلطان کے دفتر میں تو درج رہے لیکن ان کو قبول عام حاصل نہیں ہوا۔ لوگوں کی زبانوں پر قدیم نام ہی چڑھے رہے اب تک وہی پرانے نام مروج ہیں بجز چند ایک کے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۶

ناظم حیدرآباد اور مرہٹوں کا حملہ

۱۱۹۹ھ ۔ ۱۷۸۵ء

اس سے قبل ٹیپو سلطان نے اپنے نمائندوں کو تحائف اور دس لاکھ روپیہ نقد دے کر پونا روانہ کیا تھا ان نمائندوں نے نانا پھرنیس (فرنویس) کار پرداز کی خدمت میں حاضر ہو کر سلطانی عطیے پیش کیے۔ مرہٹوں نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ سلطان نے ان کی سفارت کو جو یہ دندان شکن جواب دیا تھا کہ "ہم اپنے باپ کی میراث میں چند توپیں اور بندوقیں رکھتے ہیں" وہ ان کے دل میں کانٹا بن کر کھٹک رہا تھا۔

ناظم دکن سے مرہٹوں کی سازش

سلطان کی سفارت کو مسترد کر دینے کے بعد مرہٹوں نے ناظم دکن نظام علی خاں سے مشورہ کیا اور دونوں نے متفق ہو کر اپنے اپنے امراء کو فوج کشی کی تیاری کے احکام جاری کر دیے۔ پونا کے تمام مرہٹہ سردار جلد ہی جمع ہو گئے۔ ادھر نظام علی خاں بھی حسب قرارداد اپنے امراء مشیر الملک، سیف جنگ اور تیغ جنگ کے ہمراہ پورے لشکر کو لے کر جس میں چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے حیدر آباد سے روانہ ہوا اور شہر بیدر کے راستے سے بادامی پہنچ گیا۔ بادامی کا قلعہ سلطان ٹیپو کا سرحدی ناکہ تھا۔ مرہٹے بھی اسی ہزار سوار، چالیس ہزار پیادے، پچاس توپوں اور کافی سامان جنگ اور رسد لے کر سلطنت خداداد کی سرحدوں کی طرف روانہ ہوئے۔

قلعہ بادامی پر قبضہ

دونوں لشکروں نے قلعہ بادامی کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مورچے بنا کر حصار پر گولہ باری شروع کر دی۔ کئی ایک بار حملہ آوروں نے یورش کی لیکن وہ قلعہ کو کسی طرح فتح نہ کر سکے اور ان حملوں میں ان کے بکثرت سپاہی ہلاک ہو گئے آخر نو مہینے بعد وہ بھی بزور شمشیر نہیں بلکہ قلعہ دار سے مصالحت کے نتیجہ میں قلعہ پر ان کا قبضہ ہو سکا۔

بادامی پر قبضہ کے بعد دونوں حملہ آور سرداروں نے اس قلعہ میں اپنا مستقر قائم کیا اور وہاں سے اپنے سرداروں کو دوسرے قلعوں اور علاقوں کی فتح کے لیے مختلف سمتوں پر روانہ کر دیا۔ ان سرداروں نے دھارواڑ اور جالی بیل کے قلعہ دار کو تیس ہزار روپیہ رشوت دے کر ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں قلعوں اور ان سے متعلقہ قصبات کا محافظ حیدر بخش نامی ایک رافضی تھا جو اس سے پہلے نواب محمد علی خاں کے لڑکے امیر الامراء کے ہاں خانساماں تھا اس نے وہاں تیدر سے اپنا اثر و رسوخ بڑھا لیا اور امیر الامراء کے خزانے میں غبن کر کے ایک کافی رقم خرد برد کر دی اور گرفتاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ڈر سے بھاگ کر سلطان کے ہاں آگیا سلطان نے اسے اس علاقہ کی سرداری پر مامور کر دیا تھا۔ اس لالچی نے حرام خوری اختیار کر کے مذکورہ رقم دشمنوں سے وصول کر لی اور قلعہ ان کے حوالہ کر دیا اور خود اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو لے کر پونا چلا گیا۔ اسی طرح گجندر گڑھ، نولگنڈہ اور نرگونڈہ کے قلعے بلکہ دریائے تنگبھدرا کے اس پار کی ساری قلمرو غدار قلعداروں کی حرام خوری کی وجہ سے دشمن کے ہاتھ آگئی یہ قلعدار عمدہ ملازمت اور نقد روپیہ کر ان علاقوں کو یکے بعد دیگرے غنیم کے ہاتھ سپرد کرتے چلے گئے۔ اس علاقہ کے تمام پالیگار جیسے ہرپٹی والہ، وڈل والہ، کنک گیری والہ اور رانی کندی کے راجہ نے پہلے ہی غنیم سے سازش کر رکھی تھی۔

سلطان کی فوج کشی

مخبروں نے یہ سارے حالات تفصیل سے بارگاہِ سلطانی تک پہنچائے امراء اور سرداروں نے دشمن کی مدافعت کا مشورہ دیا چنانچہ سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا چھ ماہِ شعبان کو سلطان نے ایک لشکر جرار سے کہ جس میں چھ قشون باز سپاہیوں کے قشون ، تین عسکر ، دس ہزار پیدل فوج ، تیس ہزار سوار اور بائیس قلعہ شکن توپیں تھیں پٹن سے کوچ کیا اور بنگلور جا کر پڑاؤ ڈال دیا اور تمام ممالکِ محروسہ کے پالیگاروں کو مع لشکر اور سامانِ جنگ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ ان فرمانوں میں ایام جنگ کے دوران خراج اور سالیانہ کی معافی کا اظہار بھی کیا گیا تھا۔ ان احکام کے پہنچتے ہی رائے درگ والہ، ہرپن ہلی والہ اور اطراف و اکناف کے پالیگاروں نے اپنی اپنی جمعیتیں لشکرِ شاہی میں روانہ کر دیں اور حسب عادت بیماری کا بہانہ کر کے خود اپنی جگہ ٹھیرے رہے۔

شب برات کے بعد سلطان نے تمام لشکریوں کے ماہانہ واجبات ادا کیے اور لشکر کو بالا پور کلاں، ہندپور اور پاوگڑھ کے راستہ آگے بڑھ کر بکری ندی پر دو دن قیام کیا۔ اس جگہ اپنے لشکر کے بھیر، رسد اور دوسرا ساز و سامان توشک خانہ کے سررشتہ دار پرنیا کی تحویل میں دے کر اسے یہاں ٹھیرا دیا اور خود تمام سواروں، ہاتھیوں اور اونٹوں کے دستے لے کر یلغار کرتے ہوئے منور پہنچے اس دن وہاں قیام کیا دوسرے دن وہاں سے آگے بڑھ کر دوسری رات بلاری کے مشرقی جانب دو کوس کے فاصلہ پر کیکل کے قریب گزاری اور وہاں سے لشکر کی صف بندی کر کے تیزی سے پیش قدمی کی۔ ان کا ہراول صبح صبح ادھونی کے پہاڑوں پر نمودار ہوا اور سلطان نے کلیان پر خیمہ گاہ نصب کرا دی۔

ادھونی پر یلغار

اس وقت ادھونی کی حکومت پر شجاع الملک بسالت جنگ مرحوم حاکم ادھونی کا لڑکا مہابت جنگ جس کی شادی نواب نظام علی خاں کی لڑکی سے ہوئی تھی فائز تھا۔ جیسے ہی لشکرِ خداداد ادھونی کے پہاڑوں پر پہنچا وہ سخت خوفزدہ ہو گیا اور اپنے دیوان اسد علی خاں کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا اور اس فرصت میں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے مال متاع اور مستورات کو پہاڑوں پر پہنچا دیا۔ اس کا دیوان جب بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے اس سے کہا: "ہم تمہارے ساتھ نہ تو کوئی دلی بغض رکھتے ہیں اور نہ جانی عداوت لیکن تمہارے نواب صاحب بے سبب ہماری خصومت میں ان مشرک زناردار وں کے ساتھ ہو گئے ہیں انھوں نے نہ تو ان مرہٹوں کی بدعہدی اور بے وفائی کا کوئی خیال کیا اور نہ اسلامی اخوت کا لحاظ اور ایک بڑی فوج لے کر مسلمانوں کے شہروں پر چڑھ دوڑے اور نوبت یہاں تک پہنچا دی کہ ان کے حلیف مرہٹے سلطنت خداداد میں لوٹ مار کرتے پھر رہے ہیں اور انھوں نے مسلمانوں کے گھروں، مسجدوں اور معبدوں میں اپنے بت بٹھا دیے ہیں۔ اس وقت بہترین صلاح تو یہی ہے کہ ہم اور تم متفق ہو جائیں اور بالمشافہ تبادلہ خیال کر کے ان منافق حملہ آوروں کو مار بھگانے کی کوشش کریں اس سلسلہ میں ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم خود جنگ میں ہمارے ہمراہ ہو صرف اتنا ہی کافی ہوگا کہ تم اپنی بہترین فوج ہمارے ساتھ کر دو کیونکہ ہم محض دین متین کی تقویت اور حضرت رب العالمین اور رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول اور خلق اللہ کے امن و حفاظت کے لیے ان کافروں کے خلاف جہاد کا عزم کر چکے ہیں۔ کوئی ساتھ ہو یا نہ ہو یہ فریضہ بہرحال ہم سرانجام دیکر رہیں گے۔"

حاکم ادھونی نے اس تجویز کو قبول نہیں کیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا دوسرے دن سلطان ٹیپو نے اپنی فوجوں کو حملہ کا حکم دے دیا۔ لشکر نے ایک ہی حملہ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ شہر پر قبضہ کے باوجود حاکم ادھونی مہابت جنگ نے ہتھیار نہیں ڈالے اور قلعہ بند ہو گیا۔ لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کر کے مورچے قائم کر دیے اور رسالت جنگ کے مقبرہ والے باغ اور دروازہ مل کے تالاب کی جانب سے گولہ باری شروع کر دی۔

قلعہ ادھونی پر حملہ

قلعہ ادھونی پر حملہ سے سلطان کی غرض اس قلعہ کی تسخیر یا قبضہ نہیں تھا بلکہ یہ اقدام انھوں نے صرف ناظم حیدرآباد کو متنبہ کرنے کے لیے کیا تھا کہ وہ کم از کم اس خیال سے کہ اس کے بھائی کی عورتیں اور خود اس کی لڑکی محصور ہو گئی ہے صلح و آشتی کی راہ اختیار کرنے اور غریب رعیت کو تباہ کرنے سے باز آ جائے اگر ان کا ارادہ قلعہ پر قبضہ کرنا ہی ہوتا تو وہ بآسانی اسی دن بلا وقت محصورین کو زیر کر کے وہاں کے حاکم کو مع زنانہ و مال و اسباب اسیر کر لیتے کیونکہ جس صبح کو فاتح لشکر نے حملہ کر کے شہر چھین لیا تھا اور گولیاں برساتے ہوئے قلعہ کے دروازہ پر پہنچا تھا تو اس وقت قلعہ کا دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا اور شہر والوں نے جو جان کے خوف سے قلعہ کی طرف بھاگ رہے تھے دروازہ پر ہجوم کر رکھا تھا اور قلعہ کے محافظوں کی روک تھام اور زد و کوب کو خاطر میں نہ لا کر اندر گھسنے کی فکر کر رہے تھے اس نقشہ کو دیکھ کر مصاحبوں نے عرض بھی کیا کہ اس حصار کو فتح کر لینے کا بس یہی وقت ہے دشمن کو مزید مہلت دیے بغیر قلعہ پر حملہ کر دینا چاہیے اگر حکم والا ہو تو ہم قلعہ پر قبضہ کر لیں اور مہابت جنگ کو گھسیٹتے ہوئے حضور میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے آئیں رستم جنگ موسیو لالی فرانسیسی نے بھی بارہا یہی مشورہ دیا لیکن سلطان نے اس مشورہ کو نظر انداز کر کے یہی کہا کہ "ہرگز حملہ نہ کرو، انشاء اللہ آج کا کام کل، کل کا ہفتہ بھر میں، ہفتہ کا مہینہ بھر میں تکمیل پا کر ہی رہے گا"

راقم سطور (مصنف کتاب سید میر حسین علی کرمانی) بھی اس معرکہ میں حاضر تھا۔ میں نے خود دیکھا کہ دوپہر تک قلعہ کا دروازہ اسی طرح کھلا پڑا رہا ظہر کے بعد حاکم محصور نے قلعہ کے بند و بست کا حکم دیا اس کی فوج نے جو سات ہزار سوار و پیادوں پر مشتمل تھی قلعہ کے انتظامات سنبھال لیے۔ لعل خاں اور اسد اللہ خاں جو کاظم خانی سواروں کے سردار تھے چار سو جانبازوں کے ہمراہ قلعہ میں موجود تھے انھوں نے قلعہ کے دروازہ کو بند کر کے حملہ آوروں کی مدافعت کے لیے مورچہ بندی کر لی اور دونوں طرف سے باضابطہ لڑائی چھڑ گئی۔

اتحادیوں کے مشورے

ناظم حیدر آباد کو جب ادھونی پر حملہ کی خبر ملی تو اس کا کھانا پینا حرام ہو گیا اس نے کارپرداز پونا کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ دونوں نے مجلس مشاورت طلب کی بعض عقلمندوں نے رائے دی کہ ——— "بادامی کا یہ سرحدی قلعہ جو کچھ زیادہ مستحکم نہ تھا اسے نو مہینے تک دو مملکتوں کی فوجیں مسلسل گولہ باری اور جد و جہد کے باوجود فتح نہ کر سکیں اور اس پر مصالحت کے ذریعہ ہی قبضہ حاصل ہو سکا اور ایک سال گزرنے پر بھی اب تک اس مفتوحہ علاقہ کا قرار واقعی بند و بست نہیں ہو سکا ہے آئندہ جو کچھ ہو گا وہ ظاہر ہے۔ ٹیپو سلطان کے لشکریوں نے جب اپنے بادشاہ کے غائبانہ جنگ و قتال میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی تو وہ اس کی موجودگی میں آخر کیا کچھ نہ کر دکھائیں گے؟ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو حکمران (ناظم حیدر آباد و کارپرداز پونا) اپنے اپنے دار الریاست میں چلے جائیں اور اپنے امراء کو بہترین فوجوں کے ساتھ اس ملک کی فتح و تسخیر کے لیے مامور کر دیں۔" ان دونوں کو یہ مشورہ پسند آیا اور ناظم حیدر آباد نے مشیر الملک، سیف جنگ وغیرہ کو بھاری فوج دے کر ادھونی کی کمک کے لیے نامزد کیا اور کارپرداز پونا نے لبونت رائے ہولکر کو ناظم سپہ سر مرتج پرس رام بھاؤ اور ہری پنت پھڑکیا در اتیہ مرہٹہ کے ہمراہ دوسرے تمام سواروں، پیادوں اور توپ خانہ کے ساتھ حیدر آبادی امراء کی مدد کے لیے متعین کر دیا۔ یہ انتظام کر کے دونوں حکمران ناسازی طبع کا بہانہ کر کے اپنے اپنے مقام پر لوٹ گئے۔

قلعہ ادھونی کا محاصرہ

سلطان کو جب ان دونوں کی واپسی کی خبر ملی تو انھیں کچھ اطمینان حاصل ہوا اور انھوں نے لشکر کو قلعہ ادھونی پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ لشکر سلطانی نے ایک ماہ بیس دن تک مسلسل ادھونی کے حصار پر گولہ باری کی لیکن وہ حصار مسعود خاں عادل شاہی کا تعمیر کیا ہوا تھا اور اس کی بناوٹ کچھ ایسی تھی کہ قلعہ شکن توپوں کی قیامت آشوب گولہ باری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی دیواروں کی گرد تک نہیں اڑی۔ راقم سطور نے اس قلعہ کا مفصل حال اپنی کتاب تذکرۃ البلاد والحکام کے "اورنگ ہیوم" میں کیا ہے۔ اس لیے قلعہ پر چڑھائی کا لشکر کو کوئی موقع نہیں مل سکا۔ کافی زد و کوشش کے بعد بعض جگہ سے یہ حصار کچھ کچھ ٹوٹنے لگا تھا۔ سلطان کے حسب الحکم بہادر لشکریوں نے ان مقامات پر حملہ کر دیا۔ بسالت جنگ کے مقبرہ کی طرف سے سید صاحب اور قطب الدین خاں دولت زئی میر لشکر اور دروازہ تمل کی طرف سے موسیو لالی، امام خاں سپہدار اور کوہ ہزار زینہ کے اوپر سے حسین خاں لوزنی اور محمد حلیم سیڑھیاں لگوا کر قلعہ کی تسخیر کے لیے بڑھے۔ قلعہ والے جو صعوبات جنگ برداشت کرنے میں مشہور تھے دشمن کے داخلہ کو روکنے کے لیے برابر حملے کرتے رہے۔ حملہ آوروں نے جو سیڑھیاں واقف کار ہرکاروں کے تجربہ کردہ ناپ کے مطابق تیار کرائی تھیں وہ حصار تک پہنچ نہ سکیں اور چھوٹی پڑ گئیں اس لیے لشکریوں نے سیڑھیاں چھوڑ کر رسیوں کے ذریعہ اوپر جانا چاہا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور محصورین نے تلواروں اور بندوقوں کے ساتھ حملہ کر کے واپسی کے راستہ کو روک لیا اور حملہ آوروں پر سخت حملہ کیا اس مرحلہ پر لشکر سلطانی کے دو ہزار آدمی تینوں سمتوں پر کام آ گئے۔ بعض لشکریوں نے اس شکست کی ساری ذمہ داری ہرکاروں پر ڈالی کہ ان کے غلط اندازہ کی وجہ سے عین وقت پر حملہ ناکام ہو گیا۔ چنانچہ انھوں نے چند ہرکاروں کو تہ تیغ کر دیا۔ غرض صبح سے شام تک برابر یہ معرکہ کارزار گرم رہا اور دشمن پر کامیابی کی کوئی صورت نہیں نکل سکی۔ جب زیادہ اونچی اور مستحکم سیڑھیاں تیار ہو کر آ گئیں تو لشکر نے دوسری بار یلغار کا ارادہ کیا۔ لیکن ابھی وہ آگے بڑھے نہیں تھے کہ مشیر الملک اور سیف جنگ مرہٹہ لشکر کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لیے پہنچ گئے۔

غنیم کی آمد

ان تازہ دم فوجوں کے آنے پر سلطان نے دو سمتوں پر لڑنا مناسب نہ جانا اور مورچے چھوڑ دیے اور وہاں سے کوچ کر کے کوہستان سیاہ ڈونگر کو اپنی پشت پر رکھ کر کیمپ لگا دیا اور محافظ دستوں اور طلایہ دار فوج کو غنیم کے مقابلہ پر متعین کر دیا۔ اتفاق سے دوسرے ہی دن سلطان کے طلایہ اور غنیم کے مابین ایک سخت جھڑپ ہوئی۔ سید حسین بخشی سلحدار نے اپنی ناتجربہ کاری اور خود پسندی کی وجہ سے غازی خاں ولی محمد بیدا اور رستم خاں وغیرہ کے پانچسو سواروں کے ساتھ ان کے مشورہ کے علی الرغم غنیم کی ایک بڑی جمعیت پر حملہ کر دیا اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا۔ غازی خاں نے اپنی اس جمعیت کے ساتھ جو اس وقت اس کے ساتھ تھی میدان میں صف بندی کر لی اور غنیم کے دس ہزار کے انبوہ میں دو گھنٹے تک بغیر کسی مدد کے بہادری کے ساتھ لڑتا رہا اور اس وقت میدان چھوڑا جب کہ وہ زخموں سے چور چور ہو چکا تھا۔ دشمن نے اس کا تعاقب کر کے اسکے چند ہمراہیوں کو ہلاک کر دیا۔ لیکن وہ زندہ سلامت لشکر میں پہنچنے پر کامیاب ہو گیا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جمعیت کے دو تین سو گھوڑے مع سواروں کے دشمن کے ہاتھ آگئے۔ سلحدار مذکور کی لشکر میں واپسی کے بعد قادر خاں ولد غازی خاں دو سو جانبازوں کے ساتھ فاتح دشمن پر حملہ کے لیے لشکر سے نکلا اور اس پر ایک بھرپور حملہ کرکے اپنے ستر سواروں کو چھڑا لیا اور غنیم کے پچاس سواروں کو بھی لشکر میں پکڑ لایا۔ اسی ہنگامہ کے دوران ولی محمد قزاق اور منا چودھری چیو بھی قزاقی کرکے مغلوں کے لشکر سے دو ہاتھی آٹھ اونٹ اور پچاس ٹٹو ہنکا لائے۔

اتحادیوں کی پسپائی

سلطان کو جیسے ہی اس معرکہ کی اطلاع ملی انھوں نے اپنی ساری فوج کے ساتھ نقارے بجاتے ہوئے یلغار کی اور توپیں سر کرتے ہوئے میدانِ مقابلہ میں پہنچ گئے۔ دشمن کا طلایہ اپنے لشکر میں جا کر شامل ہو گیا۔ سلطانی توپ خانہ نے اس موقعہ پر اتنی سخت گولہ باری کی کہ غنیم کی لشکرگاہ درہم برہم ہو گئی اور اس کے دونوں لشکر شہر اور قلعہ میں پناہ لینے کے لیے دوڑ پڑے اور مقابلہ پر میدان میں نہیں آئے۔ سلطان نے شام تک میدان میں فوجیں آراستہ کیے ہوئے دشمن کی آمد کا انتظار کیا۔ لیکن جب غنیم مقابلہ پر نہیں آیا تو طلایہ دار فوج کو اس جگہ متعین کرکے وہ اپنی قیام گاہ پر لوٹ گئے۔

دوسرے دن صبح مشیر الملک وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے حاکم ادھونی کو بڑی رد و قدح کے بعد مع ضروری سامان اور زنانہ کے قلعہ رائے چور میں منتقل ہو جانے پر راضی کر لیا اور یہ سب کے سب قلعہ سے راتوں رات نکل گئے۔ جاسوسوں نے غنیم کی روانگی کی خبر سلطان کے پاس پہنچائی۔ سلطان نے اسی وقت میر صادق کو لشکر کے ساتھ قلعہ پر قبضہ کے لیے متعین کیا اور خود دریائے تنگبھدرا کے ساحل تک کہ آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے ان کے سراغ و تعاقب میں روانہ ہو گئے لیکن حاکم مذکور مع زنانہ و لشکر دریا پار کر چکا تھا پیچھے رہ جانے والے چند لشکری اور تھوڑا بہت کچھ سامان البتہ ان کے ہاتھ آگیا۔

سلطان نے واپس آکر قلعہ ادھونی کے شمال میں پڑاؤ ڈالا۔ اسی اثنا میں میر صادق نے قلعہ پر اور آصفی شہزادہ کی حویلی خاص پر قبضہ کر لیا اور مفرور حاکم سارا مال و اسباب چند مقفل صندوقوں کے ساتھ اونٹوں اور ہاتھیوں پر بار کرکے حضور میں روانہ کر دیا جب توشک خانہ کے منشیوں نے وہ صندوق کھولے تو ان میں بجز پرانے جوتوں اور چیتھڑوں کے اور کچھ نہ پایا۔ ان کو گمان ہوا کہ شاید یہاں کا حاکم چرم دوزی کا پیشہ بھی کیا کرتا تھا یا موچیوں کے گھر سے بطور خراج اسے ملا تھا یا اس نے یہ جوتے حیدرآباد میں لے جا کر فروخت کرنے کے خیال سے جمع کر رکھے تھے۔ غرض اس کی اطلاع سلطان کو دی گئی۔ سلطان کو میر صادق کی نادانی پر بڑا غصہ آیا اور حکم دیا کہ وہاں کے اسباب کا وہ خود اچھی طرح آنکھیں کھول کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لے اور جو کچھ ہماری بارگاہ کے لائق ہو اسے روانہ کرے اور چرم دوزوں، مداریوں کا سامان وہیں پڑا رہنے دے۔ غرض لبالت جنگ کے توشک خانہ، سلاح خانہ اور فراش خانہ کا سارا ساز و سامان توشک خانہ سلطانی میں جمع ہو گیا اس سے فراغت کے بعد سلطان نے قلعہ کے میدانی اور پہاڑی حصاروں کو منہدم کرا دیا اور صوبہ ازصدنی کی سرداری پر قطب الدین خان دولت زئی کو متعین کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

مرہٹہ فوجوں پر ٹیپو سلطان کا حملہ

۱۱۹۹ھ - ۱۷۸۵ء

ادھونی کی تسخیر کے بعد ٹیپو سلطان نے مرہٹہ فوجوں کی سرکوبی کے لیے کنچن گڑھ کے راستہ سے کوچ کیا۔ کنچن گڑھ کا پالیگار فوت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ اس کی بیوی تنگما نامی وہاں حاکم بن بیٹھی تھی اور اسی زمانہ میں اس نے سلطنتِ خداداد سے سرکشی اختیار کر لی تھی اور ہری پنت پھرکیہ مرہٹہ کے توسط سے اپنے تعلقہ کی بحالی کے لیے غنیم سے عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ سلطان نے سواروں کا ایک دستہ اس باغی عورت کو گرفتار کر کے لانے کے لیے روانہ کیا۔ جب اس کو ان سواروں کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ راتوں رات اپنے چند ملازمین کے ساتھ دریائے تنگبھدرا پار کر کے نکل گئی اس کا لڑکا مدکم کوزہ نامی جس کی عمر بارہ سال تھی اس کے مستقر قلعہ سرکیرہ میں گرفتار ہو گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کی ختنہ بھی کرا دی گئی تھی۔ اور اسلامی نام علی مردان خان رکھا گیا تھا۔ راقم الحروف (مصنف) نے اس کا تفصیلی حال اپنی کتاب تذکرۃ البلاد والحکام کے دزنگ دہم میں کیا ہے۔

سوندور پر قبضہ

شاہی لشکر اب سوندور پہنچ چکا تھا وہاں کا حاکم گوبند راؤ تھا۔ یہ مرار راؤ کا بھتیجا ہوتا تھا جب مرار راؤ کو لشکر حیدری نے گرفتار کر کے پٹن پہنچا دیا تو یہ پونا بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس نے کار پرداز پونا سے اپنی پریشان حالی کی فریاد کی اور نواب مرحوم کے ملازمین کے نام اس سے ایک سفارشی درخواست لے کر حضور میں باریاب ہوا تھا نواب مرحوم نے از راہِ ترحم اور ناظم پونا کے پاسِ خاطر سے اس سے ایک مچلکہ اس بات کا لیا کہ وہ کبھی سرکار سے منحرف نہیں ہوگا اور تعلقہ سوندور اس کے نام بحال کر دیا تھا لیکن وہ بدعہد بھی ان دنوں راہ راست سے بھٹک گیا اور غنیم سے موافقت کر لی جب اس نے کنچن گڑھ پر سلطانی لشکر کی یلغار، تنگما کے فرار اور اس کے لڑکے کا حال سنا تو اس کے ہوش اڑ گئے اور وہ اپنے علاقہ داروں اور ملازمین کے ساتھ مرہٹوں کے لشکر کی طرف بھاگ نکلا۔ اس کا تعلقہ اور مواضعات بغیر کسی جنگ کے عمالِ سلطانی کے قبضہ و تصرف میں آگیا۔ یہاں کے بندوبست سے فارغ ہو کر ٹیپو سلطان نے کپل کی طرف قدم بڑھائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپل کی فتح

کپل کا قلعدار لنگ گیری کے باغی پالیگار کا رشتہ دار تھا اس نے لشکر سلطانی کی آمد سے مطلع ہو کر قلعہ بندی کر لی اور جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔ امرائے لشکر نے بہت کچھ اس کو پند و نصیحت کی لیکن وہ غرور و تکبر سے ایسا سرشار تھا کہ ان کی کوئی بات نہ مانی۔ سلطان نے حسب الحکم بہادر سپہدار دین اور موسیو لالی فرانسیسی نے قلعہ کے دو جانب سے حملہ کیا اور قلعہ پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے دوسرے باغیوں کی عبرت کے لیے آبادی کو لوٹ لیا، مسلمان و کافر کی تمیز کیے بغیر عورتوں کی عصمت دری کی اور بیوپاریوں، ساہوکاروں اور جلاہوں (پارچہ باف) کا جو مسلمان تھے اور ان کی برادری کو مومن کہا جاتا تھا کافی مال و اسباب اور نقد روپیہ چھین لیا۔ اکثر "مومن" عورتیں اپنی عصمت بچانے کے لیے دریائے تنگبھدرا میں عین طغیانی کی حالت میں کود گئیں اور ہلاک ہو گئیں۔ مذکورہ قلعدار بھی مارا گیا۔ جب ٹیپو سلطان کو عورتوں کی عصمت دری کے واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے ہر مجرم لشکری کو پکڑ کر معقول سزا دی اور آئندہ کے لیے سارے لشکر کو تنبیہ کی کہ کوئی کسی وقت بھی ایسی حرکت کرنے نہ پائے۔

یہاں سے سلطان نے کوچ کر کے ہرپن پلی کے پالیگار کے تعلقہ ہسں پیٹھ میں چار دن قیام کیا۔ اسی جگہ ماہ رمضان المبارک آخر ہوا اور عید الفطر کی نماز ادا کی گئی۔ جشن عید کے بعد پھر لشکر نے کوچ کیا اور دریائے تنگبھدرا کے کنارے کرپات کے گھاٹ کے مقابل جا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ چونکہ اس وقت بارش شروع ہو چکی تھی اور دریا پوری طغیانی پر تھا اس لیے دریا کو عبور کرنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ اس فرصت سے غنیم نے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی نہیں کی اور دریا کے دوسرے ساحل پر قبضہ کر کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا اور توپیں نصب کر کے شاہی لشکر کا راستہ روک دیا۔

مرہٹوں کی یلغار

مرہٹوں نے سلطانی لشکر کا راستہ روک کر اپنے ایک سردار کو بھاری جمعیت کے ہمراہ کوہ کوپل اور بہادر بنڈہ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ اس نے دونوں پہاڑوں کا محاصرہ کر لیا اور بڑی جدوجہد کے بعد دو مہینوں میں بہادر بنڈہ کو جو کچھ زیادہ مستحکم نہیں تھا فتح کر لیا۔

کوپل کے قلعدار نے بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے دشمن کی مدافعت کی اور اس نے بارہا حملہ آوروں کے مورچوں پر حملہ کر کے ان مشرکوں کو کافی پریشان کیا۔

تنگبھدرا کی لڑائی

اتفاق سے اس سال تنگبھدرا میں ایسی طغیانی آئی کہ اور تو اور ملاح بھی ندی کو عبور کرنے سے معذور ہو گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ لشکر نے تعلقہ ہری ہر اور ہوال کے گھاٹوں پر تیس کشتیاں اور چار سو بڑے بڑے ٹوکرے مہیا کر رکھے تھے۔ دو ماہ تک وہ برابر دریا کے اترنے کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن دریا کو نہ اترنا تھا نہ اترا بلکہ طغیانی روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی۔ اس وقت سلطان نے حکم دیا کہ اکیس بڑی بڑی توپوں کو دریا کے کنارے لگا کر ایک ایک توپ پر دس دس تھیلے بارود سر کر دی جائے۔ گولندازوں نے فرمان کی تعمیل کی اور یہ عجیب ماجرا تھا کہ توپوں کے سر ہونے کے فوراً ہی بعد دریا کا پانی اترنے لگا اور دو تین دن میں اتنا کم ہو گیا کہ کشتیاں اور ٹوکرے دریا کو عبور کر سکتے تھے۔ طرفہ تماشا یہ ہوا کہ مرہٹوں نے توپوں کے سر ہونے سے یہ گمان کیا کہ توپوں کا چلنا دو باتوں سے خالی نہیں یا تو فرانسیسیوں کی کمک غنیم کو پہنچ چکی ہے یا لشکر کی چھاپہ مار فوجوں نے حیدرآباد پر حملہ کر کے وہاں کے ناظم کو زیر کر لیا ہے۔ غرض طرح طرح کے دور دراز وسوسوں میں مبتلا ہو کر انھوں نے وہاں ٹھیرنا مناسب نہ جانا اور دریا کے ساحل پر بارہ ہزار سواروں کو چھوڑ کر بقیہ لشکر سمیت وہاں سے فوراً ہی کوچ کر گئے اور ساؤنور جا کر ٹھیر گئے۔

جب دریا کا پانی کم ہو گیا تو سلطان نے لشکر کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا پہلے دو قشون جیش اور دو ہزار سواروں نے رات کے وقت کشتیوں کے ذریعہ مع توپ خانہ کے دریا کو عبور کیا اور اسی وقت غنیم کے سواروں پر جو بے خبر پڑے تھے حملہ کر دیا اور بندوقوں تلواروں سے ان کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر پھینک دیا۔ غنیمت میں ان کو سات سو گھوڑے، نشان کا ہاتھی اور نقارہ کا اونٹ حاصل ہوا۔ جو بچ گئے وہ اپنے گھوڑے اور سامان جنگ چھوڑ کر لشکر گاہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور وہاں جا کر اپنے سردار سے سلطانی لشکر کے دریا عبور کر لینے کی اطلاع دی۔

دوسرے دن ٹیپو سلطان نے بھی بقیہ لشکر سمیت دریا عبور کر کے دوسرے کنارے پر خیمہ گاہ لگوا دی اور لشکر کے سامنے خندقیں کھدوا کر ایک مہینہ تک اسی جگہ قیام کیا۔ اس عرصہ میں لشکر کا سارا ساز و سامان بھیر بنگاہ، رسد، غلہ اور توپ خانہ بھی دریا پار کر کے لشکر گاہ میں پہنچ گیا۔ مرہٹے بھی مقابلہ کے لیے مع لشکر و توپ خانہ لوٹ کر آئے اور چار فرسنگ کے فاصلہ پر ٹھیر گئے۔

مرہٹے دام تزویر میں

آخرکار ٹیپو سلطان نے ایک دن تمام سوارہ فوج اور چار قشون، جنگی ساز و سامان اور توپ خانہ کے ہمراہ پیشقدمی کی اور دو فرسنگ آگے بڑھ کر میدان سے دشمن کے قزاقوں کو مار بھگایا اور جنگ کے لیے صف بندی کر لی۔ مرہٹوں کو جونہی اس کی اطلاع ملی وہ بھی مسلح فوج کے ساتھ حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھے، سپہداروں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کو آتا ہوا دیکھ کر اپنے بندوقچیوں کو زمین کے ڈھلاؤ پر بٹھا دیا اور توپوں میں انگور ی گولے بھروا کر تیار کر رکھا۔ سلطان کی سواری خاص چڑھاؤ کی طرف بہادر محافظوں کے جلو میں دشمن کے مقابل ٹھہری رہی لشکر کے سرخیل غازی خان، ولی محمد اور ابراہیم خاں وغیرہ نے حسب الحکم صفیں آراستہ کیں اور قزاقی وقراولی کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور نا تجربہ کار مرہٹہ حملہ آوروں کو اپنے پیچھے لگاتے ہوئے پسپا ہونے لگے یہاں تک کہ وہ ان کو قدم قدم ہٹتے ہوئے بندوقچیوں اور گولندازوں کے مقابل لے آئے اور خود کاوا دے کر اپنے محاذ کے پیچھے چلے گئے۔ ان کے ہٹتے ہی گھات میں بیٹھے ہوئے نشانہ بازوں نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ بندوقوں کی گولیاں سنسنانے لگیں اور توپوں کے دہانے موت و ہلاکت کے گولے اگلنے لگے اس غیر متوقع آتش باری سے مرہٹے میدان میں ششدر جہاں کے تہاں کھڑے ہو گئے اس اثنا میں سوار دستوں نے چکر کاٹ کر ان کے عقب پر حملہ کر دیا اور دشمن کے سپاہیوں اور سرداروں کو نیزے مار مار کر گھوڑے کی پشت سے نیچے گرا دیا اور مقتولین کے گھوڑوں کو مع سازوسامان کے حق محنت کے طور پر قبضہ میں کر لیا مرہٹے ان دو طرفہ حملوں سے حیران و پریشان تھے کہ لشکر سلطانی کے بانداروں نے بان اور آتشیں فتیلے ان پر برسانے شروع کیے اس آتش باری سے مرہٹوں کا عسکری نظم قائم نہیں رہ سکا اور وہ بری طرح منتشر و پراگندہ ہو گئے۔ توپچیوں نے دوسری جانب سے اس منتشر انبوہ پر مسلسل گولہ باری شروع کر دی اور انہیں درخت سے ٹوٹے ہوئے پتوں کی طرح چاروں طرف بکھیر دیا۔ مرہٹہ سرداروں نے جب میدان کو دگرگوں پایا تو وہ اپنی باگیں پھیر کر بھاگ نکلے۔ فاتح لشکر نے دو فرسنگ تک ان کا تعاقب کیا اور بکثرت سپاہیوں کو تلوار کی دھار پر کھینچ دیا۔

اس نمایاں کامیابی کے بعد فاتح سلطان نے آگے کوچ کیا اور چار فرسنگ جریبی کی مسافت طے کر کے اسی میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دن لشکر گاہ کا نقشہ کچھ اس طرح تھا کہ اطراف میں قشون توپوں کے ساتھ قلعہ بندی کی طرح گھیرے ہوئے تھے اور قلب میں خیمۂ خاص اور بارگاہ سلطانی استادہ تھی۔ میمنہ پر عسکر کے موکب اور دستے، میسرہ پر سلحدار قزاق اور پیادے، سراپردہ شاہی اور بارگاہِ سلطانی کے گرد اسد اللّٰہی اور احمدی قشون اور چینداول پر کنداچاری پیادے، بیلدار اور پالیگاروں کی جمعیتیں تھیں لشکر گاہ سے ایک فرسنگ پر اطراف میں پیشی دستوں کے سوار نگہبانی کے لیے متعین تھے۔ مرہٹے بھی از سرنو تیار ہو کر آٹھ فرسنگ دور نہر کٹک کے کنارے ٹھہرے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکام شبخون

ٹیپو سلطان نے چار پانچ دن بعد ایک رات شبخون کے لیے اپنے قشون منظم کیے اور شیخ امام، شیخ عمر اور امام خاں سپہداروں کو سامانِ جنگ، توپوں اور باَنداروں کے ساتھ اور غازی خاں کو دو ہزار سواروں کے ہمراہ حسین علی خاں بخشی اور صاحب میرزا خاں کی سرداری میں غنیم کے لشکر پر حملہ کے لیے روانہ کیا اور خود پائگاہ کے سواروں اور عسکر کے ساتھ دونوں لشکروں کے درمیان ٹھیرے رہے۔ مذکورہ سپہ داروں اور بخشیوں نے اس راستہ سے جس کی نشاندہی ہرکاروں نے کی تھی یلغار کی اور رات کے تیسرے پہر دشمن کی لشکرگاہ کے قریب پہنچ گئے لیکن یہاں پہنچ کر وہ ایک غلط راستہ پر پڑ گئے۔ اور غنیم کے طلایہ داروں پر جو جابجا آگ جلائے ہوئے پاسبانی کر رہے تھے جا پڑے۔ شیخ عمر سپہدار نے جو سب سے آگے تھا ان طلایہ داروں کو ہی اصل لشکر سمجھ کر دوسروں کو اطلاع دیے بغیر گولہ باری شروع کر دی۔ توپوں کی آواز سے دشمن کی ساری فوج خبردار ہو گئی اور ان کے بعض سرداروں نے حملہ آوروں پر یلغار کر دی۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر سپہدار بخشی جنگل اور پہاڑ کی آڑ لیتے ہوئے اپنے لشکر میں لوٹ آئے اور سارا ماجرا سلطان سے بیان کیا۔ اس ناکامی پر سلطان کو بڑا غصہ آیا اور انھوں نے اسی وقت شیخ عمر کو معزول کر دیا اور اس کے قشون کو فاضل خاں نامی رسالدار کی کمان میں دے دیا۔

مرہٹوں کا فرار

دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے بالاپور کی ندی کے کنارے کیمپ لگا دیا۔ مرہٹے بھی لشکر کے مقابل تین فرسنگ کے فاصلہ پر جنگل کو اپنی پشت پر رکھ کر ٹھیر گئے۔ دو دن بعد سلطان نے امام خاں، فاضل خاں اور میر محمود سپہداروں کو مع سامانِ جنگ، دو ہزار چھاپہ مار سواروں اور ایک ہزار باَنداروں کے ہمراہ قدر خاں دلد غازی خاں کی سرداری میں دشمن پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ سپہداروں نے اپنے سپاہیوں کو کمبل اوڑھا کر راتوں رات ایک دور دراز مسافت طے کر کے غنیم کی فوجوں کے پیچھے پہنچا دیا۔ جب غنیم کے طلایہ داروں نے ان کو روکنا چاہا تو انھوں نے مرہٹی زبان میں ان سے کہا کہ وہ مغل لشکر کی طرف سے کمک کے لیے رائچور سے آ رہے ہیں طلایہ دار اس فریب میں آ گئے اور یہ لوگ مرہٹوں کے لشکر میں جا گھسے اور اندر پہنچ کر اچانک حملہ کر دیا۔ عین لشکر کے درمیان دشمن کے اس اچانک حملہ سے مرہٹے بدحواس ہو کر پراگندہ ہو گئے۔ ان بہادروں نے بندوقوں سے ایسی شدید آتش باری کی کہ مرہٹہ سردار اور سپاہی بدحواسی میں گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر چڑھ کر اپنے توپ خانہ کی طرف بھاگ گئے۔ جو وہاں سے کسی قدر فاصلہ پر تھا۔ وہاں پہنچ کر بھی ان کے قدم نہ جم سکے اور وہ اپنی توپیں کھینچتے ہوئے دور تک پسپا ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپہداروں نے اس کامیابی کے بعد دشمن کے چھوڑے ہوئے سارے ساز و سامان، آلاتِ حرب اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور کافر سرداروں کے اہل و عیال کو اسیر کر کے حضور میں لے آئے۔ سلطان نے ان کی اس حکمتِ عملی اور بہادری پر خوش ہو کر بدیک، جو مالہ، دست بند اور انعام و اکرام دے کر انھیں سرفراز کیا اور غنیم کی عورتوں کو خلعتیں اور چادریں دے کر پالکیوں میں بٹھایا اور پاسداروں کے بدرقہ کے ساتھ غنیم کے لشکر میں واپس بھجوا دیا۔ ان عورتوں کے ساتھ سلطان نے مخفیہ طور پر ہری پنت، راستیہ اور رادھویا فی کے لیے چار ہاتھی اور سات تیز رفتار گھوڑے ہدیۃً روانہ کر کے انھیں اپنا شرمندۂ احسان بنا لیا۔ مرہٹوں نے اس شکست کے بعد سرہٹی پر جا کر اپنا کیمپ قائم کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

مرہٹوں کی پسپائی

۱۱۹۹ھ - ۱۷۸۵ء

اس ناکام شبخون کے بعد جس کا ذکر کیا گیا سلطان نے دریائے تنگبھدرا کی طرف کوچ کیا سارا دن تو لشکر نے جنگل میں گزارا اور دوسری رات اس مقام پر جہاں بالا پور کی ندی تنگبھدرا سے ملتی ہے قیام کیا۔ رات میں کوچ کا سبب یہ تھا کہ گھوڑوں کی لید اور مردہ بیلوں کی وجہ سے لشکر گاہ میں بکثرت مکھیاں پیدا ہو گئی تھیں ان سے سارے لشکری ایک عذاب میں مبتلا تھے رات کے وقت بھی پکانا اور کھانا محال ہو گیا تھا۔ ان مکھیوں سے چھٹکارا پانے کے لیے سلطان کے حکم سے تمام لوگوں نے اپنے خیموں کے آگے شکر اور شہد پانی میں حل کر کے ڈال دیا جب ساری مکھیاں اس پر جمع ہو گئیں تو بارود چھڑک کر ان کو جلا دیا اور آگے روانہ ہو گئے اسی مقام پر انوٹی سے برہان الدین سپہ سالار اپنے لشکر کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور نگر سے بدر الزماں خاں کافی سامانِ رسد اور غلہ لے کر لشکر میں پہنچا۔

جان توڑ مقابلے

رات کے وقت سلطان کے متواتر کوچ کی خبر جب مرہٹوں کو ملی تو وہ یہ سمجھے کہ ہماری کثرت کی وجہ سے سلطان ہراساں ہو کر لڑائی سے پہلو بچا رہا ہے اور میدانِ جنگ چھوڑ کر واپس ہو جانے کی فکر میں ہے۔ انھوں نے حملہ کے لیے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے لاؤ لشکر سمیت یلغار کرتے ہوئے سلطانی لشکر کے تعاقب میں مذکورہ مقام پر پہنچ کر دو فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال دیا اور فریقین کے طلایہ دار سوار ایک تیر پرتاب کے فاصلہ سے ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ سلطان کے قشون میدان میں ہر روز پریڈ کرتے اور نشانہ بازی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ یہ پریڈ صبح سے ایک پہر دن تک اور سہ پہر سے ایک گھڑی رات تک جاری رہتی تھی۔ پانچ چھ دن بعد سلطان نے بھیر بنگاہ، مال و اسباب اسی جگہ چھوڑا اور امرائے لشکر کو دو جانب سے دشمن پر شبخون مارنے کا حکم دیا۔ نواب میر معین الدین دو قشون، پانچ توپوں اور فرانسیسی رسالے کو دشمن کے میمنہ کی طرف روانہ ہوا اور برہان الدین سپہ سالار نے تین قشون اور چھ توپوں کے ساتھ اس کے میسرہ پر یلغار کی اور خود سلطان نے دو قشون پائگاہ کے سواروں اور پیادوں کے ساتھ غنیم کے قلب کا رخ کیا چونکہ رات بہت تاریک تھی اس لیے کافی دقتوں کے ساتھ لشکری میدان کو طے کر پائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کاذب کے وقت برہان الدین نے سب سے پہلے سبقت کر کے ہری پنت دراستیہ کی فوج پر حملہ کیا اور میر معین الدین نے راستہ کی دشواری کی وجہ سے توپوں کو تو پیچھے ہی چھوڑ دیا صرف فرانسیسی فوج دو توپوں کے ساتھ میمنہ جنگ کے مغل رسالہ پر جو غنیم کے میمنہ پر تھا حملہ کر دیا۔ سلطان بھی ممکنہ سرعت کے ساتھ دشمن کے تلب پر جا پہنچے اس طرح سلطانی فوجوں نے دشمن کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

مغل لشکر کی تباہی

مرہٹہ سرداروں نے جب لشکر کو گھرا ہوا پایا تو وہ گھبرا گئے اور اس معرکہ سے اپنی جانیں سلامت لے کر نکل گئے دوسرے سردار بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے توپ خانہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے جو ایک فرسنگ کے فاصلہ پر ٹھیرا ہوا تھا کہتے ہیں مرہٹہ سردار اندر ہی اندر سلطان سے مصالحت کی گفت و شنید کرتے رہے تھے اور اس موقع پر وہ اسی لیے پہلو بچا کر نکل گئے۔ میدان میں صرف مغل لشکر رہ گیا تھا جو بری طرح حملہ آوروں کی یلغار کا نشانہ بنا اور ان کا سارا مال و اسباب، رسد، غلہ، خیمے، جھنڈے، اونٹ اور گھوڑے رسیوں اور میخوں سمیت فاتح لشکریوں کے ہاتھ آگیا۔ اس دن سلطان نے شکست خوردہ دشمن کی لشکر گاہ میں قیام کیا دوپہر کے بعد غنیم کی بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہو کر آئی اور ایک فرسنگ پر اپنی بڑی توپیں بلندی پر نصب کرا کے اچانک گولہ باری کرنے لگی۔ جس سے لشکر سلطانی کو کافی نقصان پہنچا اور بہت سے سپاہی ہلاک ہو گئے۔ ان کے اس حملہ کو روکنے کے لیے حسب الحکم سید حمید، شیخ النصر اور احمد بیگ تینوں سپہدار موسیو لالی کی فوج کے ساتھ غنیم کے توپ خانہ پر حملہ کرنے کے لیے نشیب کی طرف سے آگے بڑھے راستہ میں ایک خشک تالاب کے قریب تیس ہزار مرہٹہ فوج مجاہدانِ اسلام کی گھات میں چھپی بیٹھی تھی۔ جیسے ہی یہ سپہدار اس جانب بڑھے مرہٹوں نے حملہ کر دیا۔ سپہداروں نے نہایت استقلال اور جوانمردی سے ان کے حملہ کو روکا اور فرانسیسی لشتہ بازوں کے ساتھ اس کثیر فوج پر جان چھوڑ کر ٹوٹ پڑے اور گولیوں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ دشمن حواس باختہ ہو گیا کثرتِ ہجوم کی وجہ سے اس کے لیے پیچھے ہٹنا بھی محال ہو گیا۔ اس گھمسان میں اس کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور بہادروں نے بندوق، تیر، تلوار سے مرہٹوں کو چھلنی چھلنی کر دیا ان کے دو ہاتھی سوار سردار بھی مارے گئے اور بقیہ لشکر گھوڑے، سامانِ جنگ چھوڑ کر صرف اپنی جانیں بچا کر اس معرکہ سے نکل بھاگا۔ غرض پلک جھپکنے میں چھ سات ہزار مرہٹے میدانِ جنگ میں کھیت ہو گئے اس شکست نے غنیم کی کمر توڑ دی اور وہ توپ خانہ کو کھینچتے ہوئے میدانِ جنگ سے نکل بھاگا اور دو منزل آگے جا کر ٹھیر گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم ساوٗنور کی سرکشی

اس فتح کے بعد سلطان نے دوسرے دن ساوٗنور کی طرف کوچ کیا۔ یاد ہوگا کہ ساوٗنور کے افغان حاکم عبدالحکیم خاں کے گھرانہ سے نواب مرحوم حیدر علی خاں نے رشتہ ناطہ کر کے افغانوں کی دشمنی کو دوستی سے بدل دیا تھا اور اس وقت سے حاکم ساوٗنور برابر دوستی اور اطاعت پر پابند رہا تھا لیکن نواب کے انتقال کے بعد اس کے تیور بدلنے لگے ویسے بھی اسے ٹیپو سلطان سے ان کی شاہزادگی کے زمانہ ہی سے دلی بغض سا تھا اور وہ قدرتی طور پر اپنے داماد کریم صاحب کے جاہ و حشم کی ترقی کے لیے کوشاں رہتا تھا چنانچہ اس نے ٹیپو سلطان کی تخت نشینی پر حسب دستور مبارکبادی کے عریضے، نذرانے اور نمائشی جو خیر خواہی اور موافقت کے لوازم ہیں بارگاہ سلطانی میں نہیں بھیجے۔ البتہ اس کے ایلچی چنتو پنڈت نے محض سلطان کی خوشنودی کے لیے خان مذکور کے نام سے خود نذرانہ پیش کر دیا تھا یہ بات سلطان کو بڑی ناگوار گزری تھی لیکن محض رشتہ داری کے خیال سے اس پر کوئی تعرض نہیں فرمایا بلکہ اس کی دوسری اور ناشائستہ حرکتوں سے چشم پوشی اختیار کر لی باوجود اس کے سلطان کے ساتھ اس کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی۔ اس زمانہ میں جب کہ مرہٹوں اور ناظم حیدرآباد کے ایک کثیر لشکر نے سلطنت خداداد پر حملہ کیا تو دوسرے بہت سے بدخواہوں کی طرح عبدالحکیم خاں نے بھی مرہٹوں کے ساتھ دوستی اور موافقت کی سلسلہ جنبانی شروع کر دی اور لشکر سلطانی کے خلاف تگ و دو کرنے لگا۔

ساوٗنور کی فتح

مرہٹوں کو پسپا کر کے جب سلطان نے ساوٗنور کا رخ کیا تو وہ بہت خوفزدہ ہوا اور اپنے گھر والوں، مصاحبوں اور خدام کے ہمراہ جو کچھ خزانہ موجود تھا لے کر راتوں رات مرہٹوں کے لشکر میں بھاگ گیا اور شہر میں اپنے لڑکے عبدالخیر عرف خیرا میاں کو چھوڑ گیا۔ ایک شخص نے اس کے فرار کی تاریخ اس ہندی (اردو) فقرہ سے نکالی ہے "حکیم خاں میانہ سب کو چھوڑ کے آپ بھاگا" جس وقت سلطان کو اس کے فرار اور دشمن سے
۱۱۹۹ھ — ۱۷۸۵ء
جا ملنے کی اطلاع ملی تو وہ حیران رہ گئے اور اسی رات انھوں نے سید حمید اور سید غفار سپہ داروں کو شہر پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔ صبح خود کوچ کر کے ساوٗنور کی آبادی کے سامنے جا کر ٹھہر گئے اور میر صادق کو مہدی خاں بخشی کیساتھ روانہ کر کے تاکید کی کہ وہ سارا اثاثہ اور دولت جسے سابقہ خوانین نے جمع کیا تھا اور جسے حکیم خاں نے اپنی بدانتظامی کی وجہ سے ضائع کر دیا جس کسی کے پاس بھی ہو اکٹھا کر کے حضور میں روانہ کریں۔ ان لوگوں نے حکیم خاں کے محل میں داخل ہو کر جو کچھ نقد، جنس، فرش، ظروف، اسلحہ خانہ وغیرہ ہاتھ لگا لشکر میں روانہ کر دیا۔ اس کے نوشک خانہ خاص میں برہان پوری چھینٹ کی پچاس رنگ برنگی دستاریں دیوار پر لگی ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ہم رنگ قیمتی خلعتیں بھی آویزاں تھیں ان کے علاوہ ملک ملک کے قیمتی اور نفیس ہر طرح کے تحفے اور نوادرات گٹھڑیوں میں بند پائے گئے میر صادق وغیرہ نے اس سارے سامان کی باضابطہ فہرست بنائی اور حضور میں پیش کر دیا۔ سلطان نے یہ سارا مال و اسباب توشک خانہ خاص میں داخل کر دیا۔ جتنی توپیں ہاتھ آئیں وہ توپ خانہ کے حوالے کر دی گئیں ایک "پنچ رس توپ" جو بارہ گز لمبی تھی تڑوا کر پیسے ڈھلوانے کے لیے دارالضرب میں بھجوا دی گئی۔ محل میں جو فرش تھا وہ چاندی سونے کے حلقوں اور چھلوں سے بنا ہوا تھا اور اس پر بدریؔ کا کام کیا ہوا تھا یہ فرش ہی چار پانچ اونٹوں پر بار کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک غالیچہ اور ایک شطرنجی اتنی بھاری اور بڑی تھی کہ یہ ایک ایک ہاتھی پر لادے گئے۔

بستی اور محل پر قبضہ کے بعد خیر امیاں گھوڑے پر سوار دو تین خدمت گاروں کے ساتھ بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس سے کہا کہ "آخر یہ تمہارے باپ کو ہوا کیا کہ اس نے خواہ مخواہ آوارہ گردی اختیار کر لی ہم تو ذرہ برابر بھی اس کے درپے آزار نہیں تھے بلکہ رشتہ داری کا لحاظ کر کے اس کے ساتھ بے حد مراعات برتتے رہے اب جب کہ اس نے کسی اذیت اور بد عہدی کے بغیر ہی ہمارے دشمنوں سے ساز باز کر لی ہے اور ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا ہے لازماً وہ اچھے دن نہ دیکھ سکے گا" اس کے لڑکے خیر امیاں نے جواب دیا۔ یقیناً یہ کام انھوں نے نہایت بے عقلی کا کیا ہے اور اب وہ اپنے کیے کو بھگتیں گے۔ یہ فدوی تو قطعاً اس سارے حال سے بے خبر تھا" غرض سلطان نے خیر امیاں کو اپنے خیمہ خاص کے قریب ہی ٹھیرایا اور دونوں وقت اپنے خاصہ میں سے اس کے لیے کھانا روانہ کرتے تھے اس مہربانی کے باوجود اس کو قمر الدین خاں کے ساتھ احتیاطاً نظر بندی میں رکھتے تھے۔

لہ حیدرآباد کے ضلع بیدر میں جو بریدشاہی بادشاہوں کا دارالخلافہ تھا اور جہاں مشہور وزیر محمود گاواں کا عظیم الشان مدرسہ تھا سیاہ دھات پر سونے چاندی کی تارکشی سے نہایت خوبصورت کام کیا جاتا ہے اس طرز کے بنے ہوئے برتن، پاندان، ڈبیاں اور دوسری نفیس اشیاء اب بھی تیار ہوتی ہیں اور بڑے شوق سے خریدی جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۰

مرہٹوں کی واپسی اور صلح

سنہ ۱۲۰۰ھ ۔ سنہ ۸۶-۱۷۸۵ء

قلعہ ساڈ نور کے بعد سلطان نے وہاں سرکاری تھانہ قائم کر کے ساڈ نور کے شمال میں بمقام جوبن گڈھ قیام فرمایا۔ تیرہ محرم الحرام تک وہ اسی جگہ مقیم رہے اور اپنے سارے لشکر کو چار فوجوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر فوج میں چار قشون، پانچ ہزار پیادے، چار ہزار سلحدار اور پندرہ توپیں مقرر کیں۔ پہلی فوج پر نواب میر معین الدین عرف سید صاحب کو متعین کیا۔ دوسری فوج برہان الدین سپہ سالار کی کمان میں دی۔ تیسری فوج مہا میرزا خاں بخشی کو سپرد کی اور چوتھی فوج پر حسن علی خاں میر بخشی کو سردار بنایا۔

فوج کی تنظیم نو کے بعد وہاں سے کوچ کیا۔ اور حکم دیا کہ مذکورہ فوجیں لشکر خاص سے دو کوس کے فاصلہ پر اپنی خیمہ گاہ قائم کریں۔ سپہ سالاروں نے حسب الحکم میدان میں کیمپ لگا دیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ خود سلطان دو قشون جیش، تین قشون اسد اللٰہی اور احمدی، تین موکب عسکر اور آٹھ پائگاہ کے دستوں، چار ہزار قزاقوں اور دس ہزار پیادوں کے ساتھ اس مقام پر ٹھیرے رہے۔

مرہٹہ لشکر پر حملے

ان دنوں یہ شہرت پھیلی ہوئی تھی کہ پہلا سپہ سالار حیدر آباد کے شہروں کی تسخیر کے لیے متعین کیا گیا ہے اور دوسرا پونا کے لیے مقرر ہوا ہے۔ تیسرا اڈچورا اور گوٹور کے نظم ونسق کے واسطے اور چوتھا دار السلطنت پٹن پر پالیکاروں کے قلعوں اور تعلقہ جات کے لیے متعین ہوا ہے اور خود سلطان مرہٹہ فوجوں کے مقابلہ کے لیے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ ان خبروں سے غنیم کے لشکر میں بڑی ہراسانی پھیل گئی۔ ابھی وہ کچھ طے نہ کر پایا تھا کہ نواب میر معین الدین نے سید حمید اور سید غفار کی ترغیب پر رات کے وقت مندر کے درگ پر جہاں غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں اس پہاڑی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ دشمن کے آدمیوں کو تہ تیغ کر کے آبادی کو لوٹ لیا اور کافی سامان رسد، غلہ اور زر و زیور جمع کر کے لشکر گاہ میں واپس آگیا۔ برہان الدین نے بھی بکا پور اور مصری کوٹہ پر حملہ کیا اور اس طرح خاموشی سے پیش قدمی کی کہ کسی کو خبر نہ ہو سکی ان علاقوں میں برہان الدین کی فوج نے کافی غارت گری کی اور دشمن کے اکثر سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور جھڑپوں کے بعد سلطان نے براہ راست غنیم کے لشکر کا رخ کیا۔ اتفاق سے اس دن مرہٹوں نے سلطان کے چنداول پر حملہ کر کے بھیر و بنگاہ کو کافی نقصان پہنچایا تھا اور بنجاروں کے دس ہزار غلے کے تھیلے بھی لوٹ لے گئے تھے سلطان نے اس حرکت پر غنیم کے سرداروں کے پاس پیغام بھیجا کہ "بے سبب بے گناہ رعایا کو تکلیف دینا بہادروں کے شایان شان نہیں اگر تم میں مردانگی ہے تو سیدھے مقابلہ پر آؤ ایک ہی گھنٹہ میں جنگ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ہمارے بہادروں کا ارادہ ہے کہ ایک دن جم کر مقابلہ کر کے اس قضیہ کا فیصلہ کر دیا جائے تاکہ فن سپاہ گری کے حوصلے پورے ہو جائیں" اس پیام مبارزت پر مرہٹہ سردار خاموش رہ گئے کیونکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ کھلے مقابلہ میں مرہٹہ فوجیں کسی طرح بھی سرخروئی حاصل نہیں کر سکتیں اس لیے انھوں نے براہ راست مقابلہ پر آنے سے برابر پہلوتہی کی لیکن جب بعض سرداروں نے جنگ کرنے پر زور دیا تو تلوار کی لڑائی کے لیے غنیم راضی ہو گیا۔

خونی مظاہرہ

ٹیپو سلطان نے نہر کوک کے نواح میں فوج کو جمع کر کے جنگی قواعد پر صفیں آراستہ کرائیں اور قشون دائیں بائیں کھڑے کیے اور خود بدولت ہاتھی پر سوار محافظ فوج کے ساتھ میدان میں آ گئے۔ پہلے پالگاہ کے بہادروں کو جنگ کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ سواروں نے اپنے دستے آگے بڑھائے۔ اس دن یہ طے کیا گیا تھا کہ ایک ایک دستہ اور رسالہ نصف ساعت تک داد شجاعت دے کر پیچھے ہٹ آئے۔ چنانچہ حسب قرار داد ہر ایک بہادر نے اپنی اپنی باری میں آگے بڑھ کر فداکاری کا ثبوت دیا۔ دوپہر تک تلواروں کی جھنکار سے میدان گونجتا رہا۔ بہادروں نے گرز و تلوار سے گزر کر خنجروں تک سے لڑائی کی اور اس عرصہ میں طرفین کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ لشکر سلطانی کے بہادروں کی شمشیر افگنی کے سامنے مرہٹے جب جم کر مقابلہ نہ کر سکے تو انھوں نے اپنی کثرت سپاہ کے بل پر چاہا کہ یکبارگی پورا لشکر ان بہادروں پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ ستر اسی ہزار کا وہ لشکر ایک ساتھ اپنی جگہ سے آگے بڑھنے لگا۔ مرہٹوں کی یہ حرکت باہمی قرار داد کے خلاف تھی۔ جیسے ہی سلطان نے ان کے سارے لشکر کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے بھی اپنے سپہداروں کو یلغار کا اشارہ کیا۔ ان کی فوج کے دونوں بازوں سے قشون شاہی نے سبقت کی اور مخالفوں کے مقابل آ کر توپوں اور بندوقوں سے آتشباری شروع کر دی سلطان کے لشکر نے اس برق رفتاری کے ساتھ یہ حملہ کیا تھا کہ مرہٹے بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ لشکر کے موکب داروں اور قزاقوں نے دو فرسنگ تک دشمن کا تعاقب کیا اور تین ہزار گھوڑے سامان رسد، آلات حرب اور چند توپیں چھین لیں۔ غنیم کی فوج تین منزل تک بھاگتی چلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی اور وہاں دشوار گزار مقامات میں جا کر پناہ گزین ہو گئی۔

اس موقعہ پر ہری نائیک پالیگار کنک گیری جو مرہٹوں سے سازش کر کے باغی ہو گیا تھا مرہٹوں کے اس حال کو دیکھ کر ان سے برگشتہ ہو گیا اور نادم و شرمسار بارگاہِ سلطانی میں حاضر ہو کر عذر خواہی کرنے لگا سلطان نے اسے معاف کر دیا اور اس کی جمعیت لشکر کے ہمراہ ہو گئی۔

اب سلطان نے بنکاپور کی طرف کوچ کیا اور ساؤنور کے شمال میں اٹھارہ کوس پر خیمہ گاہ لگا دی۔ اس مقام پر فاتح لشکر سے چند قزاق علیحدہ ہو کر اس ضلع کے مواضعات کو لوٹنے کے لیے نکلے۔ اتفاق سے غنیم کے طلایہ دار دستہ سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی اور مرہٹوں نے ان کو گھیر کر ہلاک کر دیا ان میں سے کوئی بھی جان بچا کر وہاں سے نکل نہ سکا۔ جب سلطان کو اس سانحہ کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت غضبناک ہوئے اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی بھی بلا اجازت لشکر کے پیش دستہ سے آگے نہ جائے۔

مرہٹہ فوج کی شکست

سلطان نے ایک ماہ تک اسی جگہ قیام کیا اور اس اثناء میں چند مرہٹہ سرداروں کو نقد روپیہ، خلعتیں اور قسم قسم کے تحفے عطا کر کے اپنا حامی بنا لیا وہ زبانی اور تحریری طور پر سلطان کو اشارۃً اپنے لشکر سے متعلق اطلاعات بھیجتے رہتے تھے۔ ایک دن انہی لوگوں کی اطلاع و تجویز کے مطابق سلطان نے چار دل فوج کو شبخون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ اپنے لشکر کے تقریباً ڈیڑھ سو لکڑہاروں کو جمع کر کے رنگین ڈنڈے ان کے ہاتھ میں دے کر فوج کے آگے رکھ چھوڑا تھا۔ غنیم کے طلایہ داروں نے جو ہری نائیک کنک گیری کے ملازموں میں سے تھے اپنے سردار کے اشارہ پر ان کی طرف سے چشم پوشی کر لی اور ان کا راستہ نہیں روکا اور یہ چاروں سپہ سالار بلا مزاحمت مرہٹہ لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت ایک شخص نے ان کی آمد سے واقف ہو کر ہولکر تک خبر پہنچا دی کہ سلطانی لشکر طلایہ داروں کی کوتاہی کی وجہ سے لشکر گاہ میں داخل ہو چکا ہے وہ یہ دہشتناک خبر سن کر ننگے پاؤں خیمہ سے بھاگتا ہوا نکلا لیکن جب اس نے اتنے قریب بندوقوں کی آوازیں اور جلتے ہوئے بان اڑتے دیکھے تو اسے بجز اپنی جان بچانے کے کسی اور بات کا ہوش نہیں رہا۔ اور اسی حالت میں ننگے پیر، خالی سر گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ دوسرے سردار بھی انتہائی بدحواسی کے عالم میں یہاں تک انھیں اپنی محبوباؤں کو حملہ آوروں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر فرار ہو گئے اور پل بھر میں غنیم کا سارا لشکر تہہ و بالا ہو گیا۔ مغلوں کی فوج جو پہلے ہی سے نیم جان ہو گئی تھی بری طرح لوٹی گئی اور ان کے مرد اور عورتیں اسیر ہو گئیں۔ فاتح لشکر صبح ہونے سے پہلے ہی سارا مال غنیمت، ان کے جھنڈے، خیمے، ہاتھی، اونٹ، خزانہ اور چار توپیں لے کر لوٹ گئے۔ اگرچہ غنیم نے اپنے بکھرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے سپاہیوں کو اکٹھا کر کے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی اور بڑی بہادری سے مقابل ہوا لیکن کامیابی نہیں ہو سکی۔ اور سپہ دار فتحمند مال غنیمت سے لدے پھندے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو گئے اور مال غنیمت لا کر ڈھیر کر دیا۔ سلطان نے اس کارنامہ پر خوش ہو کر تمام سرداروں اور فوج کو کمان کے غائبانہ اس نے اس جاں نثاری کا ثبوت دیا تھا دو ماہ کی تنخواہ بطور انعام عطا فرمائی اور اسیر مردوں اور عورتوں کو فی کس دو روپیہ اور ایک چادر دے کر غنیم کے لشکر کی طرف روانہ کر دیا۔

صلح کی سلسلہ جنبانی

اس کامیابی کے بعد مرہٹوں پر سلطانی سپاہ کا بڑا رعب اور ڈر چھا گیا اس لئے وہ اپنے سردار کے حکم سے جس محاذ پر بھی بھیجے جانے جنگ کے لیے اپنی سی کوشش کرتے۔ لیکن ہراسانی کی وجہ سے ہمیشہ پسپا ہو جاتے جب سلطان نے غنیم کی فوج کا یہ حال دیکھا تو خلق اللہ کے امن و امان کی خاطر مرہٹہ اور مغل سرداروں کے اشارہ پر صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور بدرالزماں خان کو دوسرے تجربہ کار خوانین کے ساتھ دوستی کے خطوط، نقد روپیہ، نادر تحفے، خلعتیں، قیمتی جواہرات دے کر جن میں ایک جڑاؤ گلوبند بھی تھا جس کی قیمت پانچ لاکھ روپیہ تھی پونا کو روانہ کیا اور مرہٹہ سردار ہولکر اور دوسرے سرداروں کو جنھوں نے بارہا فاتح لشکر کے ہاتھوں شکست اٹھائی تھی اپنے لشکر کی فتوحات اور بہادری کی تفصیلات لکھیں اور انھیں صلح کی ترغیب دلائی۔

مرہٹوں سے مصالحت

پونا میں کارپرداز نے اپنے مشیروں اور سرداروں سے مصالحت کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے بھی قاصدوں کو تحفے اور ہدیے دے کر روانہ کیا جائے اور نفاق و دشمنی سے دل کو پاک کر لیا جائے اور اتفاق و اتحاد کی راہ اختیار کی جائے۔ اس صاحب حشمت مسلمان بادشاہ سے اتحاد و اتفاق کی صورت میں ہماری سلطنت کا انتظام بھی خاطر خواہ بہتر ہو جائے گا اور رعیت بھی چین سے رہے گی یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ اگر وہ اپنے عنانِ عزم کو اس طرف پھیر دے تو بلا کسی دقت کے وہ ہمارے ملک و مال پر قابض ہو جائے گا اور یہ موروثی مملکت مرہٹہ خاندان کے قبضہ و تصرف سے نکل جائے گی۔ کچھ تو ان مشیروں کی رائے اور کچھ ان خبروں کا اثر کہ فرانسیسی جہاز سلطان کی مدد کے لیے آرہے ہیں۔ مرہٹہ سرداروں نے صلح کی اس پیش کش کو غنیمت جانا اور سلطان کے خطوط پر شادمانی کا اظہار کر دیا اور اپنے ایک قاصد کو کافی ساز و سامان، بے شمار تحفے، شاندار خلعتیں، زر و جواہر، خوبصورت گھوڑے، کوہ پیکر ہاتھی دے کر ٹیپو سلطان کی بارگاہ میں روانہ کیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ نرگونڈہ، نولکنڈہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور جالی ہل کے تعلقے انعام کے طور پر طلب کر لیے ۔ سلطان نے رعیت کو جنگ کے مصائب سے بچانے کے لیے اس خیال سے کہ ؎

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(مہربانی کر مہربانی کہ غیر بھی حلقہ بگوش ہو جائے گا)

ان کے التماس کو قبول کر لیا اور تینوں تعلقوں کی سند بھجوا دی۔ لیکن سلطان کے ایلچی نے یہ اسناد اس وقت پونا کے حکام کے حوالے کیں جب کہ ان کی طرف سے تعلقہ کسلا پور سلطان ٹیپو کے نام واگذاشت کر دیا گیا۔ اس صلح کے بعد غنیم نے سلطنت خداداد کے جن قلعوں اور مقامات پر بعض نمک حراموں کی غداری کی وجہ سے قبضہ کر لیا تھا دوبارہ سرکار سلطانی کے کارپردازوں کے حوالہ کر دیا۔ انہی دنوں ہری پنت مرہٹہ سردار نے سفارش و التماس کر کے حضور والا سے نواب حکیم خاں کے جرموں کی معافی دلوا دی اور اسے دوبارہ ساوٗنور کی حکومت پر بحال کرا دیا۔

مصالحت کے بعد سلطان نے ساوٗنور جا کر قیام کیا اور ہری پنت پھر کیہ کو جس نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی تھی تعلقہ گجندر گڑھ مع مضافات۔ اور کنچن گڑھ کے چند قریے پان خوری کے خرچ عنوان سے جاگیر میں دے دیے اور وہاں سے کوچ کر کے کوپل اور بہادر بنڈہ کی راہ سے دریائے تنگبھدرا کو عبور کیا اور آنی کنڈی کے مشرق میں دو کوس کے فاصلہ پر ایک جاگیر کے تالاب کے قریب خیمہ گاہ لگوائی اور تالاب کی مرمت کے لیے اسی جگہ ٹھیرے رہے۔

پالیکاروں کی گرفتاری

اسی مقام پر رائے درگ اور ہرپن پلی کے پالیکار اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ بے طلب لشکر میں حاضر ہوئے اور سلام کے لیے باریابی کے انتظار میں ٹھیرے رہے۔ جنگ کے موقع پر جب ان پالیکاروں کو طلب کیا گیا تھا تو وہ بیماری کا بہانہ کر کے حاضر نہیں ہوئے تھے اور غنیم سے مراسلت آشیرباد[1] اور نمسکار[2] کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ ان کی اس بدخواہی کا حضور والا کے دل پر بڑا اثر تھا۔ ان کی تنبیہ کے خیال سے سلطان نے ان کی تابعداری کو قبول نہیں کیا اور ان کی گرفتاری کا فرمان صادر کر دیا۔ چنانچہ رات میں دو سپہداروں نے ان کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو ہمراہیوں سمیت گرفتار کر لیا اور ان سب

---

[1] آشیرباد مرہٹی لفظ ہے جو ہندی میں بھی مستعمل ہے اس کے معنی دعائے خیر خواہی کے ہیں۔

[2] نمسکار یہ بھی مرہٹی لفظ ہے ہندی میں بھی مروج ہے قدم بوسی کے لیے کہا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

کو پا بجولان بنگلور روانہ کر دیا۔ ان کا سارا ملک و مال اور اثاثہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔ اور ان کے تعلقے اور قلعے عمالان و قلعداران سرکاری کے حوالے کر دیے گئے۔ البتہ ہرپن ہلی کے پالیکار کا بھائی جو ایک دیہات میں سکونت رکھتا تھا۔ سلطانی غیظ و غضب سے ڈر کر اپنے ماتحتوں اور اہل و عیال کو لے کر راتوں رات بھاگ گیا۔ اپنے آدمیوں کو تو اس نے حدود دل میں چھوڑ دیا اور خود اپنے لڑکے کے ساتھ صوبہ مرہٹہ چلا گیا

ان پالیکاروں کے بند و بست کے بعد سلطان نے کوچ کیا اور سواری شاہانہ فتحمند لشکر کے جلو میں دار السلطنت پٹن میں داخل ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۰

ممالک محروسہ کا نظم و نسق

سنہ ۱۲۰۲ھ ۔ سنہ ۸۸-۱۷۸۷ء

اس مرتبہ دارالسلطنت پٹن کے قیام میں سلطان بے حد مصروف رہے ان کی ساری توجہات سلطنت مملکت خداداد اور لشکر کے نظم و نسق کی درستی کی طرف مبذول رہیں۔ سب سے پہلے انھوں نے اپنے صاحب دیوان روزیر اعظم) میر صادق کو معزول کر دیا کیونکہ اس شخص نے ادہونی اور ساونور کے صوبہ میں لوگوں کو بڑی اذیت پہنچائی تھی اور رعیت پر بے جا ظلم و ستم توڑے تھے اور مردم آزاری کر کے کافی رقم جمع کر لی تھی اور رعیت پر بے جا ظلم و ستم توڑے تھے اور مردم آزاری کر کے کافی رقم جمع کر لی تھی اور اس میں تغلب و تصرف کر کے سرکاری خزانہ میں پورا حساب داخل نہیں کیا تھا۔ اس کی یہ حرکتیں جب حضور والا کے علم میں لائی گئیں تو اسے بعد تحقیق سلطان نے یک قلم معزول کر دیا اور حسب الحکم اس کے گھر کا اثاثہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ضبطی میں اس کے پاس سے ادہونی کا رائج سکہ "دہلاؤنی" دو لاکھ روپیہ کا اور ایک لاکھ محمد شاہی ہون برآمد ہوا۔ اس کو اسی وقت پابجولاں کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی خاں نائطہ جاگیردار اول کنڈہ کو وزارت عظمیٰ کا عہدہ دیا گیا۔

مسجد اعلیٰ کی تعمیر

اسی سال سلطان نے قلعہ دارالسلطنت میں مسجد اعلیٰ کی تعمیر کو مکمل کرنے کے احکام دیے اس مسجد کا سنگ بنیاد ۱۱۹۸ھ-۱۷۸۴ء ہی میں رکھ دیا گیا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر کا خیال سلطان کو بچپن ہی سے تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ جس زمانہ میں کھنڈی راؤ نے نواب مرحوم کے خلاف سازش کر کے انھیں تنہا بنگلور بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا اور ان کے زنانہ کو سلطان کے ساتھ قلعہ میں پنیٹھ کی دیوار کے پاس جو اس وقت دروازہ گنجام کے نام سے مشہور ہے ایک گھر میں قید کر دیا تھا اس گھر کے سامنے ایک وسیع صحن والا مندر تھا سلطان کی اس وقت عمر صرف چھ سات سال کی تھی۔ مندر کے اس صحن میں کشن راؤ زناردار کے بچے جمع ہو کر کھیلا کرتے تھے۔ سلطان اپنے زندان کے دروازہ پر آکر دور ہی سے ان بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے رہتے تھے سلطان کا خود بیان ہے کہ ایک دن ایک صاحب دل درویش کا اس راستہ سے گزر ہوا انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا "اے اقبال مند لڑکے عنقریب تو اس ملک کا بادشاہ بنے گا۔ میری بات اچھی طرح یاد رکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تو بادشاہ بن جائے تو اس مندر کو توڑ کر ایک مسجد تعمیر کرا دے یہ مسجد رہتی دنیا تک تیری یادگار رہے گی" سلطان نے اس خوش خبری پر مسکرا کر جواب دیا "تمہارے اس قول کی برکت سے اگر میں بادشاہ بن جاؤں گا تو انشاءاللہ یہاں مسجد اعلیٰ تعمیر کراؤں گا"۔ جب اپنے باپ کے بعد وہ ملک ومال کے وارث ہوئے تو ان کو وہ عہد بخوبی یاد تھا چنانچہ نگر اور کوڑیال بندر سے واپسی کے بعد اس مندر کے پجاریوں کو بلا کر نقد روپیہ کے عوض ان سے یہ مندر خرید لیا اس وقت مندر میں اینٹ اور گچ سے صرف ایک گائے کی شکل بنی ہوئی تھی۔ پجاریوں نے اپنا یہ بت اٹھا کر سنیٹھ کی دیوار میں نصب کر لیا۔ سلطان کے حکم سے مندر توڑ دیا گیا اور اس کی جگہ مسجد کی نیو ڈال دی گئی اس مسجد کا نقشہ سلطان نے دارالسلطنت بیجاپور سے منگوایا تھا واضح رہے بیجاپور علی عادل شاہ کا تعمیر کرایا ہوا تھا جس کی بنائی ہوئی عمارتیں بہت خوبصورت اور مستحکم ہیں۔ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تھی کہ کوڑک کے باغیوں، مرہٹوں اور سرکش پالیگاروں کے قضیے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلطان کی ساری توجہات ان فتنوں کے سدباب کی طرف لگ گئیں اور مسجد کی تعمیر کچھ عرصہ تک ملتوی ہو گئی۔ اب جبکہ دشمنوں کی سرکوبی خاطر خواہ عمل میں آ چکی تھی اور اللہ نے اپنی مہربانی سے فراغت وفرصت عنایت کی تھی سلطان اس مسجد کی تعمیر کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گئے۔ حسب الحکم داروغہ تعمیرات نے بیجاپور کے نقشہ پر دو سال کی مدت میں اس کی تعمیر مکمل کر دی اس مسجد پر تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ مسجد جس وقت مکمل ہوئی تو ٹیپو سلطان نے ۱۲۰۴ھ (۱۲ جون ۱۷۹۰ء) کی عیدالفطر کا دوگانہ نو تعمیر مسجد میں ادا کر کے اس کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام "مسجد اعلیٰ" رکھا۔

صوبوں کی تقسیم

اسی سال ٹیپو سلطان نے پوری قلمرو مملکت خداداد کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ساحل سمندر کے علاقہ کا نام صوبۂ یم رکھا صحرائی اور کوہستانی شہروں اور مواضعات کو صوبۂ تون کا نام دیا گیا۔ میدانی علاقہ کو صوبۂ عنبر سے موسوم کیا۔ پرگنوں کے عمال کا لقب "آصف" مقرر ہوا۔ اس تقسیم کے بعد ہر شہر، قصبہ اور قلعہ کے ایک ایک فرسنگ پر جھاڑی دار حصار لگوائے اور ہر بستی ومقام کے چار دروازے مقرر کیے اور سخت دل بے رحم محافظوں کو مقرر کر کے حکم دیا کہ سوائے شاہی فرمان اور مقامی تعلقدار کی اجازت کے کسی کو داخلہ کی اجازت نہ دی جائے۔ اس دربندی کی وجہ سے مختلف شہروں سے آنے والے سوداگروں اور بیوپاریوں کی آمد ورفت مسدود ہو گئی۔ اس مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ نواب مرحوم نے مختلف شہروں سے مسلمانوں کو طلب کر کے ممالک محروسہ میں آباد کرایا تھا۔ نو وارد مسلمانوں نے شاہی داد ودہش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدہ ملازمتوں کے ذریعہ کافی مال و متاع اور نقد روپیہ جمع کر لیا تھا۔ یہ لوگ عموماً روپیہ پیسہ کما کر بلا اجازت اپنے ملکوں کو لوٹ جایا کرتے تھے جس سے سلطنت خداداد کی دولت برابر باہر نکلی چلی جا رہی تھی۔ اس صورت حال کے سدِباب کے لیے سلطان نے تاجروں پر یہ پابندی عاید کردی تاکہ ملک کا روپیہ باہر نہ جا سکے۔ بہر آبادی کی حدبندی کے علاوہ سلطان نے تمام مملکتِ خداداد کی سرحدوں پر بھی ہزاروں محافظوں اور پیادوں کو مقرر کر کے مکمل حدبندی کردی اور تاکیدی احکام نافذ کیے کہ کسی سمت سے باہر کا کوئی آدمی بلا اجازت اندرون ملک داخل نہ ہو سکے۔

ایک نیا سکّہ

اسی سال ملک میں ایک نیا سکہ جاری کیا جس کا نام امامی تھا اس کے ایک رخ پر یہ مصرع ثبت تھا۔

"دین احمد در جہاں روشن ز فتح حیدر است"

دوسرے رخ پر یہ فقرہ مضروب تھا:۔ "ہوالسلطان الوحید العادل است" اس سکہ پر سن اجرا بجائے سن ہجری کے "سن محمدیؐ"[1] کے حساب سے درج کیا گیا تھا۔

سلطانی سفیر بارگاہِ خلافت میں

ٹیپو سلطان نے ۱۱۹۸ھ (مطابق ۱۷۸۴ء) میں غلام علی خاں اور نتھوں میاں کی سرکردگی میں لائق کارپردازوں پہ مشتمل ایک سفارت سلطان روم (خلیفہ عثمانی) کی خدمت میں روانہ کی تھی۔ اس سفارت کے ساتھ بہترین تحفے، اسلامیہ طرز کی بندوقیں جن کو سلطان نے اپنے خاص کارخانہ میں ڈھلوایا تھا، شاہانہ خلعتیں، دس لاکھ نئے ڈھالے ہوئے روپے، قیمتی جواہرات، بہترین تلواریں اور جڑاؤ ڈھال اطاعت و اتحاد سے متعلق خطوط کے ہمراہ امیر المومنین کی بارگاہ میں نذرانے کے لیے روانہ کیے تھے بارگاہِ خلافت میں یہ تحفے خاص طور سے آلاتِ حرب بہت پسند کیے گئے اور مراسلہ اتحاد نامے خلیفہ نے قبول فرما لیے یہ سفارت اسی سال ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶ء) میں روم سے پٹن واپس آئی (غالباً وہ ٹیپو سلطان کی بادشاہی کے متعلق خلیفہ کی توثیق و تصدیق حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی اسی لیے) سلطان نے بارگاہِ خلافت کے وزراء اور اپنے امراء کے مشورے سے شاہی جلوس کے لیے ایک جواہر دار طلائی تخت شیر کی شکل کا تیار کرایا۔ شیر کی شبیہ پہلے ہی سے سلطان کو پسند تھی۔

---

[1] سن محمدی کا شمار نزول وحی یعنی حضور اکرمؐ کی رسالت کے آغاز سے ہوتا ہے اس طرح یہ ہجری سن سے تیرہ سال زائد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تارامنڈل

سلطان نے انگریز اور فرانسیسی کاریگروں کی خدمات حاصل کر کے پنچرسی توپوں، بندوقوں، چاقو قینچی وقت بتانے والے گھنٹے اور جیبی ٹٹو بنے تیار کرنے کے لیے کارخانے قائم کرائے۔ ان کارخانوں میں ایک ماہ کے عرصہ میں ایک توپ اور پانچ بندوقیں تیار ہو جاتی تھیں۔ اسلحہ کے کارخانوں کا نام "تارامنڈل" تھا۔ یہ تارامنڈل چار مقامات پر قائم تھے پہلا دارالسلطنت پٹن میں دوسرا بنگلور میں تیسرا چینل درگ اور چوتھا بلدہ نگر میں۔

ایک خطرناک غلطی

اس سال سلطان نے اپنا سارا وقت لشکر کی فراہمی اور تنظیم میں صرف کیا۔ اس نئی تنظیم میں سلطان ٹیپو نے ایک بہت بڑی غلطی کی کہ) انھوں نے تمام قدیم امراء و خوانین کو جنھیں نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ صرف کر کے مختلف ممالک سے بلا کر ملازم رکھا تھا یکسر موقوف و معزول کر دیا اور ان کی جگہ نوجوان افسروں کو مقرر کر دیا یہ نوجوان افسر نہ صرف یہ کہ ناتجربہ کار تھے بلکہ ان میں سے اکثر عیاش اور اوباش بھی تھے۔ سلطان چونکہ نوپچیوں اور بندوقچیوں کو اپنی نئی فوجی تنظیم میں زیادہ اہمیت دیتے تھے اس لیے) انھوں نے بندوقچیوں کو سرداری کے عہدوں پر مامور کر دیا اس تبدیلی کی وجہ سے ان جنگ آزماؤں کو جو تلواروں اور تیروں کی لڑائی میں ماہر تھے، اپنے اعلیٰ مناصب سے معزول ہونا پڑا اور لشکر کی جمعبندی کے اہم عہدوں پر سوارہ فوج کے بعض سرداروں کو متعین کر دیا گیا جو آئین حکمرانی اور قانون سپاہ گری سے بڑی حد تک ناواقف اور اس اہم ذمہ داریوں کے نااہل تھے۔ ان غلط فیصلوں اور اقدامات کی وجہ سے) تھوڑے ہی عرصہ میں ساری مملکت میں بڑا خلل و انتشار پیدا ہو گیا۔ اور نظم و نسق میں بڑی خرابیاں رونما ہو گئیں۔ خاص طور سے سوداگروں پر پابندیوں کی وجہ سے پورے ملک میں کساد بازاری کا دور دورہ ہو گیا۔

ناظم حیدرآباد کو دعوت صلح

اسی سال سلطان نے محمد غیاث کو نمائندہ بنا کر اس کے ذریعہ عمدہ تحائف اور گراں بہا خلعتیں اور اتحاد و دوستی کے خطوط حیدرآباد روانہ کیے۔ ان خطوط میں سلطان نے دونوں سلطنتوں کے اتحاد اور ملکی و مالی امور میں اشتراک و تعاون کی دعوت دی تھی اور اسلامی اخوت اور عزیزداری کے واسطے سے یگانگت اور باہمی تعلقات کی پیش کش کی تھی ایلچی نے ناظم حیدرآباد نواب نظام علی خان اسد جنگ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ تحفے پیش کیے اور علاوہ خطوط کے زبانی عرض کیا کہ "جناب والا پر بخوبی روشن ہے کہ مدارج سلطنت کو بقا و استحکام حاصل نہیں ہے سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دکن اور تلنگانہ کا یہ وسیع ملک پہلے صرف ایک خوش قسمت بہمنی کے قبضہ و اختیار میں تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس سلطان نامدار کی تلوار نے اس سارے علاقہ سے کافروں کے خس و خاشاک کو صاف کر دیا تھا۔ اب کسی مسلمان بادشاہ کے لیے یہ مستحسن نہیں ہو سکتا کہ وہ ان بے اعتبار کافروں کے ساتھ موافقت اور دوستی کا رشتہ رکھے اور ان کو مسلمانوں کے ملک و مال پر دراز دستی کا موقع فراہم کر دے کہ یہ مشرک بے روک ٹوک غریب رعیت، فقرا اور مساکین کے گھروں میں آگ لگا کر ہر طرف لوٹ مار کرتے پھریں۔ یہ بات تو بارگاہِ الٰہی میں بھی باز پرس اور ضرر مساری کا باعث ہو گی اس لیے بہتر صورت یہی ہو سکتی ہے کہ نفاق و دشمنی، مخالفت و انتقام کے جذبات سے سینہ کو پاک کر لیا جائے اور صلح و دوستی کا پیمان کر کے رعیت و سپاہ کو چین و آرام سے بسر کرنے کا موقع دیا جائے اور قرابت داری اور رشتہ داری کے ذریعہ خلوص و محبت کو مستحکم کرنے کی فکر کی جائے تاکہ دونوں حکمران متفق و متحد ہو کر گمراہوں کے سدِّباب میں موثر کارروائی کر سکیں تاکہ تمام مسلمان غریب رعایا اور مساکین امن و امان کے ساتھ مسلمان بادشاہوں کے زیر سایہ زندگی بسر کر سکیں"

سفارت کی ناکامی

سلطنت خداداد کے ایلچی کی یہ مدلل اور معقول تقریر مجموعی طور پر آصف جاہی دربار خاص میں پسند کی گئی لیکن قرابت داری کی تجویز اور سلطان کے خط میں رشتہ داری اور قرابت داری کے الفاظ سے نواب نظام علی خاں مکدر ہو گئے کیونکہ دکن کا آصفجاہی خاندان سلطنتِ خداداد کے حکمرانوں کو "نائیک" سے زیادہ کچھ اور نہیں سمجھتا تھا اور ان کے خاندان کو "نائیکواڑی" کا خطاب دیے ہوئے تھے اس لیے اس سفارت کو قبول کرنے میں ناظم حیدر آباد نے کسر شان سمجھی اور اپنے بعض کوتاہ اندیش امرا اور حرم سرا کی عورتوں کے مشورہ پر اس سفارت کو لوٹا دیا۔

دکن کے حکمرانوں کا یہ ایک زعم باطل تھا کہ وہ اپنے سوا دکن کے اور کسی حکمران کو بلحاظ قومیت شریف نہیں جانتے تھے اور اپنی دولت و حشمت پر بے جا غرور میں مبتلا رہتے تھے حالانکہ دکن کے راجاؤں کی اصطلاح میں "نائیک" کا خطاب بہادر اور صاحب حشمت سردار کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ویسے بھی "نائیکواڑی" اسلام سے باہر کوئی علیحدہ قوم تو نہیں کہ ان کو ذلیل سمجھا جائے ٹیپو سلطان بلحاظ نسب دوسروں سے فروتر تھے اور نہ وہ کسی ادنیٰ قوم کی عورت کے بطن سے تولد ہوئے تھے، بلحاظ اقتدار و دنیاداری کے وہ ایک بڑی سلطنت کے فرمانروا اور بہادری و شجاعت میں بے مثل تھے۔ بعض لوگ اس "نائیک" کے لقب پر جو نکتہ چینی کرتے ہیں وہ صریح مغالطہ میں مبتلا ہیں نہیں جانتے کہ اللہ کی قدرت بڑی وسیع اور بالاتر ہے وہ جس کو بھی دین و دنیا کی برتری دینا چاہے اسے سرفرازی عطا کر دیتی ہے یہ معترضین غالباً واقف نہیں ہیں کہ ہندو دکن کے بعض سلاطین جو نہ صرف بلحاظ دنیاوی حشمت و شوکت کے سربرآوردہ عالم تھے بلکہ بارگاہِ خداوندی میں بھی برگزیدہ تھے اپنی اصل و نسب کے لحاظ سے کیا اور کون تھے؟ انھوں نے کس حیثیت سے کن مدارج تک ترقی کی؟ صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان حسین کانکو کی مثال جو سلاطین بہمنیہ کا بانی تھا اس غرض کے لیے کافی کہ تقریباً سارا دکن اس کی عملداری میں تھا اور حسن شاہ بہمنی کے نام سے وہ تاریخ میں مشہور رہا اور جب وہ مرا تو ایک کوندتی ہوئی بجلی اس کے مزار کا طواف کرتی ہوئی دیکھی گئی۔ یہ مقتدر اور مقبول خدا فرمانروا آخر کون تھا؟ کیا ان کو اس کی بالکل ہی خبر نہیں ہے۔ اللہ اللہ کیا ذلت ہے کہ دنیاوی اقتدار پر پھول کر ذلیل اور پست قومیت والے بھی صحیح النسبی کی ڈینگ مارنے لگتے ہیں اور کم فطرت و کم ظرف لوگ سیادت و شیخیت کا دعوےٰ کرنے لگے ہیں اور اپنے برابر کسی دوسرے کو شریف سمجھنے میں عار محسوس کرتے ہیں ؎

زشتی ظرف و اصالت پست در دلت نہاں ۔۔۔ عیب پوش قحبہ بد شکل زریں چادر است

(تیرے دل میں تو کم اصلی اور کم ظرفی پنہاں ہے سچ ہے زریں چادر بدصورت قحبہ کے عیب ڈھانک لیتی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۱

کالی کٹ اور کوچی بندر پر فوج کشی

۱۲۰۵ھ ۔ ۹۱-۱۷۹۰ء

ٹیپو سلطان نے اپنی اندرونی نظم ونسق سے فراغت پائی کہ جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ کلیکوٹ کے نائماروں نے بغاوت کر دی ہے اور شر انگیزی پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ وہاں کے ناظم ارشد بیگ نے اگرچہ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور دستار و دوشالہ انعام دے کر ان کی تالیف قلب کرتا رہا ہے لیکن وہ گمراہ قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور ان کی شرارتیں برابر بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔

کلیکوٹ کی طرف کوچ

سلطان نے جب یہ خبر سنی تو اس علاقہ کے فوجدار کو نائمار سرداروں کے ساتھ حاضر ہونے کے احکام بھیج دیئے، فوجدار حسب الحکم تیار ہو گیا اور اس نے نائماروں کے سربرآوردہ اشخاص کو بھی طلب کر لیا۔ لیکن وہ سزا کے خوف سے آج کل کا وعدہ کر کے فوجدار کو ٹالتے رہے۔ اس اثنا میں ایک بدباطن جاسوس نے جو فوجدار سے دلی دشمنی رکھتا تھا حضور میں عرض کیا کہ وہاں کا فوجدار نائماروں اور راجہ ملیوار سے مل گیا ہے اور سرکاری معاملات کو خراب کر کے ذاتی منفعت کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ نفاذِ فرمان کے بعد فوجدار کے آنے میں جو توقف د تاخیر ہوئی تھی سلطان اس کی وجہ سے پہلے ہی سے کبیدہ خاطر تھے اس عالم میں اس جاسوس کا یہ غلط تیر نشانہ پر بیٹھا اور سلطان کو فوجدار مذکور کی غداری کا یقین ہو گیا چنانچہ بلاتاخیر سواری خاص مع امرا و چار قشون، تین موکب عسکر اور توپ خانہ کے ہمراہ کلیکوٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

بدنصیب فوجدار

جب لشکر شاہی اس نواح میں پہنچا تو نائمار سردار خوفزدہ ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں میں روپوش ہو گئے صاف دل فوجدار استقبال کے لیے لشکر میں حاضر ہوا۔ سلطان نے فوجدار کو دیکھتے ہی عتاب فرمایا کہ "تم اس اس علاقہ کے بندوبست پر مقرر کیے گئے تھے پھر تم نے کس لیے رعایا کو پریشان اور ملک کو ویران کر دیا علاوہ ازیں ہم نے تم کو حکم دیا تھا کہ ملیوار کے راجہ کو کسی بھی حیلہ و فریب سے زیر کر کے اطاعت پر آمادہ کرو اور اس سے خراج لے کر حضور میں روانہ کرو یہ کام بھی تم نے انجام نہیں دیا" اس نے جواب دیا کہ "بندہ کو اس ضلع کے نائماروں کے بندوبست سے ہی فرصت نہیں ملی تو آخر کس طرح دوسرے کام میں مشغول ہو جاتا قطع نظر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ صوبہ کرناٹک کا باجگذار رہے وہ کسی طرح ہمارے زیر اثر نہیں آ سکتا البتہ حکم ہو تو فوج لے کر اس پر چڑھائی کر دی جائے اور اسے زیر کر کے خراج وصول کر لیا جائے۔" سلطان نے فرمایا "بس معلوم ہو گیا کہ اس ملک کا بند و بست تم سے واقعی نہیں ہو پائے گا۔" یہ کہہ کر اسے اسی وقت معزول کر دیا اور مہتاب خاں بخشی کو اس کی جگہ مامور کر دیا اور اس کارروائی کے بعد سلطان نے مراجعت کی اور دولت باغ میں قیام فرمایا۔ معزول فوجدار جس نے قادر ولی پیرزادہ کے تکیہ میں سکونت اختیار کر لی تھی کچھ عرصہ بعد اسی جگہ وفات پا گیا اور حسب الحکم لعل باغ میں دفن کیا گیا۔

نائماروں کی سرکوبی

مہتاب خاں بخشی نے امور فوجداری کو ہاتھ میں لینے کے بعد اس ضلع کی رعایا کی دلدہی کی کوشش کی اور ان کے سرداروں کو قول نامے لکھ کر بھیجے اور حضور میں حاضر ہو جانے پر بہت کچھ آمادہ کیا لیکن ان بدباطنوں نے اس کے قول کا اعتبار نہیں کیا اور کوچی بندر کے حکام کے بہکانے سے فتنہ و فساد بپا کرنے اور لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے۔

ان کے ارادوں کی خبر جب سلطان کو پہنچی تو انھوں نے ستی کال اور گوڑہ کال کے راستہ سے کلیکوٹ کی طرف کوچ کیا اور فوج کو باغیوں کے اڈے تباہ کر دینے کا حکم دے دیا حسب الحکم لشکریوں نے وہاں کے تمام قصبوں اور نگریوں میں آگ لگا دی اور اس غارت گری سے سارا علاقہ تباہ و تاراج ہو گیا۔ اور فسادیوں کی ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ بقیہ جو رہ گئے انھوں نے فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کر لی اور دست بستہ حاضر ہو گئے۔

انگریزوں کا احتجاج

اس فوج کشی کے دوران میں لشکر سلطان کے چند چھاپہ مار دستے ملیوار اور ترچنا پلی کی حدود میں بھی داخل ہو گئے اور وہاں کے اکثر مواضعات کو انھوں نے پائمال کر دیا۔ ترچنا پلی کے تحصیلدار نے سلطان کے حضور میں عرضی روانہ کی کہ "سرکار کمپنی انگریز بہادر اور سرکار خداداد کے مابین دوستی اور مصالحت کے عہد پیمان برقرار ہیں لیکن ان دنوں آپ کے لشکر کے چند نادان قزاقوں نے کمپنی سے متعلقہ تعلقوں میں غارت گری کا ارتکاب کیا ہے۔ جس سے وہ اتحاد متاثر ہوتا ہے جو فریقین کے درمیان قائم ہے واجب ہے کہ ان قزاقوں کو سزا دی جائے۔" سلطان نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ "ہمارے لشکر نے بغیر حکم کے کسی جگہ اقدام نہیں کیا ہے۔ اغلباً تمہاری سرحدوں کے پالیگاروں نے ہی جو عرصہ سے موقع کے منتظر ہیں یہ شرارت کی ہو گی۔ ہم تو اپنی قلمرو میں شر پسندوں کی سرکوبی میں مشغول ہیں۔" اس مراسلت پر یہ معاملہ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ ختم ہوگیا، اور سلطان نے ایک مہینہ کے اندر کلیکوٹ کے فتنہ پردازوں کو زیر کرکے وہاں کے معاملات کا قرار واقعی بندوبست کر دیا۔

کوچی بندر پر حملہ

کلیکوٹ کی مہم کے بعد سلطان نے جاسوسوں سے کوچی بندر کے حالات دریافت کرائے اور اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس علاقہ پر حملہ کر دیا۔ جب کوچی بندر والے سلطانی فوج کے حملہ سے واقف ہوئے تو انھوں نے ندیوں کے مقابل چار بڑے مورچے بنا کر اطراف میں گہری خندقیں کھود دیں اور ان کی ایک بڑی جماعت تیر کمان اور بندوقوں سے مسلّح ہو کر جنگ کے لیے تیار ہو گئی۔ فاتح لشکر نے بہت ہی جلد دشمن کے آدمیوں کو قتل و غارت کرکے ان مورچوں پر قبضہ کر لیا اور دوسرے ہی دن لشکر نے آگے کی طرف کوچ کیا اور ان ندیوں کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ لشکر کے سامنے دو ندیاں تھوڑے سے فاصلہ پر واقع تھیں۔ غنیم نے گزرگاہ کے اس طرف ایک دیوار تعمیر کرکے راستہ روک دیا اور سمندر کے بہاؤ کے راستہ کو کہ سمندر کا پانی اس طرف سے ان ندیوں میں آتا تھا بند کر دیا۔ چنانچہ یہ ندیاں پانی کا راستہ رکنے کی وجہ سے پایاب ہو گئیں۔ اسی رات سلطان نے فوج کو شبخون مارنے کا حکم دیا۔ امرائے سلطنت نے بہت کچھ عرض کیا کہ آگے راستہ بہت ہی خراب ہے اور ندیاں کافی گہری ہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کامیاب ہو جائیں اور غازیوں کو شکست کھانی پڑے مگر ان کی بات سلطان نے نہیں مانی اور اس بارے میں کسی کے مشورہ کو قبول نہیں کیا اور خود پالکی میں سوار ہو کر جیش کے دو رسالوں اور عسکر کے دو ہزار سواروں کے ساتھ تاریک رات میں روانہ ہو گئے۔ فدائیوں نے بادشاہ کو خود مستعد جنگ دیکھ کر شیرانہ حملہ کیا اور گولیاں برسا برسا کر دشمنوں کو پیچھے ہٹا دیا اور ان کے بنائے ہوئے حصار پر قبضہ کر لیا۔ جب دشمنوں نے فاتح لشکریوں سے مقابلہ کی تاب نہ پائی تو انھوں نے راہ فرار اختیار کی اور قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔

سلطان دشمنوں کے نرغہ میں

سلطان نے غنیم کو بھگانے کے بعد اسی جگہ قیام کیا اور ہرکاروں کو قشونوں اور توپ خانہ حاضر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ہرکاروں نے جا کر لشکر کے مقدمہ (پیش دستے) جو دو قشون پر مشتمل تھا روانہ کر دیا اور دوسرے قشونوں کو روانگی کے لیے تیار کرانے لگے۔ سلطان دوسری طرف مختصر سی جمعیت کے ساتھ بقیہ فوج کے انتظار میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ غنیم نے لشکر کے وہاں پہنچنے سے پہلے پو پھٹنے کے وقت سمندر کی گزرگاہ کو جسے انھوں نے بند کر رکھا تھا کھول دیا۔ بند کے کھلتے ہی سمندر کا پانی ندیوں میں بھر گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ملک پر آنے والی فوج کا راستہ بند ہو گیا۔ اس موقع پر دشمنوں نے اچانک سلطانی جمعیت کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور گولیاں چلا کر کافی نقصان پہنچایا۔ سلطان نے بڑی پامردی اور دلاوری سے دشمنوں کی یلغار کا مقابلہ کیا لیکن کامیابی کی کوئی صورت نہیں نکل سکی بلکہ لشکر سلطانی طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار ہو گیا۔ اس وقت سلطان کی رکاب میں صرف تین چار سو شریف النسل جانباز تھے انہوں نے پوری مردانگی کا ثبوت دیا اور ان میں سے بہت سے اپنے بادشاہ کے سامنے مجروح اور نثار ہو گئے۔ اس نازک وقت میں سلطان نے ہراساں ہونے کے بجائے دلیری سے کام لیا اور تلوار کھینچ کر خود پالکی سے اتر آئے اور دشمنوں پر دلیرانہ حملہ کر دیا۔ لیکن قمرالدین خاں جو اس معرکہ میں سلطان کے ہمرکاب تھا پیروں پر گر پڑا اور بڑے اصرار کے ساتھ سلطان کو ندی عبور کرا کے دوسرے کنارے پہنچا دیا۔ اس معرکہ سے ایک شخص بھی صحیح سلامت حضور میں نہیں پہنچ سکا اور سلطان کی پالکی خاص فرش اور ایک کٹار سمیت دشمنوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ ایک محافظ پگڑی باندھے پالکی کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ گولی اور تیر لگنے سے اسی جگہ ہلاک ہو گیا تھا اس کی دستار پالکی کے قریب ہی گری پڑی تھی مخالفوں نے سمجھا یہ سلطان کی دستار خاص ہے چنانچہ اس پگڑی کو وہ پالکی میں رکھ کر لے گئے اس ہلاکت گاہ سے صرف سلطان اور قمرالدین خاں بچ کر نکل سکے تھے۔ دوسرے سردار مثلاً تربیت علی خاں، محمد عمر، عرض بیگی وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چلا کہ کیا ہوئے؟

کوچی بندر پر قبضہ

اس ناکامی پر غیظِ سلطانی جوش میں آگیا اور انھوں نے لشکر کو فوری کوچ کا حکم دیا۔ لشکریوں نے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر ان ندیوں پر پل باندھ دیا تھا۔ ان پلوں کے ذریعہ فوج نے یہ ندیاں عبور کیں اور سپہداروں اور موکب داروں نے پیش قدمی کر کے مخالفوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور جس جگہ بھی کوئی آدمی نظر آیا خواہ بڑا ہو یا بچہ اسے ہلاک کر دیا۔ اس عام ہلاکت خیزی کی وجہ سے کافروں کے حوصلے پست ہو گئے اور لشکر سلطان کے جبر و استیلا سے ڈر کر ان کا لشکر ملیوار کی طرف بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر نے قلعہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور وہاں جو کچھ ساز و سامان تھا مع توپوں کے ضبط کر لیا۔ اس قلعہ میں جوز کے درخت تھے سلطان نے ان درختوں کو جڑ سے اکھڑوا کر ان کی جڑوں پر گھاس بندھوا کر بڑی حفاظت کے ساتھ انھیں دارالسلطنت روانہ کر دیا۔ یہ درخت پٹن کے لال باغ میں لگائے گئے تھے لیکن وہ سرسبز نہ ہو سکے اور خشک ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۲

انگریزوں کا دوسرا حملہ

۱۲۰۵ھ - ۱۷۹۰ء

ٹیپو سلطان جب نو مفتوحہ علاقہ کوچی بندر کے انتظامات سے فارغ ہو گئے تو انھوں نے ملیوار کے پالیکار سے خراج کا مطالبہ کیا اور اس صحرائی علاقہ میں قزاقوں کے ایک دستہ کو تخریبی کارروائیوں کے لیے روانہ کر دیا۔ ملیوار کے پالیکار نے سلطانی حملہ سے ڈر کر بندرگاہ مدراس کے انگریز گورنر سے مدد طلب کی۔ انگریزوں نے راجہ ملیوار کی حمایت اور دریائے کاویری کے اس پار کے علاقہ کی فتح کرنے کے لیے جنرل میڈوس کو مامور کر دیا۔

جنرل میڈوس کا حملہ

جنرل میڈوس اپنی فوجیں لے کر تیزی کے ساتھ نتھر نگر پہنچ گیا اور وہاں سے کافی سامانِ جنگ کے ساتھ اس نے پیش قدمی کی۔ سلطان کو جب انگریزوں کے کوچ کی خبر ملی تو انھوں نے بھی اپنی فوجیں آگے بڑھائیں۔ اتفاق سے ستی منگل اور ہرودڑ کے نواح میں لشکر سلطانی کے ہراول کی انگریزوں کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جنگی نقاروں، توپوں اور بندوقوں کے شور سے ہر دو جانب حشر برپا ہو گیا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کیے۔ لیکن دونوں پلڑے اس مقابلہ میں برابر ہی رہے۔ اس زد و خورد کے درمیان چھاپہ مار دستوں نے انگریزوں کے بھیڑ منگاہ کو گھیر لیا اور اکثر عورتوں اور مردوں کو کافی سامانِ جنگ اور دوسرے اسباب سمیت گرفتار کر کے لشکر میں لے آئے۔ ان اسیران بلا میں چند مسلمان بھی شامل تھے جو اسلامی غیرت کو مالی فوائد کے عوض بیچ کر ایک کافر اور اجنبی قوم کے ساتھ ہو گئے تھے۔ لشکریوں نے حسب الحکم ان مسلمان اسیروں کو دوسروں کی عبرت کے لیے دار پر کھنچوا دیا۔

اس معرکہ کے بعد انگریز جنرل نے میدان چھوڑ کر پہاڑ کے دامن میں ایک جنگل کے اندر پناہ لے لی۔ سلطان نے اپنے لشکر کو اس جنگل کا محاصرہ کر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہادر غازیوں نے انگریزی فوج کو مختلف سمتوں سے گھیر کر کافی پریشان کیا، اور ان کی رسد، جلانے کی لکڑی اور مویشیوں کے لیے گھاس حاصل کرنے کے راستے روک دیے۔ دوسرے دن جنرل میڈوس نے بہزار کوشش ستی منگل کے قلعہ کی طرف کوچ کر دیا۔ سلطان کے حکم سے اس جگہ کا قلعدار پہلے ہی قلعہ خالی کر کے لشکر میں آ چکا تھا اس لیے قلعہ ستی منگل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر انگریزوں کا بآسانی قبضہ ہوگیا۔ میجر چامبرس کی کمان میں دو پلٹنوں کو وہاں چھوڑ کر کچھ دن بعد جنرل کی فوج کوئمبتور کی طرف جہاں سلطانی لشکر گاہ تھی روانہ ہوگئی۔

کرنل میکسویل کی پیش قدمی

سلطان کو جب انگریز جنرل کی اس پیا کی اور کوچ کا علم ہوا تو وہ اپنے سارے لشکر کو لے کر تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقابل آکر صف بندی کر لی لیکن جنرل میڈوس نے اس دن میدان مقابلہ میں آنے کی ہمت نہیں کی اور وہ بھوانی ندی کے کنارے ٹھیر گیا۔ اس اثنا میں خبر رسانوں نے اطلاع دی کہ کرنل میکسویل کی کمان میں انگریزوں کی ایک اور فوج کالسٹری اور رینگٹ گیری کے پالیگاروں کی امدادی جمعیتوں کے ساتھ رائی ویلور اور آمبور گڑھ کے راستہ یلغار کرتی ہوئی مملکت خداداد کی سرحدوں کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے چنانچہ دانم باڑی اور زرپاتور میں اپنے محافظ دستے متعین کر کے وہ گھاٹ پتور تک پہنچ چکی ہے۔ یہ کرنل میکسویل بنگال سے پانچ پلٹن اور ایک ہزار سولجروں کا دستہ لے کر حال ہی میں مدراس پہنچا تھا اور کمپنی کی طرف سے سلطانی علاقوں پر فوج کشی کے لیے متعین کیا گیا تھا۔ ٹیپو سلطان جب اس فوج کی یلغار سے واقف ہوئے تو انھوں نے سید صاحب سپہ سالار افواج خداداد کو میکسویل کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور خود جنرل میڈس کے مقابلہ پر اسی جگہ ٹھیرے رہے۔

برہان الدین سپہ سالار کی یلغار

سپہ سالار برہان الدین تیزی سے یلغار کرتے ہوئے دھرم پوری پہنچ گیا۔ سلطانی لشکر کی آمد کی خبر سن کر کرنل نے اس جانب سے اپنی فوجیں ہٹالیں اور کوچ پر کوچ کرتے ہوئے کلکن گڑھ جا کر کیمپ لگا دیا۔ چھاپہ مار سلطانی دستوں کے سردار سید غفار نے سید صاحب کے لشکر سے آگے بڑھ کر کلکن گڑھ کے قریب انگریزوں کے ہراول پر حملہ کر دیا اور نہایت بہادری سے لڑ کر اسے کھلے میدان میں شکست دے دی اور انگریزوں کے ترپ کے ڈیڑھ سو سوار اور دو سو بندوقچیوں کو اسیر کر کے لشکر میں لوٹ آیا۔ کرنل کی فوج نے اس روز جنگل اور کوہستان میں چھپ چھپ کر دن پورا کیا اور وہاں سے کاویری پٹن کی طرف کوچ کر گئی لیکن اس راستہ پر بھی اس نے فاتح لشکر کو اپنے درپے پایا تو وہ پہاڑ اور جنگل کی آڑ لیتے ہوئے گھاٹ پتور کی طرف روانہ ہوگئی اور گھاٹ کی گزرگاہ پر متعین سلطانی دستوں کو پسپا کر کے گھاٹ عبور کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ دوسری طرف سے کرنل کی پریشان حال فوج کو کمک پہنچانے کے لیے جنرل میڈس بھی سلطانی لشکر کو طرح دے کر گھاٹ پتور کی طرف آنکلا۔ کاویری پورم کے مقام پر یہ دونوں فوجیں مل گئیں۔ . . . . ان فوجوں کے الحاق سے پہلے سلطان نے دونوں فوجوں کے درمیان اپنے قشون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھا کر ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کی پوری کوشش کی۔اس موقع پر فریقین ایک دوسرے سے جی کھول کر لڑے اور ہر ایک نے خوب داد مردانگی دی۔خود سلطان نے اسد اللہی قشون اور توپ خانہ کے ساتھ نہایت برق رفتاری سے انگریزوں کے عقب پر حملہ کیا۔یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ دشمن کی فوج کو بڑی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بری طرح خطرہ میں پڑ گئی۔اس نازک موقع پر انگریز جنرل نے بڑی پامردی سے اپنی فوج کی قلعبندی کر لی اور بھیر و بنگاہ کو لشکر کے درمیان لے کر بار یچ کے راستہ سے دوبارہ ستی منگل کا رخ کیا۔

انگریزوں کی شکست

ان خونی جھڑپوں میں تین ماہ گزر گئے اور انگریزوں کا لشکر ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا پھرتا رہا۔تین ماہ بعد انگریزوں کی رسد اور غذائی سامان ختم ہو گیا اور روز بروز عسرت اور تنگدستی بڑھتی چلی گئی دوبارہ رسد اور ضروری سامان کے پہنچنے کی بھی کوئی صورت باقی نہیں رہی مجبوراً جنرل میڈس نے اپنے سارے لشکر کو لے کر ترچناپلی کا رخ کیا۔فاتح لشکر نے ستی منگل کے میدان میں اس کا راستہ روک لیا اور دوشمنوں سے اس کی فوج پر ایسا سخت حملہ کیا اور جاں نثاروں نے غیر معمولی جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا کہ منصف مزاج انگریز کمانڈر بھی غنیم کی اس بہادری پر عش عش کرنے لگے۔اس معرکہ میں انگریزوں کے بہت سے آدمی مارے گئے قریب تھا کہ ان کا لشکر پوری طرح تباہ و برباد ہو جاتا کہ خوش قسمتی سے رات کا سیاہ پردہ فریقین کے درمیان حائل ہو گیا اور دونوں لشکروں نے تلواریں میان میں کر لیں۔جنرل موصوف نے آگے بڑھنے میں خطرہ محسوس کر کے وہ رات اسی میدان میں بسر کی اور صبح تڑکے وہ اپنے لشکر کا بھاری سازو سامان اسی جگہ چھوڑ کر مشرق کی طرف کوچ کر گیا۔اس کے آگے بڑھتے ہی سلطانی قشون اور چھاپہ مار قزاق پھر اس کے لشکر کے گرد منڈلانے لگے۔تیروں اور گولیوں کی بارش کر کے انھوں نے بڑی جاں نثاری دکھائی اور اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔

برہان الدین کی شہادت

اس معرکہ میں سپہ سالار برہان الدین لشکر سلطانی کے ہراول کی کمان کر رہا تھا وہ میدان جنگ کے معائنہ اور زمین کے نشیب و فراز کے معائنہ کے لیے گھوڑے پر سوار چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک خشک نہر کی طرف جا نکلا اس نہر میں انگریز سپاہی کمین لگائے بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے غنیم کے سواروں کو قریب دیکھ کر اچانک فائرنگ کر دی ایک گولی اس بہادر سپہ سالار کی پیشانی کو توڑتی ہوئی نکل گئی اور اسی وقت سید برہان الدین نے شہادت کا جامۂ ارغوانی زیب تن کر لیا۔اس کے ہمراہی شہید کے لاشہ کو پالکی میں اٹھا کر حضور میں لے آئے اور اس سانحہ کی ساری تفصیل گوش گزار کی۔سید صاحب کی شہادت پر سلطان بہت متاثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان پر رقت سی طاری ہو گئی اور انھوں نے اس دن اپنی فوج کو جنگ سے روک دیا۔ اس موقع پر فوج کے سرداروں اور سپہداروں نے دشمن پر حملہ کر کے اس لڑائی کا قطعی فیصلہ کر دینے کے لیے بہت کچھ مشورہ دیا لیکن وہ سلطان کی رضامندی حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور حسرت و افسوس سے ہاتھ ملتے رہ گئے (کیونکہ یہ وقت ایسا تھا کہ دشمن پر اسی طرح لگاتار حملے ہوتے رہتے تو اس کا تباہ و تاراج ہو جانا لازمی اور یقینی تھا) جنرل میڈوس کو یہ مہلت بڑی غنیمت معلوم ہوئی۔ اس نے جب غنیم کو سست قدم دیکھا تو تیزی سے کوچ کرتے ہوئے اس خطرہ سے اپنی فوج کو نکال لے گیا اور ترچناپلی کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔

سلطان نے برہان الدین مرحوم کی فوج قمرالدین خاں کی سرکردگی میں دے دی اور اسے ستی منگل کے قلعہ کی تسخیر کے لیے رخصت کر کے خود بقیہ لشکر سمیت پائین گھاٹ کی طرف کوچ کر گئے اور [1]...... پالہ میں اپنی چھاؤنی لگا کر سوار فوج کو ترچناپلی کے مواضعات میں غارت گری کے لیے روانہ کر دیا۔

جنرل میڈوس نے کچھ عرصہ قلعہ ترچناپلی میں آسودگی سے گزارا اور پھر سمندر کے کنارے کنارے اپنے لشکر کو لے کر مدراس چلا گیا۔ سلطانی لشکر نے جنجی اور پرموکل گڑھ تک اس کا تعاقب کیا اور اس جگہ پہنچ کر رک گیا۔

قمرالدین خاں کی فوجکشی

قمرالدین خاں سلطان سے رخصت ہو کر ستی منگل پہنچا اور جاتے ہی اس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور گولہ باری کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں حصار کو منہدم کرا دیا اور فوج کو قلعہ پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ فوج حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھتی وہاں کے قلعدار نے رسد اور غلہ کی کمی اور سامان جنگ نہ ہونے کی وجہ سے ہتھیار ڈال دیے اور خان موصوف کے پاس اپنے نمائندہ کو بھیج کر صلح کر لی اور عہد و پیمان کے بعد قلعہ حوالہ کر دیا۔ قمرالدین خاں نے قلعہ کو اسلام آباد کے "آصف" کے حوالہ کر دیا اور اسیروں کو لے کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو گیا۔ اور حسب الحکم اسیر انگریز سرداروں کو دارالسلطنت پٹن روانہ کر دیا اور ان کے سپاہیوں کو لشکر کے حوالہ کر دیا گیا۔

جب جنرل میڈوس ناکام و نامراد مدراس پہنچ گیا تو سلطان نے سوار اور پیادہ دستوں کو پایان گھاٹ کے تعلقوں میں تخریبی کارروائیوں اور غارت گری کے لیے روانہ کیا چنانچہ قمرالدین خاں کوہ پرموکل گڑھ کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔

---

[1] پیش نظر متن میں جو نہایت خستہ حالت میں ہے اس جگہ صفحہ میں سوراخ پڑ گیا۔ اس مقام کا نام باقی نہیں رہا صرف ایک لفظ "پالہ" بدقت پڑھا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قلعہ کا حصار کافی عرصہ پہلے تمام کا تمام منہدم کر دیا گیا تھا۔ لیکن مدراس کے گورنر نے دوبارہ مٹی کا ایک حصار، برج اور فصیل سمیت بنوا لیا تھا اور ایک سردار کو جو پہلے کچھ عرصہ تک نواب مرحوم کی قید میں رہ چکا تھا دو سو کی ایک جمعیت کے ساتھ اس کی حفاظت کے لیے متعین کر دیا تھا۔ اس علاقہ کی غریب رعایا انگریزوں کے تھانہ پر بھروسہ کر کے اس پہاڑ پر پناہ گزین ہو گئی تھی۔ سلطانی لشکر جیسے ہی محاصرہ کے لیے آگے بڑھا قلعدار کے اوسان خطا ہو گئے اور سابقہ قید کی صعوبتیں اس کی نظروں کے سامنے پھر گئیں۔ چنانچہ وہ خوفزدہ ہو کر دردِ سر کا بہانہ کر کے اپنے حجرہ میں گھس کر بیٹھ گیا اور قلعداری کی ذمہ داریاں فوج کے صوبہ داروں کی صوابدید پر چھوڑ دیں۔ صوبیداروں نے ... جب جنگ کا اطمینان بخش ساز و سامان نہ پایا تو قلعدار کے حسب مرضی صلح کر لی اور قلعہ قمرالدین خاں کے سپرد کر دیا۔ پہاڑ پر جتنے لوگ پناہ لیے بیٹھے تھے سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی اثنا میں سلطانی توشک خانہ کا میر منشی کشن راؤ وہاں پہنچا اور اس نے ان بیچارے اسیروں پر جور و ستم کر کے ان سے دس ہزار روپیہ وصول کر لیے اور اسیر قلعدار کو مع اس کی فوج کے مدراس روانہ کر دیا۔ فاتح لشکریوں نے اس علاقہ میں ہر طرف یلغار کر کے بے شمار مال غنیمت جمع کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳

انگریزوں، مرہٹوں اور ناظم دکن کا گٹھ جوڑ

۱۲۰۶ھ - ۹۲-۱۷۹۱ء

انگریزوں کی عہد شکنی اور فوج کشی کے جواب میں سلطانی افواج نے کرناٹک پائین گھاٹ کے بیشتر علاقہ پر حملہ کر کے کاویری ندی کے پورے جنوبی خطہ کو تباہ و تاراج کر دیا تھا۔ جنرل میڈوس نے سلطانی لشکر کے سدباب کی پوری کوشش کر لی تھی لیکن غلہ اور سامان جنگ کی کمی کی وجہ سے مجبور ہو کر وہ مدراس میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے چپ چاپ بیٹھ گیا تھا۔

اس اثناء میں سلطان کے خبر رسانوں نے اطلاع دی کہ کلکتہ سے انگریزوں کا ایک اور جنرل لارڈ ارل کارن والس سپہ سالار افواج کمپنی پایان گھاٹ پر فوج کشی کے لیے پہنچ چکا ہے۔ اگر جلد ہی اس کی مدافعت نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ یہ سارا علاقہ جاں نثاروں کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

اس واقعہ سے کچھ ہی پہلے نواب نظام علی خاں نے اپنے دیوان مشیر الملک کی تجویز پر ابوالقاسم خاں شستری میر عالم کو نمائندہ بنا کر کلکتہ روانہ کیا تھا۔ اس نے کلکتہ جا کر کمپنی کے عہدہ داروں کو سلطنت خداداد کے خلاف فوجی کارروائی کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس سفارت خانہ کے جواب میں سپہ سالار کارنوالس نے ناظم حیدرآباد اور کارپرداز پونا کو خط لکھے کہ "تم دونوں باہم متحد و متفق ہو کر سلطان کے علاقہ پر فوج کشی کر کے بالا گھاٹ کے سارے علاقہ کو آپس میں تقسیم کر لو" سپہ سالار نے مدراس کے حکام کو بھی سامان جنگ اور ذخائر کی فراہمی کے احکام روانہ کر دیے اور سلطنت خداداد پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ ناظم حیدرآباد اور مرہٹے بھی جو پرائے ملک و مال کو ہڑپ کرنے کے لیے عرصہ سے تاک لگائے بیٹھے تھے سپہ سالار کی تجویز کے مطابق ایک دل اور ایک زبان ہو کر جنگ کی تیاریاں کرنے لگے۔

کرنل ریڈ سر کی خفیہ کارروائیاں

انگریز کمانداروں نے بڑے زور شور سے لڑائی کی تیاریاں کر لیں۔ انگریزوں کے محکمہ خبر رسانی کے افسر کرنل ریڈ سر کو آنبور گڑھ پر متعین کیا گیا تھا اس نے بڑی حکمت عملی، چرب زبانی اور پانی کی طرح روپیہ بہا کر ان تمام پالیگاروں کو جو نواب مرحوم اور سلطان ٹیپو کے ہاتھوں شکست کھا کر جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور کرناٹک پائین گھاٹ کے مواضعات میں پناہ گزین تھے۔ جیسے پالیگار کنگندی پالہ بھیری کودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لڑکے چک بالا پور کا پالیکار وینگٹ گیری کوٹہ کا پالیکار پدنا یسر جو چارگل میں مقیم تھا حاکم پنکنور ننگ رائل ان کے علاوہ، کھٹ، کمبز، بدن پلی آئی کل، انکس گیری اور چیل نائیک کے جلا وطن پالیکاروں کو اپنا موافق و معاون بنا لیا۔ اور ان سب کو رسد اور غلہ کی فراہمی کی شرط پر قولنامے عطا کیے اور لشکر کا ساز و سامان دے کر ان کو اپنے اپنے تعلقات پر لشکر کشی کی اجازت دے دی۔ ان پالیکاروں کو ہموار کرنے کے بعد کرنل ریڈ سر نے باوجود سلطنت خداداد کی سخت ناکہ بندی کی۔ کہ کوئی شخص ایک موضع سے دوسرے موضع تک وہاں کے حاکم اجازت کے بغیر نہیں جا سکتا تھا کافی رقم خرچ کر کے اپنے ہوشیار جاسوسوں اور عیار منشیوں کو تاجروں کے بھیس میں سرحد پار کرا دیا۔ اور ان کی معرفت سرکار خداداد کے چند سرداروں اور عہدداروں کو بھی دام تزویر میں پھانس لیا۔

انگریزوں کا جاسوس

کرنل ریڈ کا سب سے بڑا کارندہ سید امام تھا جو سلطان کے عہدہ داروں کو ورغلانے پر مامور کیا گیا تھا اس نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازمت اختیار کر لی تھی اور پٹن سے انگریزوں کے پاس خفیہ اطلاعات بھیجتا رہتا تھا اس نے بہت جلد دوسرے چند نمک حراموں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ نہ معلوم وہ اور کیا فتنے برپا کرتا کہ قدرت نے جلد ہی اس کی رسوائی کا سامان پیدا کر دیا اور خود اس کے پروردہ لڑکے نے اس کی سخت تادیب و سزا کے انتقام میں اس خفیہ خبر رسانی اور جاسوسی کا راز فاش کر دیا۔ چنانچہ بعض خیر خواہ عہدوار سید امام کو اس کے لڑکے سمیت گرفتار کر کے حضور میں لے آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سلطان نے عتاب آمیز لہجہ میں اس سے کہا کہ ہم کو پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو ہماری ملازمت کے بہانے مدراس کے فرنگیوں کے لیے جاسوسی کرتا رہا ہے اگر تو سارا معاملہ سچ سچ بیان کر دے تو تجھے جان کی امان دے دی جائے گی۔ اس نے جھوٹ سچ ملا کر ایک بیان لکھا اور اس میں چند سرداروں کے نام درج کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ ہیں جنھوں نے دغا و فریب کا یہ سارا کھیل کھیلا ہے اس کے بیان کے بموجب سلطان نے مذکورہ سرداروں کی تحقیقات کرائی اور جرم ثابت ہو جانے کے بعد پندرہ آدمیوں کو جن میں لال خاں بخشی پنکنور، میر نظر علی موکب دار اور اس کا بھائی اور اسمٰعیل خاں رسالدار وغیرہ شامل تھے جلادوں کے سپرد کر دیا۔ پھر سید امام سے جو مبینہ طور پر انگریزوں کا خفیہ نگار تھا، سلطان نے سوال کیا "تو نے ہمارا نمک کھا کر یہ نمک حرامی کی تو خود بتا تجھے کیا سزا دی جائے؟" اس نے سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ بس جلادوں کو حکم دیا گیا کہ "اس بزرگ زادہ کو بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا جائے" ۔ جلادوں نے اسے بھی حسب الحکم قتل کر دیا۔ انگریزوں کا ایک اور جاسوس امام الدین نامی بھی تھا جو اسی طرح خفیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاری پر مامور کیا گیا تھا وہ کولار اور نندی گڑھ کے "آصفیوں" کے ساتھ سازش کر کے اس علاقہ میں مقیم تھا جب اسے سید امام کی گرفتاری کی اور قتل کی اطلاع ملی تو وہ راتوں رات سانگڑھ کے تعلقہ کرنپات کی طرف نکل گیا۔ جاسوسی کے انکشاف اور سید امام کے قتل کے باوجود کرنل ریڈ اپنی زیر زمین خفیہ کارروائیوں سے باز نہ آیا اور برابر سلطنت خداداد میں نمک حرام غداروں کو پیدا کرنے کے لیے اپنی سی کوششیں کرتا رہا۔

کارنوالس کا اقدام

جب سپہ سالار کارنوالس کو لشکر کی تنظیم، سامانِ جنگ اور رسد کی فراہمی کے انتظامات مکمل ہو جانے کی اطلاع ملی تو بنگال کی پانچ ہزار فوج اور دو ہزار سولجروں کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کر کلکتہ سے مدراس پہنچ گیا اور ایک مہینہ بعد پوری تیاریاں کر کے چوبیس ہزار نشانہ بازوں، چھ ہزار سولجروں، تین ہزار ترپ کے سواروں کے ساتھ بالا گھاٹ کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور راستے ویلور آ کر کیمپ لگا دیا۔

ترپاتور کا سقوط

اس وقت ٹیپو سلطان ترداری کے مقام پر ٹھیرے ہوئے تھے اور پھلچری کے فرانسیسیوں سے گفت و شنید کر رہے تھے۔ اس اثنا میں جاسوسوں نے سپہ سالار کی آمد کی اطلاع دی۔ سلطان نے محمد خاں بخشی جانباز کو ایک بھاری جمعیت کے ساتھ انگریزوں کا راستہ روکنے کے لیے روانہ کیا۔ محمد خاں گھاٹ چنگم کو عبور کر کے ترپاتور پہنچا۔ ترپاتور کے قلعہ میں ایک سو انگریز مع اپنے سردار کے اور وینگٹ گیری پالیکا کے تین سو پیادے انکٹ ناٹر کی سرداری میں موجود تھے۔ محمد خاں بخشی نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ انگریز کماندار اور انکٹ ناٹر نے جوں توں کر کے رات گزاری اور سورج نکلنے سے پہلے آنبور گڑھ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ بخشی نے پہلے ہی آمدورفت کے سارے راستے روک رکھے تھے ان کے نکلتے ہی بہادر سواروں نے تعاقب کر کے کوہ جوادی پالر کے دامن میں ایک زبردست حملہ کر کے اس جمعیت کو تباہ و تاراج کر دیا اور انگریز کماندار اور ناٹر ندکور کو اسیر کر لیا۔

نواب نظام علی خاں نے بھی چالیس ہزار سواروں، بیس ہزار پیادوں کا لشکر لے کر اپنے امراء اور اپنے لڑکوں عالیجاہ اور سکندر جاہ کے ہمراہ حیدر آباد سے کوچ کیا اور پانگل میں آ کر پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے امراء کو ایک بڑی فوج دے کر سلطنتِ خداداد کے علاقوں پر حملہ کے لیے آگے بڑھایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسیوں کی پیش کش

انگریز سپہ سالار نے موکلی اور وبنگٹ گیری کا راستہ درست کر کے گھاٹ کو عبور کیا اور واموڑ، اگل کولار اور ہسکوٹہ میں اپنے تھانے قائم کر کے بنگلور سے تین کوس کے فاصلہ پر کشن راج پور میں آکر کیمپ لگا دیا۔ سلطان کو جب انگریزی فوج کے آنے کی خبر ملی تو وہ بھی یلغار کرتے ہوئے اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ واضح رہے کہ جب فرانسیسیوں نے انگریزوں کے حملہ اور بالا گھاٹ کے مضافات میں ان کی غارت گری کا حال سنا تو انھوں نے پورے خلوص کے ساتھ ارادہ کر لیا کہ اپنی ایک ہزار فوج کو کمک کے لیے سلطان کی سرکردگی میں دے دیں۔ لیکن بعض مصاحبوں نے جن پر سلطان کو بڑا اعتماد تھا خود غرضی اور بدخواہی کی نیت سے سلطان کو الٹی پٹی پڑھائی کہ "سلطان کی شان و شوکت اور فوجی طاقت اتنی بلند و مستحکم ہے کہ ہم کو فرانسیسیوں کی مدد کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ ان فرانسیسیوں نے کب کسی کے ساتھ وفاداری کی ہے اور کونسی حکومت ایسی ہے جو ان کی اعانت کی وجہ سے رونق پائی ہو۔ اس بے وفا قوم کا شرمندۂ احسان ہونا کیا ضروری ہے جب کہ دشمن کے لیے ہمارے بہادر ہی بہت کافی ہیں۔" ان سخن طرازوں نے الٹی سیدھی دلیلیں دے کر سلطان کو ایسا بہکایا کہ فرانسیسیوں کی مدد کو قبول کرنے پر راضی نہیں ہوئے اور صرف اپنی فوج لے کر طاقت ور حریف کے مقابلہ پر تیار ہو گئے اور اسی رات قزاقوں اور باندادوں کو انگریزی لشکر کے اطراف آتش زدگی اور لوٹ مار کے لیے متعین کر کے بنگلور کی طرف روانہ ہو گئے۔

بنگلور پر انگریزوں کا حملہ

دوسرے دن صبح انگریز سپہ سالار نے آگے کوچ کیا اور ہسور کے میدان میں آکر اپنا کیمپ لگا دیا۔ دوسرے دن پھر اس نے پیش قدمی کی اور بنگلور سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آکر پڑاؤ ڈال دیا۔ سلطان نے سید حمید سپہدار کو مع قشون قلعہ کی حفاظت کے لیے متعین کیا اور محمد خاں بخشی اور بہادر خاں کو جو پہلے کشن گیری کا فوجدار تھا قلعداری کی ذمہ داریاں سپرد کیں۔ شیخ انصر سپہدار کو بھی قلعہ کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا اور خود بقیہ لشکر کو لے کر آگے بڑھے اور تنکیری کے قریب لشکرگاہ قائم کر دی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ابھی خیمے کھڑے بھی نہیں ہوئے تھے جانوروں کی پشت پر سے سامان اتارا نہیں گیا تھا اور لشکر کے تمام سوار گھاس اور لکڑی کی تلاش میں منتشر ہو گئے تھے۔ سواری خاص کے اطراف جیش اور اسد اللہی رسالہ کے صرف تین چار قشون اور اصطبل خاص کے تین ہزار سوار رہ گئے تھے کہ انگریزی لشکر سے کرنل فلائیڈ نے اپنے ترپ کے تمام سواروں کے ساتھ آگے بڑھ کر سلطانی فرودگاہ پر حملہ کر دیا لیکن جیسے ہی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توپ خانہ کے سامنے پہنچا تو پچھوں اور قشون کے سرداروں نے مل کر حملہ آوروں پر گولہ باری اور آتش باری شروع کر دی۔ شاہی لشکر کے ایک نشانہ باز نے ایسا درست فائر کیا کہ گولی جنرل فلائیڈ کے جبڑے کو توڑتی ہوئی نکل گئی اس کے گرتے ہی رسالہ کے دوسرے سردار مقابلہ کی تاب نہ لا کر معرکہ گاہ سے نکل بھاگے بہادر سواروں نے سبقت کر کے تلواروں اور تیروں سے بھاگتے ہوؤں کو مار گرایا اور چار سو انگریز سواروں کو گھوڑوں سمیت گرفتار کر کے لے آئے جو جان بچا سکے گرتے پڑتے اپنے لشکر سے جا ملے۔

دوسرے دن کرنل مورس اور جنرل میڈوس نے ایک کثیر فوج کے ساتھ شہر بنگلور پر حملہ کر دیا۔ دونوں طرف سے ہزارہا آدمی اس حشر خیز معرکہ میں اپنی جان سے گزر گئے۔ آخر کار میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا اور انھوں نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر کو لوٹ کر کافی مال و متاع، زر و جواہر غنیمت میں حاصل کر لیے۔ بنگلور سے انگریزوں کو اتنا مال اور روپیہ ملا کہ ان کے لشکر کی عسرت چشم زدن میں ختم ہو گئی۔ اس لڑائی میں کرنل مورس تیروں اور گولیوں کا نشانہ بن کر جہنم رسید ہو گیا۔ عجب خدا کی شان ہے کہ نواب مرحوم کے عہد میں کسی کی مجال نہیں تھی کہ بنگلور والوں کو پرکاہ کے برابر بھی نقصان پہنچا سکے لیکن زمانہ کی نیرنگی نے یہ بھی دکھایا کہ ان کا مال و اسباب کھلے بندوں لوٹ لیا گیا اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں رہا۔

قلعہ بنگلور کا انخلاء

شہر پر قبضہ کے بعد انگریزوں نے اطراف میں جھاڑی دار مورچہ بندی کر لی اور خندقیں کھدوا لیں اور دو ہفتہ تک وہ مسلسل قلعہ بنگلور کے حصار کو منہدم کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ سلطان کے حکم سے قمرالدین خاں لیسوان کوڑی کے قریب لشکر لیے ٹھیرا رہا اور قلعہ والوں کی ممکنہ مدد کرتا رہا۔ جب انگریزی فوج کی گولہ باری سے قلعہ کا حصار گر گیا تو سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دے دیا اور کشن راؤ نے قلعہ میں پہنچ کر تمام مال و اسباب، توپ خانہ، خزانہ، غلہ وغیرہ دارالسلطنت روانہ کر دیا صرف ایک قشون اور دو ہزار پیادہ فوج کو مع اسلحہ قلعہ کے انتظام کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

کشن راؤ کی غداری

اس وقت بعض ہمراہیوں نے مشورہ دیا کہ قلعہ کو موسیو لالی فرانسیسی کی حفاظت میں چھوڑ دیا جائے نواب قمرالدین خاں اور نواب سید صاحب کو ایک بڑی فوج دے کر انگریزی فوج پر حملہ کرنے کے لیے متعین کیا جائے اور خود سلطان مغلوں اور مرہٹوں کے مقابلہ پر روانہ ہوں۔ اس تجویز کے مطابق فرانسیسی دستہ قلعہ کی حفاظت کے لیے لشکر گاہ سے رخصت ہو کر تالاب تک پہنچا تھا کہ کشن راؤ اور دوسرے بعض ملازمین نے غداری کر کے انگریزی فوج کے ہرکاروں کو جنھیں وہ نوکروں کے بھیس میں اپنے ساتھ رکھے ہوئے تھے

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کر دیا۔ ہرکاروں نے مورچہ بند انگریزی فوج کو خبر پہنچا دی کہ قلعہ پر حملہ کا بس یہی موقع ہے اس خبر کو پہنچانے کے بعد کشن راؤ قلعہ سے باہر نکل آیا اور مذکورہ تالاب کے بند پر موسیو لالی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور اسے ادھر ادھر کی باتوں میں کچھ دیر تک مشغول رکھا ادھر جیسے ہی مورچہ بند غنیم کو اشارہ ملا انھوں نے اسی وقت اپنے لشکر کو تیار کر کے دو گھڑی رات گزرنے پر سنگل دروازہ کی خندق کی طرف سے یکبارگی حملہ کر دیا۔ اس وقت سید حمید سپہدار اور دوسرے قلعداروں کے پاس بجز چند محافظوں کے اور کوئی نہیں تھا کیونکہ بقیہ لوگ اس خانہ خراب کے کہنے پر پکانے اور کھانے میں مشغول ہو گئے تھے۔ قلعداروں اور سپہداروں نے باوجود اس قدر قلیل جمعیت کے حملہ آوروں پر نہایت دلیری کے ساتھ حملہ کیا اور انھیں مار مار کر دروازہ کے سامنے سے لوٹا دیا۔ انگریزوں نے پسپا ہونے کے بعد دوبارہ ایک زبردست حملہ کیا اور قلعہ میں فوج کے جمع ہونے تک برج اور فصیل پر چڑھ آئے۔ سید حمید سپہدار نے اس وقت بغیر جمعیت کے وہاں ٹھیرے رہنا مناسب نہ جانا اور وہ قلعہ سے نکل کر لشکر میں آ گیا۔ دونوں قلعداروں نے دروازہ کے سامنے دلیری کے ساتھ جم کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور اپنے چالیس پچاس بہادروں اور شیخ بڈھن رسالدار کے ساتھ شہید ہو گئے اور شیخ النصر سپہدار اور قلعہ کے نائیک بھی اسیر ہو گئے۔ بقیہ محصورین کو مع اہل وعیال، سازوسامان اور نقد روپیہ سمیت انگریزی فوج نے گرفتار کر لیا اور ان کی عورتوں کے ناموس پر بھی ان وحشیوں نے دست درازی کی۔

اس حملہ کے وقت سلطان اگرچہ مع لشکر تیار اور مستعد تھے لیکن کچھ سوچ کر رکے رہے۔ قمر الدین خاں اور سید صاحب نے انگریزوں پر حملہ کرنے کے لیے اصرار بھی کیا لیکن سلطان نے یہ کہہ کر انھیں روک دیا کہ "اب وقت ہاتھ سے نکل گیا اپنی فوج کو ہرگز پراگندہ نہ کرو آیندہ ان سے نپٹ لیا جائے گا" قلعہ پر انگریزوں کے قبضہ کر لینے کے بعد شاہی لشکر نے وہاں سے کوچ کر کے ماکڑی کے جنگل کے مقابل پڑاؤ ڈال دیا۔

انگریزوں کی پیش قدمی

تین چار دن بعد انگریز سپہ سالار کارنوالس دو تین ہزار نشانہ بازوں، چھ سو سولجروں کو قلعہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر مویشی اور غلہ حاصل کرنے کے لیے بلونکر کے راستہ سے روانہ ہوا۔ واضح رہے کہ شمالی علاقہ یعنی چک بالا پور، پنکنور، ماگیت، اکمیز، مدن پلی کے پالیگاروں نے اپنے موروثی قریوں اور قصبوں اور قلعوں پر سلطانی قلعداروں سے جنگ یا صلح کر کے قبضہ کر لیا تھا اور انگریزوں سے قرارداد کے مطابق ان کے لیے رسد اور مویشی جمع کر رکھے تھے۔ سپہ سالار ان سے مطلوبہ سامان لینے کے لیے ہی قلعہ سے روانہ ہوا تھا۔

اس دن قمر الدین خاں نے اپنی فوج کے ساتھ انگریزی لشکر کا راستہ روکنے کی کوشش کی اور قزاقوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی اس کے عقب پر حملہ کر کے ان کے بھیر کو متفرق و پریشان کر دیا اور کافی مال و اسباب لوٹ لائے اور بڑی کوشش کی کہ دشمن کو گھیر کر شکست دے دیں لیکن فتح و کامرانی نے ان دنوں اپنا رخ پھیر لیا تھا اس لیے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ اور ان کو مجبوراً میدان سے ہٹنا پڑا۔

انگریزوں نے اس دن اسی جگہ قیام کیا اور دوسرے دن وہ آگے کے لیے روانہ ہوئے اور یوسف آباد عرف ویلون پلی کے قریب جا کر کیمپ لگا دیا اور ایک سردار کو کچھ فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ یوسف آباد کے قلعدار نے بغیر لڑے ہی صلح کر لی۔ قلعہ میں جتنے ذخائر اور غلہ تھا وہ انگریزوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اپنی فوج میں تقسیم کرا دیا۔ دو دن بعد سپہ سالار کی فوج کے وہاں سے کوچ کر کے بالاپور خورد کے قلعہ کے قریب پہنچ گئی۔ وہاں کا قلعدار انگریزی فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی سلطان کے حسب الحکم قلعہ خالی کر کے اپنے تمام پیادوں اور نائیکوں کے ساتھ مع سامان جنگ کوہ نندی پر چلا گیا تھا۔ انگریزوں کا ہراول بلا مزاحمت قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں قبضہ کر کے جو کچھ ذخائر رہ گئے تھے اٹھوا لیے۔ سپہ سالار نے بالاپور خورد کا قلعہ مع مضافات وہاں کے قدیم راج کے وارث رام سامی کوڑہ کو ایک لاکھ روپیہ نذرانہ کے معاہدہ پر حوالہ کر دیا اور وہاں سے انباجی درگ کی طرف کوچ کیا ایک مدت ... بعد کوڑہ خاندان کے نصیب پھرے تھے اور ان کا دار السلطنت ان کے قبضہ میں آگیا تھا چنانچہ رام سامی ایک اچھی گھڑی دیکھ کر قلعہ میں داخل ہوا اور مبارک سلامت کی رسومات اور نذر و نیاز کے شگون پورے کرنے کے بعد اس نے چھ سو پیادوں کو اپنے ایک وفادار ہمراہی کی سرکردگی میں دے کر قلعہ میں اپنا تھانہ قائم کر دیا اور خود ملکا فی کنڈہ کی طرف جو ایک گھنے جنگل میں تھا چلا گیا۔

انگریزوں کا تعاقب

ٹیپو سلطان نے انگپ نائیڑ اور انگریز کمانڈر کو جو تربا نور کے قلعہ میں اسیر ہو گئے تھے جلادوں کے سپرد کر دیا ان کے علاوہ نائب صوبہ ارکاٹ اچنا پنڈت کے بھانجے جوگی پنڈت کو بھی جو سلطان کی فرمانروائی کے عہد میں بڑے اونچے مناصب پر ترقی کر گیا تھا اسے راجہ رام چندر کا خطاب بھی دیا گیا تھا اور وہ بنگلور کے تعلقات کی سررشتہ داری پر مامور تھا اس نے چونکہ سلطانی احکام سے سرتابی کی تھی اور غنیم سے ساز باز کر رکھی تھی جلادوں کے حوالے کر دیا۔ اس وقت ہرپن پلی اور رمائے درگ کے پالیکار بھی قید میں تھے اور پالیکاروں کے نام ہی سے سلطان کا غیض و غضب بھڑک اٹھتا تھا۔ یہ دونوں پالیکار بھی انہی دنوں قتل کرا دیے گئے۔ ان سزاؤں کے بعد سلطان نے کشن راؤ کو دار السلطنت کے بندوبست اور لشکر کے اخراجات کے لیے خزانہ روانہ کرنے کے لیے پٹن کی طرف رخصت کیا اور خود پورے لاؤ لشکر کے ساتھ انگریزی فوج کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور بالاپور خورد پہنچ گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب لشکر شاہی سامنے سے نمودار ہوا تو قلعہ والے جہالت و نادانی کی وجہ سے جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ اور نقارے بجانے لگے۔ امرائے لشکر نے تھوڑی سی جدوجہد کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا اور محصورین کو مقتول ومجروح کر کے ان کا تھانہ اٹھا دیا اس موقع پر غنیم کے تین سو پیادوں نے اکٹھا ہو کر بڑی دلاوری کا ثبوت دیا اور تقریباً دو ہزار سلطانی سپاہ کو شہید کر دیا۔ آخر کار بے بس ہو کر زندہ گرفتار ہو گئے۔ جلادوں نے حسب الحکم کلہاڑوں اور چھروں سے ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر زندہ تڑپتا ہوا چھوڑ دیا۔ یہاں سے سلطان نے کوچ کر کے سلکنڈہ کے قریب مقام فرمایا۔

انگریز سپہ سالار نے اس اثنا میں اپناجی درگ کے قلعہ کو وہاں کے قلعدار محمد خاں لوڑ کا سے چھین کر اس کا حصار منہدم کرا دیا اور دو تین دن وہاں ٹھیرا رہا۔ اس مقام پر مذکورہ پالیکاروں نے حسب قرارداد غلہ، مویشی اور سامان رسد اس کے پاس پہنچا دیا۔ رسد حاصل کرنے کے بعد انگریزی فوج آگے روانہ ہو گئی اور مودک ملا کی حدود میں جا کر ٹھیر گئی یہاں حیدرآباد کے مشیر الملک کا دیوان بہرامل اور اسد علی خاں پانچ ہزار مغل سواروں کے ساتھ آ کر انگریزی لشکر میں شامل ہو گئے۔ سپہ سالار نے دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے چنتامنی، موڑ وکل کے راستہ سے نیکٹ گیری جا کر کیمپ لگا دیا۔

سلطان بھی اس جانب روانگی کے لیے تیار تھے کہ ایک جاسوس سیاہ لباس میں دارالسلطنت پٹن سے سلطان کی والدہ کا پرچہ لے کر حاضر ہوا اور خلوت میں عرض کیا کہ بدبخت کشن راؤ نے بعض نمک حراموں کے ساتھ مل کر ایک سازش تیار کر رکھی ہے۔ ممکن ہے کہ دارالسلطنت میں اب تک اس نے کوئی نہ کوئی فتنہ برپا کر دیا ہو۔ اس نے بھی کھنڈی راؤ کے نقش قدم پر چل کر بمبئی سے انگریزوں کے لشکر کو طلب کر لیا ہے۔ ملکۂ عالیہ اس صورت حال کے معلوم ہونے پر زندگی سے مایوس ہو گئی ہیں۔ اس تشویشناک اطلاع کے سنتے ہی سلطان نے سید صاحب کو لشکر کے ساتھ دارالسلطنت کے بندوبست کے لیے فوراً روانہ کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۷

مغلوں اور مرہٹوں کا حملہ

۱۲۰۶ھ - ۹۲-۱۷۹۱ء

سید صاحب سلطان سے رخصت ہو کر باکری کے جنگل اور انزی درگ کے راستہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور دو پہر رات کو وہ دار السلطنت پٹن پہنچ گیا اور لشکر کو دریا کے اس کنارے ہی چھوڑ کر اپنے چند ہمراہیوں اور چار پانچ سو سواروں کو لے کر وہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے ہی قلعہ کے دروازہ پر پہنچ گیا اور دربانوں کو دروازہ کھولنے کے لیے آواز دی۔ اسد خاں رسالدار دروازہ کی نگہبانی کے لیے متعین تھا وہ سید صاحب کے پہنچنے سے نہایت خوش ہو گیا اور دروازہ کے دریچے کھول دیے نواب نے قلعہ میں داخل ہو کر اپنے سواروں کو دفاتر اور اہم مقامات پر مامور کر دیا اور سلطان کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا اور اسی وقت کچہری میں اجلاس منعقد کرایا۔ قلعدار دار السلطنت نے جو کشن راؤ کی سازش میں شریک ہو گیا تھا جب دیکھا کہ اب بھید چھپ نہیں سکتا تو دوڑتے ہوئے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور زنار دار کی باغیانہ حرکتوں کی شکایت کر کے اپنی خیر خواہی جتلانے اور اس کی گرفتاری پر اصرار کرنے لگا۔

کشن راؤ کا عبرتناک انجام

سید صاحب نے کشن راؤ کو حاضر کرنے کے لیے ایک چوبدار کو روانہ کیا۔ اس بد کردار نے اپنا انجام خراب ہوتا ہوا دیکھ کر جواب کہلوایا کہ "صاحب مجھ پر حکم چلانا کیا ضروری ہے مجھے آخر تم سے کیا واسطہ" سید صاحب کو اس جواب پر طیش آ گیا اور سپاہیوں کو اس کے پکڑ لانے کا حکم دے دیا۔ سپاہی حسب الحکم اس کے گھر میں گھس گئے اور حجرہ کو جسے اس نے مضبوطی سے بند کر رکھا تھا توڑ کر اسے تیر اور تلوار سے چھید کر دیا اور اس کی لاش بازار میں پھنکوا دی اور گھر کو لوٹ کر سارا مال متاع بحق سرکار ضبط کر لیا۔ اپنے آخر وقت میں اس جہنمی نے کہا "میں نے جو آگ لگا دی ہے اسے سلطان زندگی بھر بجھا نہ سکیں گے"۔ یہ اس نے کچھ غلط نہیں کہا تھا ایسا ہی ہوا جیسا کہ وہ مردود کہہ گیا تھا — اس کی بیوی بڑی حیا دار اور سلطان کی وفادار تھی اس نے خود پیغام بھیج کر سلطان کی والدہ کی خدمت میں رہنے کی خواہش کی اور ان کی وساطت سے حرم سرائے سلطانی میں داخل ہو گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ جب اس بدبخت زنار دار نے سلطان کی عنایات اور سلوک کو فراموش کر کے باغیانہ رویہ اختیار کیا اور سلطان کی خانہ بربادی کی سازش کرنے لگا تو اس کی پاک باطن بیوی اپنے شوہر کے ارادوں سے آگاہ ہو کر اس سے نفرت کرنے لگی اور بختاور نامی دایہ کے ذریعہ اس نے سلطان کی والدہ کو اس کی حرکتوں سے مطلع کر دیا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سلطان نے زنار دار کے قتل کے بعد اس کی عورت پر ظلم کر کے حرم سرا میں زبردستی داخل کر لیا تھا وہ صریحاً بہتان باندھتے اور بے بنیاد تہمت لگاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے شوہر کے قتل کے بعد حرم سرا میں داخل ہوتے پر راضی نہ ہوتی تو وہاں سے کسی نہ کسی طرح بھاگ جاتی یا کسی حیلہ سے اپنی جان دے دیتی۔ قطع نظر اس کے پکڑ دھکڑ کے وقت بہرحال وہ کوئی نہ کوئی مزاحمت یا خودکشی کر سکتی تھی۔

قمر الدین خاں کے چھاپے

ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے لشکر پر چھاپے مارنے کے لیے دس ہزار سواروں کو قمر الدین خاں کی سرکردگی میں مامور کر دیا اور خود دار السلطنت لوٹ آئے۔

انگریز سپہ سالار دسے تین دن بعد بنجاروں، لمباڑوں اور بیل کی جوڑیوں کو آمبور گڑھ روانہ کر کے وہاں سے بھی ذخائر غلہ، روٹیاں اور دوسرا ضروری سامان گولی بارود طلب کیا اور بید منگل اور مالور کے راستہ سے بنگلور چلا گیا۔

قمر الدین خاں نے اپنے قزاقوں کو مغل لشکریوں کے لباس میں انگریزی لشکر کی طرف روانہ کیا یہ کسی نہ کسی طرح غنیم کے چنداول میں جو مغل سواروں اور انگریز سواروں کے دو ترپ پر مشتمل تھا جا کر شامل ہو گئے۔ اور رات میں ان کے ساتھ ہی سو گئے اور موقع پا کر غلہ سے لدے ہوئے پانچ ہزار بیل اور دو سو مغل سواروں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ اسی طرح روزانہ سلحدار، قزاق، دکنی اور افغانی سپاہیوں نے انگریزوں اور مغلوں کے لشکر پر چھاپے مار مار کر غنیم کے کئی آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور لشکر تک رسد، غلہ اور آدمیوں کے پہنچنے کے سارے راستے اس طرح مسدود کر دیے .... کہ غنیم کے کسی آدمی کو دن ہو یا رات لشکر گاہ سے باہر قدم نکالنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اور جب بھی ان کی دشمن کے آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی تو وہ ایسی بہادری سے جم کر لڑتے کہ غنیم کا یہ غرور کہ "ٹیپو سلطان میں اب ہم سے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی" بہت جلد خوف و ہراس میں تبدیل ہو گیا۔

ناظم حیدر آباد کی فوج کشی

انگریزوں کی فوج کو اس ہراسانی میں چھوڑ کر ہم نواب نظام علی خاں اور مرہٹوں کی طرف رجوع کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد ہوگا۔ ناظم حیدرآباد نے پانگل میں اپنی لشکر گاہ قائم کرکے اپنے امراء کو ممالک محروسہ مملکت خداداد کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تھا چنانچہ مغل فوج کا سردار ملک عیسیٰ خاں میراں یار جنگ نے حملہ کرکے قلعہ گنجی کوٹہ، تار پتھری اور تاڈمری وغیرہ پر چند ماہ کی مدت میں قبضہ کرلیا تھا اور اس اسلامی مملکت کی چند آبادیوں کو غارت گری اور لوٹ مار کرکے زمین دوز کردیا اور اس طرح اپنے لیے دوزخ میں قبل از قبل ٹھکانہ بنا لیا۔

مغل افواج کا دوسرا امیر حافظ فرید الدین خاں مؤید الدولہ بھی ایک بھاری لشکر سے کرگتی کی طرف حملہ آور ہوا وہاں کے فوجدار قطب الدین خاں دولت زئی نے اپنی جمعیت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اتفاق سے لڑائی کے پہلے دن فوجدار کو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور وہ قلعہ میں لوٹ گیا دوسرے دن اس نے مخالفوں کے آگے صف بندی کرکے ان کو زیر کرنے کا پورا اہتمام کرلیا تھا لیکن اسی اثنا میں اسے سلطان نے طلب کرلیا اور وہ مع اپنی فوج دارالسلطنت پٹن چلا گیا۔ قلعہ میں جو محافظ فوج رہ گئی تھی وہ الٹنہ دشمن کے مقابلہ میں پامردی سے جمی رہی مغل سردار نے جب کوہ فیض حصار عرف گتی کو جلد فتح کرلینے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو مضافات میں لوٹ مار کرکے کڑپہ کی طرف چلا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں شہر کڑپہ اور قلعہ سدوٹ کا محاصرہ کرلیا۔ رسد اور ذخیرہ کی کمی کی وجہ سے محصورین نے جلد ہی ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ پر مغل فوج نے قبضہ کرلیا وہاں سے حافظ فرید الدین چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیادہ اور دس قلعہ شکن توپیں لے کر گرم کنڈہ کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوا وہاں پہنچ کر اس نے قلعہ کو فتح کرنے میں بڑی کوششیں کیں کئی ایک حملے کیے اور قلعہ والوں کو فریب میں لانے کے لیے بارہا خطوط اور پیامات بھی روانہ کیے لیکن وہاں کا قلعدار کسی وسوسہ اور تشویش میں مبتلا نہیں ہوا اور اس نے گولہ باری اور آتش باری کرکے حملہ آوروں کے دانت کھٹے کردیے۔

مرہٹوں کی فتوحات

مغل فوج کو اسی تگ و دو میں چھوڑ کر ہم اس معرکہ کے تیسرے فریق مرہٹوں کا حال بھی بیان کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔ مرہٹہ سردار سرگروہ پونا سے رخصت ہو کر اپنی سرحد سے متصل قلعوں کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اپنی جوق در جوق فوج کو چاروں طرف تاخت و تاراج کے لیے پھیلا دیا۔ یہ سرام بھاؤ ناظم مرچ لے اس جانب کے قلعوں میں سے چند پر حملہ کرکے اور چند کو مصالحت کے راستہ سے فتح کرلیا اور ان کو اپنے علاقہ میں شامل کرلیا۔ اس علاقہ کے فوجدار بدر الزمان خاں نے مرہٹوں کے مقابلہ کے لیے دھارواڑ کے قلعہ کو ذخیرہ بندی کرکے اور سامان حرب مہیا کرکے مستحکم کرلیا تھا اور وہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ مرہٹوں نے بارہا ہجوم کرکے قلعہ پر سخت حملے کیے لیکن محصورین نے تیر، اینٹ، پتھر، گولیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برسا برسا کر ان کا منہ پھیر دیا اور ایک کثیر تعداد کو حصار کے نیچے جہنم رسید کر دیا۔ غرض بدرالزمان خاں نے برابر دس مہینوں تک نہایت پامردی اور بہادری سے حملہ آوروں کو روکے رکھا۔ دس مہینے بعد قلعہ میں گولی بارود کے ذخیرے جب بالکل ہی ختم ہو گئے تو اس نے مجبور ہو کر عہد و پیمان کر کے قلعہ غنیم کے حوالے کر دیا اور دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ایک جگہ محبوس ہو کر اپنے اسیر ہونے کا اعلان کر دیا۔ کم ظرف مرہٹوں نے اپنی شقاوت قلبی کے مطابق کارپردازاں کو ہدایت کی کہ خاں کو طوق و زنجیر میں جکڑ کر پونا روانہ کر دیا جائے۔ اتفاق سے ان کے اس ارادے کی بدرالزمان خاں کو بھی اطلاع ہو گئی اس نے ان بدبختوں کے عہد و پیمان پر لعنت بھیجی اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر وہ دلیرانہ باہر نکل آیا اور نگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ مرہٹے حشرات الارض کی طرح اس جمعیت کے چاروں طرف پھیل گئے اور اسے گھیر کر تیروں اور تلواروں کی زد پر رکھ لیا۔ مسلمانوں نے بڑی دلیری سے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ہزاروں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا آخر کار دشمن کی کثرت تعداد کی وجہ سے ان کو مغلوب ہونا پڑا۔ بہادر بدرالزمان خاں زخموں سے چور اسیر کر لیا گیا اسے مرہٹوں نے کوہ نرگونڈہ پہنچا دیا اور اسکی ساری جمعیت مرہٹوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گئی۔ دھارواڑ پر قبضہ کے بعد اس ضلع کے تمام قصبے اور قریے بت پرستی کا گہوارہ بن گئے اور بجائے دعا سلام کے "رام رام" کا رواج ہو گیا۔

ہری پنت پھڑکیہ مرہٹہ سردار نے ساوَنور کے راستہ سے فوج کشی کی ہرپن پلی پر پہنچ کر اس نے وہاں کے قدیم پالیگار سوم شنکر کو جو اس کے ہمراہ تھا اس کی موروثی گدی پر بٹھایا اور وہاں سے آگے بڑھ کر صوبہ سرا پر قبضہ کر لیا۔

چیتل درگ کا معرکہ

پرسرام ناظم مرہٹہ نے دھارواڑ، دانکولہ، مرجان اور ساوَنور وغیرہ کے بند و بست سے فارغ ہونے کے بعد چیتل درگ پر حملہ کیا اور وہاں کے قلعدار دولت خاں کو نوشتہ بھیج کر کہلوایا کہ "اگر تم بغیر لڑے قلعہ ہمارے سپرد کر دو تو تم کو چار لاکھ روپیہ جاگیر عطا کی جائے گی اور تمہارے مال و متاع سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔" دولت خاں سلطنت خداداد کا وفادار خادم تھا اور دل ہی دل میں دشمنوں کو نیچا دکھانے کا منصوبہ باندھے ہوئے تھا اس نے دکھاوے کے لیے اس پیش کش کو قبول کر لیا اور جواب دیا کہ رات کے وقت میں خود تمہارے پاس آکر بالمشافہ گفتگو کروں گا۔ ناظم مرہٹہ اس بات سے نہایت خوش اور مطمئن ہو گیا اور مقررہ وقت کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات ہوئی تو دولت خاں دو اسداللہی رسالوں اور ایک ہزار بہادر پیادوں کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا اور پرسرام کے خیمہ تک پہنچنے کا ارادہ کر کے سیدھے اس کے لشکر کا رخ کیا جب وہ مع اپنی جمعیت مرہٹوں کے لشکر کے درمیان پہنچ گیا تو اس کے ایک بندوقچی نے جو شراب پیئے ہوئے حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشہ میں تھا بندوق چلادی۔ دولت خاں نے غصہ کا مظاہرہ کر کے اس کو اسی جگہ قتل کرادیا۔ لیکن غنیم کا سارا لشکر بندوق کی آواز سے بھڑک کر جنگ کے لیے مستعد ہو گیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر دولت خاں نے مزید تاخیر مناسب نہیں سمجھی اور مرہٹوں پر نہایت دلیری کے ساتھ شمشیر بکف حملہ کر دیا۔ اس نے اور اس کے سپاہیوں نے چشم زدن میں ان مغروروں کے کشتوں کے پشتے لگا دیے یہاں تک کہ دشمن کا سارا لشکر تہہ و بالا منفرق و منتشر ہو گیا۔ اور پر اسرام ناظم مرزح اپنے سرداروں کے ساتھ جان بچا کر صوبہ سرا کی طرف بھاگ نکلا۔ اس بہادر نے اپنے زور بازو سے دشمنوں کو شکست دے کر بھگا دینے کے بعد مرہٹوں کے سارے ساز و سامان جھنڈے، خیمے، زین، نمدے، سامان حرب اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور قلعہ میں لوٹ گیا۔

ناظم مرزح چنیل درگ سے شکست کھا کر سرا پہنچا اور فوراً ہی وہاں سے کوہ مدگیری کی طرف چلا گیا اور اپنے بھانجے مادھوراؤ کو اس پہاڑ کی تسخیر پر مقرر کر کے خود کافی سامان رسد اور غلوں کے ساتھ انگریزی لشکر سے الحاق کے ارادہ سے کوچ کر گیا۔

انگریز پٹن کی طرف

انگریز سپہ سالار کارنوالس پندرہ بیس دن تک تو سامان رسد اور آئندہ جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہا جب سارا ساز و سامان مکمل ہو گیا تو اس نے بردی اور چن پٹن کے راستہ سے دارالسلطنت سرنگا پٹن کی طرف پیش قدمی کی۔ قمرالدین خاں اپنے پیادوں اور چھاپہ مار سواروں کے ساتھ ماکڑی درگ کے جنگل میں گھات لگائے بیٹھا تھا ان لوگوں نے ہر رات انگریزوں کے لشکر پر چھاپہ مار کر پانچ سو ساتھ بنجاروں کو غلہ سے لدے ہوئے بیلوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ یہ چھاپہ مار دستے غلہ و رسد لے جانے والے سپاہیوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے ناک کان کاٹتے رہے، کیونکہ جو کوئی دشمن کی ناک لے کر آتا اسے ایک ہون اور جو کان لے کر آتا ایک پرتاپ (نصف ہون) اور جو غلہ سے بھرا ہوا بیل لے کر آتا اسے پانچ روپیہ اور غنیم کے لشکر سے گھوڑا اڑانے والوں کو دو ہون قمرالدین خاں کی طرف سے انعام میں ملتے تھے چنانچہ رات دن قزاق حملہ آور لشکر کے اطراف منڈلاتے رہتے اور ان کو کافی نقصان پہنچاتے رہتے اور بارہا غنیم کے بھیر کو منتشر و پراگندہ کر دیا اور کافی تعداد میں لدے ہوئے بیل ہنکا کر لے آئے یہاں تک کہ انگریزی فوج جب کریکٹ کے قریب پہنچی تو غلہ اور رسد کی معمولی مقدار کے سوا اس کے پاس کوئی ذخیرہ باقی نہیں رہا۔

سرنگا پٹن کا محاصرہ

جس وقت انگریز پٹن کے سامنے پہنچے تو بارش کا موسم پورے جوش پر آگیا تھا اور سخت بارش ہونے لگی تھی دریائے کاویری میں بھی طغیانی آچکی تھی اور ان کے آنے سے پہلے ہی سلطان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب الحکم لشکر نے چار یا پانچ خندقیں کھود کر مورچے بنا لیے تھے اور توپیں نصب کر کے بندوقچیوں کو مامور کر لیا تھا۔

انگریز سپہ سالار نے پہنچتے ہی صبح ہونے سے پہلے دو خندقوں کو عبور کر لیا وہاں سے جنرل میڈوس نے بھاری جمعیت کے ساتھ کریم گٹ کی پہاڑی پر حملہ کیا وہاں سید حمید سپہدار دشمن کے استقبال کے لیے موجود تھا اس نے پہاڑی پر سے ایسی سخت گولہ باری اور بندوقوں سے فائرنگ کی کہ حملہ آوروں کی جمعیت بری طرح پراگندہ ہو گئی۔ انگریز نے اس پہاڑی کو سر کرنے کے لیے اپنا پورا زور لگا دیا لیکن اپنے ہزاروں سپاہیوں کی جانیں تلف کرانے کے بعد ان کو ناکام و نامراد واپس ہی لوٹنا پڑا۔

اسی اثنا میں سولجروں کے دو رسالوں نے حسن خاں خلیل سپہدار کے مورچوں پر حملہ کیا جو اس پہاڑی اور قلعہ کے درمیان متعین تھا۔ وہ بہادر پہلے تو دور ہی سے توپ اندازی کرتا رہا اور جب دشمن قریب پہنچ گیا تو اپنی جمعیت کی صف بندی کر کے حملہ آوروں پر یکبارگی ٹوٹ پڑا۔ اس موقع پر بندوقوں، سنگینوں اور تلواروں کی ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی جس میں حسن خاں زخمی ہو کر دشمن کے ہاتھوں اسیر ہو گیا۔ اس کے ہمراہی برابر مقابلہ کرتے رہے اور تقریباً سب کے سب اسی جگہ شہید ہو گئے۔

انگریزوں کی پریشانی

غرض انگریز سپہ سالار برابر پندرہ بیس دن تک قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیے بڑے شدومد سے جدوجہد کرتا رہا لیکن اس کی یہ ساری کوششیں رائیگاں گئیں اور اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اس درمیان میں اس کے لشکر میں رسد اور غلہ کا سخت کال پڑ گیا اور ہر طرف سے "بھوک بھوک" کی فریاد اٹھنے لگی۔ گھاس اور لکڑی کا معاملہ تو الگ رہا چاولوں کے صرف ایک آثار کا نرخ چار روپیہ ہو گیا تھا اس پر بھی وہ چاول کسی کے دیکھنے میں نہیں آتے تھے خشخاش بہ نرخ یعنی راگی کا آٹا تین روپیہ میں ایک آثار، گائے کا گھی آٹھ روپیہ میں، مرغ کا ایک چوزہ ایک ہون میں سستا سمجھا جاتا تھا اور بعض وقت یہ بھی نصیب نہ ہوتا تھا۔ انگریزوں کو جب فاقہ کی تاب نہیں رہی تو توپیں کھینچنے والے بیلوں کو وہ بھون کر چٹ کر گئے۔

جب انگریز سپہ سالار کارنوالس نے اپنے لشکریوں کا یہ برا حال دیکھا تو وہ بدحواس ہو گیا اسی اثنا میں اسے ملیوار سے آنے والی رسد اور غلہ کے لوٹ لیے جانے کی اطلاع ملی تو اس کی کمر بالکل ہی ٹوٹ گئی کیونکہ اسی رسد کے ساتھ جو کافی بڑی مقدار میں ایک طاقت ور بدرقہ کے ساتھ آ رہی تھی اس کی ساری امیدیں بندھی ہوئی تھیں ملیبار سے آنے والی اس رسد کو غازی خاں بید کے قزاقوں اور بید صاحب کے سلحداروں نے راستہ ہی میں لوٹ لیا تھا اور بدرقہ کی تمام فوج کو تہ تیغ کر کے سارا ساز و سامان اور غلہ لشکر سلطانی کے ذخائر میں داخل کر لیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنرل کارنوالس کی پسپائی

اس رسد کے غارت ہو جانے کے بعد انگریزی لشکر کے لیے بجز پسپا ہونے کے کوئی چارہ نہیں رہا چنانچہ انھوں نے بڑی تشویش و پریشانی کے عالم میں مشورے کیے اور واپس ہو جانے کا فیصلہ کر کے اپنی توپوں کو ایک مقام پر زمین میں دفن کرا دیا اور چوبی ساز و سامان میں آگ لگوا دی اور اپنے مریل گھوڑوں کو تھپڑ مارتے ہوئے کری گوڑہ کے راستہ سے لوٹ گئے۔

جب کارنوالس ان برے حالوں لوٹ گیا تو سلطان نے بطور مزاح خشک اور ترمیووں کے پانچ چھ ٹوکرے بانداروں کے ہمراہ روانہ کیے یہ ٹوکرے سلطان کے منشی کی طرف سے انگریز سپہ سالار کے منشی کے نام موسوم تھے۔ انگریز سردار اس مذاق کو سمجھ گئے اور انھوں نے میوہ لانے والوں کو انعام دے کر واپس کر دیا اور جواب دیا کہ "ان دنوں لشکر میں منشی موجود نہیں ہے"

غرض انگریزی فوج بڑی مصیبتیں جھیلتی ہوئی روانہ ہوئی مویشیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے جلودار توپیں جن کا ساتھ رہنا بہر حال ضروری تھا سپاہی خود اپنے ہاتھوں سے دھکیلتے ہوئے لے جا رہے تھے اور وہ بمشکل صبح سے سہ پہر تک ایک فرسنگ راستہ طے کر پاتے تھے۔

انگریزی لشکر کی اس خستہ حالی کو دیکھ کر سلطانی امرا اور خوانین نے عرض کیا کہ "حملہ کا لبس یہی وقت ہے اگر حکم ہو تو ان کا تعاقب کر کے انھیں منتشر و پراگندہ کر دیں اور ایک ایک کو اسیر کر کے حضور میں لے آئیں" مشورہ نہایت معقول تھا لیکن سلطان نے اسے قبول نہیں کیا اور وہ لشکر کو اپنے سے جدا کرنے پر راضی نہیں ہوئے۔

چونکہ سلطانی لشکر کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہو رہی تھی اس لیے سپہ سالار اپنی خستہ حال فوج کو لے کر خراماں خراماں اتری درگ تک پہنچ گیا۔ یہاں کے قلعدار نے جب اس کثیر فوج کو دیکھا تو وہ حواس باختہ ہو کر قلعہ کی کنجیاں لیے ہوئے دوڑتا ہوا استقبال کے لیے آیا اور کنجیاں سپہ سالار کے حوالہ کر دیں۔ اس جگہ جب انگریزوں کو کافی ذخیرہ اور مویشی مل گئے تو ان کی جان میں جان آئی انھیں ایک روپیہ میں تین بکریاں اور ایک ہون میں تین گائیں بازار سے بآسانی مل گئیں۔ بھوکوں کو صبر کہاں گائے اور بکریوں کے کچے پکے گوشت پر ٹوٹے کر گرے۔ اور صرف گوشت کھاتے رہنے کی وجہ سے اکثر آدمی پیچش کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے کیونکہ گوشت تو ان کو مل گیا لیکن کسی قسم کے غلہ کا ایک دانہ بھی ان کو نصیب نہیں ہو سکا تھا۔ سپہ سالار نے اس جگہ دو دن قیام کیا چند بیل حاصل کر کے توپ کشی کے لیے لگا دیے۔

مرہٹوں کی کمک

اتری درگ سے روانہ ہو کر لشکر ایک مہینہ کی مسافت طے کر کے الور درگ پہنچا تھا کہ پرسرام بھاؤ مرہٹہ سامان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسد اور غلہ کے ذخائر لے کر پہنچ گیا اور اپنے بنجاروں کو انگریزوں کے لشکر میں بھیج کر غلہ کے تھیلے کھول کھول کر ڈال دیے چنانچہ ایک ہی دن میں فی روپیہ دو آنا رچاول اور چار یا پانچ آنا رجوار وغیرہ ہر لشکری کو مل گئی تب کہیں جا کر انگریز لشکریوں کو بھوک کے اس جان لیوا عذاب سے کسی قدر نجات ملی۔

اسی اثنا میں کرنل ریڈ نے جو بہت بڑی تعداد میں رسد اور غذا کے ذخیرے جمع کر کے بنگلور پہنچ چکا تھا ہر قسم کے غلہ کے تھیلے، شراب اور روٹیوں کی بہلیاں، مچھلیوں، نازدن اور بطوں کے ٹوکرے، بکریوں کے ریوڑ، گایوں اور بیلوں کے گلے لشکر میں پہنچائے۔ کارنوالس نے اس کی اس حسن کارکردگی پر خوش ہو کر اسے بنگلور، ہسکوٹہ، کولار لوڑواگل، ہسوڑ کی تحصیلداری اور اس علاقہ کے پالیکاروں کی وکالت کے عہدہ سے سرفراز کر دیا۔

نندی گڑھ کی تباہی

چند دن بعد سپہ سالار نے اپنے چند سرداروں کو ماکری درگ اور نندی گڑھ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ کرنل کوڑی نے تین پلٹنوں اور سولجروں کے ایک رسالہ کے ساتھ نندی گڑھ کا محاصرہ کر لیا۔ کرنل ریڈ بھی کولار سے چھ سو سپاہی لے کر کرنل کوڑی کی کمک کے لیے اسی طرف روانہ ہوا اور اس پہاڑی قلعہ کو فتح کرنے کے لیے بڑی سخت جدوجہد کی اور باوجود اس کے کہ اس کی ران میں گولی لگ گئی تھی۔ اس نے اٹھارہ دن تک حملے کر کے قلعہ کی دیوار منہدم کرا دی۔ اس کے بعد ایک رات جنرل میڈوس نے آکر مورچوں میں قیام کیا اور سولجروں کو مالِ غنیمت اور عورتوں کے لوٹ لینے کی عام معافی اور اجازت دے دی۔ اتفاق سے قلعہ کے بخشی لطف علی بیگ نے اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے قلعہ میں کافی آدمیوں اور عورتوں کو پناہ دے رکھی تھی۔ غرض لوٹ کی معافی کے لالچ میں غنیم کے سپاہیوں نے نہایت بے باکی سے حملہ کیا اور جلد ہی پہاڑ پر قبضہ کر لیا اور محصورین کے مال و اسباب اور عورتوں کو قبضہ میں کر کے ہزاروں عورتوں کی عصمت و عفت کو تباہ و تاراج کر دیا۔ بعض عورتوں نے ناموس و ننگ کے مارے پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گرا کر جان دے دی۔ لطف علی خاں بخشی، سلطان خاں قلعدار اسیر ہو گئے۔ ماکری درگ کا قلعہ بھی تین دن کی جنگ کے بعد مصالحت سے غنیم کے قبضہ میں چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب۵۵

سرنگاپٹن پر انگریزوں کا دوسرا حملہ

۱۲۰۷ھ ۔ ۹۳-۱۷۹۲ء

انگریزوں کی ناکام واپسی کے بعد جب دریائے کاویری کی طغیانی میں کمی ہوگئی تو سلطان نے گرم کنڈہ کے محصورین کی مدد کے لیے جو بڑی بہادری اور پامردی سے غنیم کا مقابلہ کر رہے تھے اپنے بڑے شہزادہ فتح حیدر کو ایک سال کی ماہانہ تنخواہیں دے کر روانہ کیا۔ شہزادہ ایک بھاری فوج کے ساتھ ترکیرا کے راستہ سے صوبہ سرا کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے لشکر کو ماکل داری اور لوکاپٹن کے جنگل کی پناہ میں چھوڑ دیا اور ایک منتخب جمعیت کو لے کر نقدی سمیت یلغار کرتے ہوئے گرم کنڈہ کی طرف روانہ ہوا۔ مغل فوج کے سردار حافظ صاحب کو جب شہزادہ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ مقابلہ کی تیاریاں کر کے میدان میں آگیا۔ مغل فوج کے سامنے آتے ہی شہزادہ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اپنے بہادر سواروں کے ساتھ اس فوج پر اچانک حملہ کر دیا اور ایسی دلیری و بہادری کا مظاہرہ کیا کہ اس سے بڑھ کر شجاعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ایک دلیرانہ حملہ میں مغل سردار حافظ مارا گیا اور اس کا سر فاتح لشکر نے نیزہ پر چڑھا دیا۔ حافظ کے مارے جانے کے بعد اس کا لشکر منتشر اور پراگندہ ہو گیا اور کڑپہ کی طرف بھاگ نکلا۔ مغلوں کی جو فوج قلعہ کا محاصرہ کیے مورچوں میں پڑی ہوئی تھی اس شکست کی خبر سن کر وہ بھی اپنا مال و اسباب سمیٹ کر مورچے چھوڑ گئی۔ شہزادہ نے مفرور لشکر کا سارا ساز و سامان ڈیرے خیمے ضبط کر لیے۔ اور ان کے مورچوں میں آگ لگوا دی اور قلعدار کو بلا کر اسے لشکریوں کی ماہانہ تنخواہیں ادا کر دیں اور روپیہ کی وصولی کی رسید لے کر مدگیری کی طرف کوچ کر دیا۔ سکندر جاہ اور مشیر الملک جو پچیس ہزار سواروں، تیس ہزار پیادوں کے ساتھ مورسن پلی، ویلمپاری کے قریب جو گرم کنڈہ سے ستر کوس پرے مقیم تھے انھوں نے جب حافظ کی ہلاکت اور شہزادہ کی فوج کشی کا حال سنا تو ہراساں ہو کر سنکل پالہ کے جنگل اور کوہستان میں پناہ لے لی۔

شہزادہ نے وہاں سے ایک دور دراز مسافت طے کر کے کوہ مدگیری کا محاصرہ کرنے والی مرہٹہ فوج پر راتوں رات حملہ کر دیا اور ان کی ایک بڑی جمعیت کو ہلاک کر کے انھیں اس مقام سے بھگا دیا۔ مرہٹوں کے کئی ایک سردار اس لڑائی میں مارے گئے اور شہزادہ اس مہم سے فتحمند و کامیاب پٹن لوٹ گیا۔ انہی دنوں قمر الدین خاں کو رسد، غلہ، مویشی اور دوسرا ضروری سامان فراہم کرنے کے لیے نگر کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغل فوج کی آمد

شہزادہ کی واپسی کے دو ہفتہ بعد مغل سردار اپنا لشکر سے کر بنگلور کی طرف روانہ ہوئے اور خانسخان بلی میں انگریز سپہ سالار سے جا کر مل گئے۔ اس درمیان میں جنرل میڈوس کوہ نندی گڑھ کو فتح کرنے کے بعد ایک بڑی فوج لے کر بارہ محل کی طرف روانہ ہوا اور کشن گیری کا عزم کر کے رات کے وقت بستی پر حملہ کر دیا اور اسے تباہ و تاراج کر دیا جنرل نے بلا توقف اپنی فوج کو پہاڑ پر چڑھنے کا حکم دے دیا جب وہ قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچے تو محافظوں نے خبردار ہو کر مدافعت کی تیاری کر لی اور باوجود سامان اور فوج کی کمی کے نہایت ہوشیاری اور بہادری کے کے ساتھ برج اور فصیل پر مورچہ بندی کر کے حملہ آوروں پر توپوں اور بندوقوں سے آتش باری شروع کر دی اور پتھر برسا کر ان کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ جب انگریز شکست کھا کر بھاگنے لگے تو بہادر سپاہی قلعہ سے نکل کر بھاگنے والوں کے تعاقب میں دوڑے اور دشمن کے بہت سارے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جنرل میڈوس بری طرح شکست کھانے کے بعد وہاں سے ناکام و نامراد لشکرگاہ میں لوٹ آیا

کرنل کوڑی نندی گڑھ کی فتح کے بعد بنگلور اور مہور کے راستہ سے رائی کوٹہ پر حملہ آور ہوا اور وہاں کے قلعہ داروں کو چرب زبانی سے کام لے کر اور رشوت دے کر اپنا موافق بنا لیا اور حسب قرارداد دکھاوے کے لیے قلعہ پر حملہ کر کے اور بے نشانہ گولہ باری کر کے قلعہ کو فتح کر لیا اور وہاں تھانہ قائم کر کے لوٹ آیا۔

سرنگاپٹن کا دوسرا محاصرہ

سپہ سالار کارنوالس نے اس درمیانی عرصہ میں سلطنت خداداد کے دارالحکومت پر دوبارہ حملہ کرنے کی ساری تیاریاں مکمل کر لیں اور ایک لشکر گراں کے ساتھ جس کے پیچھے حیدرآباد کی مغل فوج بھی تھی کری کوٹہ پہنچا اور یہاں کے قلعہ میں محافظوں کو چھوڑ کر ہرونڈ کی پہاڑیوں کے درمیان سے دوپہر رات گئے آگے کی طرف کوچ کیا اور ہرونڈ کے قلعہ پر کہ وہ سلطانی کارپردازوں کی غفلت اور بے پروائی کی وجہ سے بے مروت پڑا تھا اور وہاں کچھ زیادہ فوج بھی متعین نہیں تھی حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور وہاں سے گولیاں برساتے ہوئے لشکر سلطان کی طرف یلغار کر دی سلطان ندی کے اس کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے جاسوسوں اور خبر رسانوں نے غداری کر کے غنیم کے حملہ آور ہونے کی اطلاع نہیں دی جس کی وجہ سے شاہی لشکر بے خبری میں دشمنوں کی زد پر آ گیا۔ سلطان نے جب لشکر میں مقابلہ کی تاب نہ دیکھی تو ہر طرف سے پیادوں، بندوقچیوں اور کمانداروں کو قلعہ میں لوٹ جانے کا حکم جاری کر دیا اور خود سوار ہو کر چند فدائیوں کے ساتھ دشمن کو روکنے کے لیے میدان میں آگے بڑھے۔ رشب کی تاریکی میں مسلمانوں کا لشکر بڑی پامردی کے ساتھ غنیم پر حملہ کرنے آگے بڑھا۔ لیکن گھٹا ٹوپ اندھیرے کی وجہ سے اپنے پرائے کی تمیز باقی نہ رہی اور سلطانی دستے آپس ہی میں ایک دوسرے سے الجھ گئے۔ اس موقع پر امام خاں سپہدار اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میر محمود سپہدار نے اپنے تشنونوں کے ساتھ غنیم پر دلیرانہ حملہ کیا اور انگریزوں کا راستہ روک کر ان کے سینکڑوں آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا لیکن وہ دونوں بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

مہدی خاں کی غداری

غنیم کی طرف سے جنرل مینڈس بڑی ولاوری اور برق رفتاری سے یلغار کرتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک ہی حملہ میں اس نے شہر گنجام اور لعل باغ کو خندق، برج اور فصیل کی مضبوطی کے باوجود فتح کر لیا۔ انگریزوں کو یہ کامیابی سلطان کے صاحب دیوان مہدی خاں کی غداری کی وجہ سے حاصل ہوئی اس نے اس رات جب کہ باہر قیامت کا ہنگامہ برپا تھا، سلطان کے حکم کے بغیر ماہانہ تنخواہوں کی ادائیگی کی منادی کر کے محافظوں کو جو برج اور فصیلوں پر دشمن کی مدافعت کے لیے کمربستہ تھے قلعہ کے دروازہ پر جمع کر لیا اور تمام مورچے خالی رہ گئے۔ رغالباً انگریزی فوج کو غدار نے کسی طرح اشارہ بھی کر دیا ہوگا۔ چنانچہ جنرل مینڈس کے دستے نے بیدھڑ اس طرف کا رخ کر کے ان مقامات پر قبضہ کر لیا) جب یہ اہم مقامات دشمن کے قبضہ میں چلے گئے تو سلطان نے اپنے سارے لشکر کو قلعہ دارالسلطنت میں پہنچا دیا اور دو اسداللہی رسالوں کو ان مورچوں پر حملہ کرنے کے لیے متعین کر دیا جن پر رات میں انگریزی فوج قابض ہو چکی تھی۔

قلعہ پر حملہ

دوسرے دن مذکورہ رسالداروں نے مورچوں پر حملہ کر کے دشمن پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور وہ ان کے حصار کے قریب تک پہنچ گئے لیکن اس ذنت سپہ سالار کارنوالس خود محاذ جنگ پر موجود تھا۔ اس کی موجودگی وجہ سے غنیم کے سپاہیوں نے بڑھ چڑھ کر شجاعت کا مظاہرہ کیا اور حملہ آوروں کو پیچھے دھکیل دیا۔ جب مسلسل حملوں کے بعد بھی کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی اور ان حملوں میں کافی جان نثار کام آ گئے تو جتنا بھی لشکر قلعہ سے باہر تھا وہ لوٹ کر قلعہ سے باہر ہو گیا۔

سلطان نے قلعہ بند ہونے کے بعد قلعہ کے ہر مقام کو توپوں، منجنیقوں اور بندوقوں اور دوسرے طرح طرح کے آتشباری کے ہتھیاروں سے پوری طرح لیس کر دیا۔ لشکریوں نے ہر برج پر فرنگی مخمل، خطائی اطلس، رومی زربفت کے سائبان نصب کرا دیے اور راتوں میں رجا گتے رہنے کے لیے حسین رقاصاؤں، خوش گلو موسیقاروں کو جمع کر کے رقص و سرود کی محفلوں میں دل بہلانے لگے۔ سلطان کی جلبنی سوار فوج تھی اسے میسور کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا اور قلعہ پر غنیم کے حملوں کو روکنے کے لیے سارے انتظامات کر لیے گئے تھے۔

دو دن بعد پرسرام بھاؤ اور ہری پنت بھی مرہٹہ لشکر کو لے کر وہاں پہنچ گئے انہوں نے چرکولی کے قریب قیام کیا، مغل فوج کے فولاد جنگ اور مشیر الملک نے بھی اپنی اپنی جمعیتوں کو موتی تالاب پر ٹھہرا دیا۔ انگریزی فوج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے سپہ سالار کی ہدایت پر قلعہ کے جنوب میں گنجام کی طرف ایک مورچہ بنوا لیا اور قلعہ کے مشرق میں ندی کے اس کنارے پر دوسرا مورچہ قائم کیا۔

مصالحت کی تجویز

انگریزوں، مرہٹوں اور مغلوں کا یہ ٹڈی دل سرنگا پٹن کے سامنے اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت سیل گرنتہ کی طرح رکا کھڑا تھا اور بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ بند کے ٹوٹتے ہی یہ سیلاب قلعہ سرنگا پٹن کو اپنے ایک ہی تھپیڑے میں ریزہ ریزہ کر کے بہا لے جائے گا۔ لیکن اس متحدہ فوج کے تینوں سرگروہ بخوبی جانتے تھے کہ ٹیپو سلطان کی ذاتی شجاعت اور دلیری اور قلعہ سرنگا پٹن کی ناقابل شکست دیواریں اتنی آسانی سے زیر ہونے والی نہیں ہیں۔ لازماً قلعہ کے محاصرہ اور محاربہ میں ایک طویل مدت لگ جائے گی اور اس وقت تک اتنے بڑے لشکر کی سربراہی آسانی سے ممکن نہیں رہے گی اور کافی جانیں اس خونی معرکہ کی بھینٹ چڑھ جائیں گی۔ چنانچہ جس وقت ان اتحادیوں کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی تو اس حقیقت کو ہر ایک نے تسلیم کر لیا اور بجائے جنگ کے مصالحت کا فیصلہ کر لیا۔

ادھر قلعہ بند سلطان نے بھی بخوبی محسوس کر لیا کہ ان تین طاقت ور دشمنوں سے بیک وقت تنہا مقابلہ کرنا حکمت و دانشمندی کے سراسر خلاف ہے اور ایسے خطرناک اقدام سے کسی بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ بعض خیر خواہوں کے مشورہ سے انھوں نے اپنے نمائندوں کو تحف و ہدایا کے ساتھ انگریز سپہ سالار اور مرہٹہ سرداروں کے پاس روانہ کیا۔ ان نمائندوں نے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ اس اہم سفارت کو سرانجام دیا اور غنیم کو صلح پر راضی کر لیا۔

جنرل میڈوس کی مخالفت

سپہ سالار کارنوالس نے ٹیپو سلطان کی موافقت کو تو اپنی بڑی کامیابی قرار دیا اور پیام صلح کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن جنرل میڈوس نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور بڑی رد و قدح کے بعد سپہ سالار سے جبراً منظوری لے کر سوماپیٹھ کے مورچے پر جسے "بیتی قلعہ" کہنا چاہیئے حملہ کر دیا۔ اس مورچہ کی حفاظت پر سید غفار سپہدار متعین تھا۔ بہادر سپہدار نے بڑی جرأت اور پامردی کے ساتھ اس غضبناک حملہ کو روکا اور اس ثابت قدمی سے جم کر لڑائی کی کہ شاید ہی کسی بہادر نے ایسی ہمت دکھائی ہو اور جب سپہدار نے اس حملہ کو روک کر دشمن پر دلیرانہ یلغار کی تو مغرور جنرل میڈوس اور اس کے سولجر پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس پسپائی کے دو گھنٹہ بعد انگریزوں نے عین اس وقت جبکہ مورچہ بند فوج کھانے پکانے میں مصروف تھی اچانک دوسری بار حملہ کر دیا اور محافظوں کو پیچھے دھکیل کر ایک مقام پر قابو پا لیا۔ اس نازک موقع پر جب کہ سید غفار کی جمعیت پسپا ہوتی جا رہی تھی سید حمید اور فاضل خاں سپہداروں نے غنیم پر زبردست یورش کی اور انھیں مار مار کر دوبارہ پیچھے ہٹا دیا اور چھوڑے ہوئے مقام پر دوبارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبضہ کر لیا۔ اس خونریز معرکہ میں کہ قدم قدم پر سپاہی کٹ کٹ کر گر رہے تھے دو ہزار انگریز سپاہی موت کے گھاٹ اتر گئے اور لقیۃ السیف حیران و پریشان اپنی لشکر گاہ میں لوٹ گئے۔

صلح کا اصلی سبب

جنرل میڈوس جس نے بڑے غرور و تکبر کے ساتھ لڑنے پر اصرار کیا تھا جب اس ذلت آمیز شکست سے دو چار ہوا تو اس کے حواس بجا نہ رہے اور شرم و ذلت کے مارے اس نے اسی دن اپنے خیمہ میں داخل ہو کر خود کشی کر لینی چاہی چنانچہ اس نے طپنچہ بھر کر اپنے آپ پر فائر کر لیا۔ اتفاق سے نشانہ خطا ہو گیا اور گولی اس کے پیٹ کو چھلنی ہوئی اچٹ گئی اس نے دوسرا طپنچہ اٹھایا ہی تھا کہ کرنل کھم اور جنرل اجیٹنٹ نے جو پہلے پستول کی آواز سن کر اس کے خیمہ میں گھس آئے تھے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے تسلی آمیز باتیں کر کے سمجھایا قلعہ کی تسخیر اور سلطان کو اسیر کرنا کچھ مشکل نہیں۔ سمجھو قلعہ اور سلطان ہمارے قبضہ میں آچکے ہیں لیکن اس وقت صلح جنگ سے زیادہ مفید ہے کیونکہ ہم کو دوسرے تحادیوں کی فکر کرنی چاہیے وہ ہر معاملہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس صورت میں کمپنی کو آخر کیا فائدہ[1] ہو سکتا ہے اسی لیے ہم اس موقع پر صلح کر لینا ہر لحاظ سے مناسب سمجھتے ہیں۔ بہرحال جنرل میڈوس نے ان کے سمجھانے پر مصالحت کی تجویز قبول کر لی۔

شرائط صلح

تینوں اتحادیوں نے مشورہ و تجویز کے بعد اس شرط پر صلح کر لینے سے اتفاق ظاہر کیا کہ تین کروڑ روپیہ کے محاصل کا علاقہ اور اسی قدر نقد روپیہ سلطان تینوں کے حوالے کرے اور رقم کی ادائیگی تک قلعہ کا ایک دروازہ انگریزی فوج کی تحویل میں دے دے یا شہزادوں کو کفیل بنا کر انگریز سپہ سالار کے پاس روانہ کر دے نمک حرام ملازمین کی سازشوں اور غداریوں کی وجہ سے چونکہ سارا نظم و نسق درہم برہم ہو چکا تھا اس لیے بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ان شرائط کو قبول کر لیا جائے چنانچہ سلطان نے انگریزوں کو ضلع بارہ محل، سیلم، آتور، دانگیری، سنکل درگ، ونڈکل، اور کلیکوٹ وغیرہ سپرد کر دیے اور کڑپہ، نارائن پتری، تارمری اور بلاری کا بندوبست نواب نظام علیخاں کے دیوان مشیر الملک کے حوالہ کیا اور دریائے تنگبھدرا کے اس پار کا سارا علاقہ مرہٹوں کو سونپ دیا اور ایک کروڑ روپیہ نقد تحفوں اور خلعتوں کے ساتھ اپنے فرزندوں معز الدین سلطان اور عبدالخالق سلطان کو مع اتالیق غلام علی خاں اور

---

[1] اصل بات یہی تھی کہ مرہٹوں اور مغلوں کی شراکت میں کمپنی کسی نمایاں فائدہ کی توقع نہیں رکھ سکتی تھی نہ صرف یہ بلکہ ٹیپو سلطان کو راستہ سے ہٹا دینے کے بعد الٹا انگریزوں کو نقصان کا اندیشہ تھا کیونکہ اس صورت میں مغل اور مرہٹے دکن میں سب سے بڑی قوت بن جاتے جو ممکن ہے اس فتح کے بعد ہی انگریزوں کے عمل دخل کو ختم کرنے کے لیے کمپنی کے خلاف صف بستہ ہو جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رضا خطیب جامع مسجد ارکاٹ کو سفارت پر مامور کر کے سپہ سالار کے پاس روانہ کر دیا۔ سفیروں اور نمایندوں کے صلح کے سارے معاملات بحسن وخوبی سرانجام دیے اور تحفوں ہدیوں سے سب کو خوش حال کر کے پٹن سے کوچ کرنے پر راضی کر لیا۔ مغل اور مرہٹہ سرداروں نے یہ رقم دو حصوں میں تقسیم کر کے لے لی اور اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔ ان کے بعد انگریز سپہ سالار بھی شہزادوں کو لے کر مدراس کی طرف کوچ کر گیا۔

انگریز حکام ان شہزادوں کی عزت و وقار کا پورا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ انھوں نے ایک کرنل کو ان کی میزبانی کے لیے مقرر کر رکھا تھا اور ان کی ناز برداری پورے شاہی آداب و مراسم کے ساتھ بجالاتے تھے۔ قلعہ مدراس میں ایک عالیشان عمارت خالی کرا کے ان شہزادوں کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا اور ان کے آرام و آسائش کا سارا سازو سامان مہیا کیا گیا تھا۔ ان کے اعزہ اور ملازمین کو بھی آمد و رفت کی پوری اجازت تھی۔ خاص طور سے نواب محمد علی خاں سراج الدولہ نے محض اسلامی حمیت اور دینی پاسداری کے خیال سے ان شہزادوں کے عزت و وقار، آرام و آسائش کے لیے انگریزوں سے کافی اصرار کیا اور شاہزادوں سے ہر معاملہ میں اپنے فرزندوں سے بڑھ کر سمجھا، اور ہمیشہ ان کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، پھل پھلاری ہدیہ روانہ کرتا رہا۔ واضح رہے کہ محمد علی[۱] خاں نے انگریز سپہ سالار کو بھی متعدد خطوط لکھ کر ٹیپو سلطان سے صلح کر لینے پر زور دیا تھا۔

---

[۱] بلاشبہ محمد علی خاں کا یہ حسن سلوک اس کی شرافت طبع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ٹپن کے حکمرانوں سے ہمیشہ ارکاٹ کے معاملہ میں اس کی دشمنی اور لڑائی رہی اور اس کے بیشتر علاقے سلطنت خداداد میں شامل ہو گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵

نظم و نسق کی بحالی

۱۲۰۷ھ ۹۳-۱۷۹۲ء

جب حملہ آور فوجیں بہزار خرابی و بربادی رخصت ہو گئیں تو سلطان نے ان سازشوں اور غداریوں کی تحقیقات شروع کرائی جن کی وجہ سے یہ شر عظیم برپا ہوا تھا۔ جب تمام عہدہ داروں، ملازموں اور ساہوکاروں کے اعمال کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ ساری سازش سلطان کے مدار المہام (وزیر اعظم) مہدی خاں کی برپا کی ہوئی تھی وہ چند کرناٹکی ساہوکاروں اور دوسرے نمک حراموں کے ساتھ درپردہ انگریزوں سے ملا ہوا تھا اور اپنے آقا کے ناموس و خانوادہ کو برباد کر دینا چاہتا تھا چنانچہ اس نمک حرام نے نظم و نسق کے سارے شعبوں اور ذخائر میں ابتری پھیلا رکھی تھی۔ یہاں تک کہ اکثر توپوں کو عین لڑائی کے وقت اس بدبخت نے ریت اور مٹی سے بھروا دیا تھا اس لیے توپچی موقع پر ان کو استعمال کرنے سے معذور رہ گئے تھے۔ اس تحقیقات کے بعد جتنے اشخاص مجرم ثابت ہوئے سلطان کے حکم سے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ اور ان خانہ خرابوں کا مال و متاع، گھر بار ضبط کر کے غنیم کے فاضل کو ان کی قسط بندی کی رقوم ادا کریں۔

میر صادق کا اقتدار

اسی زمانہ میں معزول میر صادق کو دوبارہ دیوان کے عہدہ پر فائز کر دیا گیا ——— آہ گرگ کہن دوبارہ رمۂ گوسفند کی پاسبانی پر نامزد ہو گیا ——— یہ شخص نہایت کینہ توز اور مردم آزار تھا چنانچہ مسند اقتدار پر بیٹھتے ہی اس نے اکثر امرا خوانین کو جو مخلص اور قدیم خیر خواہ تھے جھوٹے الزامات لگا کر قتل و غارت کرا دیا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے اس کی نمک حرامی کا چراغ نہیں جل سکتا۔

پالیکاروں کی سرکشی

انہی دنوں بعض "آصفوں" اور جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ دار السلطنت کے شمال میں چند فتنہ انگیزوں نے اوباشوں کو جمع کر کے سرکشی اختیار کر لی ہے اور رعیت کو ستانے اور تعلقات سرکار پر قبضہ جمانے کی فکر میں لگے

---

[1] حیرت ہے کہ اتنی بڑی سازش کے انکشاف اور مجرموں کو سزا دینے کے بعد ٹیپو سلطان نے اس خائن اور بد دیانت شخص کو دوبارہ اتنے اہم عہدہ پر مامور کر دیا۔ اور ٹیپو کی دوسری کارروائیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس قدر حیدر علی خاں مردم شناس آدمی تھا اتنا ہی ٹیپو سلطان اس معاملہ میں کورا تھا اس کی اکثر ناکامیاں محض غلط آدمیوں کے انتخاب کا نتیجہ تھیں۔ (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں چنانچہ ایک شخص ننگٹی کوٹہ نامی نے کوہ کوڑی بنڈہ پر فوجی استحکامات کر رکھے ہیں اس سرکش نے اپنے آپ کو پالیکار مرکیسی کی اولاد بتا کر کوہ مدگیری پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور ایک دوسرا شخص رتن گیری پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ اسی اثنا میں چیتل درگ کے آصف سید محمد خاں اور فوجدار دولت خاں نے بھی عرضی روانہ کی کہ ایک اجنبی شخص اپنے آپ کو پالیکار ہرپن ہلی بسپا نائیک کا رشتہ دار مشہور کر کے اس علاقہ کی وراثت کا دعوےٰ کر رہا ہے اس نے بیدڑ قوم کے چار ہزار پیادے بھی فراہم کر لیے ہیں اور ہونیگر درگ قلعہ گوٹور کو جو صوبہ ہرپن ہلی کے مضافات میں ہیں مستحکم کر کے رعایائے سرکار کو تاخت و تاراج کرنے میں لگا ہوا ہے (یہ شخص سلطان کے حکم سے بنگلور میں قتل کر دیا گیا راقم سطور (مصنف) نے یہ واقعہ تفصیل سے اپنی کتاب تذکرۃ البلاد والحکام کے اورنگ ہفتم میں بیان کیا ہے) سلطان نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے سید حمید سپہدار کو ایک بھاری فوج دے کر کوڑی بنڈہ اور مدگیری کی طرف روانہ کیا۔ اور قمرالدین خاں کو بھاری جمعیت کے ساتھ ہرپن ہلی کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔

قمرالدین خاں کی فوجکشی

قمرالدین خاں پٹن سے رخصت ہو کر یلغار کرتے ہوئے گوٹور پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور جلد ہی اس قلعہ کو فتح کر کے اس نے وہاں تھانہ قائم کر دیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر اس کے لشکر نے ہونیگر درگ کی طرف کوچ کیا۔ مذکورہ باغی دو ہزار بیڈروں کے ساتھ باوجود سامان حرب کی کمی کے جنگ کے لیے بالکل مستعد تھا خان نے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ باغیوں نے بڑی پامردی اور استقلال سے مدافعت کی اور وہ سات ماہ تک برابر حملہ آوروں سے لڑتے رہے۔ ایک دن قمرالدین خاں نے خود سوار ہو کر لشکر کی کمان کی اور دشمنوں کی کثرت کی پرواہ نہ کر کے قلعہ پر چڑھائی کر دی اور نہایت دلیری سے حملہ کر کے برج اور فصیل پر وہ اپنی فوج کو چڑھا لے گیا۔ حصار پر چڑھ کر لشکریوں نے فتح کے نقارے اور قرنا بجائے۔ کافروں نے بھی بہادری سے حملہ آور فوج کا راستہ روکا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ قمرالدین زخمی ہو گیا۔ لیکن فتح خان ہی کو حاصل ہوئی اور محصورین تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کا سردار چار سو کافروں کے ساتھ اسیر ہو گیا۔ ہرپن ہلی کے مقتول نائیک کے بھتیجا شوم شنکر نے مرہٹوں کی پشت پناہی پر ہرپن ہلی کے بعض تعلقات قبضہ میں کر لیے تھے اور نارائن کیرٹہ میں مقیم تھا اسے جب قلعہ گوٹور کی تسخیر کا پتہ چلا تو وہ نہایت سراسانی کے عالم میں دریائے تنگبھدرا کے اس پار چلا گیا۔ قمرالدین خاں نے اسیروں میں سے بعض کے ہاتھ پیر کٹوا دیے اور بعض کو آلہ تناسل اور خصیے کٹوا کر چھوڑ دیا۔ اس نے کوہ گوٹور کے حصار اور ہرپن ہلی کے قلعہ کو بھی منہدم کرا دیا۔ کیونکہ ان مقامات پر ہمیشہ شرپسند پناہ گاہ بنا کر بیٹھ جاتے تھے۔

اس علاقہ کا صوبیدار ببر جنگ جس نے لشکر کی کمی کی وجہ سے چیتل درگ میں پناہ لے لی تھی بغاوت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرو ہونے کے بعد اس علاقہ کی طرف روانہ ہوا اور آنی کنڈی و کنگیری پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور ہیری نایک پالیکار کنگیری کے پاس قول نامہ بھیج کر اسے اپنے پاس بلایا اور تعلقہ کی بحالی کی سند خلعت اور ایک ہاتھی عطا کر کے اس کی تالیف قلب کا ایسا سامان کیا کہ وہ باطمینان آکی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کی ملازمت اختیار کر کے مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

سید صاحب نے بھی سپہدار قمرالدین خاں کے ساتھ تین چار مہینے تک سعی و جہد کر کے کوڑی تنڈہ، مدگیری اور زین گیری کو اشتر ک باغیوں سے چھین لیا اور دوبارہ مسلمان فوجداروں کے حوالہ کر دیا اور بعض فسادیوں اور باغیوں کے ناک کان کٹوا دیے اس علاقہ کے بندوبست سے فارغ ہو کر وہ سلطانی لشکر میں واپس چلا گیا۔

غرض تھوڑے ہی عرصہ میں اس نواح کے سرکشوں کو زیر کر کے پوری قلمرو میں امن وامان بحال کر دیا گیا۔ اور پالیکاروں کو بخوبی یقین ہو گیا کہ سلطان کی دشمنی مول لینا اپنے پیر پر آپ کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے، چنانچہ وہ اپنے کیے پر پشیمان ہو کر مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ پنگنور کے پالیکار نے انگریز سپہ سالار لارڈ ارل کارنوالس کی سفارش و توسط سے سالانہ ایک لاکھ روپیہ نقل بہا ادا کرنے کا عہد کر کے اپنے تعلقات کی سند حاصل کر لی۔

سید حمید سپہدار کو حسن خدمت اور وفا شعاری کے صلہ میں نوبت عماری دار ہاتھی اور نواب کا خطاب مرحمت ہوا سلطان نے نگر کی صوبیداری کے لیے اس کو نامزد کر دیا تھا۔ لیکن ابھی اس عہدہ پر ترقی نہیں ملی تھی کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسمانی عوارض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

اتحادیوں کے سرنگاپٹن پر حملہ کے دوران گولہ باری کے صدمے سے سلطان کی اہلیہ کو خفقان کا عارضہ ہو گیا تھا وہ اسی مرض میں عالم آخرت کو سدھار گئیں۔ اس وقت چھوٹے شہزادے محی الدین سلطان کی عمر پانچ چھ سال تھی ملکۂ دورانی والدہ سلطان کے حسب مرضی نواب سید صاحب کی لڑکی سلطان سے منسوب کی گئی۔

قمرالدین خاں کی بددلی

قمرالدین خاں سلطان کی صاحب زادی یعنی فتح حیدر سلطان کی بہن سے شادی کا عرصہ سے آرزومند تھا اس لیے وہ ہر مرحلہ پر بڑھ چڑھ کر جانبازی دکھاتا اور کار ہائے نمایاں سرانجام دے کر سلطان کا منظور نظر بننا چاہتا تھا۔ اگرچہ وہ سلطان کی دامادی کی اتنی زیادہ اہلیت نہیں رکھتا تھا اور حسن عقیدت سے بھی بڑی حد تک عاری تھا۔ سلطان نے بچند وجوہ اس کی خواہش اور آرزو کو ملحوظ نہیں رکھا اور نائطہ خاندان کی ایک لڑکی سے اسی سال اس کی شادی کروا دی۔ اس سلوک سے اسے سخت رنج پہنچا اور وہ اپنے مفوضہ فرائض میں کوتاہی اور غفلت برتنے لگا بلکہ درپردہ دولت خداداد کے دشمنوں سے ربط ضبط قائم کر کے اس مملکت کے زوال کے درپے ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان کی نئی اصلاحات

سلطان نے ان خانگی امور سے فارغ ہو کر ملک کے نظم و نسق کو درست کرنے کی طرف توجہ کی عہدہ داران حکومت اور عمال کے تبادلوں اور سزاؤں کا سلسلہ موقوف کر کے ان کو راہ راست پر رکھنے کے لیے عہد و قرارداد لینے کی تجویز پر عملدرآمد شروع کیا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ تعلقوں اور پرگنوں کے "آصف" اپنے عمال اور محکمہ حساب کے اہلکاروں کے ساتھ جو تقریباً سب کے سب مسلمان ہی تھے ماہ ذی الحج میں دارالسلطنت میں حاضر ہوتے اور عیدالضحیٰ کی نماز کے بعد منبر کے سامنے کلام اللہ سر پر رکھ کر عہد و حلف اٹھاتے کہ "ہم ہرگز سرکاری فرائض میں کوتاہی نہیں کریں گے اور محاصل کا روپیہ روانہ کرنے میں کسی قسم کا تصرف و تغلب نہیں کریں گے۔[۵۱] رعیت کی ایذا رسانی کے مرتکب نہیں ہوں گے اور ہمیشہ نماز کی پابندی اور اوراد و وظائف کا التزام رکھیں گے اور معاصی و مناہی سے اجتناب برتیں گے۔ اس عہد کے بعد ہر شخص کو حسابات کے معافی نامے، تعلقوں کی بحالی کے پروانے، خلعتیں اور رخصتی کے پان عنایت کیے جاتے ہیں۔

(سلطان کی یہ تدبیر کچھ زیادہ موثر ثابت نہیں ہوئی کیونکہ یہ عمال اور ملازمین اخلاقی طور پر اس قدر دیوالیہ ہو چکے تھے کہ) جب وہ اس عہد و پیمان اور کلام اللہ پر حلف اٹھانے کے بعد اپنے پرگنوں پر لوٹتے تو اس عہد و میثاق کو دل سے بھلا کر ناقابل بیان بداعمالیوں[۵۲] کے مرتکب ہوتے رہتے تھے اور جس ناجائز و نامعقول کام پر ان کا نفس انہیں ابھارتا وہ اسے بلا تامل کر گزرتے تھے۔ آہ یہ نادان نہیں جانتے تھے کہ ایسے با عظمت عہد و پیمان کے بعد ان بداعمالیوں کا وبال ان کو کس ذلت و نکبت کی طرف کشاں کشاں لیے جا رہا ہے۔ خصوصاً ان کا یہ طرز عمل اس حقیقت کے پیش نظر کہ سلطان مشرکوں، زناداروں اور اجنبی قوموں سے انتہائی نفرت رکھتے تھے اور سوائے اہل اسلام کے کسی اور کو پسند نہیں کرتے تھے ۔ . . . . انتہائی مذموم اور شرمناک تھا۔

۵۱۔ گویا یہ عیدالضحیٰ ۱۲۰۷ھ کا واقعہ ہے ۲۰ / جولائی ۱۵۹۳ (کذا)

۵۲۔ عظیم تر مغل شہنشاہی اور اس کے بعد دوسری چھوٹی مسلمان ریاستوں کے زوال کا اصلی اور بنیادی سبب یہی تھا کہ بحیثیت مجموعی ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے اسلام کا دعوتی اور تحریکی نقطہ نظر باقی نہیں رہا تھا جو ان کی اخلاقی اور مادی صلاحیتوں کو نشو و نما دیتا اس لیے اس فاتح اور حکمران قوم کے وجود کو اندر ہی اندر اخلاقی خرابیاں دیمک کی طرح کھا گئیں اور اسے بالکل ہی کھوکھلا کر کے رکھ دیا اور زمانہ کی ایک ہی ہوا نے مخالف نے اس عظیم الشان قومی حصار کو پارہ پارہ کر کے گرا دیا۔ ٹیپو سلطان نے عہد میثاق کی جس تجویز پر عمل کیا وہ بہرحال اس مرض کا درماں نہیں تھی۔ ایک نمائشی چارہ کار تھا اس لیے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور سلطنت خداداد کو جس حشر سے دوچار ہونا تھا وہ اس سے دوچار ہو کر رہی۔ (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مسلمان ملازموں کی پرورش ہمیشہ سلطان کے پیش نظر رہتی تھی چنانچہ جو بھی کلمہ گو ایسا ملتا جو گوشت وخواند سے واقف ہوتا، سے وہ دفاتر سلطانی میں کسی نہ کسی خدمت پر مامور کر کے میرزائے کچہری کے نام سے موسوم کر دیتے تھے۔ تمام دفاتر میں جمع وخرچ بحالی وبرطرفی وغیرہ کی کارروائیاں فارسی زبان میں تحریر ومنضبط کرنے کا حکم تھا تاکہ مسلمان زیادہ سے زیادہ ملازمتوں پہ فائز ہو سکیں، یہی فارسی کی اسناد خدمت سلطانی میں پیش ہو کر دستخط کرائی جاتی تھیں۔ انھوں نے تمام ممالک محروسہ میں ایک پرگنہ پر ایک آصف اور دس ہزار ہون کے محاصل والے مواضعات پہ ایک عامل اور ایک سررشتہ دار حساب اور ایک امین متعین کر رکھا تھا اور یہ سب عہدہ دار مسلمان ہی ہوا کرتے تھے

فارسی بحیثیت سرکاری زبان

فارسی کو سرکاری زبان بنانے اور مسلمانوں کو دفتری خدمات پر مامور کرنے کی غرض یہی تھی کہ سلطان اپنی قلمرو میں ہندو دیس مکھوں، دیس پانڈوں اور قانون گویوں کا عمل دخل ختم کر دینا چاہتے تھے ان سب عہدوں پر خصوصیت کے ساتھ برہمنوں کا بالکلیہ قبضہ تھا اور یہ اراضیات کی پیمائش اور حساب کتاب پر زمانۂ قدیم سے مامور چلے آرہے تھے۔ سلطان نے ان سب کو یک قلم موقوف کر دیا اور ان کی جگہ مسلمانوں کا تقرر کر دیا لیکن یہ برہمن خوشامد درآمد کر کے اپنی معاملہ دانی کے برتے پر عاملوں اور آصفوں سے ربط ضبط پیدا کر کے سرکاری کاروبار میں دخیل ہو جاتے تھے مسلمان آصف اور عمال ان برہمنوں کے بھروسہ ملک کا نظم ونسق چھوڑ کر عیش وعشرت میں منہمک رہتے اور رات دن رقص وسرود میں اپنے اوقات رائیگاں گزار دیتے تھے۔ یہ کج خلق خوشامدی زنار دار ملکی ومالی امور پر قابض ہو کر تمام تعلقوں میں حسب مرضی ظلم وغارت گری مچائے رکھتے اور وصول یابی کا نصف حصہ آصف اور عامل کو دے کر نصف اپنی گانٹھ میں باندھ لیا کرتے تھے۔ اگرچہ خارجاً ان ساری حرکتوں اور بدنظمی کی اطلاعات سلطان کو پہنچتی رہتی تھیں لیکن وہ ان بدعہدوں کے عہد میثاق کو ملحوظ رکھ کر صرف نظر کرتے رہے اور ان کے جرائم اور گناہوں پر کوئی خاص گرفت نہیں کی۔

سلطان کے حکم سے ہر موضع میں مسجد تعمیر کرائی گئی اور حکومت کی جانب سے وہاں موذن، ملا اور قاضی کو مقرر کیا گیا۔ ان مسجدوں میں مسلمان بچوں کی تعلیم وتدریس کا پورا پورا اہتمام کرایا گیا۔

خود سلطان کے بیشتر اوقات نماز، تلاوت کلام اللہ اور درود خوانی میں صرف ہوتے تھے۔ ایک شخص نے اس شاہ جمجاہ کے مدحیہ قصیدہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ز تیغ ساخت مسخر جہان واہل جہاں   گرفت چرخ وستارہ بہ سبحہ گردانی

(سلطان نے اپنی تلوار سے تو جہاں اور اہل جہان کو مسخر کر لیا اور آسمان وستارہ کو اپنی سبحہ گردانی (درود وظائف) سے تسخیر کیا۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تارک صلوٰۃ اور زانی کے جانی دشمن تھے لیکن محض اسلامی پاسداری، ملک گیری اور حکمرانی کی مصلحتوں کے پیش نظر اپنے عمال کے اعمال کی باز پرس اور تادیب و سزا سے اغماض برتتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بے باک اور خود سر ہو گیا (اور سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ) قدیم خیر خواہوں اور خوانین کو ان کے مناصب سے علیحدہ کر کے ادنی اور کم حوصلہ لوگوں کو اونچے اونچے عہدوں پر ترقی دے دی اور بہترین تجربہ کار آزماؤں کو جو ہمیشہ اہم ذمہ داریوں پر مامور چلے آتے تھے اور مفوضہ فرائض کو بحسن و خوبی سرانجام دیتے تھے ادنیٰ خدمات پر مامور کر دیا۔ کیونکہ سلطان کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ اہلِ اسلام میں سے ہر ایک خدا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو سکے اور ادنیٰ زادے بھی اعلیٰ مدارج سے محروم نہ رہیں (اس غلط اقدام) کی وجہ سے مملکت خداداد کے معاملات اور دروبست میں بڑا خلل و فساد راہ پا گیا اور تمام اراکین و خوانین بدظن ہو گئے اور ایک دوسرے سے گٹھ جوڑ کر کے فتنہ و عناد کا باعث بن گئے۔

میر صادق کی فتنہ انگیزیاں

(سلطان کے اس غلط اقدام کے خطرناک نتائج میر صادق کے پیکر میں نمودار ہوئے) میر مذکور نے شاہانہ نوازشوں کے سہارے بڑا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا اور چھوٹے بڑے ملازمینِ سرکار کے خلاف مکاری اور سازشوں کا ایک جال سا پھیلا رکھا تھا اس نے اپنی چالاکی سے اس قدر اقتدار و اختیار حاصل کر لیا کہ وہ انتہائی غرور اور بد دماغی کے ساتھ اکثر ملکی و مالی مہمات کو اپنے ہی اجلاس پر سلطان کی منظوری و اطلاع کے بغیر فیصل کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ساری قلمرو سلطانی اس کے ظلم و ستم سے فتنوں اور شورشوں میں مبتلا ہو گئی۔ کہتے ہیں اس نے سلطان کے مزاج کو مسخر کرنے کے لیے عملیات اور تسخیرات سے بھی کام کیا۔ چنانچہ ہر روز آدھا من سیاہ مرچیں عملیات پڑھنے والے اگر دانوں میں جلایا کرتے تھے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ ٹیپو سلطان جیسا صاحبِ عزم حکمران اس کے اشاروں پر چلنے لگا امرائے دربار اور سرداران لشکر نے بارہا اس بدذات کی تخریبی کارروائیوں سے سلطان کو مطلع کر دیا اور اس کی خودسری کی طرف توجہ دلائی لیکن سلطان یہ سب کچھ سن کر اور جان کر بھی اس کی بداعمالیوں سے اغماض برتتے رہے اور اس کی تادیب و تنبیہ پر آمادہ نہیں ہوئے بلکہ الٹا اس کو روز افزوں شاہانہ عنایات سے نوازتے اور اس کی بداعمالیوں

لہ یہ نہایت غیر دانشمندانہ رائے تھی۔ بالغرض محال یہ سب کچھ محض "اسلامی مساوات" کے خیال سے کیا گیا تھا تو سمجھ میں نہیں آتا اسلامی مساوات کا یہ کونسا تصور تھا کہ اہلیت کارکردگی، دیانتداری کو نظر انداز کر کے نیچے والوں کو اوپر اور اوپر والوں کو نیچے کر دیا جائے اگر اسلام میں ایسی اندھی مساوات ہوتی تو پھر حضور اکرم قریش کی بالادستی کا تحفظ کرتے۔ اسلامی مساوات کا محتاط تصور بس یہی ہو سکتا ہے کہ صلاحیت و قابلیت کے باوجود کوئی ادنی سا شخص اعلیٰ مناصب پر پہنچنے سے محروم نہ کر دیا جائے (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پردہ پوشی کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممالکِ محروسہ کے تمام قلعوں اور تعلقات پر اس کا کامل تسلط ہوگیا اور وہ چھوٹے بڑے ہر معاملہ میں بلا شرکت غیرے فیصلے کرنے لگا اور کسی کی مداخلت کا موقع باقی رہنے نہ دیا۔ پرگنوں کے عمال کو اپنے بے محل تحکمانہ فرامین صادر کردیا کرتا تھا اور ممالکِ محروسہ میں رونما ہونے والے واقعات رعایا کے حالات اور سرکاری دفاتر کی خبریں سلطان تک نہیں پہنچاتا تھا اور ان کو ہمیشہ حقائق سے بے خبر رکھا کرتا تھا جب خیر خواہ وفاشعار امرا اور سرداروں نے یہ حال دیکھا اور کوئی چارہ کار نہیں پایا تو وہ اپنی اپنی جگہ بے دلی سے خاموش بیٹھ رہے۔

قلعہ پٹن کی تعمیر

اسی سال سلطان نے دار السلطنت سرنگاپٹن کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کا منصوبہ بنایا اور پرانے حصار کو منہدم کر کے دریائے کاویری کے رخ پر دو نئے سنگین پختہ حصار، برج، فصیل اور گہری خندق کے ساتھ تعمیر کرائے اور جنوبی جانب چار پانچ مستحکم حصار تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے بنوائے چنانچہ دریا باغ جو پہلے باہر تھا چھ نئے حصار میں آگیا۔ قلعہ کی مغربی جانب چار حصاروں کی بنیاد رکھی گئی تھی لیکن ان میں سے صرف دو حصار کھڑے کیے جا سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۷

سلطنتِ خداداد کے آخری چار سال

۱۲۰۸ھ / ۹۴-۱۷۹۳ء تا ۱۲۱۲ھ / ۹۸-۱۷۹۷ء

یاد ہوگا ٹیپو سلطان کے دو صاحبزادوں کو انگریز مدراس لے کر گئے تھے اور ان کے قیام کا انتظام چنیا پٹن میں کیا تھا جب دونوں جانبین سے دوستی اور موافقت کی شرائط تکمیل پاگئیں اور سلطان نے عاید شدہ رقم انگریزوں کو ادا کردی تو یہ شہزادے لوٹ آئے۔

سلطان یوسف آباد عرف دیوان ہلی کی شکارگاہ میں تھے کہ یہ شہزادے انگریزوں کے بدرقہ کی حفاظت میں اپنے اتالیقوں کے ساتھ آکر قدم بوس ہوئے۔ حسب الحکم اہل بدرقہ کو انعام اور شاہانہ اعزازات سے سرفراز کرکے واپس کردیا گیا اور شہزادوں کی آمد کی خوشی میں جشنِ طرب منعقد کیا گیا اور تمام بہادروں اور سرداروں کو نوازشات خسروانہ سے نوازا گیا۔

میر میراں کے خطابات

اس زمانہ میں ہر صاحبِ رتبہ سردار کو "میر میراں" کا خطاب دیا گیا اور مختلف ملکی و مالی شعبوں کو تبرکاً اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے جو ننانوے نام ہوتے ہیں موسوم کیا گیا اور جب سلطان شکارگاہ سے لوٹ کر دارالسلطنت میں فائز ہوئے تو انھوں نے ہر کچہری کے تحت جو اللّٰہی کچہری، رحمان کچہری، غفار کچہری، اور عزیز کچہری جیسے ناموں سے موسوم تھیں تین چار ہزار فوج کو متعین کیا۔ اس سے پہلے سپاہ، پیادہ کو "جیش" کا نام دیا گیا تھا سلطان نے اس اصطلاح کو ختم کرکے ہر ایک کو "عسکر" سے موسوم کیا۔

واضح رہے سید غفار کو میر میراں اول کا اعزاز ملا تھا۔ نواب مرحوم کے ماموں ابراہیم صاحب کے لڑکے محمد رضا اور اس کے بڑے بھائی امین صاحب کو "میر میراں" کا عہدہ عنایت کیا گیا۔ یہ امین صاحب نواب مرحوم کے زمانہ میں تمام سوارہ فوج کا بخشی تھا اس نے ایک سپاہی سید میرن کو کسی بات پر گالی دی۔ سید میرن نے انتقاماً امین صاحب کو دارالسلطنت پٹن میں قتل کردیا۔ اس کا لقب عام طور سے بنکی نواب مشہور تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ سلطان نے اسے باغی نائماریوں کی سرکوبی کے لیے ایک فوج دے کر روانہ کیا تھا اس نے باغیوں پر نہایت دلیری سے حملہ کرکے ان کو اور دوسرے سرکشوں کو گرفتار کرلیا اور ان سب کو ایک گھر میں جمع کرکے دوسروں کی عبرت کے لیے اس گھر کو آگ لگادی اور وہ سب اس میں زندہ جل کر مر گئے۔ کنڑی زبان میں آگ کو "بنکی" کہتے ہیں اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا نام "ننکی نواب" پڑ گیا۔ ان کے علاوہ خان جہان خان، برنیا زنار دار، بعض نوائطوں اور مشائخ زادوں کو بھی "میر میراں" اور نوبت و نقارہ کا اعزاز مل گیا۔ حالانکہ یہ لوگ سپاہ گری کے فن سے واقف تھے اور نہ ان میں سرداری کی صلاحیت تھی۔ ان تمام "میر میراں" سرداروں کو جواہر دار طلائی کرطے، جڑاؤ پدک مرحمت کیے گئے۔

اسی زمانہ میں سلطان نے ہتھیاروں کے بھی خاص خاص نام تجویز کیے۔ بندوق کو تفنگ، توپ کو درخشن اور بان کو شہاب کہا جانے لگا۔

ٹیکہ کی رسم

اس سے پہلے ذکر آچکا ہے کہ سلطان نے گراں بہا جواہرات صرف کر کے شیر کی شکل کا ایک جڑاؤ تخت تیار کرایا تھا لیکن اس تخت پر جلوس کی رسم صرف "ٹیکہ"[1] کے انتظار میں ملتوی تھی۔ ٹیکہ روانہ کرنے کے لیے سلطان نے کچھ کے راجہ کو لاکھوں روپیہ تحفے خلعتیں دے کر راضی کر لیا تھا کہ وہ اپنی لڑکی کو اس رسم کے لیے روانہ کرے گا۔ اسی کے انتظار میں جلوسِ شاہی کو ملتوی رکھا تھا۔ لیکن زمانہ کب کسی کی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ شکست وریخت کی وجہ سے جلوس شاہانہ کی یہ رسم برابر معرضِ التواء میں پڑی رہی۔

ایرانی شہزادہ کی آمد

اسی زمانہ میں ایران کا شہزادہ جو اپنے سلطان سے ناراض ہو کر ایک خواجہ سرا کے ساتھ بھاگ نکلا تھا سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے سلطان کے حضور میں پہنچا۔ سلطان نے اس کو ملاقات کا شرف عطا کیا۔ اور گنج عام کی بستی میں شاہانہ اعزازات کے ساتھ اس کو ٹھیرایا۔ اس کے طعام و قیام کے لیے شایانِ شان انتظامات کرا دیے اس کے علاوہ شاگرد پیشہ کے خرچ کے عنوان سے اس کے پاس دو ہزار روپیہ نقد بھی روانہ کیے۔

والئ کابل سے مراسلت

سلطان ہمیشہ اپنے ہمعصر مسلمان بادشاہوں سے روابط و تعلقات پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے چنانچہ اسی نیت سے انھوں نے اپنے ایلچیوں کے ہمراہ کثیر تحائف اور ہاتھی خلوص و محبت کے خطوط والئ کابل زمان شاہ بن تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کے پاس روانہ کیے۔ شاہِ کابل نے اس سفارت کو قبولیت کا اعزاز بخشا اور

---

[1] "ٹیکہ" کی رسم اکبر کی ایجاد تھی اس نے جب راجپوت راجاؤں کو شکست دے کر تخت شاہی پر جلوس کیا تو اودھے پور کے جسونت راجہ کی لڑکی ٹیکہ لے کر آئی اور اکبر کے ماتھے پر لگایا۔ اس وقت سے جو بھی مغل بادشاہ تخت شاہی پر جلوس کرتا اودھے پور کے راجہ اس کے لیے ٹیکہ روانہ کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایلچیوں کو خلعتیں اور انعامات عطا کیے۔ دونوں بادشاہوں کے درمیان جب دوستی اور موافقت کے عہد وپیمان طے پا گئے تو فریقین ایلچی قیمتی تحائف اور نفیس ہدیے اور خطوط کے جواب لے کر لوٹے اور سلطان کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔

سلطان کا عقد ثانی

کچھ عرصہ سلطان نے نہایت آرام و اطمینان کے ساتھ گزارا۔ اسی دوران میں ۱۲۱۰ھ (۹۶-۱۷۹۵ء) کو خدیجہ زمان کو جس سے نسبت قرار پا چکی تھی اپنے عقد میں قبول کیا اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ جشن شاہی منعقد کیا۔ تمام اہل لشکر کو سلطان نے دعوت دی اور مطربوں، گویوں، رقاصاؤں کو شاہانہ انعامات سے مالا مال کر دیا۔ اس موقع پر سلطان نے تمام امراء اور لشکریوں کے ساتھ ایک ہی دستر پر فیرنی تناول فرمائی اور سب کو مخاطب کر کے فرمایا، "ہم سب دینی بھائی ہیں اپنی قومیت اور دینداری کا پاس و لحاظ کر کے دلوں سے ہر قسم کے کینہ و کدورت کو نکال دینا چاہیے اور صرف خدا کے لیے خدا ہی کے راستہ میں جہاد کے لیے کمر بستہ ہو کر شہادت کے لیے تیار ہو جانا چاہیے"

ان ارشادات کے بعد سلطان نے سرخ رنگ کی خلعتیں امیروں اور سرداروں کو عنایت فرمائیں اور کہا، "ان سرخ خلعتوں کو شہادت کا لباس سمجھو۔" آہ سلطان کی اس دینداری اور اس قدر عنایتوں کے باوجود ان نمک حراموں نے اخلاص و وفاداری کا ثبوت نہیں دیا۔

دوسرے سال (۱۲۱۱ھ ۹۷-۱۷۹۶ء) سلطان نے اپنے شہزادوں کی کتخدائی کا اہتمام کیا چنانچہ محی الدین سلطان کو محمد علی عرف چجو میاں کی لڑکی سے بیاہا گیا اور اس کی بڑی بہن کو چجو میاں کے لڑکے کے عقد میں دیا گیا۔ ان کے علاوہ خاندان اور محل سرا کے دوسرے لڑکوں کی بھی شریف خاندان کی لڑکیوں سے شادی کرادی۔

۱۲۱۲ھ ۹۸-۱۷۹۷ء میں محل میں ایک لڑکا تولد ہوا لیکن خاتون محترم چند ماہ بعد ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئیں اور اسی سال یہ لڑکا بھی جس کا نام خداداد سلطان رکھا گیا تھا فوت ہو گیا۔

ایرانی شہزادہ کی واپسی

اسی سال ایران کا شہزادہ اپنے امراء کی استدعا پر سلطان سے رخصت ہو کر ایران کے لیے روانہ ہو گیا۔ چونکہ سلطان اس پر بہت مہربان تھے اس لیے اس کو سلطان نے اعزازات، خلعتیں، نقد روپیہ اور اسباب سفر مہیا کر کے رخصت کیا اور وداع کرتے ہوئے فرمایا، "تم اپنے دارالسلطنت کے معاملات کا حسب دلخواہ بندوبست کر لو تو ہم تم اور زمان شاہ روالی کابل) مل کر ہند اور دکن کے نظم ونسق کی طرف توجہ کریں گے۔" اس نے بھی اس عزم کا اقرار و پیمان کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدویوں کا زوال

سلطنتِ خداداد کے لشکر میں مہدوی قوم کے بہت سے افراد جنہیں اہلِ دائرہ کہا جاتا تھا شامل تھے یہ قوم سلطان کی نمک حلال اور وفادار تھی اور اکثر معرکے ان کے ہی زورِ بازو سے جیتے گئے تھے۔ میر صادق جیسے میر آصف کا خطاب دیا گیا تھا ان مہدویوں سے ہمیشہ متنفر اور اندیشہ ناک رہتا تھا چنانچہ اس نے سلطان کے مزاج کو ان بہادر اور وفادار لشکریوں کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ انہیں مہدویوں کی طرف سے بغاوت کا وسوسہ رہنے لگا۔ آخرکار سلطان نے اس شیطان کی باتوں میں آکر تمام مہدویوں کو مع اہل و عیال اپنی قلمرو سے نکال دیا۔

زمرۂ خاص

مہدویوں کی جگہ پر کرنے کے لیے سلطان نے سرینگ پٹن، کولار، ہسکوٹہ، دیون ہلی، صوبہ سرا، بالاپور کلاں اور اہل تجاور ہیں سے دس ہزار آدمی منتخب کر کے ایک جمعیت ترتیب دی جس کا نام "زمرۂ خاص" رکھا "در زمرۂ غم نباشد" یہ زمرۂ خاص کا امتیازی فقرہ تھا۔ اس کی لفظی تشریح سے ان مختلف گروہوں کا تعین ہوتا ہے۔ جو زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ "غم نباشد"[1] کے غ سے "مردم غیر ممالک" م سے "مغل و مرہٹہ" ن سے "نائطہ" ب سے "برہمن" الف سے "افغان" ش سے "شیعہ" د سے "اہل دائرہ" یعنی مہدوی مراد لیے جاتے تھے۔

"زمرۂ خاص" کے لوگ رفتہ رفتہ اس قدر سلطان کی نظروں میں چڑھ گئے کہ آخر عہد میں مملکت خداداد کے تمام درو بست پر ان کا ہی قبضہ ہو گیا اور ملک کی اہم ذمہ داریوں کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اسی زمرۂ خاص کا ایک شخص میر ندیم جو نہایت نااہل اور ناتجربہ کار تھا دارالسلطنت کی قلعہ داری پر فائز ہو گیا۔ سلطان کو زمرہ کے آدمیوں پر بڑا اعتماد اور بھروسہ تھا لیکن یہ بدبخت بظاہر تو اپنے آپ کو جاں نثار اور وفا شعار جتاتے تھے۔ لیکن در پردہ میر صادق صاحب دیوان کے اشارول پر رہتے تھے۔

شر پسند وزیر

میر صادق نے ہر جگہ آہستہ آہستہ اپنے مہرے بٹھا دیے۔ سب سے پہلے اس نے امراء خوانین اور افسروں کی تنخواہیں کم کر کے ان کے عہدے گھٹا کر لشکر کو تباہ اور بددل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد اس نے اہلِ دربار وغیرہ کو چرب زبانی شیریں گفتاری اور قسمیں کھا کھا کر کہ اس کی زبان پر "قسم کلام اللہ" کا فقرہ تو بس چڑھا ہوا تھا اپنا ممنون و مطیع بنا لیا یہاں تک کہ حضور کا عرض بیگی بعض کمینہ فطرت مصاحب، محافظ، چاؤش، خادم اور جاسوس اس کی صوابدید

---

[1] زمرۂ خاص کے لیے یہ معنی خیز فقرہ بلاشبہ جودتِ طبع کا ثبوت ہے۔ لیکن اس لفظی کھیل سے آہنی سپاہ گری میں کوئی انقلاب برپا نہ ہو سکا کیونکہ سب سے بڑا غم غدار میر صادق تھا جو گھن کی طرح حشمت سلطانی کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ (م)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مرضی کے بغیر سلطان سے کچھ کہنے سننے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ ممالک محروسہ سے جتنے ملکی و مالی عریضے آتے تھے وہ سلطان کو اطلاع دیئے بغیر خود چاک کر کے پڑھ لیتا تھا اور اپنے حسب مرضی ان پر تجویزیں لکھ کر سلطان کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ غرض اس کا تسلط اس قدر بڑھ گیا تھا کہ پٹن میں اس کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہلتا تھا۔

یہ تو میر آصف اوّل یعنی میر صادق کا حال تھا اور اللہ کی شان میر آصف ثانی میراں حسین کی رنگ رلیاں تو اپنی مثال آپ تھیں۔ یہ نہایت اوباش منش زانی شخص تھا انتہائی بیہودہ حرکتیں کرتا رہتا تھا تعلقات و مواضعات میں اپنی سواری کی پالکی کو قوی ہیکل فاحشہ عورتوں کے کاندھے پر اٹھوا کر کچہری کے صحن میں پھرا کرتا بعض اوقات لنگوٹیوں کو جمع کر کے انھیں برہنہ کرا دیتا اور اس بے حیائی کے مجمع میں خوش فعلیاں کرتا رہتا۔ ظاہر ہے ایسے شخص سے جو ایسے ناسفانہ خیالات رکھتا تھا مہمات سلطنت کی سربراہی کیا ہو سکتی تھی ـــــ تیسرے میر آصف شیر خان چولوا تھے جو اپنی سادہ لوحی اور حماقت کی وجہ سے "جنت کی گائے" مشہور تھے۔

غرض ان شر پسند، عیاش اور احمق کارپردازوں کی وجہ سے ملک کا بندوبست ایسا درہم برہم ہوا کہ تمام ممالک محروسہ کے محاصل کی رقوم کے آٹھ حصے خزانہ عامرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے اور سلطان کے احکام و فرامین کو بجز دارالسلطنت کے دوسری جگہ کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ سلطان اس طرح ان دنیاداروں کی پرورش کر رہے تھے کہ جو رقم بھی کسی بھی ذریعہ سے مسلمانوں کو پہنچتی وہ اسے غنیمت سمجھتے تھے۔

ملک جہاں خاں

اسی سال سلطان نے ایک قابل اور باصلاحیت شخص دھونڈوجی واگیہ کو (اس شخص کا حال راقم سطور نے اپنی کتاب تذکرۃ البلاد والحکام کے اورنگ چہارم، دوازدہم و پانزدہم میں تفصیل سے بیان کیا ہے) جو اسلام کی طرف میلان رکھتا تھا، پٹن آنے کی دعوت دی وہ سلطان کی خدمت کو دین و دنیا کی ترقی کا ذریعہ جان کر اپنے ساتھیوں اور متعلقین کے ساتھ حاضر خدمت ہو گیا۔ صاحب دیوان میر صادق کو اس سے بڑی خلش پیدا ہو گئی اور وہ اس کے درپے ہو گیا۔ اور بتدریج اس کے خلاف سلطان کو مکدر کر دیا اور یہاں تک ان کو بھڑکایا کہ سلطان نے مجرا کے بہانہ بلا کر ڈیوڑھی میں اسے گرفتار کروا دیا اور پابزنجیر کر کے اس کی ختنہ کرا دی اور مسلمان بنا کر اس کے ہمراہیوں کو لشکر میں داخل کرا دیا اس ساری کارروائی کے باوجود سلطان اس پر مہربان ہی رہے۔ چنانچہ دس نلم سلطانی جو تین روپیہ کے مساوی ہیں یومیہ مقرر کر کے ایک استاد کو اس کی تعلیمات سکھانے کے لیے مقرر کر رکھا تھا۔ بعد میں سلطان نے ایک کچہری کی سربراہی اس کے لیے نامزد کر کے اس کو رہا کر دینے کا فرمان بھی دے دیا تھا۔ لیکن میر صادق نے نیش زنی کر کے عرض کیا کہ قبلہ عالم آپ اسے کوئی ذمہ داری دیتے ہوں تو دیں لیکن مناسب یہ ہے اس جیسے کسی شوخ بے باک اور بہادر آدمی کو منتخب کر کے اس کے ساتھ کچہری پر متعین فرما دیجئے تب اسے رہائی عطا کیجئے۔ ظاہر ہے کہ وہ راہزن ہے جو چند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوباشوں کے ساتھ حیدر آباد اور پونا کی فوجوں اور حضور والا کے فدائیوں پر چھاپے مار کر زندگی بسر کرتا رہا ہے ایسے شخص کو مطلق العنان سردار بنا دینا مصالح ملکی کے منافی ہے اندیشہ ہے کہ وہ آگے چل کر کوئی فتنہ برپا کر دے کہ اس کا تدارک مشکل ہو جائے" میر صادق کی یہ باتیں اثر کر گئیں اور وہ خیر خواہ اسی طرح قید و اسیر رہا۔ پہلے اس کا اسلامی نام شیخ احمد رکھا گیا بعد میں اس کی خواہش پر ملک جہاں خاں کا خطاب اسے عطا کیا گیا۔

انہی دنوں میر صادق نے غازی خاں پر جو دولتِ خداداد کا قدیم اور نہایت دلیر مدبر رکن تھا بغیر کسی جرم کے مشیر الملک دیوان حیدر آباد سے سازش کرنے کا الزام لگایا اور سلطان نے اس کے مشورہ پر اپنے اس جاں نثار کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

اسی سال کہ یہ سلطنت خداداد کا آخری عہد تھا سلطان کو چند بدخواہوں نے ایسا مغالطہ دیا کہ انھوں نے بعض جاہلوں کو کلام پاک کے عثمانی رسم الخط تبدیل کرنے پر مقرر کر دیا۔ یہ جرأت اس سے پہلے عرب و عجم کے کسی سلطان نے کی تھی نہ اس کی تجویز کسی عالم فاضل اور محدّث نے کبھی کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵

سلطنتِ خداداد کا زوال

۱۲۱۳ھ ـ ۹۹-۱۷۹۸ء

اپنے آخری عہد میں ٹیپو سلطان معاملات کو سوچے سمجھے بغیر جلد بازی سے فیصلے کرنے لگے تھے اور کسی خیر خواہ کا مشورہ نہیں سنتے تھے اس لیے مملکت کے اکثر معاملات برابر درہم برہم ہوتے جارہے تھے۔ اس زمانہ میں انھوں نے مختلف سمتوں کو قاصد روانہ کرکے ایک خطرناک اقدام کیا جس کے نتیجہ میں سلطنتِ خداداد کو وہ روزِ بد دیکھنا پڑا کہ سارا ملک اجنبی قوموں کے تسلط میں چلا گیا۔

تشویشناک کارروائیاں

اس سال سلطان نے والی کابل زمان شاہ کے پاس تحائف وہدایا دے کر دوبارہ اپنے نمائندے بھیجے اپنا ایک اور ایلچی کچھ کے راجہ کے پاس ٹیکہ لانے کے لئے روانہ کیا (تا کہ تخت شاہی پر جلوس کی ملتوی رسم منعقد کرلی جائے) ایک اور شخص کو کثیر تحائف اور قیمتی خلعتیں دے کر خلیفۂ روم کے پاس روانہ کیا۔ اس زمانہ میں مورین سے کچھ فرانسیسی موسیو سپیو کی سرکردگی میں پٹن آئے۔ چونکہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان باوجود اس کے کہ دونوں عیسٰی علیہ السلام کے مذہب کے پیرو ہیں، ہمیشہ سے جنگ ہوتی رہی ہے۔ اس لیے مدراس کے انگریز ان فرانسیسیوں کی پٹن میں آمد اور مختلف ممالک کو سلطان کی سفارتوں کی روانگی سے تشویش میں پڑ گئے کہ کہیں ٹیپو سلطان فرانسیسیوں کی ترغیب وحمایت پر بلاد کرناٹک اور حیدرآباد پر فوج کشی کا ارادہ نہ کریں چنانچہ انھوں نے باہم مشورہ کرکے سلطنت خداداد کا یکسر خاتمہ کر دینے کے لیے ان خبروں کو بہانہ بنا لیا اور حیدرآباد کے مشیر الملک اور میر عالم کی تجویز پر ان واقعات کی اطلاع ——— (مارکوئس ویلزلی) کو کلکتہ لکھ کر بھیجی۔ یہ مہم پسند انگریز لارڈ الیسی فتوحات کے لیے پہلے ہی سے بے چین تھا اور سلطنت خداداد کے اندرونی انتشار سے بخوبی واقف تھا، ان اطلاعات پر اس نے فوراً ہی حملہ کا عزم کر لیا۔

لارڈ مارننگٹن کی آمد

لارڈ ولنگٹن نے سلطنتِ خداداد پر لشکر کشی کا ارادہ کرکے چار ہزار سپاہی جہاز پر چڑھائے اور کلکتہ سے روانہ ہو گیا۔ وہ ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۳ھ (جنوری سنہ ۱۷۹۹ء) میں مدراس آکر اترا۔ مدراس پہنچ کر اس نے سارے لشکر کو جمع کیا اور اسے جنرل ہارس کی کمان میں سرینگا پٹن کی طرف روانہ کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کا بہانہ

ان دنوں حیدر آباد میں بھی انگریزوں کی ایک فوج ٹھیری ہوئی تھی۔ اس فوج کو حیدر آباد کے دیوان مشیر الملک نے ناظم حیدر آباد کے سابق رفیق و معاون موسیو ریمیو فرانسیسی کے قائم مقام موسیو پیرون کی جمعیت کو شکست دینے کے لیے بلا رکھا تھا۔ ان کے علاوہ بنگالہ کے دو ہزار سپاہیوں کی ایک جمعیت بھی وہاں حسین ساگر کے علاقہ میں پہلے سے مقیم تھی۔ ان کے کماندار کرنل رابٹ اور کرنل ڈالر نے مدراس کے احکام کے مطابق ان فوجوں کو سامان جنگ سے لیس کیا اور مدراس کی طرف سے روانہ ہو گئے۔ حیدر آباد کا سپہ سالار میر عالم بھی آٹھ ہزار سواروں اور دوسرا ایک سردار روشن رائے چھ ہزار جوانوں کو لے کر جو متوفی موسیو ریمیو کے تربیت یافتہ تھے پانگل کے راستہ روانہ ہوئے اور بدویل گھاٹ کو عبور کر کے ونکٹ گیری سے گزرتے ہوئے گوڈیاتم کے قریب انگریزی لشکر سے جا ملے۔

یہ تمام فوجیں جب جنگی ساز و سامان کے ساتھ جمع ہو گئیں تو لارڈ ولنگٹن نے سلطان کو دو تین خط لکھے کہ "ان نو وارد فرانسیسیوں کو پٹن میں متعینہ انگریز نمایندوں کے حوالہ کر دیا جائے اور ساحل سمندر کے قلعے یعنی کوڑیال بندر اور منگلور وغیرہ کی مستاجری جو جہازوں کی گزرگاہ پر ہیں انگریز سرداروں کے نام کر دی جائے۔" جب پٹن سے اطمینان بخش جواب موصول نہیں ہوا تو لارڈ ولنگٹن نے لشکر کو سلطنتِ خداداد پر حملہ کا حکم دے دیا۔

انگریزوں کا حملہ

حسب الحکم جنرل نلاٹی سواروں کے سپہ سالار اور جنرل پرچیس سولجروں کے سپہ سالار نے ۱۲ ماہِ رمضان المبارک ۱۲۱۳ھ (۷ فروری ۱۷۹۹ء) کو حدودِ سلطانی کی طرف کوچ کر دیا اور منزلیں طے کرتے ہوئے یہ لشکر آبنور گڑھ کے راستہ سے تریانور سے گزرا اور رائے کوٹہ کے نواح میں پہنچ کر اس نے اپنا کیمپ لگا دیا۔

غدار میر میراں

جب حملہ آور حدودِ سلطنت میں داخل ہو گئے تو دربار کے اہل کاروں نے سخن سازی کر کے سلطان سے معاملہ کی اہمیت کو اس طرح گھٹا کر پیش کیا کہ انگریزوں کی فوج حیدر آباد کے چند بانکوں اور لقوں کے ساتھ آ رہی ہے اور یہ سب چار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور پونا کے مرہٹہ سردار نے ان سے اتفاق نہیں کیا ہے۔ سلطان نے مطلع ہو کر پرنیا میر میراں حضور سے رخصت ہو کر انگریزوں کے مقابل آئے۔ لیکن ایک ہی مقابلہ میں ان کے سوار منتشر ہو کر رائے کوٹہ کے مغرب میں دو کوس کے فاصلہ پر ایک جنگل میں پناہ گزین ہو گئے۔ انگریز سواروں کے رسالوں نے پیش قدمی کر کے صف آرائی کر لی اور سلطانی فوج اس لشکر کے اطراف چھاپے مارنے لگی۔

انگریز جنرل نے کلہ منگل کے مقام پر چار دن تک قیام کیا اور حملہ کی تیاریاں کر کے ۲ شوال کو وہاں سے آگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوچ کیا۔ جس وقت انگریزوں نے انی کل میں کیمپ لگایا تو سلطانی فوج کے قزاقوں نے جرأت کر کے غنیم کے منقلا (پیش دستہ) پر حملہ کر کے اس کے ایک جوق کو تہ تیغ کر دیا۔ اس بہادری پر میر میراں سے جو غداری پر تلے ہوئے تھے ان کو بجائے تحسین و آفرین اور انعامات کے لعنت ملامت اور گالیاں ہی کھانی پڑیں۔ اس سلوک پر ہر ایک نے سمجھ لیا کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے اور سرداروں کا ارادہ لڑنے کا نہیں ہے۔ اس کے بعد کسی کو کیا پڑی تھی کہ اپنی جان جوکھوں میں ڈالتا چنانچہ یہ مجبور و بے بس سپاہی اور سوار غنیم کے لشکر کے آس پاس منڈلاتے رہے بلکہ صحیح معنوں میں اس کا بدرقہ بن کر راستہ ناپتے رہے۔

سلطان مقابلہ پر

جب سارا لشکر سلطانی جھنڈوں کے نیچے جمع ہو گیا اور سلطان کو غنیم کی بڑھتی ہوئی یلغار کا علم ہوا تو انھوں نے دار السلطنت سے کوچ کیا اور چن پٹن کے میدان میں خیمہ گاہ لگوا دی۔ ان کے خانہ برباد نمک خواروں نے بتایا تھا کہ دشمن کی فوج اس راستہ سے آ رہی ہے۔ انگریز جنرل کو جب سلطان کے چن پٹن پہنچ جانے کا علم ہوا تو اس نے اس راستہ کو ترک کر کے اپنے حلیفوں کے حسب ایما رخانخان ہلی کا رخ کیا۔ انگریزوں کا یہ راستہ بدل دینا پہلے کے سوچے سمجھے منصوبہ اور غداروں کے علم و اطلاع اور تجاویز کے مطابق ہی ہوگا) جب انگریزی لشکر کے راستہ بدل دینے کی اطلاع سلطان کو ملی تو وہ اپنے جاسوسوں پر غضب ناک ہوتے اور انھوں نے یلغار کرتے ہوئے خانخاں ہلی کا رخ کیا اور گلشن آباد عرف مڈولی کے میدان میں پہنچ کر انگریزوں کا راستہ روک لیا۔ انگریزی فوج نے بھی اس میدان میں پہنچ کر صف آرائی کر لی۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو سلطان کے وفادار فدائیوں نے حسب معمول نہایت دلیری اور بہادری سے حملے کیے اور انگریز بندوقچیوں کی صفوں میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ سلطان کے خیر خواہ سرداروں نے بھی ایسی سخت تفنگ اندازی کی کہ دشمن کی ایک بڑی جماعت کو خاک و خون میں لٹا دیا اور ان کی جمعیت کو منتشر و پراگندہ کر دیا۔

قمر الدین خاں کی غداری

انگریز سپاہیوں نے بھی کوتاہی نہیں کی۔ انھوں نے بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر کے مخالفوں کے سینے چھلنی کر دیے ... اس موقع پر دونوں فریق برابری کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ سلطان لشکر کا مخالفوں پر کچھ دباؤ بڑھتا ہی جا رہا تھا اس وقت نقشۂ جنگ کو ملحوظ رکھ کر سلطان نے ایک ماہر جرنیل کی طرح بر وقت اپنی سوار فوج کو آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن وائے بدنصیبی کہ سوار فوج کی کمان قمر الدین خاں کے ہاتھ میں تھی جو ایک تجربہ کار اور نڈر کماندار تھا مگر سلطان سے (اپنی شادی کے معاملہ میں جس کا ذکر آ چکا ہے) بددل ہو کر غداروں کی تیار کی ہوئی سازش میں شریک ہو چکا تھا اس نے حکم کی تعمیل تو کی لیکن اپنے سواروں کو اندھا دھند اس بے ترتیبی کے ساتھ دوڑایا کہ سارا رسالہ آپس میں گڈمڈ ہو گیا اور گھوڑے باہم ٹکرا کر بھڑک اٹھے اور اپنی ہی فوج پر جا پڑے اس بدنظمی اور تاخیر کی وجہ سے سلطان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چال الٹی پڑ گئی اور غنیم نے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا اور سلطانی لشکر کے بہت سے سپاہی دشمنوں کی خون آشامی کی بھینٹ چڑھ گئے اور بقیۃ السیف پراگندہ ہو کر معرکہ گاہ سے بھاگ نکلے۔ انگریزی فوج کو اس دن نمایاں کامیابی حاصل ہو گئی۔

جنرل اسٹوٹ کی فوج کشی

لڑائی اس مرحلہ پر تھی کہ سلطان کو خبر ملی کہ بمبئی سے ایک دوسری انگریزی فوج کافی سامان رسد اور غلہ کے ساتھ جنرل اسٹوٹ کی سرکردگی میں کورگ کی راہ دار السلطنت کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ اس اطلاع پر سلطان کی چال الٹی پڑ گئی اور غنیم نے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا اور سلطانی لشکر کے بہت سے سپاہی دشمنوں کی خون آشامی کی بھینٹ چڑھ گئے اور بقیۃ السیف پراگندہ ہو کر معرکہ گاہ سے بھاگ نکلے انگریزی فوج کو اس دن نمایاں کامیابی حاصل ہو گئی۔

جنرل اسٹوٹ کی فوج کشی

لڑائی اس مرحلہ پر تھی کہ سلطان کو خبر ملی کہ بمبئی سے ایک دوسری انگریزی فوج کافی سامانِ رسد اور غلہ کے ساتھ جنرل اسٹوٹ کی سرکردگی میں کورگ کی راہ دار السلطنت کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہے۔ اس اطلاع پر سلطان نے چند میر میراں کو ایک بھاری فوج کے ساتھ جنرل ہارس کے مقابلہ پر چھوڑ دیا اور خود بقیہ سارے لشکر کو لے کر جنرل اسٹوٹ کے مقابلہ کے لیے کورگ کی طرف روانہ ہو گئے اور ایک دن دو راتوں میں یہ طویل مسافت طے کر کے غنیم پر حملہ کا حکم دے دیا۔ سید غفار نے جو سلطان کا وفادار اور خیر خواہ تھا اور اپنی بہادری اور جنگی تجربہ کے لحاظ سے بے مثل کماندار تھا ایک سمت سے غنیم کے لشکر پر حملہ کر کے لڑائی چھیڑ دی دوسری طرف سے حسین علی خاں ولد نواب قطب الدین خاں نے بھی نہایت دلیری کے ساتھ حملہ کر دیا دوسرے میر میراں بھی اپنے دستوں کو لے کر آگے بڑھے اور ان دونوں تلواروں کی زد پر دشمن کو لے کر عظیم تباہی مچا دی۔ انگریز ان دلیرانہ حملوں کی تاب نہ لا کر ایسی بدحواسی کے ساتھ پسپا ہوئے کہ اپنا مال و اسباب جوں کا توں میدان میں چھوڑ کر قریب کے ایک جنگل میں گھس گئے۔ فاتح فوج نے جنگل کو گھیرے میں لے کر غنیم کے دہشت زدہ سپاہیوں کو کھوج کھوج کر قتل کرنا شروع کر دیا۔

سرنگاپٹن کا تیسرا محاصرہ

اس مرحلہ پر محمد رضا میر میراں نے بڑی منت سماجت اور اصرار کر کے جنگل میں داخل ہونے اور دشمن پر یلغار کرنے کی اجازت لی۔ اور اپنی فوج کو آگے بڑھا کر مرگ ناگہانی کی طرح انگریزوں کے سر پر جا پڑا۔ اور اس جیالے پن سے ڈٹ کر لڑائی کی کہ دشمن کی ساری فوج درہم برہم ہو کر رہ گئی۔ اور قریب تھا کہ وہ پوری طرح شکست کھا کر وہاں سے بھی بھاگ کھڑی ہوتی لیکن نوشتہ تقدیر میں کچھ اور ہی لکھا جا چکا تھا چنانچہ عین کامیابی کے وقت ایک گولی پیام موت بن کر محمد رضا کے سر میں لگی اور وہ جاں نثار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہادر اسی وقت مرتبہ شہادت سے سرخرو ہو گیا۔ اس کی جمعیت اپنے بہادر سردار کی لاش لے کر لشکر گاہ میں لوٹ آئی سلطان نے شہید کی میت کو دارالسلطنت روانہ کر دیا اور خود بہ نفسِ نفیس جنرل اسٹوٹ پر فوج کشی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اس موقع پر جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ پہلے محاذ پر سلطانی لشکر دشمن کے ہاتھوں شکست کھا کر جنگل کے راستہ کلی کوٹ کی طرف کوچ کر گیا ہے۔ اسی وقت سلطان میدان چھوڑ کر دارالسلطنت لوٹ آ گئے۔ ان کے وہاں پہنچنے کے معًا بعد ہی جنرل ہارس نے ہوسکی کے راستہ سے دریا کو عبور کیا اور سلطان پیٹھ سے گزر کر قلعہ کے مغربی جانب آ کر کیمپ لگا دیا۔

دوسرے دن انگریزوں کے رسالہ نے حملہ کر کے قلعہ کے مقابل چند اہم مقامات کو جنہیں سلطانی فوج نے مستحکم کر رکھا تھا اپنے بہت سارے آدمیوں کو کٹوانے کے بعد چھین لیا۔ اتفاق سے اسی دن حسین علی خاں ولد قطب الدین خاں جو سلطان کا وفادار امیر اور نہایت دلیر آدمی تھا۔ بڑی بہادری کے ساتھ دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور آخر دم تک لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ سلطانی فوج کے پسپا ہوتے ہی انگریزوں نے مضافات کے باغوں سے مورچہ بندی کا سامان فراہم کر کے مغربی مورچہ کو ندی کے کنارے اور دوسرا مورچہ بائیں کی طرف بنا کر قلعہ کے حصار پر گولہ باری شروع کر دی اور سارا میدان طرفین کی آتش باری سے دھواں دھار ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیپو سلطان کی شہادت

بنا کردند خوش رسمے بہ خون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خامۂ خونچکاں

نواب مرحوم اور سلطان ذی شان کی زندگی کے سنہرے باب رقم کیے جا چکے ہیں۔ اب خامۂ خونچکاں جن صفحات کی گلکاری کے لیے آگے بڑھ رہا ہے وہ نوشتۂ تقدیر کا ایک خونی باب ہیں۔ سوانح نگار قلم کو اس سانحہ طرازی کا یارا نہیں تاہم وہ اس پاک طینت شہید کی یاد میں ان صفحات پر سرنگوں اور اشک افشاں گزر رہا ہے، اور اس حرفِ آخر کو ثبت کر دینا چاہتا ہے جو حاصلِ کلام اور سرمایۂ نطق و بیان ہے۔

(مترجم)

نمی دانم حدیث نامہ چوں است
ہمی بینم کہ عنوانش بخوں است

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۹

سرنگاپٹن کا خونی معرکہ

۱۲۱۳ھ - ۱۷۹۸-۹۹ء

دشمنوں کا سیل بے پناہ قلعہ سرینگ پٹن کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا۔ سلطانی لشکر قلعہ میں محصور مدافعت کی آخری اور ناکام جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔ اس نازک وقت میں جب کہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو چکا تھا سلطان نے مشیت ایزدی پر توکل کر کے کسی اور جگہ منتقل ہونے کا ارادہ نہیں کیا اور جمیعت سلطانی نے آخر وقت تک جان لڑا دینے کا دلیرانہ عزم کر لیا۔ چنانچہ سلطان نے دار السلطنت کے تمام حصار "زمرۂ خاص" کے سرداروں کے سپرد کر دیے[1] اور قمر الدین خاں کو انگریزوں کی رسد لانے والی اور ان کی کمک پر آنے والی فوجوں کا راستہ روکنے کے لیے متعین کر دیا۔ شہزادہ فتح حیدر کو تمام عسکر دے کر سلحداروں، پرنیا زنار دار اور دوسرے میرمیراں کے ہمراہ کرنکیٹ کے میدان میں روانہ کر دیا۔

غنیم کے لشکر کے اطراف شاہی سوار فوج کے شہسوار اڑے کا دن کی مشق کرتے ہوئے گھوم رہے تھے لیکن اپنے سرداروں (خاص طور سے قمر الدین خاں) کی طرف سے حملہ اور جنگ کا حکم نہ پا کر بڑی حسرت کے ساتھ باگیں ڈھیلی چھوڑے ہوئے دشمن کی یلغار کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ ان کی چشم پوشی کی وجہ سے بمبئی کی طرف سے آنے والا انگریزی لشکر بھی بلا مزاحمت میدان میں پہنچ گیا۔ اور اس نے مہادر پورہ کی سمت پر اپنا کیمپ لگا دیا۔

مہتاب باغ کا سقوط

سلطانی فوج نے بارہا محاصرین پر نہایت ہولناک حملے کیے اور غنیم کو کافی نقصان پہنچایا لیکن زمانہ ان بہادروں کی تائید سے منہ موڑ چکا تھا اور کارکنان قضا و قدر ان کے پیچھے ناکامی کا نقارہ مسلسل پیٹ رہے تھے اس لیے کسی مرحلہ پر بھی سلطانی افواج کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ صرف مہتاب باغ کا مورچہ ایسا تھا کہ تابڑ توڑ حملوں اور ہزار سپاہیوں کو کٹوا دینے کے باوجود غنیم ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکا تھا۔ اس مورچہ پر سید غفار اپنی فوج کو پوری جنگی مہارت اور نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہا تھا اور اپنے دلیرانہ حملوں سے اس نے بہت جلد دشمن کے دانت کھٹے کر دیے تھے۔ غنیم کی فوجیں سیل بے پناہ کی طرح اس مورچہ سے ٹکرا رہی تھی لیکن سید غفار پامردی کے ساتھ چٹان کی طرح قلعہ کے سامنے ڈھال بنا ہوا کھڑا تھا ممکن تھا کہ مہتاب باغ کے اس مستحکم مورچے سے سر ٹکرا ٹکرا کر غنیم نیم جان ہو جاتا لیکن غداروں کی زیر زمین کارروائیاں رنگ لائے بغیر کیسے رہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتیں؟ چنانچہ بدبخت درباریوں نے سلطان کے سامنے الٹی سیدھی تجویزیں رکھ کر اس جوانمرد خیر خواہ کو مہتاب باغ سے ہٹا دیا اور ایک دوسرے نااہل سپہدار کو اس کی جگہ متعین کرا دیا اس اہم مورچہ پر سے سید غفار کے ہٹتے ہی انگریزوں نے معمولی سعی وجہد کے بعد ہی اس کو فتح کر لیا اور توپوں بندوقوں سے مسلح کر کے وہاں سے قلعہ پر چڑھائی شروع کر دی۔" مہتاب باغ کے سقوط کے ساتھ ہی محصورین کی امیدوں کا چراغ یک لخت گل ہو گیا۔"

فرانسیسیوں کے مشورے

اس وقت سلطان نے موسیو سیپو فرانسیسی کو بلا کر اس سے دریافت کیا کہ اس مرحلہ پر تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کیا کہ کمترین تو یہی مناسب سمجھتا ہے کہ "حضور سارے لاؤ لشکر، خزانہ، توشک خانہ اور زنانہ کو لے کر قلعہ سے نکل جائیں اور آپ فوج کو دشمن کی مدافعت پر چھوڑ کر صوبہ سرا اور چتیل درگ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے اور دوسرے فرانسیسیوں کو انگریزوں کے حوالہ کر دیں تاکہ بنائے نزاع درمیان سے اٹھ جائے یا پھر قلعہ کے شکستہ حصار پر سے اپنے کارپردازوں کو ہٹا کر مورچہ میرے اور موسیو لالی کے حوالے کر دیں"۔ جب اس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دینے کی پیش کش کی تو سلطان نے جواب دیا "تم غریب الدیار ہو اور ہمارے مہمان ہو تمہارے لیے ہم اپنی ساری سلطنت کی تباہی گوارا کر سکتے ہیں لیکن کسی حال میں بھی تم کو دشمنوں کے حوالے کرنے پر ہم راضی نہیں ہو سکتے۔"

موسیو سیپو کو رخصت کرنے کے بعد سلطان نے قلعہ کی حفاظت کا انتظام فرانسیسیوں کے حوالے کر دینے کے متعلق اپنے دیوان میر صادق سے مشورہ کیا اس نے غرض آمیزی سے جواب دیا کہ "حضور والا پر یہ بات روشن ہے کہ اس قوم نے کسی کے ساتھ وفاداری نہیں کی جیسے ہی قلعہ ان کے حوالے ہوگا یہ انگریزوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا کیونکہ دونوں بلحاظ قومیت ایک دل اور ایک زبان ہیں اس طرح میر صادق نے سلطان کو ایک بہتر تجویز پر عمل کرنے سے روک دیا اور جلد ہی قلعہ کی تسخیر کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔

روانگی کی تیاریاں

قلعہ کے بچاؤ کی کوئی صورت نہ پا کر مجبوراً سلطان نے موسیو سیپو کے پہلے مشورہ پر عمل کرنا ہی مناسب جانا اور کارپردازوں کو حکم دیا کہ توشک خانۂ خاص کا سارا ساز و سامان، خزانہ اور مستورات کو اثاثہ کے ساتھ چیتل درگ روانہ کرنے کی تیاری کی جائے۔ خدام نے حسب الحکم سارا اسباب اور مال متاع ہاتھیوں، اونٹوں، بہلیوں اور پالکیوں پر لدوا دیا۔ جب روانگی کی ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو سلطان نے امراء کی مجلس مشاورت طلب کی اس موقع پر غدار بدرالزمان خاں نائطہ نے بلا تامل عرض کیا کہ "حرم شاہی ملکۂ عالیہ خزانہ اور شہزادوں وغیرہ کو روانہ کر دینے کی وجہ سے آپ کی موجودگی کے باوجود جاں نثار ہمت ہار بیٹھیں گے اور دارالسلطنت کا شیرازہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتشر ہو کر رہ جائے یہ اقدام ہرگز ہمت شاہانہ کے شایان شان نہیں ہے" ناظر کے اس کہنے پر سلطان نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں اور سرد آہ کھینچ کر فرمایا "جو کچھ اس کی مرضی ہے ہم اس پر راضی ہیں" اس مشورہ کے بعد سلطان نے روانگی کا ارادہ فسخ کر دیا لیکن سارا ساز و سامان توشک خانہ میں اسی طرح بندھا ہوا رہنے دیا۔ اسی دن بدخواہوں کے مشورہ سے غازی خاں کو جو قید میں تھا حسب الحکم قتل کر دیا گیا۔

سازش کا انکشاف

آخر کار قلعہ کی دیوار غنیم کی گولہ باری سے منہدم ہو گئی اور اس نے قلعہ میں داخل ہونے کے لیے پیش قدمی شروع کر دی۔ غداروں نے اس اہم واقعہ کی خبر بھی سلطان کے کانوں تک پہنچنے نہ دی۔ آخر ماہ ذیقعدہ کی ۲۷ تاریخ (سن مذکور) (۳ مئی ۱۷۹۹ء) کی رات کو حکومت کے غداروں کی سازش اور فتنہ انگیزی کا سارا حال سلطان پر کچھ اس طرح کھل گیا جیسے غیب سے ان کو اس کا القا ہوا ہو۔ دوسرے دن صبح انھوں نے نواب میر معین الدین کو ایک تہ کیا ہوا کاغذ دیا اس میں چند اشخاص کے نام لکھے ہوئے تھے اور ان کے قتل کا حکم تحریر تھا کہ "آج رات اس نوشتہ کی تعمیل کی جائے"۔ بے خبر نواب نے سر دربار ہی وہ کاغذ پڑھنے کے لیے کھول دیا۔ اتفاق سے ایک فراش نے جو اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا اور نوشت و خواند سے واقف تھا اس کاغذ کو اپنی منحوس نظروں سے دیکھ لیا۔ اس پر سب سے پہلا نام اس مفتری یعنی میر صادق کا تھا۔ بدبخت فراش نے یہ خبر اس مکار تک پہنچا دی کہ "یہ رات تمھارے لیے قبر کی رات ہو گی" اس نے آگاہ ہوتے ہی قلعہ کی شکستہ دیوار پر سے برج اور فصیل کے محافظوں کو تنخواہوں کی تقسیم کے بہانے مسجد اعلیٰ کے پاس جمع کر لیا اور موقع کا انتظار کرنے لگا۔

زندگی کا آخری دن

ذی قعدہ کی ۲۸ تاریخ تھی اور سرنگا پٹن کا قلعہ صبح کے دھندلکے میں سہما ہوا نظر آ رہا تھا کہ سلطان سوار ہو کر قلعہ کی شکستہ دیوار کا معائنہ کرنے کے لیے تشریف لائے اور بیلداروں کو اس کی مرمت پر مامور کیا۔ فصیل پر تشریف فرمائی کے لیے سائبان لگوانے کا حکم دے کر وہ محل کی طرف لوٹ گئے۔

روز بد

منجموں نے ستاروں کا حساب کتاب لگا کر سلطان سے کہا کہ آج کا دن آپ کے لیے "روز بد" ہے اور آج دوپہر کی ساتویں گھڑی آپ پر بھاری رہے گی اور قلعہ کے اطراف بھی نحوست گرد اڑاتی رہے گی بہتر یہ ہے کہ حضرت شام تک لشکر کے جلو میں رہیں اور راہ خدا میں صدقہ دیں"۔ اگرچہ منجموں کی یہ رائے سلطان کو گوارا نہیں ہوئی لیکن صدقہ کا سامان تیار کرنے کا حکم دے کر حمام میں چلے گئے اور غسل کے بعد باہر آ کر ایک سیاہ جھول والا ہاتھی چند جواہرات چاندی اور سونا اس جھول کے چاروں کونوں میں باندھ کر ایک برہمن کو دان دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اور غریب و محتاج مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے روپیہ کپڑا تقسیم کرایا۔

لقمۂ آخریں

صدقہ و خیرات کے بعد سلطان نے خاصہ لگانے کا حکم دیا دسترخوان پر بیٹھ کر سلطان نے ایک لقمہ تناول کیا۔ لیکن آہ دوسرا لقمہ ان کی قسمت میں نہیں تھا لقمہ منہ تک نہیں پہنچا تھا کہ شہر کی طرف سے آہ و فغاں کا شور اٹھا۔ اس شور کے سنتے ہی سلطان اٹھایا ہوا لقمہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین سے پوچھا "یہ کیسا شور ہے؟" لوگوں نے عرض کیا کہ "سید غفار غنیم کی توپ کا گولہ لگنے سے حضور پر قربان ہو گیا۔ اور دشمن قلعہ پر بلا مزاحمت چڑھا آرہا ہے۔"

سلطان نے ہاتھ دھو لیے اور فرمایا "پس ہم بھی چلتے" یہ کہا اور باہر آ کر ایک گھوڑی پر سوار ہوئے اور چند جاں نثار پیادوں کے ساتھ ندی کی جانب والے دریچہ سے جسے کنڑی زبان میں "دلی وڈی" کہتے ہیں قلعہ سے باہر نکلے اور مغربی مورچے کے علم کی طرف دشمنوں پر حملہ کرنے کے لیے گھوڑی کو ایڑ لگا دی۔

غداروں کے اشارے

نمک حراموں نے سید غفار کے شہید ہوتے ہی سفید رومال ہلا ہلا کر انگریزی فوج کو جو ندی کی جانب حملہ کے لیے جمع ہو گئی تھی اس سانحہ سے آگاہ کر دیا اور ان کو ان کے دوپہر تین گھڑی پر قلعہ میں داخل ہو جانے کا اشارہ کیا۔ جب ایسا انگریزی فوج نے اس سے پہلے کہ سلطانی فوج برج اور فصیل پر جمع ہو جاتی شکستہ حصار کی راہ سے چڑھائی کر دی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد قلعہ میں داخل ہو گئی۔ محصور فوج اگرچہ اس مقام پر نہایت تیزی سے جمع ہو گئی اور ہتھیار سنبھال کر بہت کچھ ان کا راستہ روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن ہر طرف سے ایسا حشر برپا ہوا کہ اس کا تدارک کسی کے بس میں نہ رہا۔ مجبور ہو کر سلطانی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنی جان و مال، ناموس و آبرو کو غنیم کے رحم و کرم کے حوالے کر دیا۔

میر صادق کا عبرتناک انجام

جس وقت سلطان کی سواری مورچہ کی طرف روانہ ہوئی تھی کور باطن میر صادق ان کے پیچھے دوڑتا ہوا گیا اور مذکورہ دریچہ کو بند کر کے اس سلامتی کے راستہ کو مسدود کر دیا اور خود کمک لانے کے بہانے سے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکل گیا اور گنجام کے تیسرے دروازے پر پہنچ کر دربانوں سے کہا کہ "میرے جانے کے بعد دروازہ کو فوراً بند کر دینا"۔ ——— اسی وقت ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور لعنت ملامت کرتے ہوئے اس سے کہا "اے ملعون! تو شاہ دین پناہ کو دشمنوں کے حوالہ کر کے اپنی جان سلامت لے جانا چاہتا ہے؟ لے اب میں تیرے کیے کا پھل تجھے چکھائے دیتا ہوں"۔ یہ کہہ کر اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ غدار گھوڑے سے جھکا کر گر پڑا اسی وقت لوگوں نے ہجوم کر کے اس کو مار مار کر قیمہ کر دیا اور اس ناپاک لاش کو بول و براز میں پھینک دیا۔ دشمنوں کے حملہ کو روکتے ہی نواب معین الدین زخمی ہو گیا۔ میر میران سید اشرف خندق کے دوسرے کنارے شہید ہوا۔ شیر خاں میر آصف ایسا گم ہوا کہ پھر اس کا پتہ نہ چل سکا کہ کہاں گیا کیا ہوا۔

آخری معرکہ اور شہادت

جب سلطان محاذ پر پہنچے تو انھوں نے فوراً ہی بھانپ لیا کہ ملازمین سرکار صریحاً حرام خوری کر رہے ہیں اور جرأت و دلیری کا موقع ہاتھ سے بکہ نکل چکا ہے چنانچہ وہ وہاں سے لوٹ کر مذکورہ دریچہ پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کے لیے دربانوں کو حکم دیا لیکن آہ کسی نے بھی اس صاحب جلال سلطان کی خبر نہ لی حالانکہ میر ندیم قلعدار چند پیادوں کے ساتھ اسی دریچہ کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے بھی پاس نمک کو بھلا کر اس طرف سے رخ پھیر لیا۔ نجات کا واحد راستہ بند تھا اور قلعہ شکن سلطان اپنے ہی قلعہ کے دروازہ پر بے یار و مددگار کھڑا ہوا ان حملہ آوروں کو دیکھ رہا تھا جو گولیاں برساتے ہوئے قریب پہنچ چکے تھے۔ کوئی اور ہوتا تو ہیبت و خوف کے مارے پتھر کی طرح بے حس بنا کھڑا رہ جاتا لیکن سلطان کی رگوں میں اسلامی حمیت و غیرت کا خون گردش کر رہا تھا چنانچہ وہ دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور نہایت اطمینان سے دشمن کے قریب پہنچنے کا انتظار کرنے لگے جیسے ہی حملہ آور ان کے سامنے پہنچے سلطان اس گروہ پر شیر کی طرح جھپٹ پڑے۔ جگہ نہایت تنگ تھی۔ پھر بھی انہوں نے بندوق اور تلوار سے دو تین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور چہرہ پر کاری زخم کھا کر اسی جگہ جام شہادت نوش فرما لیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

انگریز سرنگا پٹن میں

سلطان کی شہادت صرف ایک شخص کی شہادت نہیں تھی بلکہ یہ دکن میں مسلمانوں کی صد سالہ عظمت و شوکت کی شہادت تھی۔ اس شکست کے بعد مسلمانوں کا جو حال ہوا اور جس جس طرح ان کے مال ومتاع، ناموس و آبرو کو تاراج کیا گیا وہ بہر حال ناقابلِ بیان ہے

مختصر یہ کہ انگریزوں نے قلعہ کے سارے مقامات پر قبضہ کر لیا جو فرانسیسی وہاں مقیم تھے وہ سلطان کے محل کے سامنے نکل آئے اور انھوں نے فاتح فوج پر دو تین بار گولیوں کی باڑھ چلا کر اپنے آپ کو اسیر کرا دیا۔ سلطنتِ خداداد کے جتنے خزانے اور مال و اسباب اور سلطان کا بے حساب و شمار اثاثہ سارے کا سارا ان اجنبی لٹیروں کے ہاتھ لگ گیا۔ انگریز سپاہی جو غذا اور غلہ کی کمی کی وجہ سے فاقوں مر رہے تھے کہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لشکر میں گرانی کا یہ حال تھا کہ ایک آثار چاول دو روپیہ میں بکری کی ایک ران تین روپیہ میں، گھاس کا ایک پشتارہ دو روپیہ میں ارزاں سمجھا جاتا تھا سرنگا پٹن کی لوٹ سے چشم زدن میں تونگر ہو گئے۔

سلطان کے شہزادے، چھوٹے بھائی کریم صاحب اور ان کا زنانہ اسیر کر لیا گیا۔ البتہ فتح حیدر سلطان جو بحیثیت میر لشکر تمام فوج، فیل خانہ اور کافی ساز و سامان لے کر کری کڈہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اس واقعۂ جانکاہ کی اطلاع پا کر وہاں سے کوچ کر کے چن رائی پٹن پہنچ گیا۔

تجہیز و تکفین

انگریزوں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد شہید کے لاشہ کو مقتل سے اٹھوایا اور پالکی میں لا کر رات کو توشک خانہ میں رکھا۔ صبح ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ (۵ مئی ۱۷۹۹ء) کو تمام لڑکوں، خدمت گاروں اور ندیموں کو ان کا آخری دیدار کرایا اور جب یقین ہو گیا کہ سلطان کی لاش یہی ہے تو دفن کر دینے کی اجازت دے دی۔ اعزہ نے سلطان کی تجہیز و تکفین کر کے لعل باغ کے شاہی مرقد میں نواب مرحوم کے دائیں جانب اس شہید با تمکین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاک کے سپرد کر دیا۔

بہ یک گردش فلک وہ سارا تزک و احتشام اس طرح ناپید ہو گیا جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔ سچ ہے یہ جہان ناپائدار ایک شعبدہ سے زیادہ کچھ نہیں اس کا آغاز عبرت اور اس کا انجام حسرت ہے۔

اس سانحۂ ہوش ربا کی تاریخ کے چند شعر ایک مرثیہ سے نقل کیے جاتے ہیں (نظم)

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ — خون خود ریخت فی سبیل اللہ

بود ذی قعدہ بیست و ہشتم آں — شدہ در روز شنبہ حشر عیاں

ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ — خون ز دیوار و در رواں گشتہ

زیست پنجاہ سال با اقبال — بادشاہی نمود ہفتدہ سال

داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد — گشت آخر شہید حسب مراد

آہ تاراجی مکین و مکاں — خون بگرئید اے زمین و زماں

چوں غم او بجز دگل دیدم — سال ماتم ز درد پرسیدم

گفت ہاتف ز نیم آہ برلفت — نور اسلام و دین ز دنیا رفت

ایک دوسری تاریخ ہے "نان بیوہ شکستہ شد"، ایک اور مادہ تاریخ ہے "نسل حیدر شہید اکبر شد" (۱۲۱۳ھ ۱۷۹۹ء)، ایک شخص نے اسی مصرع سے "آہ" کے تعمیہ سے چھ تاریخیں نکالی ہیں۔

انگریزوں نے تمام ہاتھیوں، اونٹوں، گھوڑوں، خچروں اور کل اثاثہ دولت کو قبضہ میں لے لیا اور تیار شدہ قیمتی تخت کو توڑ کر جڑاؤ زیورات، جواہر دار پدک (تمغے)، مروارید کی ہار وغیرہ کافی تعداد میں ہراج کرا دیے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان کا کتب خانہ انگلستان کو روانہ کر دیا۔

ایک ہفتہ کے بعد غدار قمرالدین خاں جو اس روز بد کا خدا کی طرف سے متمنی تھا خوشی خوشی جنرل ہارس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی جاگیر گرم کنڈہ کے متعلق گفت و شنید پکی کر کے نوبت بجاتے ہوئے اس طرف چلا گیا۔

فتح حیدر سلطان کی خوش فہمی

فتح حیدر سلطان نے جب اپنے ہمراہیوں کو نہایت خوفزدہ پایا اور انگریزوں کی طرف سے بہ تسلی آمیز باتیں سنیں کہ وہ اسے تخت سلطنت پر بٹھانا چاہتے ہیں تو اس نے بھی جنگ و پیکار کا خیال دل سے نکال دیا۔ اس وقت اگرچہ چند بہادروں نے جیسے ملک جہاں خاں کہ وہ سلطان کی شہادت کے بعد قید سے رہائی پا کر فتح حیدر سلطان کے پاس آ گیا تھا اور سید ناصر علی میر میراں اور چند آصفوں نے اسے صلح سے روکا بھی اور جنگ کی ترغیب دیتے رہے اور اسے سمجھایا کہ سلطان نے صرف اپنی جان خوشنودئ حق کے لیے نثار کر دی لیکن ان کی مملکت کے اضلاع مستحکم قلعے اور اندرونی علاقے ابھی سرکار ہی کے کارندوں کے ہاتھ میں ہیں۔ پیدل اور سوار فوج سامان حرب کے ساتھ موجود ہے اگر ملک گیری کا عزم اور بہادری کا یارا ہے تو بس سمجھئے اس کا یہی موقع ہے ہم سب آپ کے ساتھ جانیں لڑا دیں گے" لیکن شہزادے نے نمک حرام پرنیا زنار دار کے بہکانے سے جو اس مملکت کی تباہی کے درپے تھا اور بعض دوسرے بدخواہ درباریوں کے کہنے سے جو اپنے اسیر بال بچوں کو یاد کر کے نمک حرامی پر آمادہ ہو گئے تھے خیر خواہوں کے معقول مشورہ کو قبول نہیں کیا اور سلطنت و فرمانروائی سے دست بردار ہو کر جنرل ہارس کی ملاقات کے لیے چلا گیا۔

شہزادہ کی یہ خام خیالی کہ انگریز اسے باپ کی گدی پر بٹھائیں گے جلد ہی دور ہو گئی کیونکہ مدراس کے فیصلہ کے مطابق انگریزوں نے میسور کی راجاؤں کی اولاد میں سے ایک پانچ سالہ لڑکے کو بس دکھاوے کے لیے میسور میں وراثت کی مسند پر بٹھا دیا اور پرنیا زنار دار کو اس خدمت کے عوض کہ اس نے شہزادہ کو صلح و اطاعت پر آمادہ کر دیا تھا۔ تین لاکھ ہون کے علاقہ کی دیوانی اور مستاجری کے حقوق بحال کر دیے۔

اسیر شہزادے

سلطان کے فرزندوں اور خانوادہ کو جس میں چند مستورات رہ گئی تھیں کریم صاحب اور ان کے آدمیوں کے ساتھ دار الحکومت ویلور کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور تمام اسیروں اور ہر شہزادہ کے نام ماہانہ معقول خرچ معقول مقرر کر دیا گیا۔ تا دم تحریر تمام شہزادے اسی قلعہ میں مقیم ہیں۔ جن کے ناموں کی تفصیل یہ ہے حیدر علی خان سلطان ملقب بہ فتح حیدر سلطان جو تمام بھائیوں میں بڑے ہیں۔ محی الدین سلطان، معز الدین سلطان،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبحان صاحب، سلطان شکر اللہ سلطان، غلام احمد سلطان، غلام محمد سلطان، جمال الدین سلطان، [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] بادشاہ بیگم، سراج الدین سلطان، [illegible] سلطان، نورالدین سلطان، [illegible] شہزادے اپنے متعلقین اور مستورات خدام
کے ساتھ قلعہ ویلور میں اسارت کی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ البتہ ۱۲۱۷ھ میں حیدر علی بن کریم صاحب
اس خاندان سے کٹ کر مرہٹوں کے پاس چلا گیا۔

چیتل درگ پر قبضہ

جنرل ہارس نے دارالسلطنت کا سارا بندوبست حسب خاطر انجام دے کر چیتل درگ کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں کے تمام کوہستانی اور میدانی قلعوں پر قبضہ کر لیا اور بعض جگہ تھانے مقرر کر کے مدراس کو لوٹ گیا اور پھر کرنل ریڈ، جنرل فلائی وغیرہ کے ساتھ ولایت واپس چلا گیا۔

گتی، رتن گیری، مرکیسی، ہرپن پلی، وانی گندی، رنپو کنڈہ اور مترک سرا وغیرہ کچھ عرصہ تک ممالک محروسہ حیدر آباد میں شامل ہو گئے۔ بعد میں ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) میں انگریزی فوج کے تنخواہ کے عنوان سے یہ علاقے کمپنی نے اپنے نام منتقل کرا لیے۔

محاذ کا آخری سپاہی

سلطان شہید کے بعد صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے تلوار نیام میں نہیں ڈالی اور شہیدوں کے خون کی عزت و ناموس کی لاج رکھ لی۔ یہ وہی نو مسلم مظلوم اسیر تھا جسے میر صادق بدبخت نے قید میں ڈلوا دیا تھا۔ یہ بیان کر آئے ہیں کہ ملک جہاں خاں سلطان کی شہادت کے بعد پٹن کے قید خانہ سے فرار ہو کر فتح حیدر سلطان کے پاس آ گیا تھا جب شہزادہ جنرل ہارس کے پاس چلا گیا اور سارا لشکر منتشر و پراگندہ ہو گیا تو وہ ایک گھوڑے پر سوار تنہا ایک طرف کو نکل گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد ہم اسے تین ہزار سواروں اور پیادہ کے ساتھ اس خونی داستان کے پس منظر سے ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ خدا جانے کس طرح اس نو مسلم مجاہد نے اس قدر ترقی کی اور کہاں سے یہ سارا لشکر فراہم کر لیا۔ بہرحال اس نے کافر اجنبیوں کے تسلط و اقتدار کو ایک لمحہ کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا اور کرشنا و تنگبھدرا کے درمیانی علاقہ میں انگریزوں اور ان کے حلیفوں کے خلاف برسرپیکار ہو گیا۔ جلد ہی اس نے حسن تدبیر سے انی گندی صوبیدار ببر جنگ وغیرہ کو اپنا پشت پناہ و موافق بنا لیا اور حاکم کولاپور کی طرفداری سے کنوکھل مرہٹہ اور ناظم مرج پرسرام پر شیرانہ حملہ کر کے ان کے سر نیزے پر چڑھا دیے۔

ملک جہاں خاں کے دلیرانہ حملے

انگریزوں کے ان حلیفوں کو ختم کرنے کے بعد ملک جہاں خاں نے انگریزی فوج پر حملہ کی تیاریاں

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیں۔ انگریزوں سے ملک جہاں خاں کے سخت مقابلے ہوئے یہ معرکے اتنے سخت تھے کہ رات دن مسلسل حالت جنگ ہی میں گزرتے تھے ان معرکوں میں اس بہادر نے بڑی فتوحات حاصل کیں اور بے شمار مالِ غنیمت دشمن سے چھینا۔ لیکن اس غریب الدیار کے پاس نہ تو کوئی مستقل خطۂ زمین تھا اور نہ کوئی قلعہ ہی اس کے قبضہ میں تھا جو اس کے لاؤ لشکر کے لیے پناہ گاہ کا کام دیتا اس لیے اسے اپنے لشکر کو ہمیشہ کوچ کی حالت میں رکھنا پڑتا تھا۔ انگریز فوج توپ خانہ لیے ہوئے اس کے پیچھے لگی رہتی تھی اور سفر و حضر، بیداری و خواب ہر وقت ان حوصلہ آزماؤں کے سر پر گولے پھٹتے رہتے تھے اس رات دن کی تگ و دو سے اس کا لشکر تھک گیا اور اس کے کافی آدمی شہید ہو گئے۔ پھر بھی اس نے ہمت نہیں ہاری اور برق رفتاری سے نقل و حرکت کرتے ہوئے دو سال تک برابر انگریز فوجوں کو پریشان رکھا۔

افغانوں کی غداری

جس وقت ملک جہاں خاں کوتال بھنور کے علاقہ میں برسرِ پیکار تھا کرّپہ اور کنول کے افغانوں نے طرفداری کا ڈھونگ رچا کر ایسی سازش کی کہ انگریزی فوج نے اس کی جمعیت کو بری طرح پراگندہ کر دیا اور پھر اس بہادر کا پتہ نہیں چلا کہ وہ کیا ہوا اور کہاں گیا۔ اس کی یادگار اس کا نام ہی نام ہے جو ہمیشہ تاریخ کے صفحات پر مزین رہے گا۔

غداری کا انجام

قمرالدین خاں نے گرم کنڈہ کی جاگیر میں کچھ دن عیش و عشرت کے گزار دیے اور ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو کر بعد حسرت و یاس ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس نے جان دے دی۔

بدرالزماں خاں، غلام علی خاں ایلچی، محمد رضا خطیب، چند میر میراں، میہدار برہان الدین کے بھائی یعنی لالہ میاں کے لڑکے اور غلام علی بخشی کندہ چارو وغیرہ کہ یہ سب غدار اور میر صادق ملعون کے شریک کار تھے حسن خدمات کے صلہ میں کمپنی سے اپنا حق سعی اور ماہانہ مشاہرے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ خدا جانے انہیں ایسا کون سا بڑا نفع ملا جس کی خاطر وہ یہ خونی کھیل کھیلنے اور دین و دنیا کی رسوائی مول لینے پر راضی ہو گئے تھے۔ ان کی اس ہمت اور کارگزاری پر ہزار ہزار آفرین و تحسین۔

"ننگِ آدم ننگِ دیں ننگِ وطن"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۰

سلطان شہید

بحیثیت فرمانروا بحیثیت انسان

سلطان شہید کے محامد اخلاق زبان زد عام ہیں اور شرح و بیان کے محتاج نہیں۔ تاہم مجملاً ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سلطان کی نشست و برخاست اور خلوت و جلوت سے شاہانہ تمکنت و وقار جھلکتا تھا (اپنے باپ کے برعکس) ان کو ہر علم سے کامل واقفیت اور آگاہی حاصل تھی۔ نہایت ہی اچھے انشا پرداز اور سخن فہم سخن شناس تھے۔ سلیقہ شعار، دانشور اور معاملہ فہم تھے۔ معاملات کے سرانجام دینے میں کسی کی رہنمائی کے محتاج نہیں تھے۔

سلطان خود بھی صاحب علم تھے اور اہل علم کی قدردانی بھی بیش از بیش کیا کرتے تھے۔ بڑے جوہر شناس نہایت خوش اوضاع اور پسندیدہ اطوار تھے۔

مسلمانوں کی تربیت و پرورش کا ان کو ہمیشہ خیال رہتا تھا دوسری قوموں سے سخت متنفر رہتے تھے کسی کو تعظیم نہیں دیتے تھے۔

ان کے دربار کی نشست صبح سے رات کی دو گھڑی تک جمی رہتی تھی۔ صبح کی نماز کے بعد قرآن کریم کی قرأت و تلاوت کی ہمیشہ عادت تھی۔ ہر وقت با وضو تسبیح بدست رہتے تھے۔

کھانا دو وقت تناول فرماتے تھے ان کے دستر پر تمام امرا اور شہزادے حاضر رہتے تھے۔

جس دن سے لارڈ ارل والس سپہ سالار انگریز سے صلح کی تھی چارپائی، تکیے اور توشک پر سونا ترک کر دیا تھا۔ زمین ہی پر کھادی کے چند موٹے کپڑے بچھا لیتے اور رات کی بس چند گھڑیاں اسی پر گزار دیتے۔

اکثر فارسی ہی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ تناول طعام کے لیے دو بجے کا وقت مقرر تھا۔ اس وقت تک سلاطین عرب و عجم کی متداولہ کتب تاریخ سے محل و موقع کے مناسب حکایات بیان کرتے رہتے تھے۔ عموماً ان کی زبان پر مختلف مذاہب، احادیث رسول اور سیرت پاک کا تذکرہ رہتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے معنی ہزلیات لایعنی مفوات کو دین واسلام کی اعانت سمجھتے تھے کسی قسم کی بے ہودہ باتوں کا ان کی مجلس میں دخل نہیں تھا البتہ کبھی کبھی تفنن طبع کے طور پر رقص ملاحظہ کر لیا کرتے تھے۔

سلطان نہایت کفایت شعار تھے کسی معاملہ میں بھی اسراف نہیں کرتے تھے۔ لباس بھی بقدر ضرورت استعمال کرتے تھے۔ رنگین لباس سے جس کا رواج امراء و سلاطین ہا سبق میں کافی رہا تھا اس خیال سے محترز رہتے تھے کہ اس سے نماز جائز نہیں ہوتی۔ سفر اور سواری میں البتہ زرد کوٹ یا سرخ زردوزی کی بنڈی پہنا کرتے تھے۔ اور پگڑی کے اوپر سے ٹھوڑی کے نیچے تک سفید رومال باندھنے کی عادت تھی کسی کو سفید رومال باندھنے کا حکم نہیں تھا۔ اپنے آخری عہد میں سبز رنگ کی شملہ دار دستار عربوں کی طرح اوڑھا کرتے تھے اور ایک جڑاؤ طرہ سر پر لگاتے تھے۔

اہل ہنر کی عزت و توقیر میں ان کو بڑا اہتمام رہتا تھا۔ نواب مرحوم کی عادت کے برخلاف وہ پلکوں ابروؤں اور مونچھ کے بال رکھا کرتے تھے۔ داڑھی چونکہ صرف ٹھوڑی پر مختصر سی تھی اسے کسر شان سمجھ کر ترشوا دیا کرتے تھے۔

حیاداری میں ان کی شخصیت منفرد تھی۔ ایام بلوغت سے مرتے دم تک کسی نے ان کے ستر کو کھلا ہوا نہیں دیکھا۔ حمام میں بھی یہ اہتمام رہتا تھا کہ نہاتے تو سارا بدن چھپا کر ہی نہاتے۔ قلمرو خداداد میں تمام ہندو عورتیں حیوانوں کی طرح سر اور سینہ کھلا رکھنے کی عادی تھیں۔ سلطان نے احکام نافذ کر دیے کہ کوئی عورت اوڑھنی کے بغیر برہنہ سر باہر نہ نکلے۔ اس وقت سے بے حیائی کی رسم اٹھ گئی۔

حق شناسی کا مادہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اتفاق سے ایک عید میں تہنیت و مبارک بادی کے لیے والد مرحوم کے محل میں تشریف لے گئے۔ اور ماں کی قدم بوسی، سلام اور انعام و خلعتیں تقسیم کرنے کے بعد اسی جگہ کچھ دیر بستر پر لیٹ گئے۔ اس اثنا میں نواب مرحوم کی دو منظورِ نظر جو نہایت حسین و جوان سال تھیں خدا بہتر جانے نیک یا برے ارادہ سے اپنے حجروں سے نکل آئیں اور سلطان کے پیر دبانے لگیں۔ سلطان کی آنکھ کھل گئی بیدار ہو کر انھیں دیکھا اور یہ جان کر کہ دونوں ان کی ماں کا درجہ رکھتی ہیں غصے سے تھرا اٹھے اور ان سے کہا "تم تو میری ماں ہو یہ تم نے کیسی بے ادبانہ جرأت کی اس روسیاہی پر کل میں اپنے باپ کو کیا جواب دوں گا" یہ کہہ کر خواجہ سراؤں کو بلایا اور دونوں کو ایسی سزا دلوائی کہ دوسروں کو عبرت ہو گئی۔

شجاعت و دلیری میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ شہسواری اور نیزہ بازی میں تو جواب نہیں

رکھتے تھے۔

ذہن بڑا اجدت پسند تھا، چنانچہ ہر معاملہ میں نئی نئی اختراعات کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ سن محمدی کو رواج دیا تھا جس کا ذکر آچکا ہے، شمسی مہینوں کے نام جو اس ملک میں ہندی اصطلاح میں مروج ہیں، فارسی اصطلاح میں ابجد کے حساب سے وضع کر کے رائج کیے تھے۔ وہ نام یہ ہیں :۔

احمدی ، بہاری ، جلوی ، دارائی ، ہاشمی ، واسعی

زبرجدی ، حیدری ، طلوعی ، یزدانی ، ایزدی ، نہائی

لیکن آخر عہد میں ان کو خود ہی ترک کر کے حسب ذیل نام رکھ دیے :۔

احمدی ، بہاری ، تقی ، ثمری ، جعفری ، حیدی

خسروی ، دینی ، ذاکری ، رحمانی ، ربانی ، زکی

ساٹھ سالوں کے نام عربستان و ترکستان میں مطابق ذیل مشہور ہیں :۔

سال اول ، قصوراط ، سال دوم ، عالماط ، سال سوم صراط۔

سال چہارم غیراط ، سال پنجم مستقیماط وغیرہ وغیرہ

سلطان نے ان کو اس طرح بدل دیا :۔

سال اول احد سال دوم احمد سال سوم آب

سال چہارم جا سال پنجم باب سال ششم بجا

سال ہفتم اید سال ہشتم جاد سال نہم جاہ

سال دہم ادج وغیرہ

سلطان نے ہون اور روپیہ مسکوک کرایا جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں

صدیقی :۔ اس سکہ پر روپیہ ہی کی ضرب ہوتی تھی لیکن اس کی قیمت سولہ روپیہ تھی۔

فاروقی ہون :۔ اس کے ایک جانب تو سکہ کا یہی نام ہوتا تھا اور دوسرے رخ پر "ح" کا نشان ہوتا تھا۔

امامی روپیہ اور چاندی :۔ یہ وزن اور قیمت میں دو روپیہ کے مساوی تھا۔

باقری :۔ نصف روپیہ

جعفری :۔ پاؤ روپیہ

کاظمی : دو آنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلم سکہ کا نام راحتی رکھا تھا اور آنہ کو آیہ

پیمانوں کے نام بھی اسی طرح وضع کر رکھے تھے:۔

آثار کو جس کا وزن چوبیس پیسوں کے برابر تھا "دکس"

من کو جو چالیس آثار ہوتا ہے "بید"

کھنڈی کو جو چوبیس کروں کی ہوتی ہے "احیا" کہا جاتا تھا۔

ہتھیاروں کے بھی نام بدلے ہوئے تھے:۔

عمدہ توپوں کو "شیر دہانی" دو ضربہ سہ ضربہ بندوقوں مقراض چاقو ساعت نما اور خنجروں کو "ظفر دندہ" کا نام دیا ہوا تھا۔ یہ سارے آلات اور ہتھیار "تیر سپر یافتہ" نامی ڈھالیں کہ ان پر تیر اور گولی کارگر نہیں ہوتی تھی۔ وہ بڑی توجہ اور دلچسپی سے تیار کرواتے تھے۔

ہر ملک کے اہم اقسام کے کپڑے جیسے شال، مخمل، کمخواب، بنات وغیرہ کی بنائی کے کارخانے قائم کرائے تھے اور لاکھوں روپیہ ان کارخانوں اور اسلحہ سازی پر صرف کیا کرتے تھے۔

دین محمدی اور اہل سنت والجماعت کی بڑی پاسداری اور تحفظ کیا کرتے تھے اور ہر معاملہ پر اصول دین کو مقدم رکھتے اور ترجیح دیا کرتے تھے۔ مکروہات اور منہیات سے خود بھی محترز رہتے تھے اور اپنے تمام ملازمین کو بھی روکتے تھے۔ ہر شعبۂ ملکی کے لیے ہر معاملہ سے متعلق فرامین حکمنامے علیحدہ علیحدہ مخصوص طرز تحریر میں لکھوا رکھے تھے۔

نظم مملکت میں سلطان سے عموماً ایک غلطی سرزد ہوتی رہی کہ انھوں نے جس کسی کو اس کی خدمت سے معزول کیا پھر تنبیہ و تادیب کے بعد اس خدمت پر اسے مامور بھی کر دیا۔ سلطنت خداداد کے زوال میں اور دیگر اسباب کے علاوہ ان کی اس غلطی کا بھی بڑا حصہ رہا حالانکہ نواب مرحوم حیدر علی خاں اس معاملہ میں بڑے سخت تھے انھوں نے جس کسی کو بھی خدمت سے علیحدہ کیا پھر اسے اس خدمت پر مامور نہیں کیا اسی وجہ سے ماتحتین کی مجال نہ تھی کہ کسی شوخی یا انحراف کا تصور بھی کریں۔

سلطان کی عادت تھی کہ فرامین، پروانہ جات اور احکامات کے سرنامہ پر اپنے ہاتھ سے پوری بسم اللہ خط طغریٰ میں لکھتے۔ پھر ان کے نیچے دستخط کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تتمہ

پیش نظر تاریخ اس مقام پر ختم ہو جاتی ہے البتہ آخر میں مصنف کتاب سید میر حسین علی کرمانی نے دو صفحہ کا خاتمہ تحریر کیا ہے۔ جسے اس وقت کے رواج کے مطابق مرصع و مسجع بنانے کی کوشش کی ہے اس عبارت آرائی سے صرف نظر کر کے جو چار ضروری باتیں تصنیف ہذا کے متعلق مصنف نے بتائی ہیں یہ ہیں۔

ابتدائی فقرہ میں مصنف نے نام لیے بغیر یہ ظاہر کیا ہے کہ اس نے یہ تاریخ کسی اہم شخصیت[1] کی فرمائش اور حکم پر لکھی ہے۔

دوسرے فقرہ میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کو مصنف نے انتہائی مصروفیات، کثرت مشاغل، سفر و حضر کی مشکلات کے باوجود تکمیل کیا ہے اس کے بعد ہی کہا ہے کہ اس بار گراں کو اٹھانے کی صلاحیت و طاقت مجھ میں نہیں تھی محض "حضرت موصوف" کے حکم کی تعمیل میں میں نے اس اہم ذمہ داری کو سرانجام دیا۔

تیسری بات یہ کہی ہے کہ بیان کردہ سارے حالات واقعی اور حقیقی ہیں اور ان میں کذب و دروغ کا شائبہ تک نہیں۔

اس کے بعد اشارۃً و کنایۃً نہیں بلکہ کھلے الفاظ میں مطلب کی بات کہی ہے کہ

"شہزادوں اور سلطان کے عقیدت مندوں سے توقع ہے کہ وہ اس نسخہ کو نوازش والطاف غور پرداخت سے ملاحظہ و مطالعہ فرمائیں گے ـــــ اور ـــــ حسب استعداد حسن توفیق "وافر البضاعت صلہ" جو ماحصل زندگی ہے عنایت فرمائیں گے اور اس "قامت محنت کشیدہ" کو آفرین و تحسین کی خلعتوں سے نوازیں گے۔"

اس "حسن طلب" نہیں بلکہ "کھلے مطالبہ" کے بعد جس سے مصنف کی پریشان حالی کا بڑی حد تک اندازہ ہوتا

---

[1] قرائن سے اور صاحب علم مستند اصحاب کی تصدیق پر یہی اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ تاریخ نظربند شہزادوں میں سے کسی ایک کی فرمائش پر ہی تصنیف کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ غالباً اس تازہ تازہ انقلاب کے بعد نہایت نازک حالات سے گزر رہا ہوگا کہ حرفِ مطلب نہایت اضطرار کے ساتھ کھل کر زبان پر آگیا اور قلم شکم سیر نثر نگاروں کی طرح لفظی صناعی اور جواہر نگاری کا متحمل نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالے سے دعا مانگی ہے کہ وہ اس کتاب کو "پریشان مغال خوردہ چینیوں" کی دست برد سے بچائے رکھے اور اس "نغمۂ نشوزی" کو ارباب وجد و ذوق" کی محفل میں بار پانے کا موقع عطا فرمائے۔

آخری جملہ جس میں تکملۂ کتاب کی تاریخ[^1] درج ہے حسب ذیل ہے:۔

"بفضلہٗ روز جمعہ بتاریخ بیستم شوال المکرم ۱۲۱۷ھ (۱۲ فروری ۱۸۰۳ء) ہجری یک ہزار و دو صد ہفت دہ بود خاطر را از محن و مشتاق تردد و تلاش دکاوش لفظ و معنی مناسب بر محل نجات حاصل گردید" قطعہ

نسخۂ دلپذیر شد چو تمام | خاطرم جمع شد بفضل اللہ
سال تاریخ ختم آں خردم | بے سر کذب گفت "ذکر دو شاہ"

---

[^1]: ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ مطابق ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو ٹیپو سلطان کی شہادت ہوئی۔ اس حساب سے یہ تاریخ سانحۂ شہادت سے بس چار سال بعد ہی لکھی گئی۔ سلطنت خداداد کی تاریخ کے لئے اس سے زیادہ تازہ ترین ماخذ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو میں پہلی مرتبہ — عظیم اور معروف و مقبول عربی کتاب کا مستند اور مکمل ترجمہ

سیرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اہم اور قدیم ترین مآخذ

جسے دُنیائے اسلام میں

بارہ صدیوں سے سیرۃ طیبہ کا سب سے بڑا ذخیرہ تسلیم کیا جا رہا ہے!

سیرت النبی ﷺ از ابن ہشام

ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی ○ نظرثانی و تہذیب: مولانا غلام رسول مہر

جس خوب صورتی اور جامعیت کے ساتھ

حضورؐ کی سیرت مقدسہ کا نقشہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے،

کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتا

اس لئے کہ

- سیرت نبویؐ پر تمام دوسری کتابوں کا مآخذ ابن ہشام کی یہی معرکہ آرا تصنیف ہے۔
- مصنف کا مخصوص اور دل کش اسلوب نگارش ہر بنیادی اور جزوی واقعہ کی ہوبہو تصویر سامنے لے آتا ہے۔
- جامعیت کا یہ عالم ہے کہ غزوات تک کے متعلق حتی الامکان کوئی بھی جزئیہ نظر انداز نہیں ہوا۔

اردو ترجمہ میں بھی

- جامعیت کے پیش نظر تمام عربی اشعار مع ترجمہ شامل کیے گئے ہیں۔
- ابواب اور فصول اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا واقعہ معلوم کرنے کے لیے فہرست دیکھتے ہی اس کے مقام کا پتہ چل جائے۔
- اشخاص اور مقامات کے ناموں کے صحیح تلفظ کی خاطر ان پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔
- حواشی میں ہر ضروری امر کی تصریح کر دی گئی ہے نیز ہر مقام کا صحیح موقع اور محل بھی حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا گیا ہے۔
- واقعات اور حالات کو پوری طرح واضح اور ذہن نشین کرانے کے لیے غزوات کے نقشے بھی جزو کتاب ہیں۔

تیسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

- آپ اپنی فرمائش مع ۵/ منی آرڈر کے ساتھ جلد بھیج دیں۔

بڑا سائز، ضخامت ۱۶۰۰ صفحات، دو جلدیں، کامل مجلد قیمت 25

297.64 م 455 ن
14336-EU-64*

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اُردو میں پہلی مرتبہ — عظیم اور معروف و مقبول عربی کتاب کا مستند اور مکمل ترجمہ

سیرتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اہم اور قدیم ترین مآخذ

جسے دُنیائے اسلام میں

بارہ صدیوں سے سیرۃ طیبہ کا سب سے بڑا ذخیرہ تسلیم کیا جا رہا ہے!

سیرت النبی ﷺ از ابن ہشام

ترجمہ مولانا عبد الجلیل صدیقی ○ نظرثانی و تہذیب: مولانا غلام رسول مہر

جس خوب صورتی اور جامعیت کے ساتھ

حضور کی سیرتِ مقدسہ کا نقشہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے،

کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتا

اس لئے کہ

- سیرتِ نبوی پر تمام دوسری کتابوں کا مآخذ ابن ہشام کی یہی معرکہ آرا تصنیف ہے۔
- مصنف کا مخصوص اور دلکش اسلوب نگارش ہر بنیادی اور جزوی واقعہ کی ہو بہو تصویر سامنے لے آتا ہے۔
- جامعیت کا یہ عالم ہے کہ غزوات تک کے متعلق حتی الامکان کوئی بھی جزئیہ نظر انداز نہیں ہوا۔

اُردو ترجمہ میں بھی

- جامعیت کے پیش نظر تمام عربی اشعار مع ترجمہ شامل کیے گئے ہیں۔
- ابواب اور فصول اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا واقعہ معلوم کرنے کے لیے فہرست دیکھتے ہی اس کے مقام کا پتہ چل جائے۔
- اشخاص اور مقامات کے ناموں کے صحیح تلفظ کی خاطر ان پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔
- حواشی میں ہر ضروری امر کی تصریح کر دی گئی ہے نیز ہر مقام کا صحیح موقع اور محل بھی حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا گیا ہے۔
- واقعات اور حالات کو پوری طرح واضح اور ذہن نشین کرانے کے لیے غزوات کے نقشے بھی جزوِ کتاب ہیں۔

تیسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

- آپ اپنی فرمائش ۵/۔ کے منی آرڈر کے ساتھ جلد بھیج دیں۔

بڑا سائز، ضخامت ۱۶۰۰ صفحات، دو جلدیں، کامل مجلد قیمت 25

297.64
م 455 ن
14336-EU-64*
کتاب منزل لاہور

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور